تین سو تیرہ
اصحاب صدق و وفا

مؤلفین

نصر اللہ خاں ناصر۔ عاصم جمالی

در اربعین آمده است کہ خروج مہدی از قریہ کدعہ باشد: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُخْرُجُ الْمَھْدِیُ مِنْ قِرْیَۃٍ یُقَالُ لَھَا کَدْعَۃٌ وَ یُصَدِّقُہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ وَ یَجْمَعُ اَصْحَابَہٗ مِنْ اَقْصٰی الْبِلَادِ عَلٰی عِدَّۃِ اَھْلِ بَدْرَ بِثَلَاثِ مِائَۃٍ وَ ثَلَاثَۃِ عَشَر رِجَال وَ مَعَہٗ صَحِیْفَۃٌ مَخْتُومَۃٌ (اَیْ مَطْبُوعَۃٌ)

مؤلفین

نصر اللہ خاں ناصر۔ عاصم جمالی

تین سو تیرہ ۳۱۳

اصحابِ صدق وصفا

○○☆○○

مؤلفین

نصراللہ خان ناصر......عاصم جمالی

نام کتاب: .... تین سو تیرہ ۳۱۳ اصحابِ صدق و صفا.

طبع اول: 2007ء

طبع دوم: 2011ء

مؤلفین: .... نصراللہ خاں ناصر۔ عاصم جمالی

کمپوزنگ ڈیزائننگ: .... انیس احمد؛ فرحان احمد

پرنٹر: ....طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ

ناشر: .... عبدالمنان کوثر

مطبع: .... ضیاءالاسلام پریس ربوہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

پیش لفظ (طبع اول)

سورۃ الجمعہ میں حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت ثانیہ کا ذکر وَ آخَرِیۡنَ مِنۡھُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِھِمۡ (آیت:۴) میں کیا گیا ہے۔ یہ بعثت ثانیہ اس جماعت میں مقدر تھی جو لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِھِمۡ یعنی صحابہ کی پہلی مقدس جماعت سے ابھی نہیں ملے۔ اس کا ذکر صحیح بخاری میں اس طرح ہے۔

عَنۡ أَبِی ھُرَیۡرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ کُنَّا جُلُوۡسًا عِنۡدَ النَّبِیِّ ﷺ فَأُنۡزِلَتۡ عَلَیۡہِ سُوۡرَۃُ الۡجُمُعَۃِ (وَآخَرِیۡنَ مِنۡھُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِھِمۡ) قَالَ قُلۡتُ مَنۡ ھُمۡ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ فَلَمۡ یُرَاجِعۡہُ حَتّٰی سَأَلَ ثَلَاثًا ، وَفِیۡنَا سَلۡمَانُ الۡفَارِسِیُّ ، وَضَعَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ یَدَہٗ عَلٰی سَلۡمَانَ ثُمَّ قَالَ لَوۡ کَانَ الۡإِیۡمَانُ عِنۡدَ الثُّرَیَّا لَنَالَہٗ رِجَالٌ أَوۡ رَجُلٌ مِنۡ ھٰؤُلَاءِ.

(جامع صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ الجمعۃ حدیث نمبر 4897)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے تو آپؐ پر سورۃ الجمعۃ نازل ہوئی جس میں آیت وَآخَرِیۡنَ مِنۡھُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِھِمۡ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ یہ کون لوگ ہیں۔ مگر آپؐ نے توجہ نہ فرمائی یہاں تک کہ میں نے تین مرتبہ عرض کیا اور ہمارے درمیان حضرت سلمان فارسیؓ بھی تھے آپؐ نے حضرت سلمان فارسیؓ پر اپنا ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ اگر ایمان ثریا پر بھی ہوگا تو اس شخص کی قوم سے رجال یا رجل ایمان کو دوبارہ قائم کر دیں گے۔

حضرت مسیح موعود و مہدی معہودؑ نے اس پیشگوئی کا ذکر اپنی کتاب انجام آتھم میں فرمایا ہے۔ آپ زیرِ عنوان ''ایک پیشگوئی کا پورا ہونا'' فرماتے ہیں:۔

''چونکہ حدیث صحیح میں آ چکا ہے کہ مہدی موعودؑ کے پاس ایک چھپی ہوئی کتاب ہوگی جس میں اس کے تین سو تیرہ اصحاب کا نام درج ہوگا۔ اس لئے یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ وہ پیشگوئی آج پوری ہو گئی۔ یہ تو ظاہر ہے کہ پہلے سے اس امت مرحومہ میں کوئی ایسا شخص پیدا نہیں ہوا کہ جو مہدویت کا مدعی ہوتا اور اُس کے وقت میں چھاپہ خانہ بھی ہوتا اور اس کے پاس ایک کتاب بھی ہوتی جس میں تین سو تیرہ نام لکھے ہوئے ہوتے اور ظاہر ہے کہ اگر یہ کام انسان کے اختیار میں ہوتا تو اس سے پہلے کئی جھوٹے اپنے تئیں اس کا مصداق بنا سکتے۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ خدا کی پیشگوئیوں میں ایسی فوق العادت شرطیں ہوتی ہیں کہ کوئی جھوٹا ان سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ اور اس کو وہ سامان اور اسباب عطا

نہیں کئے جاتے جو سچے کو عطاء کئے جاتے ہیں''۔

شیخ علی حمزہ بن علی ملک الطّوسی اپنی کتاب جواہر الاسرار میں جو ۸۴۰ھ میں تالیف ہوئی تھی مہدی موعودؑ کے بارے میں مندرجہ ذیل عبارت لکھتے ہیں ''در اربعین آمدہ است کہ خروج مہدی از قریہ کدعہ باشد۔ **قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخرج المھدی من قریۃ یقال لھا کدعۃ و یصدقہ اللہ تعالیٰ ویجمع اصحابہ من اقصیٰ البلاد علیٰ عدّۃ اھل بدر بثلاث مائۃً وثلاثۃ عشر رجالا و معہ صحیفۃ مختومۃ (ای مطبوعۃ) فیھا عدد اصحابہ باسمائھم وبلاد ھم و خلالھم** یعنی مہدی اس گاؤں سے نکلے گا جس کا نام کدعہ ہے (یہ نام دراصل قادیان کے نام کو مُعَرَّب کیا ہوا ہے) اور پھر فرمایا کہ خدا اس مہدیؑ کی تصدیق کرے گا اور دور دور سے اس کے دوست جمع کرے گا جن کا شمار اہل بدر کے شمار سے برابر ہوگا یعنی تین سو تیرہ ۳۱۳ ہوں گے اور ان کے نام بقید مسکن وخصلت چھپی ہوئی کتاب میں درج ہوں گے۔

اب ظاہر ہے کہ کسی شخص کو پہلے اس سے یہ اتفاق نہیں ہوا کہ وہ مہدی موعودؑ ہونے کا دعویٰ کرے اور اس کے پاس چھپی ہوئی کتاب ہو جس میں اس کے دوستوں کے نام ہوں لیکن میں پہلے اس سے بھی آئینہ کمالات اسلام میں تین سو تیرہ نام درج کر چکا ہوں اور اب دوبارہ اتمام حجت کے لئے تین سو تیرہ نام ذیل میں درج کرتا ہوں تا ہر یک منصف سمجھ لے کہ یہ پیشگوئی بھی میرے ہی حق میں پوری ہوئی اور بموجب منشاء حدیث کے یہ بیان کر دینا پہلے سے ضروری ہے کہ یہ تمام اصحاب خصلت صدق وصفا رکھتے ہیں اور حسب مراتب جس کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے بعض بعض سے محبت اور انقطاع الی اللہ اور سرگرمی دین میں سبقت لے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اپنی رضا کی راہوں میں ثابت قدم کرے۔......''

(ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 324-325)

حضرت اقدس بانیؑ سلسلہ احمدیہ نے ضمیمہ انجام آتھم کے تین سو تیرہ ۳۱۳ اصحاب صِدق ووفا کا ذکر اس سے پہلے ''آئینہ کمالات اسلام'' میں بھی کیا ہے۔ یہ وہ صدق سے بھری ہوئی روحیں ہیں جن کے بارہ میں آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے خاص احسان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

''میں اس بات کے اظہار اور اس کے شکر کے ادا کرنے کے بغیر نہیں رہ سکتا کہ خدا تعالیٰ کے فضل وکرم نے مجھے اکیلا نہیں چھوڑا۔ میرے ساتھ تعلق اخوت پکڑنے والے اور اس سلسلہ میں داخل ہونے والے جس کو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا ہے۔ محبت اور اخلاص کے رنگ سے ایک عجیب طرز پر رنگین ہیں۔ نہ میں نے اپنی محنت سے بلکہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص احسان سے یہ صدق سے بھری ہوئی روحیں مجھے عطا کی ہیں۔'' (فتح اسلام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 35)

یہ وہ صدق سے بھری ہوئی روحیں ہیں جن کے اوصاف وخصائل کا ذکر کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

فانیاں را مانعے از یار نیست　　بچہ و زن برسرِشاں بار نیست

عاشقاں در عظمتِ مولیٰ فنا　　غرقۂ دریائے توحید از وفا!

آنکہ در عشقِ اَحد محو و فنا است　　ہرچہ زو آید ز ذاتِ کبریاست

فانی لوگوں کیلئے کوئی چیز بھی یار سے مانع نہیں ہے۔ بیوی اور بچے ان کے سر پر بوجھ نہیں ہوتے۔ عاشق مولیٰ کی عظمت میں فنا ہیں اور وفاداری کی وجہ سے دریائے توحید میں غرق ہیں۔ جو خدا کے عشق میں فانی اور محو ہے جو کچھ بھی وہ کرتا ہے وہ ذاتِ کبریا کی طرف سے ہے۔

یہ امر واقعہ ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود مہدی معہود علیہ السلام کی آمد کے ساتھ وہ عظیم پیشگوئی پوری ہوئی جو حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے حضرت علی حمزہ بن علی ملک الطّوسیؒ نے جواہر الاسرار میں درج فرمائی تھی جس کے مطابق حدیث میں بستی ''کدعہ'' میں ظہور اور تین سو تیرہ اصحاب کے اسماء کا ایک مطبوعہ کتاب میں ہونا، اس پیشگوئی کی عظمت اور شان کو ظاہر کرتا ہے۔

مؤلفین نے تین سو تیرہ ۳۱۳ اصحاب پر تحقیق وتالیف کا کام نہایت محنت اور عرق ریزی کے ساتھ کیا ہے اور ان صدق سے بھری ہوئی روحوں کے کوائف واحوال جمع کئے ہیں جو احبابِ جماعت احمدیہ کے سامنے لائے جارہے ہیں۔ **فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔**

خاکسار

مرزا غلام احمد

صدر مجلس انصاراللہ پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ (طبع ثانی)

سیدنا حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق آپ کے روحانی فرزند عاشقِ صادق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام بانی جماعت احمدیہ نے اللہ تعالیٰ سے حکم پا کر مسیح و مہدی ہونے کا دعویٰ فرمایا آپ کا مشن دین حق کا احیاء تھا۔ اس لئے آپ نے اپنے آخرین کے مصداق خدام کو بھی انہی الٰہی برکات کی خوشخبری دی جو دورِ اول میں انصارِ دین کو عطا ہوئیں۔ اسی لئے آپ نے فرمایا:

مبارک وہ جو اب ایمان لایا صحابہؓ سے ملا جب مجھ کو پایا

سورہ جمعہ کی آیت وَ آخَرِینَ مِنۡهُمۡ کی تشریح کرتے ہوئے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

''اللہ جلّ شانہ نے اس آخری گروہ کو مِنۡهُمۡ کے لفظ سے پکارا تا یہ اشارہ کرے کہ معائنہ معجزات میں وہ بھی صحابہؓ کے رنگ میں ہی ہیں۔ سوچ کر دیکھو کہ تیرہ سو برس میں ایسا زمانہ منہاج نبوت کا اور کس نے پایا۔ اس زمانہ میں جس میں ہماری جماعت پیدا کی گئی ہے کئی وجوہ سے اس جماعت کو صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشابہت ہے۔ وہ معجزات اور نشانوں کو دیکھتے ہیں جیسا کہ صحابہؓ نے دیکھا۔ وہ خدا تعالیٰ کے نشانوں اور تازہ بتازہ تائیدات سے نور اور یقین پاتے ہیں جیسا کہ صحابہؓ نے پایا وہ خدا کی راہ میں لوگوں کے ٹھٹھے اور ہنسی اور لعن طعن اور طرح طرح کی دل آزاری اور بدزبانی اور قطع رحم وغیرہ کا صدمہ اُٹھا رہے ہیں جیسا کی صحابہؓ نے اُٹھایا۔ وہ خدا کے کھلے کھلے نشانوں اور آسمانی مددوں اور حکمت کی تعلیم سے پاک زندگی حاصل کرتے جاتے ہیں جیسا کہ صحابہؓ نے حاصل کی۔ بہتیرے اُن میں سے ہیں کہ نماز میں روتے اور سجدہ گاہوں کو آنسوؤں سے تر کرتے ہیں۔ جیسا کی صحابہ رضی اللہ عنہم روتے تھے۔ بہتیرے ان میں ایسے ہیں جن کو سچی خوابیں آتی ہیں اور الہام الٰہی سے مشرّف ہوتے ہیں جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم ہوتے تھے۔ بہتیرے ان میں ایسے ہیں کہ اپنے محنت سے کمائے ہوئے مالوں کو محض خدا تعالیٰ کی مرضات کے لئے ہمارے سلسلہ میں خرچ کرتے ہیں جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم خرچ کرتے تھے۔ ان میں ایسے لوگ کئی پاؤ گے کہ جو موت کو یاد رکھتے اور دلوں کے نرم اور سچی تقویٰ پر قدم مار رہے ہیں جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی سیرت تھی۔ وہ خدا کا گروہ ہے جن کو خدا آپ سنبھال رہا ہے اور دن بدن ان کے دلوں کو پاک کر

رہا ہے۔اوران کے سینوں کوایمانی حکمتوں سے بھر رہا ہےاورآسمانی نشانوں سے ان کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے جیسا کہ صحابہؓ کوکھینچتا تھا۔غرض اس جماعت میں وہ ساری علامتیں پائی جاتی ہیں جو اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ کے لفظ سے مفہوم ہورہی ہیں۔اورضرورتھا کہ خداتعالیٰ کا فرمودہ ایک دن پورا ہوتا!!۔'' (ایام الصلح روحانی خزائن جلد14 صفحہ 307,306)

رسول اللہ ﷺ کی ایک پیشگوئی کے مطابق آخری دور کی اس بابرکت جماعت آخرین کی ایک تعداد تین سو تیرہ بھی آئی ہے جو اصحاب طالوت اور اصحاب بدر کی مقدس تعداد کے موافق ہے۔ ہر چند کہ حضرت مسیح موعودؑ کے رفقاء کی تعداد آپؑ کی زندگی میں ہزاروں تھی۔جن میں سے 150 سے زائد کا تذکرہ اصحاب احمد کے مؤلف ملک صلاح الدین صاحب مرحوم درویش قادیان نے 14 جلدوں میں کیا ہے۔زیر نظر کتاب ''اصحاب صدق وصفا ۳۱۳'' میں ان اولین مقدس ہستیوں کے سوانح مرتب کرنے کا اہتمام ہمارے قابل قدر مکرم مولانا نصر اللہ خاں ناصر صاحب مربی سلسلہ احمدیہ (سابق ایڈیٹر ماہنامہ انصار اللہ) اور مکرم جناب عاصم جمالی صاحب نے کیا ہے۔جو ہماری جماعت پر ایک قرض تھا۔اس کی پہلی اشاعت ہمارے قابل احترام سابق صدر انصار اللہ پاکستان صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب کے عہد میں ہوئی۔

پہلی مرتبہ یہ کتاب 1000 کی تعداد میں 2007ء میں شائع ہوئی ۔اب بعض مزید اضافوں اور بعض رفقاء کے تذکرہ کے ساتھ طبع ثانی شائع کیا جا رہا ہے۔اللہ تعالیٰ اسے بابرکت اور نافع الناس بنائے۔مؤلفین ومرتبین کو اس کی احسن جزاء عطا فرمائے اور ہمیں ان بزرگ رفقاء کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا ہو،جنہوں نے مسیح ومہدیؑ کے ہاتھ پر بیعت کرکے خدا کی راہ میں اپنا تن،من،دھن قربان کردیا اور زندہ جاوید ہوگئے۔آمین۔

ع خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

خاکسار

حافظ مظفر احمد

صدر مجلس انصار اللہ پاکستان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ ۔وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

عرض حال

احمدیت ایک مذہبی تحریک کا نام ہے جس کی بنیاد حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کے حکم سے 1889ء بمطابق 1306ھ میں رکھی جس طرح دو ہزار سال قبل حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے ذریعہ تجدید واحیاء دین کی تحریک کا ظہور ہوا اور یہ امر واقعہ ہے کہ احمدیت کسی نئے مذہب کا نام نہیں اور نہ ہی حضرت بانی سلسلہ احمدیہ ایسے دعویٰ کے مدعی تھے کہ آپ کوئی جدید شریعت لائے ہیں۔ بلکہ تحریکِ احمدیت کی غرض و غایت اشاعت دین حق ہے۔آپ اصلاح خلق اور تزکیہ نفوس کیلئے آئے اور اس کی خبر سورۃ الجمعہ آیت ۴ میں وَ آخَرِیۡنَ مِنۡھُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِھِمۡ میں دی گئی تھی ۔سورۃ الجمعہ کے نزول کے وقت اس آیت کے بارہ میں آنحضرت ﷺ نے امّتِ مسلمہ کو یہ نوید سنائی ’’لَوۡ کَانَ الۡاِیۡمَانُ عِنۡدَ الثُّرَیَّا لَنَالَہٗ رَجُلٌ اَوۡ رِجَالٌ مِنۡ ھٰٓؤُلَآءِ‘‘ کہ اگر ایمان (زمین سے دور) ثریا ستارہ پر بھی ہوگا تو اسے دوبارہ زمین پر قائم کرنے وجود ظاہر ہوں گے۔ اس عظیم الشان غلبۂ دین کے لئے آپؐ نے یہ خوشخبری بھی دی ’’کَیۡفَ تَھۡلِکُ اُمَّۃٌ اَنَا فِیۡ اَوَّلِھَا وَالۡمَسِیۡحُ فِیۡ آخِرِھَا‘‘ یعنی میری امت کیسے ہلاک ہوسکتی ہے کہ میں جس کے ابتداء میں ہوں اور اس کے آخری دور میں مسیح موعود ہوگا اور پھر یہ خبر بھی دی کہ ظہور مہدی اور مسیح موعود کے ذریعہ ہی دین حق کی نشأۃ ثانیہ ہوگی اور اسے دور اوّل کی شان وشوکت حاصل ہوگی۔

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی دین حق کی عظمت وشان کے قیام اور باطل دجّالی طاقتوں کے خلاف دفاع کیلئے آپ کو تصنیف براہین احمدیہ (1880ء تا 1884ء) کے دوران مارچ 1882ء میں وہ تاریخی الہام ہوا جس کا آپکے دعویٰ ماموریت سے تعلق تھا اور خدا تعالیٰ نے آپ کو اپنا مامور کہہ کر مخاطب فرمایا:

’’یَا اَحۡمَدُ بَارَکَ اللّٰہُ فِیۡکَ ۔ مَارَمَیۡتَ اِذۡ رَمَیۡتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی۔ اَلرَّحۡمٰنُ عَلَّمَ الۡقُرۡاٰنَ لِتُنۡذِرَ قَوۡمًا مَّآ اُنۡذِرَ اٰبَآئُھُمۡ وَلِتَسۡتَبِیۡنَ سَبِیۡلُ الۡمُجۡرِمِیۡنَ .قُلۡ اِنِّیۡ اُمِرۡتُ وَاَنَا اَوَّلُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ......‘‘ (براہین احمدیہ حصہ سوم روحانی خزائن جلد اوّل صفحہ 265)

اے احمد! اللہ نے تجھے برکت دی ہے پس جو وار تو نے دین کی خدمت کے لئے چلایا ہے وہ تو نے نہیں چلایا بلکہ دراصل خدا نے چلایا ہے۔ خدائے رحمٰن نے تجھے قرآن کا علم عطا کیا ہے تا کہ تو لوگوں کو ہوشیار کرے جن کے باپ دادے ہوشیار نہیں کئے گئے اور تا مجرموں کا راستہ واضح ہو جائے۔ لوگوں سے کہہ دے کہ مجھے خدا کی طرف سے مامور کیا گیا ہے اور میں سب سے پہلے ایمان لاتا ہوں۔

جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مامور ہونے کا اعلان فرمایا مگر ابھی تک آپ کو بیعت لینے کا اذن نہ ہوا تھا اور آپ بدستور اعلائے کلمۃ الحق میں مصروف رہے۔ پھر 1888ء کے آخر میں آپ نے خدا تعالیٰ سے

حکم پا کر بیعت لینے کا اعلان فرمایا اور اس کا اشتہار یکم دسمبر 1888ء اور 12 / جنوری 1889ء میں دیا۔ مارچ 1889ء میں پہلی بیعت لی اور جب احباب نے آپ کے ہاتھ پر توبہ و اخلاص اور اطاعت کا عہد باندھا تو ہر بیعت کنندہ سے یہ اقرار لیا جاتا کہ ''میں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا'' ابتدائی بیعت میں وہی لوگ شامل تھے جو پہلے سے آپ کے زیر اثر اور آپ کی صداقت کے قائل تھے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اس حقیقت کا منجانب اللہ انکشاف ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جنہیں عامۃ الناس زندہ آسمان پر خیال کرتے ہیں اور آخری زمانہ میں آمد ثانی کے منتظر ہیں وہ دراصل وفات پا چکے ہیں اور ان کی دوسری آمد کا وعدہ ایک مثیل کے طور پر پورا ہونا تھا اور آپ کو بتایا گیا کہ مثیل مسیح خود آپ ہیں تو اس بارہ میں الہام ہوا کہ:

''مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تو آیا ہے وَکَانَ وَعدُ اللہِ مَفْعُولاً'' (ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 406)

اور پھر فرمایا کہ ''مہدی'' اور ''مسیح'' ایک ہی وجود کے دو نام ہیں اور آپ اس کے مصداق ہیں تو آپ کے ان دعاوی کے ساتھ مخالفت کا سخت طوفان اٹھا۔ مگر شدید مخالفت میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسے پاک نفوس دئے جو ایمان و جاں نثاری میں ایک مثال ٹھہرے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس امر کا اظہار یوں فرمایا:

''میں اس بات کے اظہار اور اس کے شکر کے ادا کرنے کے بغیر نہیں رہ سکتا کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم نے مجھے اکیلا نہیں چھوڑا۔ میرے ساتھ تعلقِ اخوت پکڑنے والے اور اس سلسلہ میں داخل ہونے والے جن کو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا ہے **محبت اور اخلاص کے رنگ سے ایک عجیب طرز پر رنگین ہیں**۔ نہ میں نے اپنی محنت سے بلکہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص احسان سے یہ صدق سے بھری ہوئی روحیں مجھے عطا کی ہیں۔'' (فتح اسلام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 35)

اسی طرح ایک دوسری کتاب میں فرمایا:۔

''...... میں یقیناً جانتا ہوں کہ اس قدر بنی آدم کی توبہ کا ذریعہ جو مجھ کو ٹھہرایا گیا یہ اس قبولیت کا نشان ہے جو خدا کی رضامندی کے بعد ہوتی ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ میری بیعت کرنیوالوں میں دن بدن صلاحیت اور تقویٰ ترقی پذیر ہے...... **میں اکثر کو دیکھتا ہوں کہ سجدہ میں روتے** اور تہجد میں تضرّع کرتے ہیں۔ ناپاک دل کے لوگ ان کو کافر کہتے ہیں اور وہ اسلام کا جگر اور دل ہیں۔......'' (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 315)

آنحضرت ﷺ کے صحابہؓ کو مَشیّتِ الٰہی سے کثرت کے ساتھ جانی و مالی قربانیاں دینی پڑیں جس سے ان کی شاندار ایمانی حالت کا اظہار ہوا۔ اب موجودہ دور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رفقاء کو بھی ایسی قربانیاں دینے کا موقع ملا کہ ان کے ایمانوں کی کیفیت صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ رکھتی ہے اور بلاشبہ وہ جماعت

اولین کے مشابہ ہیں اور سورۃ الجمعہ کی آیت وَ آخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ کے مصداق ہیں۔آخرین کی یہ وہ جماعت ہے جو اخلاقی وروحانی لحاظ سے سخت تاریکی اور ظلمت کے زمانہ میں منصہّ شہود میں آئی اور آنحضرت ﷺ کے بروز کامل حضرت مسیح موعود ومہدی معہود علیہ السلام کی روحانی تاثیرات کی بدولت حق وصداقت کی نشان ٹھہری۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان رفقاء کے صدق واخلاص سے معمور حالات کو ضبط تحریر میں لانے کے لئے بعض علماء و بزرگان سلسلہ احمدیہ کی توجہ ہوئی اور نہایت روح پرور کتب سیرت وسوانح پر شائع ہوئیں۔ابتداءً حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ ایڈیٹر الحکم نے کئی رفقاء کے حالات شائع کئے۔حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے حضرت اقدسؑ کی سیرت ''ذکر حبیب'' میں بعض رفقاء کے حالات کو بھی درج کیا۔پھر محترم ملک صلاح الدین صاحب مرحوم نے ''اصحاب احمد'' کے نام سے نہایت قابلِ قدر کتب تالیف کیں۔ایک نمایاں کوشش حضرت صوفی علی محمد صاحبؓ بی اے بی ٹی ادارہ ریویو آف ریلیجنز ربوہ نے کتاب In the Company of Promised Messiah کے نام سے شائع کی جس میں بعض بزرگان سلسلہ احمدیہ کی سیرت وسوانح ایک قیمتی اور ایمان افروز تذکرہ ہے۔

سیرت وسوانح ۳۱۳ اصحاب صدق وصفا کا آغاز ماہنامہ ''انصاراللہ'' میں شائع ہونے والے ان مضامین سے ہوا جو سیرت رفقاء کی روح پرور اور ایمان افروز یادوں کے بارہ میں شائع کئے جاتے رہے۔قارئین نے انہیں پسند کیا اور ان صدق وصفا سے معمور وجودوں کے حالات کو باقاعدہ شائع کرنے کی طرف توجہ دلائی چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ''تین سو تیرہ اصحابِ صدق وصفا'' کے حالات جمع کئے گئے جواب شائع کئے جارہے ہیں۔اسی ضمن انجام آتھم میں مذکورہ پیشگوئی ''جواہرالاسرار'' کے قلمی نسخہ مؤلفہ حضرت شیخ علی حمزہ بن علی ملک الطّوسیؒ کے حصول کے لئے کوشش بارآور ہوئی جس میں حضرت مہدی معہود علیہ السلام کے مقام ظہور ''کدعہ'' اور اصحابِ بدر کے برابر حضرت مہدی معہودؑ کے رفقاء کا ایک مختومہ (مطبوعہ) کتاب میں ہونے کا تذکرہ بھی ہے جس کا ذکر کتاب ہذا میں ایک تحقیقی مضمون میں کیا گیا ہے۔

اس کتاب کی تیاری میں محترم مرزا خلیل احمد قمر صاحب، محترم غلام مصباح بلوچ صاحب، محترم احمد طاہر مرزا صاحب، محترم حبیب الرحمٰن صاحب زیروی، محترم محمد صادق ناصر صاحب لائبریرین خلافت لائبریری کی قابل قدر معاونت ہمیں حاصل رہی۔نیز محترم جاوید احمد جاوید مربی سلسلہ احمدیہ، محترم ریاض محمود باجوہ صاحب اور، محترم عبدالمالک صاحب سے تعاون حاصل کیا۔ان سب احباب کے ہم تہ دل سے ممنون ہیں۔**جزاهم الله احسن الجزاء**۔

دعاؤں کے از حد محتاج

مؤلفین

نصراللہ خاں ناصر

عاصم جمالی

عرض حال (طبع دوم)

اصحاب صدق وصفا کا طبع دوم جو تین صد تیرہ احباب کرام کے مختصر کوائف کا مجموعہ ہے۔احباب جماعت کی خدمت میں پیش ہے۔اس ایڈیشن میں پروف کی بعض تصحیحات کی گئی ہیں۔اور کئی بزرگان کرام کے کوائف میں مفید معلومات کا اضافہ کیا گیا۔بعض احباب نے زبانی وخطوط کے ذریعہ جن اہم اصلاحات کی طرف توجہ دلائی انہیں درست کردیا گیا ہے۔تین صد تیرہ احباب کرام کے کوائف میں بالخصوص ان بزرگان کے حالات میں مزید مواد شامل کیا گیا ہے۔نمبر ۱۰،۱۴،۳۰،۴۹،۵۰،۹۹،۸۱،۱۲۵،۱۲۹،۱۳۱،۱۴۰،۱۵۷، ۱۶۱،۱۶۶،۱۶۸،۱۸۰،۱۸۳،۱۹۷،۱۹۹،۲۰۰،۲۳۴،۲۴۳،۲۴۴،۲۷۹،۲۸۵،۳۰۱،۳۰۴۔

علاوہ ازیں مجموعی طور کئی مقامات پر بعض ضروری درستگیاں کی گئی ہیں۔اللہ تعالیٰ ہماری اس کاوش کو قبول فرمائے۔احباب جماعت کی خدمت میں یہ بھی عرض ہے کہ ان اصحاب کے بارہ میں اگر کسی دوست کے پاس مستند معلومات ہوں تو قیادت اشاعت انصاراللہ پاکستان کی خدمت میں ضرور ارسال فرمائیں تا آئندہ ایڈیشن میں انہیں بھی شامل اشاعت کیا جاسکے گا۔

طبع ثانی کیلئے مکرم محمد محمود طاہر صاحب،مکرم چوہدری نذیر احمد خادم صاحب اور مکرم احمد طاہر مرزا صاحب نے مختلف طور پر معاونت کی ہے۔اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔آمین۔

والسلام

خاکسار

مرزا فضل احمد

قائد اشاعت انصاراللہ پاکستان

فہرست عناوین اصحابِ صدق وصفا

’’ ایک اور پیشگوئی کا پورا ہونا ‘‘

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اپنی تصنیف ضمیمہ انجام آتھم میں ’’ایک اور پیشگوئی کا پورا ہونا‘‘ کے عنوان سے تحریر فرماتے ہیں:

’’چونکہ حدیث صحیح میں آ چکا ہے کہ مہدی موعود کے پاس ایک چھپی ہوئی کتاب ہوگی جس میں اس کے تین سو ۳۱۳ تیرہ اصحاب کا نام درج ہوگا۔ اس لئے یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ وہ پیشگوئی آج پوری ہوگئی۔ یہ تو ظاہر ہے کہ پہلے اس سے امت مرحومہ میں کوئی ایسا شخص پیدا نہیں ہوا کہ جو مہدویت کا مدعی ہوتا اور اس کے وقت میں چھاپہ خانہ بھی ہوتا۔ اور اس کے پاس ایک کتاب بھی ہوتی جس میں تین سو ۳۱۳ تیرہ نام لکھے ہوئے ہوتے۔ اور ظاہر ہے کہ اگر یہ کام انسان کے اختیار میں ہوتا تو اس سے پہلے کئی جھوٹے اپنے تئیں اس کا مصداق بنا سکتے۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ خدا کی پیشگوئیوں میں ایسی فوق العادت شرطیں ہوتی ہیں کہ کوئی جھوٹا ان سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ اور اس کو وہ سامان اور اسباب عطا نہیں کئے جاتے جو سچے کو عطا کئے جاتے ہیں۔

شیخ علی حمزہ بن علی ملک الطّوسی اپنی کتاب جواہر الاسرار میں جو ۸۴۰ھ میں تالیف ہوئی تھی مہدی موعود کے بارے میں مندرجہ ذیل عبارت لکھتے ہیں۔

’’در اربعین آمدہ است کہ خروج مہدی از قریہ کدعہ باشد۔

قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یخرج المھدی من قریۃ یقال لھا کدعہ ویصدقہ اللّٰہ تعالٰی ویجمع اصحابہٗ من اقصی

البلاد علٰی عدّة اھل بدر بثلاث مائة وثلاثة عشر رجلا ومعه صحیفة مختومة (ای مطبوعة) فیھا عدد اصحابه باسمائھم وبلادھم وخلالھم

یعنی مہدی اس گاؤں سے نکلے گا جس کا نام کدعہ ہے (یہ نام دراصل قادیان کے نام کومعرب کیا ہوا ہے) اور پھر فرمایا کہ خدا اس مہدی کی تصدیق کرے گا۔ اور دور دور سے اس کے دوست جمع کرے گا جن کا شمار اہل بدر کے شمار سے برابر ہوگا۔ یعنی تین سو ۳۱۳ تیرہ ہوں گے۔ اور ان کے نام بقید مسکن وخصلت چھپی ہوئی کتاب میں درج ہوں گے۔

اب ظاہر ہے کہ کسی شخص کو پہلے اس سے یہ اتفاق نہیں ہوا کہ وہ مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کرے اور اس کے پاس چھپی ہوئی کتاب ہو جس میں اس کے دوستوں کے نام ہوں۔ لیکن میں پہلے اس سے بھی **آئینہ کمالات اسلام** میں تین سو ۳۱۳ تیرہ نام درج کر چکا ہوں اور اب دوبارہ اتمام حجت کے لئے تین سو ۳۱۳ تیرہ نام ذیل میں درج کرتا ہوں تا ہر یک منصف سمجھ لے کہ یہ پیشگوئی بھی میرے ہی حق میں پوری ہوئی۔ اور بموجب منشاء حدیث کے یہ بیان کر دینا پہلے سے ضروری ہے کہ یہ تمام اصحاب خصلت صدق وصفا رکھتے ہیں اور حسب مراتب جس کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے بعض بعض سے محبت اور انقطاع الی اللہ اور سرگرمی دین میں سبقت لے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اپنی رضا کی راہوں میں ثابت قدم کرے۔"

(ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحات ۳۲۴۔۳۲۵)

زمان او در آید و دیگر او را شمشیری باشد که بی دست جنگ و کارزار کند دیگر وحوش

و طیور در بدو انس گیرند و خزاین و دفاین بر وی ظاهر شوند و از علامات او در معالم التنزیل

روایت کرده اند که خیمه منقاد موسی را علیه السلام عمارت کند و شرح خیمه عنقریب

گفته شود دیگر فرموده است که نبی را بعد از وفات خود بدنیا بیرون آمدنیست در صورت

اولیا و آخرین بار در صورت عیسی یعنی مهدی بیرون خواهد آمد قال النبی صلی الله علیه وسلم

من لم یقبل رجعتی فلیس منا و چون مهدی بیرون آید عیسی علیه السلام از آسمان فرود آید

و چون عیسی فرود آید خاتم اولیا قایم مقام او بر آسمان رود و عیسی علیه السلام قایم مقام

او در زمین باشد و درین باب از اهل شرع و اهل کشف سخن بسیار است چنانکه در فصل

الخطاب خواجه محمد پارسا رحمة الله علیه نقل کرده از احادیث صحیح حدیث ام سلمه است

قال النبی صلی الله علیه وسلم یکون اختلاف عند موت خلیفة فیخرج رجل من بنی هاشم

من المدینة حتی یاتی مکة فیجتمع الیه جیش من الشام فیخرجه الناس من بینه وهو کاره

حتی تبایعوه بین الرکن والمقام فیخرج الیه جیش من الشام حتی اذا کانوا بالبیداء

خسف بهم فیاتیه عصائب العراق وابدال الشام الی آخر الحدیث و یستخرج الکنوز

چنانکه در اربعین ابو العلا حسن بن العطار المذکور آمده است که یستخرج الکنوز و یفتح

مداین الشرک و یقسم الاموال و بروایت اهل بیت در فصل الخطاب آورده است

در صفت مهدی که یحکم بالعدل و یامر به یخرج من تهامة [illegible] در اربعین مذکور آمده است

خروج از قریه کدعه باشد لقول النبی صلی الله علیه وسلم یخرج المهدی من قریة یقال لها

کدعه و یصدقه الله تعالی و یجمع الله تعالی له من اقصی البلاد علی عدد اهل بدر ثلثمائة وثلاث

عشر رجلا ومعه صحیفة مختومة فیها عدد اصحابه باسمائهم وبلادهم وخلالهم له

علم اذا جاء وقت خروجه انتشر ذلک العلم وانطقه الله عز وجل فناداه العلم اخرج

نادا السیف

یا ولی الله فاقتل اعداء الله فاذا جاء وقت خروجه اقتلع ذلک السیف من غمده وانطقه الله عز وجل

اخرج یا ولی الله فیخرج ویقسم حدود الله ویحکم بحکم الله عز وجل جبرئیل علیه السلام عن یمینه
ومیکائیل علیه السلام عن یساره طوبی لمن لقاه وطوبی لمن احبه وطوبی لمن
قال به ودر حدیثی دیگر آورده است در صفت امة قال النبی صلی الله علیه وسلم ما بال امة انا
اولهم وعیسی والمهدی آخرهم واز این انواع احادیث از رسول صلی الله علیه وآله وسلم واتباعه
رضی الله عنهم بسیار است که آوردن طولی دارد خصوصاً در کتاب مهدی واعلام الوری
اینجا از علامات او از کتاب مهدی علامتی چند ذکر کرده شود اول آنست که نفس
ذکیه کشته شود نام محمد بن عسکری باشد یعنی از فرزندان او باشد و بر دست سفیانی
وعلامت دیگر خروج سفیانی است وعلامت دیگر کسوف شمس است در بیست وپنجم رمضان
وخسوف قمر در آخر علامتی دیگر غارت کردن حاجیان منا علامتی دیگر آن باشد که در وقت
طلوع جبرئیل بیاید ویک پای بر کعبه نهد ویک پای بر بیت المقدس وندا کند چنانکه همه خلایق
بشنوند اتی امر الله فلا تستعجلوه وآنست که در کتاب آمده یوم یسمعون الصیحة بالحق
ذلک یوم الخروج ای خروج القائم وآن در رمضان باشد در اول روز که خبر دهد بخروج
مهدی ودر آخر روز ابلیس آواز دهد که حق در عثمان عنبسه است واو مردی ابله روی
اعور باشد در یک چشم او نشانی سفید باشد تا خلق در گمان افتند وگفته اند در زبان
او گرانی باشد که در سخن گفتن دست راست بر ران چپ زند در اربعین مذکور است
که قال النبی صلی الله علیه وسلم المهدی رجل من ولدی وجهه کالکوکب الدری ودر حدیثی
دیگر از اربعین مذکور در صفت او آمده است که المهدی رجل من ولدی لونه لون عربی وجسمه
اسرائیلی علی خده الایمن خال کالکوکب دری وقال صلی الله علیه وسلم منا اجلی الجبین
اقنی الانف ودر حدیث آخر اسم الانف یعنی بلند بینی وگفته اند که او مردی [illegible] باشد
بین شانه کم موی واز جانب خراسان خروج کند با رایتهای سیاه وجوانان بسیار
با او بیعت کنند وموافق این روایت است حدیثی که از ثوبان در اربعین مذکور است

عکس

ٹائٹل ''جواہرالاسرار''۔ قلمی نسخہ

لائبریری گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان

شمارہ خطی : ۳۰۵۹

اسم کتاب : جواہر الاسرار

مؤلف : علی حمزہ بن علی

موضوع : عرفان، فارسی، نثر

صفحات : ۳۶۰

کتابت : قرن ۱۱ هجری

”تحریر از قلمی نسخہ جوارالاسرار“

شیخ علی حمزہ بن علی ملک الطّوسی، علامہ آذری تحریر کرتے ہیں:

”دار بعین آمدہ است کہ خروج مہدی از قریہ کدعہ باشد۔

یقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخرج المهدی من قریة یقال لها کدعه ویصدِّ قُهُ الله تعالیٰ ویجمع اللهُ تعالیٰ اَصحابهُ من اقصَی البلاد علیٰ عَدّة اکل بدر بثلاث مائة وثلاثة عشر رجلا و معه صحیفة مختومة (ای مطبوعة) فیها عدد اَصحابه باسمائهم وبلادهم وخلالهم.

(قلمی نسخہ جواہر الاسرار میں جو ۸۴۰ھ صفحہ ۴۳)

حضرت شیخ علی حمزہ بن علی ملک الطّوسی اور ان کی تصنیف ''جواہرالاسرار'' کا تعارف

آنحضرت ﷺ کی حدیث دربارہ ظہور امام مہدی وتذکرہ ۳۱۳/اصحاب حضرت مہدی موعودؑ (درصحیفہ مختومہ)

حضرت شیخ علی حمزہ بن علی ملک الطّوسی کی ولادت ۷۸۴ھ کو اسفرائن (ایران) میں ہوئی۔ سلاطین بہمنیہ کے نویں سلطان احمد شاہ ولی اوّل (۸۲۵ھ بمطابق ۱۴۲۲ء تا ۸۳۸ھ بمطابق ۱۴۳۵ء) کے دور حکومت میں اسفرائن (ایران) کے حضرت علی حمزہ بن علی ملک بن حسن الطّوسی نے ۸۳۰ھ (بمطابق ۱۴۲۶-۱۴۲۷ء) دکن میں قیام کیا۔ تذکروں میں آپ کو شیخ آذری کے نام سے یاد کیا گیا ہے لیکن خاں بہادر شمس العلماء مولوی ذکاءاللہ نے آپ کو ملا آذری لکھا ہے-(۱-۲) شیخ آذری نے خود اپنا نام کتاب ''جواہرالاسرار'' کے دیباچہ میں صفحہ۶ الف پر یوں درج کیا ہے۔

''علی بن حمزہ بن علی بن ملک بن حسن الطّوسی المنسوب الی احمد بن محمد الزمجی الہاشمی المروزی المولا الاسفراینی المحتدی عرف بآذری۔''(۳)

علامہ آذری ماروع میں پیدا ہوئے اور آپ کی پرورش اسفرائن (Asfara'in) میں ہوئی۔ آپ کے والد ماجد بیحک (Baihak) کے سربدار (Sarbadar) تھے جو آپ کے عزیز واقارب کے زیرنگیں تھا۔ آپ کو نوجوانی ہی سے شاعری کی مشق تھی۔ آپ نے اپنا تخلص آذر (Azar) کے مہینہ کی مناسبت سے اختیار کیا تھا جس میں آپ کی پیدائش ہوئی تھی۔ شاہ رُخ (Shah Rukh) آپ سے متاثر تھا اور اُس نے آپ کو ملک الشعراء کا خطاب دینے کا وعدہ کیا تھا۔ لیکن جلد ہی آپ نے دنیاوی دھندوں کو ترک کر دیا اور شیخ محی الدین طوسی کے زیرہدایت اپنی زندگی کو مذہبی امور کے لئے وقف کر دیا۔ بعد میں آپ مشہور ومعروف صوفی نعمت اللہ ولی کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے۔ فریضہ حج کی ادائیگی کے بعد آپ ہندوستان میں وارد ہوئے۔ کچھ عرصہ احمد شاہ بہمنی کے دربار سے وابستہ رہے۔

اُس کے لئے آپ نے ایک تاریخی نظم بہمن نامہ لکھی۔ اپنے وطن مالوف میں واپسی کے بعد آپ نے اپنی زندگی کے آخری تیس سال گوشۂ گمنامی میں گزار دیئے۔ آپ کا انتقال سن 866ھ میں 82 سال کی عمر میں اسفرائن (کچھ مصنفین کے نزدیک اسفزار (Asfizar) میں ہوا۔

جواہرالاسرار کا ذکر: درج ذیل کتب جن میں جواہرالاسرار کا ذکر موجود ہے۔

دولت شاہ	۲۰۴صفحہ	۱۸۴۱۰ اڈیشن	Daulat Shah
حبیب اسیر	۳۹۲صفحہ	۶۵۲۱ اڈیشن	Habib us-siyar
مجالس المومنین	۳۳۵صفحہ	۵۴۱ اڈیشن	Majalis-ul-Muminin

Haft Iklim		۳۲۵صفحہ	ہفت اقلیم
Riyazush-Shuara		۴۲ صفحہ	ریاض الشعراء
Khizanah-i-Amirah	۲۳۲ ایڈیشن	۱۲ صفحہ	خزانہ عامرہ
Oude Catalogue	۱۹۷۰ء	۳۱۵صفحہ	
Hammer, schöne Redekünste		۳۰۰صفحہ	
Firishtah	۵۴۱ ایڈیشن	۲۹۹صفحہ	فرشتہ

تاریخ فرشتہ نے شیخ آذری کی زندگی کا پورا احوال درج کیا ہے جس میں بہمنی دربار میں حاضری کے حالات بھی دیئے گئے ہیں۔(۴) یہ اقتباس آپ کے مترجم کرنل برگس Col. Briggs نے بغیر توجہ دیئے چھوڑ دیئے ہیں۔آپ نے کتاب کے دیباچے میں تحریر کیا ہے کہ ۸۳۰ھ میں ملک شام (Syria) سے واپسی پر آپ نے اس موضوع پر تصنیف کی جس کا نام مفتاح الاسرار تھا۔ ہندوستان میں قیام کے دوران، احمد شاہ غازی (یعنی احمد شاہ بہمنی ۸۲۵ھ تا ۸۳۸ھ) کے دارالخلافہ میں، جبکہ آپ دوسرے حج کی تیاریوں میں مصروف تھے۔آپ کے بہت سے دوستوں نے کتاب لینے کی درخواست کی وہ آپ سے اِسے حاصل کرنے کے مشتاق تھے۔جب آپ گھر واپس لوٹے تو اپنے احباب کے پُر زور اصرار کے پیشِ نظر اس تصنیف کو دوبارہ اور زیادہ اختصار سے لکھا۔چند سوانحی حالات (جو اولیائے کرام سے متعلق تھے جنہیں آپ نے اپنے سفروں کے دوران اکٹھا کیا تھا) کا اضافہ کیا۔دیباچہ پر تاریخ ۸۴۰ھ درج کی ہے۔

جواہر الاسرار اپنے نقشِ اول کے مطابق چار ابواب میں منقسم ہے یعنی:۔

(۱) قرآن کریم میں حروف مقطعات (Detached Letters) کے اسرار و رموز کے بارے میں، (صفحہ نمبر ۹)
(۲) احادیث یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کے اسرار و رموز (صفحہ ۱۵ اب)
(۳) نثر و نظم میں مشائخ کے اقوال کے اسرار و رموز (صفحہ ۵۴ ب)
(۴) شعراء کے اشعار کے اسرار و رموز (صفحہ ۷۳ اب)

اس تصنیف کا ذکر سٹیوریٹ (Stewart) کے کیٹلاگ کے صفحہ ۳۸ پر کیا گیا ہے۔آپ کے دیوان کتاب غرائب الدنیا کا اندراج سینٹ پیٹر برگ (S.Peters Bargh) کے کیٹلاگ صفحہ نمبر ۳۹۹ پر ہے۔اس طرح کوپن ہیگن (Copen Hagen) کے کیٹلاگ کے صفحہ نمبر ۴۰ پر بھی ہے۔(۵)

سلطان احمد شاہ کی درخواست پر شیخ آذری (حضرت علی حمزہ بن علی ملک بن حسن الطّوسی) نے خاندان بہمنیہ کے حالات ''بہمن نامہ'' کے نام سے لکھنے شروع کئے۔آپ سلطان احمد شاہ کے عہد تک حالات قلمبند کر چکے تھے۔تب واپس جانے کی اجازت مانگی سلطان احمد شاہ نے کہا کہ حضرت سید بندہ نواز گیسودرازؒ (۱۳۲۱ء۔۱۴۲۲ء) کے وصال کے بعد جو خلا پیدا ہو گیا ہے۔اس کو تم نے کسی حد تک پُر کر دیا ہے۔اب اس طرح جدا ہو کر جانے سے بہت تکلیف ہو گی۔شیخ آذری نے بادشاہ کو اتنا مہربان اور مخلص پایا تو اپنی اولاد کو بھی یہیں بلا لیا۔سلطان احمد شاہ نے آپ کو ملک الشعراء کا خطاب

دیا۔عرصہ دراز کے بعد وطن کی محبت نے شیخ کو پھر ستایا۔شہزادہ علاؤالدین کی کوششوں سے اسفرائن واپس چلے گئے اور پھر ۸۴۴ھ میں راہی ملک عدم ہوئے۔

قیام دکن جنوبی ہندوستان کے دوران آپ نے اپنی مشہور تصنیف ''جواہرالاسرار'' ۸۴۰ھ میں لکھی۔ اُس زمانہ میں کتابوں کے اسی قسم کے نام رکھے جاتے تھے۔آپ سے قبل حضرت سید محمد الحسینی الملقب بہ بندہ نواز گیسودراز قدس سرّہ نے ایک کتاب ''اسماءالاسرار'' تالیف فرمائی تھی۔شاید شیخ آذری نے اپنی تالیف ''جواہرالاسرار'' کواُسی نام سے برکت کے لئے چُن لیااور کتاب فی الواقعہ بابرکت ثابت ہوئی۔(٦)

شیخ آذری کی دیگر تصنیفات، مثنوی ثمرات، عجائب الغرائب، سعی الصفا، مثنوی امامیہ، تاریخ کعبہ، طغریٰ ہمایوں، غریب الدنیا، عجائب الاعلاء، دیوان قصائد وغزلیات ہیں۔ پہلے آپ شیخ محی الدین طوسی کے مرید ہوئے بعد میں حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کے مرید ہوگئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب ''انجام آتھم'' کے ضمیمہ صفحہ نمبر ۳۱۵ پر (شیخ آذری) حضرت شیخ علی حمزہ بن علی ملک الطّوسی کی کتاب ''جواہرالاسرار'' مؤلفہ ۸۴۰ھ میں مندرجہ حدیث کہ ''مہدی موعود کے پاس ایک چھپی ہوئی کتاب ہوگی جس میں اس کے تین سو تیرہ اصحاب کے نام درج ہوں گے۔'' کو اپنے حق میں پیشگوئی پوری ہونے کا ذکر فرمایا ہے۔اس کتاب (خطی نسخہ) کی تصنیف کے بارے میں بوڈلین لائبریری آکسفورڈ برطانیہ کے کٹیلاگ سے متعلقہ حصہ یہاں نقل کرتے ہیں۔

حضرت شیخ علی حمزہ بن علی بن ملک بن حسن الطّوسی کی کتاب ''جواہرالاسرار'' دراصل موصوف کی کتاب ''مفاتیح الاسرار'' کا دوسرا ایڈیشن ہے بلکہ اُس سے مقتبس ہے جسے مفاتیح الاسرار سے ملک شام سے واپسی پر بطور رف پیکیج (Rough Package) ۸۳۰ھ (بمطابق ۱۴۲۷ء-۱۴۲۶ء) میں لکھا تھا۔ کچھ عرصہ بعد احمد شاہ غازی ۸۲۵ھ تا ۸۳۸ھ کے زمانہ میں آپ مکہ حج کے لئے گئے۔آپ کی واپسی پر آپ کے بہت سے دوستوں نے اس تصنیف کے نسخے تیار کرنے کے لئے درخواست کی۔آپ نے پہلے سے جمع کردہ مواد کو بطور نئے ایڈیشن کے شائع کرنے کا فیصلہ کیا جس میں آپ نے اُن علوم کا اضافہ کیا جو آپ نے اپنے سفروں بالخصوص عرب کے سفر سے حاصل کئے تھے لیکن بہت اختصار کے ساتھ۔آپ نے اسے رجب ۸۴۰ھ (بمطابق جنوری ۱۴۳۷ء) میں مکمل کیا جس کا نام ''مفاتیح الاسرار'' رکھا جسے بعد میں ''جواہرالاسرار'' کا نام دیا گیا۔دونوں تصانیف کی ترتیب ایک سی ہے۔دونوں چار ابواب پر مشتمل ہیں۔پہلے ایڈیشن میں چاروں ابواب کے عنوان حسب ذیل ہیں۔

- **معرفت فواتح کلام اللہ تعالیٰ شانہ**
- **مشکلات احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم**
- **بیان مرموزات کلام مشائخ رضوان اللہ علیہم**

O تبیین الکلام مغلق شعراء اسلام ادام اللہ برکات معانیھم

''مفاتیح الاسرار'' کے نظر ثانی شدہ ایڈیشن ''جواہرالاسرار'' کے مندرجات درج ذیل ہیں:

مصنف کا دیباچہ اور انڈیکس صفحہ نمبر ۶ الف پر ہے۔

باب اوّل: در اسرار فواتح کلام اللہ تعالیٰ یا انڈیکس کے مطابق در معرفت مقطعات ازقرآن جس میں نو اسرار کا بیان ہے۔

باب دوم: در بیان اسرار احادیث نبوی۔ جس میں نو اسرار کا بیان ہے۔

باب سوم: در اسرار کلام مشائخ۔ یہ دو ابواب پر مبنی ہے۔

باب چہارم: در اشکال کلام، شعر یا انڈیکس کے مطابق در بیان کلام شعرا جو دس ابواب پر مشتمل ہے۔(۷)

آکسفورڈ کے جس کیٹلاگ کا ذکر کیا گیا وہ خطی نسخوں سے متعلق ہے۔ اس سلسلہ میں کچھ امور خطی یا قلمی نسخوں یا مخطوطات کے بارہ میں تحریر ہیں۔

حضرت شیخ علی حمزہ کی کتاب ''جواہرالاسرار'' کا حوالہ حضرت مسیح موعودؑ کے پاس حضرت مرزا خدا بخش صاحب کے ذریعہ پہنچا۔(۹) جسے حضور نے انجام آتھم میں درج فرمایا۔ اس کتاب کے جو خطی نسخے سامنے آئے ہیں۔ اُن کا ذیل میں اجمالی تعارف دیا جاتا ہے۔

(۱) خطی نسخہ زیر استعمال حضرت مسیح موعودؑ: حضرت مسیح موعودؑ نے شیخ علی حمزہ کی کتاب ''جواہرالاسرار'' کا حوالہ دیتے ہوئے لفظ ''کتاب'' کا اندراج فرمایا ہے۔ آپ نے یہ صراحت نہیں فرمائی کہ یہ ایک ''مطبوعہ'' کتاب ہے یا ''خطی'' نسخہ ہے۔

مکرم ملک سیف الرحمٰن صاحب مفتی سلسلہ احمدیہ نے ''جواہرالاسرار'' کو اپنی کتاب ''حدیقۃ الصالحین'' کے صفحہ ۹۰۴ پر بطور قلمی نسخہ کے اندراج کیا ہے اور مذکورہ کتاب کا صفحہ نمبر ۵۶ زیر نظر حوالے کا مقام درج کیا ہے۔ اس کے ساتھ اشارات فریدی جلد۳ صفحہ ۷۰ مطبوعہ مفید عام پریس آگرہ کا حوالہ بھی دیا ہے۔(۸)

(۲) نسخہ برٹش لائبریری لندن: یہ نسخہ سلطان فتح علی ٹیپو شہید کے کتب خانہ کا مجموعہ جو ۲ ہزار کتب تاریخ وسوانح شعر و سخن، علم الالسنہ، دینیات، فلسفہ، کیمیا، طبیعات، تصوف، قصص، لغت قانون، مصوری اور فن حرب پر مشتمل جیسے ۱۸۳۸ء میں اس لائبریری کے ساتھ یہ نسخہ جواہرالاسرار انتخاب مفتاح الاسرار علی حمزہ اور تواریخ مشائخ برٹش میوزیم میں موجود تھا۔ اسے بعد میں برٹش لائبریری میں منتقل کر دیا گیا۔ لائبریری میں اس کا کیٹلاگ نمبر ADD-7607 ہے جو ۱۸۷۹ء میں لکھا گیا۔ اس نسخہ کے ۲۲۶ صفحات ہیں۔ لمبائی چوڑائی ۱/۲-۱۹ اِنچ ×۲/۱-۵ اِنچ ایک صفحہ پر ۱۹ لائنیں ہیں ایک لائن کی لمبائی ۱/۷-۳ اِنچ ہے۔ لکھائی خوبصورت نستعلیق خط میں ہے۔ جس پر حاشیہ سنہری ہے۔ یہ نسخہ ۱۰۳۴ھ ذوالحج بمطابق ۱۶۱۴ء میں تیار کیا گیا ہے۔ جسے محمد حسین الطہرانی نے نقل کیا ہے۔(۹)

(۳) نسخہ کتاب خانہ گنج بخش (اوّل) اسلام آباد: صفحات ۳۴۸۔ کاغذ نازک سمرقندی جو کہ بوسیدہ ہو چکا ہے۔ چمڑے کی

جلد چڑھی ہوئی ہے۔خط روشن پختہ سیاہی میں ہے۔اس کے عناوین سرخ روشنائی سے مرتب ہیں۔کاتب کا نام اور تاریخ کتابت درج نہیں ہے یہ کتاب مفتاح الاسرار نامی کتاب سے منتخب کر کے لکھی گئی اور اس کا نام ''جواہر الاسرار'' ہے۔(۱۰)

(۴) نسخہ کتاب خانہ گنج بخش (دوم) اسلام آباد: اس نسخے کو ابھی تک کیٹلاگ میں مطبوعہ صورت میں شامل نہیں کیا گیا-

(۵) نسخہ آکسفورڈ (بوڈلین لائبریری) برطانیہ: بالکل جدید خط نستعلیق میں لکھا گیا ہے۔ حاشیے پر گاہے گاہے فرہنگیں ہیں- جلد بھوری اور سنہری ہے- کتاب کا سائز ۳/۴-۱۱ اِنچ اور ۲/۱-۷ اِنچ ہے- یہ نسخہ ۱۲۶۹ھ بمطابق ۱۸۵۲ء- ۱۸۵۳ء میں تیار کیا گیا-(۱۱)

جواہر الاسرار کا نسخہ تہران میں ادبیات نامی کتاب جلد ۱۱ محمد کاظم فرزند عبدالحسین سپاہانی کے ریکارڈ میں ہے، نسخہ مجلس کے ریکارڈ میں ۲/۵۸۸۲ آغاز برابر نمونہ آقائے عبدالحسین حائری کی یادداشت کے سلسلے میں درج کیا گیا ہے، دانش گاہ ۲۹۰۹ نستعلیق ۱۲۹۸ صفحہ نمبر ۱ تا ۱۵۷، ملک ۱۵۰۲ نسخ جلد ۲ ۱۲۹۰ تا ۱۴ گ، ۲۰ س ف- ملک فارسی ۱۹۲ اور مجلس ۵۸ ۷ نستعلیق ۱۲۴۲- آغاز برابر نمونہ ا، ۱۸۷ گ ف، مجلس ۲-۹۷۴ (۲-الف) موجود ہیں جو نہیں مل سکے-(۱۲)

> ''در اربعین آمدہ است کہ خروج مہدی از قریہ کدعہ باشد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم **یخرج المھدی من قریة یقال لھا کدعه و یصّدقه اللہ تعالیٰ و یجمع اصحابه من اقصٰی البلاد علی عدة اھل بدر بثلاث مائة و ثلاثة عشر رجال و معه صحیفة مختومة** (ای مطبوعہ) **فیھا عدد اصحابه باسمائھم و بلادھم و خلالھم** ......'' یعنی مہدی اس گاؤں سے نکلے گا جس کا نام کدعہ ہے (یہ نام دراصل قادیان کے نام کو معرب کیا ہوا ہے) اور پھر فرمایا کہ خدا اس مہدی کی تصدیق کرے گا اور دور دور سے اس کے دوست جمع کرے گا جن کا شمار اہل بدر کے شمار کے برابر ہو گا- یعنی تین سو تیرہ ہوں گے اور ان کے نام بقید مسکن و خصلت چھپی ہوئی کتاب میں درج ہوں گے-''(۱۳)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے درج کردہ حوالہ جواہر الاسرار بحوالہ اربعین دیگر حوالہ جات یہ ہیں۔

O الفاظ خطی نسخہ برٹش لائبریری لندن (زیر نمبر MS-1.0 Islamic 27) مذکورہ ''جواہر الاسرار انتخاب مفتاح الاسرار'' تصنیف علی حمزہ در تواریخ مشائخ تمام:

> **''در فصل الخطاب آوردہ در صفت مہدی کہ یحکم بالعدل ویامربه و یخرج من تھامه و یصدّقه اللہ تعالیٰ فی قوله و یجمع اللہ تعالیٰ له من اقصیٰ البلاد و علٰی عدّة اھل بدر بثلاث مائة و ثلاثه عشر رجل و معه صحیفة مختومة فیھا عدد اصحابه باسمائھم وبلادھم و خلالھم......''**

O الفاظ خطی نسخہ مخزونہ کتابخانہ گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد- زیر نمبر-۴۷۲ از علی حمزہ بن علی ملک بن حسن الطّوسی مندرجہ ''جواہر الاسرار''

''در فصل الخطاب آورده است در صفت مهدی که یحکم بالعدل و یامربهِ وَ یخرج من تهامة و یصدّقه الله تعالیٰ فی قوله و یجمع الله عم (کذا) له که من اقصیٰ البلاد عدة اهل بدر بثلاث مائة و ثلٰثه عشر رجل و معه صحیفة مختومة فیها عدد اصحابه باسمائهم وبلادهم و خلالهم (صفحہ۳۰)''

O الفاظ خطی نسخہ مخزونہ کتابخانہ گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد
زیر نمبر- ۳۰۸۹ (شمارہ ۸۸/ ۱۰۶۶) مولفہ- علی حمزہ بن علی مندرجہ- جواہر الاسرار

''در فصل الخطاب آورده است در صفت مهدی که یحکم بالعدل و یامربه یخرج من تهامة اما آنچه در اربعین مذکور آمده است خروج از قریه کدعه باشد یقول النبی صلی الله علیه وسلم یخرج المهدی من قریه یقال لها کدعه و یصدقه الله تعالیٰ و یجمع الله تعالیٰ که من اقصٰی البلاد و علی عدة اهل بدر بثلاث مائة و ثلاث عشر رجلا و معه صحیفة مختومة فیها عدد اصحابه باسمائهم و بلادهم و خلالهم'' (صفحہ۴۳)

O آکسفورڈ برطانیہ کی بوڈلین (Bodleian) لائبریری کے شعبہ اورئنیٹل کولیکشن کے پاس خطی نسخہ ''جواہر الاسرار'' زیر نمبر (MS Elliot 175) میں حدیث نبویؐ کے درج ذیل الفاظ ہیں- جو محترمہ ڈورس نکلسن صاحبہ (Doris Nicholson) اور جناب کولن ویک فیلڈ صاحب (Colin Wake-Field) نے بھجوائے ہیں-

''یقول النبی صلی الله علیه وسلم یخرج المهدی من قریة یقال لها کدعه و یصدّقه الله تعالیٰ و یجمع الله تعالیٰ من اقصی البلاد علی عدّة اهل بدر بثلاث مائة و ثلا ثة عشر رجلاً و معه صحیفة مختومة فیها عد دُ اصحابهٖ باسمائم و بلادهم و خلالهم (۱۴)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جو نسخہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کتاب ''اربعین'' کے حوالے سے درج کیا اس میں مقام خروج حضرت مہدی علیہ السلام کدعہ لکھا ہے۔

کتابخانہ گنج بخش (دوم نسخہ) اسلام آباد میں ''اربعین'' اور ''فصل الخطاب'' (۱۶) دونوں کتابوں کا ذکر ہے اور مقام خروج حضرت مہدی علیہ السلام تهامه اور کدعه دونوں کا ذکر ہے۔

مزید برآں اگرچہ آکسفورڈ والے نسخے میں خروج میں حضرت مہدیؑ کے مقام تهامه اور کدعه دونوں کا ذکر

ہے جس میں صراحتاً مقام خروج حضرت مہدی علیہ السلام کو کدعه کہا گیا ہے۔اس کا اندراج حضرت مسیح موعود علیہ السلام والے نسخے میں بھی ہے، جس پر آپ کی بابرکت آمد سے مہر تصدیق ثبت ہوجاتی ہے کہ کــدعـــہ جو کہ قادیان کا مُعَرَّب ہے۔مقام خروج حضرت مہدی علیہ السلام ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ ''صحیفه مختومه'' ایک پیشگوئی پر دلالت کرتے ہیں- جس کا ترجمہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے (ای مطبوعہ) چھپی ہوئی کتاب فرمایا ہے- اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چھپی ہوئی کتابیں نہ ہوتی تھیں، نہ ہی چھاپہ خانہ ایجاد ہوا تھا- پس ان الفاظ میں چھاپہ خانہ کی ایجاد کی پیشگوئی بھی ہے اور حضرت مہدی علیہ السلام کے دور سے وابستہ اس ایجاد کا ذکر بھی ہے۔

حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے اس پیشگوئی کے متعلق ضمیمہ ''انجام آتھم'' میں تحریر فرمایا:

''اب ظاہر ہے کہ کسی شخص کو پہلے اس سے یہ اتفاق نہیں ہوا کہ وہ مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کرے اور اس کے پاس چھپی ہوئی کتاب ہو جس میں اس کے دوستوں کے نام ہوں ......اتمام حُجت کے لئے تین سو تیرہ نام ذیل میں درج کرتا ہوں تا ہر یک مُنصف سمجھ لے کہ یہ پیشگوئی بھی میرے ہی حق میں پوری ہوئی اور بموجب منشاء حدیث کے یہ بیان کر دینا پہلے سے ضروری ہے کہ یہ تمام اصحاب خصلتِ صدق وصفا رکھتے ہیں اور حسب مراتب جس کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے بعض بعض سے محبت اور انقطاع الی اللہ اور سرگرمی دین میں سبقت لے گئے ہیں۔اللہ سب کو اپنی رضا کی راہوں میں ثابت قدم کرے......''۔(۱۵)

خطی نسخہ زیرِ نظر کے مزید نسخوں کی تلاش میں جب برٹش لائبریری لندن کے جناب محمد عیسیٰ ولی کیوریٹر پرشین وٹرکش مینوسکرپٹ سے رابطہ کیا گیا تو انہوں نے ایرانی لائبریریوں اور بوڈلین لائبریری آکسفورڈ سے رابطہ کرنے کا مشورہ دیا- آکسفورڈ میں ڈیپارٹمنٹ آف اورینٹل کولیکشن کی جناب ڈورس نکلسن صاحبہ نے اسی شعبہ کے اسلامک ایکسپرٹ جناب کولن ویک فیلڈ صاحب سے رابطہ کروایا جنہوں نے ''جواہر الاسرار'' کے ایک دوسرے نسخہ میں وہ مقام تلاش کر دیا جہاں تهامه اور کدعه دونوں کا ذکر ہے-

خاکسار (مکرم عاصم جمالی صاحب ومکرم مولانا نصر اللہ خان صاحب ناصر) کے رابطہ خانہ فرہنگ راولپنڈی سے معلوم ہوا کہ اسلام آباد میں گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان میں جواہر الاسرار کا نسخہ موجود ہے چنانچہ وہاں کے لائبریرین (کتابدار) کے تعاون سے جواہر الاسرار کا متعلقہ نسخہ میسر آیا-**الحمد لله علیٰ ذالک.**

حوالہ جات

(۱) تاریخ ہندوستان شمس العلماء مولوی محمد ذکاالله جلد۴، سنگ میل پبلیکیشنز لاہور ۱۹۹۸ء صفحہ ۱۸۲۱-۱۸۴۳-۱۸۵۸۔
(۲) محمد قاسم فرشتہ، تاریخ فرشتہ، جلد دوم، ترجمہ عبدالحئی خواجہ، بک ٹاک میاں چیمبرز ٹیمپل روڈ لاہور، صفحہ ۳۵۵-۳۵۶۔
(۳) جواہر الاسلام قلمی۔ از گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد، نسخہ صفحہ ۱۲۔
(۴) محمد قاسم فرشتہ، تاریخ فرشتہ، جلد دوم، ترجمہ عبدالحئی خواجہ، بک ٹاک میاں چیمبرز ٹیمپل روڈ لاہور، صفحہ ۳۵۵-۳۵۶۔

(5)Catalouge of the Persian Manuscripts in the British Museum By Charles Rie Phd. Vol:1 PP. 43-44

(۶) شیخ محمد اکرام، آب کوثر، فیروز سنز لمٹیڈ لاہور، طبع پنجم ۱۹۶۵ء صفحہ ۳۶۶ تا ۳۷۷۔

(7) Catalouge of the Persian Manuscripts Bodlein Library University of Oxford Department of Orienatal Collection London.

(۸) اشارات فریدی جلد۳ صفحہ ۷۰ مطبوعہ مفید عام پریس آگرہ۔
(۹۔۱۰) فہرست نسخہ ھائے خطی کتابخانہ گنج بخش تالیف- محمد حسین تسبیحی، جلد دوم- صفحہ نمبر ۱۲۸-۱۲۹-۱۲۰۔

(11) Catalouge of the Persian Manuscripts Bodlein Library University of Oxford Department of Orienatal Collection London.

(12) http://www.noormicrfilindia.com/mulall.htm.

(۱۳) ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۳۲۵۔

(14) Catalouge of the Persian Manuscripts Bodlein Library University of Oxford Department of Orienatal Collection London.

(۱۵) ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۳۲۵۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثار

اصحابؓ بدر

ابتداءِ اسلام میں ایک عظیم معرکۂ حق و باطل ہوا جس میں بدر کے مقام پر ۳۱۳ - اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے شاندار قربانیوں کا نمونہ دکھاتے ہوئے بے سروسامانی کی حالت میں کفارِ مکہ کے ایک ہزار آزمودہ کار جنگجوؤں کو شکست فاش دی۔قرآن کریم نے اس معرکہ حق و باطل کو یَـومُ الفُرقَان قرار دیا اور تاریخ عالم نے خدائے ذوالجلال کی عظمت کا ایک عظیم الشان نشان اور فتح مبین قرار دیا ہے۔انہی اصحابؓ بدر کا تذکرہ ذیل میں کیا جارہا ہے۔جن کا ذکر حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی معہود بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے اپنی کتاب انجام آتھم میں ''ایک اور پیشگوئی کا پورا ہونا'' کے عنوان میں کیا ہے اور اخلاص و وفا اور قربانی میں اپنے رفقاء کو ان کے مشابہ قرار دیا ہے۔

مقام بدر: رمضان المبارک ۲ھ بمطابق ۶۲۴ء کو اصحابؓ بدر اور کفارِ مکہ کے درمیان بدر کے مقام پر یہ معرکہ ہوا مقام بدر مدینہ سے ۸۰ میل جنوب مغرب بطرف اُس شاہراہ پر واقع ہے جو زمانہ قدیم سے شام اور مکہ کے درمیان تجارتی قافلوں کی گزرگاہ رہی ہے۔بحیرہ احمر سے اس مقام کا فاصلہ دس بارہ میل ہے۔

(معجم البلدان زیر لفظ بدر و رسولؐ رحمت صفحہ ۲۷۶ مصنفہ مولانا غلام رسول مہر)

غزوہ بدر کی اہمیت: غزوہ بدر کا نام اللہ تعالیٰ نے یوم الفُرقان (حق و باطل میں فیصلہ کر دینے والا) رکھا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''......وَمَآ اَنۡزَلۡنَا عَلٰى عَبۡدِنَا يَوۡمَ الۡفُرۡقَانِ يَوۡمَ الۡتَقَى الۡجَمۡعٰنِ ......'' (سورۃ الانفال آیت:42)

اور اس پر جو ہم نے اپنے بندے پر حق و باطل میں فیصلہ کر دینے والے دن میں نازل کیا تھا۔جس دن کہ دونوں لشکر جمع ہوئے تھے۔اس غزوہ میں شامل ہونے والے اصحابِ بدر کہلاتے ہیں جن کی عظمت اور علّو مرتبت کا ذکر کرنا مقصود ہے۔

اللہ تعالیٰ غزوہ بدر میں اہل ایمان کی تائید و نصرت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

''وَلَقَدۡ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدۡرٍ وَّ اَنۡتُمۡ اَذِلَّةٌ ......'' (سورہ آل عمران آیت:124)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ (اس سے پہلے) بدر میں جب کہ تم حقیر (اور قلیل التعداد) تھے یقیناً تمہیں مدد دے چکا ہے۔ یہ نصرت الٰہی کفار کی سزا دہی کے لئے تھی جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

"وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ○ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ○"

(سورۃ الانفال:9,8)

اور کافروں کی جڑ کاٹ دے تا وہ اس طرح حق قائم کردے اور باطل کو تباہ کردے۔ خواہ مجرم اسے ناپسند ہی کیوں نہ کرتے ہوں۔ اس وقت نصرت الٰہی مومنوں کے ساتھ کچھ اس طرح شاملِ حال ہوئی جو قرآن کریم کے مطابق قبولیت دعا اور فرشتوں کی معیّت کو ظاہر کرتی ہے۔ سورۃ الانفال میں ہے:

"اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّىْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ○"

(سورۃ الانفال آیت:10)

یعنی (اس وقت کو بھی یاد کرو) جب کہ تم اپنے رب سے التجائیں کرتے تھے اس پر تمہارے رب نے تمہاری دعاؤں کو سنا (اور کہا کہ) میں تمہاری مدد ہزار فرشتوں سے کروں گا۔ جن کا لشکر کے بعد لشکر بڑھ رہا ہوگا۔

اصحابِ بدر کی فدائیت: قرآن کریم اور کتبِ حدیث میں اصحاب احمد کے جذبہ ایمانی اور فدائیت کا ذکر یوں ہے۔

آنحضرت ﷺ نے صحابہؓ سے لشکرِ کفار کا ذکر کر کے مشورہ طلب فرمایا تو اس پر صحابہؓ نے جس فدائیت کا نمونہ دکھلایا وہ بے مثال ہے۔ اس موقع پر آپؐ انصار کے جواب کے منتظر تھے کہ وہ بھی کچھ بولیں۔ آپؐ کا خیال تھا کہ شاید انصار یہ سمجھتے ہوں کہ بیعتِ عقبہ کے تحت ہمارا فرض صرف اس قدر ہے کہ اگر مدینہ پر کوئی حملہ ہو تو اس کا دفاع کریں گے۔ چنانچہ باوجود اس عہد و پیمان کے آپؐ یہی فرماتے رہے کہ مجھے مشورہ دو سیرت ابن ہشام میں ذکر ہے کہ:۔

ترجمہ: حضرت سعدؓ بن معاذ رئیس اوس نے آپؐ کا منشاء سمجھ لیا تھا۔ اور انصار کی طرف سے عرض کی اے اللہ کے رسول شاید آپ ہماری رائے پوچھتے ہیں خدا کی قسم جب ہم آپ کو سچا سمجھ کر آپ پر ایمان لے آئے ہیں اور ہم نے اپنا ہاتھ آپؐ کے ہاتھ میں دے دیا ہے تو پھر اب آپؐ جہاں چاہیں چلیں ہم آپؐ کے ساتھ ہیں۔ اس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ اگر آپ ﷺ ہمیں سمندر میں کود جانے کو کہیں گے تو ہم کود جائیں گے۔ اور ہم میں سے ایک فرد بھی دشمن سے مقابلہ میں پیچھے نہیں رہے گا۔ اور انشاء اللہ آپؐ ہمیں لڑائی میں صابر پائیں گے۔ اور ہم سے وہ بات دیکھیں گے۔ جو آپؐ کی آنکھوں کو ٹھنڈا کرے گی۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعدؓ کی یہ تقریر سن کر بہت خوش ہوئے۔

"آنحضرتؐ کے صحابہؓ اپنے عملی نمونہ میں بھی پیش پیش تھے۔ چنانچہ میدان بدر میں جب کفّارِ مکہ کے سرداروں عتبہ، شیبہ اور ولید بن عتبہ نے مبارزت چاہی تو بلا تامل انصار مقابلے کے لئے بڑھے۔ لیکن کفّارِ نے

انصار کی بجائے اپنے خاندان والوں سے مقابلہ کرنا چاہا۔اس پر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہؓ، حضرت علیؓ اور حضرت عبیدہؓ بن الحارث کو مقابلے کے لئے بھجوایا۔جنہوں نے ان تینوں سردارانِ مکہ کو تہ تیغ کر دیا۔'' (ترجمہ روایت ابوداؤد کتاب الجہاد باب فی المبارزۃ)

''انصار کے جوش وخروش کا یہ عالم تھا کہ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف بیان کرتے ہیں کہ بدر کے روز میں صف میں کھڑا تھا کہ میں نے اپنے دائیں اور بائیں دولڑکوں کو پہلو بہ پہلو کھڑے پایا۔چنانچہ ان لڑکوں میں سے ایک نے مجھے پوچھا کہ چچا''ابوجہل کہاں ہے؟''میں نے کہا میرے بھتیجے تو کیا کرے گا۔اُس نے کہا میں نے اللہ سے عہد کیا ہوا ہے کہ میں اُسے قتل کروں گا۔یا اس کوشش میں مارا جاؤں گا اور یہی بات خاموشی سے دوسرے نے کہی۔میں خوش ہوا کہ میں بہادر آدمیوں کے درمیان کھڑا ہوں اور میں نے ابوجہل کی طرف اشارہ کر دیا۔میرا اشارہ کرنا تھا کہ دونوں نوجوان اس پر عقاب کی طرح جھپٹے اور اس کو حملہ کر کے شدید زخمی کر دیا۔''

(بخاری کتاب المغازی باب فضل من شهد بدر)

بدری صحابہؓ کی فضیلت:

حضرت حارثہؓ ابھی جوان تھے وہ جنگ بدر میں شہید ہوئے۔تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمایا کہ وہ جنت الفردوس میں ہے۔

(بخاری۔کتاب الجہاد والسیر، باب من أتاہ سهم غرب فقتله)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''جس نے بدر اور حدیبیہ میں شمولیت کی وہ دوزخ میں نہیں جائے گا۔''

(مسند احمد بن حنبل جلد 3 صفحہ 396 مطبوعہ بیروت 1978ء)

دوسری روایت میں آتا ہے کہ:

(ترجمہ) حضرت جبرئیلؑ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اصحاب بدر کا مقام پوچھا تو آپؐ نے فرمایا وہ سب مسلمانوں سے افضل ہیں۔تو جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہی مقام بدر میں شامل ہونے والے فرشتوں کا دیگر فرشتوں سے ہے۔ (بخاری کتاب المغازی باب شہود الملئکۃ بدراً)

اصحابِ بدر کی تعداد صحیح بخاری میں اصحاب بدر کی تعدا 310 سے کچھ زیادہ بیان ہوئی ہے۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب عدۃ اصحاب بدر)

حضرت عمرؓ بن خطاب سے روایت ہے کہ بدر کے دن رسول اللہ ﷺ نے مشرکین کو دیکھا وہ ایک

ہزار تھے اور آپ کے صحابہ 319 تھے۔ (صحیح مسلم کتاب الجہاد والسّیر باب الامداد بالملائکۃ فی غزوہ بدر)

O مسند احمد بن حنبل میں حضرت ابن عباسؓ سے اہل بدر کی تعداد 313 مروی ہے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد نمبر اول صفحہ:248)

حضرت عبداللہؓ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول ﷺ بدر کے دن 315 اصحاب کے ساتھ نکلے۔

حضرت ابوایوبؓ انصاری سے روایت ہے کہ جب ہم مدینہ سے نکل کر ایک دو یوم کی مسافت طے کر چکے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مردم شماری کا حکم دیا جب تعداد شمار کی گئی تو ہم ۳۱۳ تھے یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد کی۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی ابواب مغازی رسول اللہؐ باب ذکر عدد اصحاب رسول اللہؐ جلد نمبر 3 صفحہ 37)

O اسی طرح بیہقی نے دلائل النبوۃ میں ایک روایت ہے اہل بدر کی تعداد 313، اور 314 بیان کی ہے۔

(دلائل النبوۃ جلد 3 صفحہ 40 مطبوعہ بیروت 1985ء)

O طبرانی نے بھی حضرت ابوایوب انصاریؓ سے ایک طویل روایت بیان کی ہے جس میں اصحاب بدر کی تعداد 313 لکھی ہے۔ (معجم الکبیر طبرانی جلد نمبر 4 صفحہ 175)

O حضرت امام ابن سیرینؒ بیان کرتے ہیں:

ترجمہ: اہل بدر کی تعداد تین سو تیرہ یا تین سو چودہ تھی۔

O ابن اسحاق کے نزدیک بشمول آنحضرت ﷺ یہ تعداد 314 ہے۔ جن میں 83 مہاجرین، 61 قبیلہ اوس سے اور 170 خزرجی تھے۔ (ابن ہشام من حضر بدراً من المسلمین جلد نمبر 1 صفحہ 270)

O علامہ ابن حجر شارح بخاری نے اصحاب بدر کی تعداد کے بارے میں مختلف اقوال درج کئے ہیں۔

(فتح الباری جلد نمبر 7 صفحہ:2920)

ان سب روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اصحاب بدر کی تعداد 313 ہی تھی۔

OOOOOOO

وَ کَمْ مِّنْ عِبَادٍ اٰثَرُوْنِیْ بِصِدْقِھِمْ

کلام حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

وَاِنِّیْ بِبُرْھَانٍ قَوِیٍّ دَعَوْتُھُمْ　　　　وَاِنِّیْ مِنَ الرَّحْمٰنِ حَکَمٌ مُغَذْمِرُ

اور میں نے ایک قوی حجت کے ساتھ اُن کو بلایا ہے اور میں خدا کی طرف سے اختلاف کا فیصلہ کرنے والا آیا ہوں

وَقَدْ جِئْتُ فِی بَدْرِ الْمِئِیْنَ لِیَعْلَمُوا　　　　کَمَالِیْ وَنُوْرِیْ ثُمَّ ھُمْ لَمْ یَبْصُرُوْا

اور میں ان کے پاس چودھویں صدی میں آیا جو صدیوں کی بدر ہے تا کہ وہ میرا کمال اور میرا نور جان لیں۔ پھر وہ نہیں دیکھتے

وَاِنَّ الْوَرٰی مِنْ کُلِّ فَجٍّ یَجِیْئُنِیْ　　　　وَیَسْعٰی اِلَیْنَا کُلُّ مَنْ کَانَ یُبْصِرُ

اور مخلوق ہر ایک راہ سے میرے پاس آ رہی ہے اور ہر ایک دیکھنے والا میری طرف دوڑ رہا ہے

وَکَمْ مِّنْ عِبَادٍ اٰثَرُوْنِیْ بِصِدْقِھِمْ　　　　عَلَی النَّفْسِ حَتّٰی خُوِّفُوْا ثُمَّ دُمِّرُوْا

بہت سے بندے ایسے ہیں جنہوں نے اپنی جان پر مجھ کو اختیار کر لیا یہاں تک کہ ڈرائے گئے پھر قتل کئے گئے

وَمِنْ حِزْبِنَا عَبْدُاللّٰطِیْفِ فَاِنَّہٗ　　　　اَرٰی نُوْرَ صِدْقٍ مِنْہُ خَلْقٌ تَھَکَّرُوْا

اور ہمارے گروہ میں سے مولوی عبداللطیف ہیں کیونکہ اس نے اپنے صدق کا نور ایسا دکھلایا کہ اسکے صدق سے لوگ حیران ہو گئے

جَزَی اللّٰہُ عَنَّا دَائِمًا ذٰلِکَ الْفَتٰی　　　　قَضٰی نَحْبَہٗ لِلّٰہِ فَاذْکُرْ وَفَکِّرٖ

خدا اس جوان کو بدلہ دے وہ اپنی جان خدا کی راہ میں دے چکا۔ پس سوچ اور فکر کر

عِبَادٌ یَّکُوْنُ کَمُبْسِرَاتٍ وُجُوْدُھُمْ　　　　اِذَامَا اَتَوْا فَالْغَیْثُ یَأْتِیْ وَیَمْطُرُ

یہ وہ بندے ہیں کہ مون سون ہوا کی طرح ان کا وجود ہوتا ہے جب آتے ہیں تو ساتھ ہی بارش رحمت کی آتی ہے

اَتَعْلَمُ اَبْدَالاً سِوَاھُمْ فَاِنَّھُمْ　　　　رُمُوْا بِالْحِجَارَۃِ فَاسْتَقَامُوا وَاَجْمَرُوا

کیا تو ان کے سوا کوئی اور ابدال جانتا ہے کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جن پر پتھر چلائے گئے تو انہوں نے استقامت اختیار کی اور اُن کی جمعیت باطنی بحال رہی

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 328 تا 330)

عاشقاں درعظمتِ مولیٰ فنا

(کلام حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

کامل آں باشد کہ بافرزند وزن　　　　باعیال و جملہ مشغولئے تن!

کامل وہ ہوتا ہے جو باوجود بیوی بچوں کے اور باوجود عیال اور جسمانی مشاغل کے

باتجارت باہمہ بیع و شراء!　　　　یک زماں غافل نہ گردد از خدا

اور باوجود تجارت اور خرید و فروخت کے کسی وقت بھی خدا سے غافل نہیں ہوتا

ایں نشانِ قوتِ مردانہ است　　　　کاملاں را بس ہمیں پیمانہ است

یہ ہے مَردوں والی طاقت کا نشان کاملوں کے لئے بس یہی معیار ہے

کاروبارِ عاشقاں کارِ جُداست　　　　برتر از فکر و قیاسات شماست

عاشقوں کا کاروبار ہی جُدا ہے اور تم لوگوں کے فکر و قیاس سے بالاتر

جاں فروشاں از پئے مہ پیکرے　　　　بر زبان صد قصہ ہا از دیگرے

ان کی جان تو ایک حسین کے لئے تڑپتی ہے اور ان کی زبان پر اور کا ذکر ہوتا ہے

فانیاں را مانعے از یار نیست　　　　بچہ و زن برسرِ شاں بار نیست

فانی لوگوں کے لئے کوئی چیز بھی یار سے مانع نہیں ہے- بیوی اور بچے ان کے سر پر بوجھ نہیں ہوتے

عاشقاں در عظمتِ مولیٰ فنا　　　　غرقۂ دریائے توحید از وفا!

عاشق مولیٰ کی عظمت میں فنا ہیں اور وفاداری کی وجہ سے دریائے توحید میں غرق ہیں

کین و مہرِ شاں ہمہ بہرِ خداست　　　　قہر شاں گرہست آں قہر خداست

ان کی دشمنی اور دوستی سب خدا کے لئے ہے اگر ان کو غصہ بھی آتا ہے تو وہ خدا کا ہی غصہ ہے

آنکہ درعشقِ اَحد محو و فنا است　　　　ہرچہ زو آید ز ذاتِ کبریاست

جو خدا کے عشق میں فانی اور محو ہے جو کچھ بھی وہ کرتاہے وہ ذاتِ کبریا کی طرف سے ہے

(اخبار ریاض ہند امرتسر مورخہ یکم مارچ 1886ء بحوالہ درثمین فارسی)

ا۔حضرت منشی جلال الدین صاحب بلانوی

پنشنر سابق میر منشی رجمنٹ نمبر۱۲ موضع بلانی کھاریاں ضلع گجرات

ولادت ۱۸۳۰ء۔بیعت مئی ۱۸۸۹ء۔وفات اگست ۱۹۰۲ء

تعارف: حضرت منشی جلال الدین رضی اللہ عنہ مغل برلاس خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔آپ کے آباؤاجداد قندھار (افغانستان) سے ہجرت کر کے صوبہ پنجاب کے علاقہ گجرات میں آئے تھے۔آپ کے والد کا نام مرزا غلام قادر صاحب تھا جو اس علاقہ میں طبیب تھے۔

ولادت و ابتدائی حالات: آپ ۱۸۳۰ء کو موضع بلانی میں پیدا ہوئے۔آپ کی عمر سات سال تھی کہ آپ کے والد صاحب کا انتقال ہو گیا۔چنانچہ آپ کے ماموں مرزا زین العابدین نے آپ کے لئے گھر پر اساتذہ رکھ کر آپ کو تعلیم دلائی۔آپ فارسی اور عربی کے معروف عالم تھے۔چودہ برس کی عمر میں آپ کی شادی ہوگئی اور اسی عمر میں آپ کو سرکاری ملازمت مل گئی۔۱۸۶۴ء تک ملازمت کرتے رہے۔بعدازاں میر منشی کے طور پر فوج میں بھرتی ہو گئے اور ۱۸۹۵ء میں فوج سے ریٹائر ہوئے۔

حضرت اقدسؑ سے تعلق: ۱۸۷۸ء میں اخبار منشور محمدی بنگلور میں آپ کی نظر سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ایک مضمون گزرا۔مضمون پڑھتے ہی دل نے گواہی دی کہ یہ مضمون کسی عام آدمی کا نہیں ہوسکتا۔یہ یقیناً وہی شخص ہے جس کی آمد کے بارے میں حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئیاں ہیں۔چنانچہ آپ قادیان کے لئے روانہ ہو گئے مگر کسی روک کے باعث آپ واپس لوٹ آئے۔

بیعت کا پس منظر: ایک دفعہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت خواب میں ہوئی تو دل کی بےقراریاں اور بڑھ گئیں۔دوبارہ جب حضرت اقدسؑ کی زیارت خواب میں ہوئی تو آپ نے حضور کا دامن پکڑ لیا اور عرض کیا حضورؑ! آپ مجھے اپنے نام اور جائے قیام سے مطلع فرمائیں تو حضرتؑ نے آپ کو نام اور رہائش بتادی۔

جب آپ کی رجمنٹ جھانسی چلی گئی تو ۱۸۸۲ء یا ۱۸۸۳ء میں آپ نے چند ماہ کی رخصت لی اور قادیان کے لئے رختِ سفر باندھا۔یکّے والا حضرت اقدسؑ کے علاوہ کسی اور کے پاس آپ کو لے گیا تو آپ نے کہا کہ یہ وہ شخص نہیں اس پر یکّے والا آپ کو حضرت اقدسؑ کے پاس لے گیا۔حضور پُر نور کو دیکھتے ہی آپ نے پہچان لیا اور بیعت کی درخواست کی لیکن حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ ابھی بیعت لینے کا حکم نہیں ملا۔

بیعت: جب حضرت اقدسؑ نے بیعت کا اعلان فرمایا تو آپ نے فوراً بیعت کر لی۔رجسٹر بیعت میں آپ کی بیعت ۹۳ نمبر پر درج ہے۔بیعت کے بعد ایک نمایاں تبدیلی دیکھنے میں آئی کہ آپ کی عبادات میں اس قدر رقّت اور

خشیت تھی کہ آنسوؤں سے آپ کا چہرہ مبارک تر ہو کر کُرتا بھی بھیگ جایا کرتا۔

خدمت دین کا موقع:۱۸۹۱ء یا ۱۸۹۲ء میں آپ نے ایک خواب دیکھا کہ حضرت اقدسؑ نے آپ کا نکاح ایک باکرہ (کنواری لڑکی) سے کر دیا ہے۔ خواب عرض کرنے پر حضرت اقدسؑ نے ارشاد فرمایا کہ آپ کوئی دینی خدمت سرانجام دیں گے۔ چنانچہ آپ نے کتاب ''ثوابت قرآنی غلام احمد قادیانی'' بڑی جانفشانی سے لکھنی شروع کی مگر وہ مکمل نہ ہو سکی۔ آپ کی تبلیغ سے سردار سندر سنگھ وضعدار اور سردار جگت سنگھ لیس دفعدار مشرف بہ اسلام ہو کر احمدی ہوئے جن کا اسلامی نام بالترتیب سردار فضل حقؓ اور شیخ عبدالرحیمؓ تھا۔

حضرت منشی صاحب کا اعزاز: حضرت منشی صاحبؓ نے جلسہ اعظم مذاہب عالم کے انعقاد میں خدمت کا اعزاز حاصل کیا۔ حضرت بھائی عبدالرحمٰن قادیانیؓ اپنے ایک مضمون ۲۰؍جولائی ۱۹۴۶ء میں لکھتے ہیں:۔

> ''جلسہ اعظم مذاہب لاہور کے انعقاد سے قبل سوامی شوگن چندر رسالہ فوجی میں ہیڈ کلرک تھے اور منشی جلال الدین صاحب کے ہم نشین اور ہم صحبت تھے۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے جلسہ اعظم مذاہب عالم لاہور میں شہرہ آفاق مضمون ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' میں حضرت منشی صاحب کو یہ اعزاز حاصل ہوا۔ حضرت صاحب نے منشی صاحب کو اس کی کاپی لکھنے پر مامور کیا اور فرمایا کہ حضرت منشی صاحب کا خط مَایُقْرَا ہے اس لئے آپ ہی اس کو لکھیں چنانچہ منشی صاحب نے وہ مضمون اپنی قلم سے لکھا۔''

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر:ازالہ اوہام میں آپ کا ذکر مخلصین میں ہے۔ حضرت اقدسؑ نے انجام آتھم میں اپنے مخلص دوستوں میں اور اشتہار ۲۲؍فروری ۱۸۹۸ء میں اپنی پُرامن جماعت میں آپ کا نام درج فرمایا ہے۔ اشتہار یکم جولائی ۱۹۰۰ء میں چندہ دہندگان منارۃ المسیح میں آپ کا نام درج ہے۔ اسی طرح ملفوظات جلد چہارم میں بھی آپ کا نام محبت بھرے الفاظ میں درج ہے۔

وفات:اگست ۱۹۰۲ء میں آپ وفات پا گئے اور تدفین موضع بلانی میں ہوئی۔ آپ کا کتبہ یادگار بہشتی مقبرہ قادیان میں ہے۔ آپ کی وفات پر حضرت اقدسؑ نے سرد آہ بھر کر فرمایا ''حضرت منشی جلال الدین مرحوم ہمارے یکتا اور بے نظیر دوست تھے۔''

آپ کی اولاد: آپ کی اولاد میں چار بیٹیاں اور چار بیٹے تھے۔ بڑے بیٹے مرزا محمد قیم لاولد فوت ہو گئے۔ ایک بیٹا بچپن میں فوت ہو گیا۔ تیسرے بیٹے حضرت مرزا محمد اشرفؓ کو بھی صحابی ہونے کا شرف حاصل تھا۔ حضرت مرزا محمد اشرف صاحبؓ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں محاسب اور ناظم جائیداد رہے ہیں۔ جب کہ آپ کے اسی بیٹے سے نظام تحریک جدید کے پہلے واقف زندگی مرزا محمد یعقوب مرحوم تھے اور بیٹی مولانا محمد یعقوب طاہر صاحب انچارج صیغہ زودنویسی کی اہلیہ تھیں۔ مولانا محمد یعقوب طاہر صاحب کے بیٹے مکرم داؤد احمد طاہر کمشنر انکم ٹیکس (ریٹائرڈ) اسلام آباد اور ایک داماد مولانا سعید احمد اظہر مرحوم (مربی سلسلہ) نائب ناظر مال تھے۔ حضرت منشی صاحب کے چوتھے بیٹے مرزا محمد افضلؓ بھی رفیق بانی سلسلہ تھے۔ اسی طرح حضرت منشی صاحبؓ کے برادران ماسٹر

فضل الرحمٰنؓ اور مرزا کمال الدینؓ کو بھی رفیق بانی سلسلہ ہونے کی سعادت ملی۔
ماخذ: (۱) ازالہ اوہام روحانی خزائین جلد نمبر۳ (۲) ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد نمبر ۱۸ (۳) مجموعہ اشتہارات جلد سوم (۴) ملفوظات جلد چہارم (جدید ایڈیشن) (۵) رجسٹر بیعت از تاریخ احمدیت جلد ۱ صفحہ ۳۴۸ (۶) اصحاب احمد جلد دہم (۷) سوانح حضرت بھائی عبدالرحمٰن قادیانیؓ (۸) الحکم ۷؍اپریل ۱۹۳۸ء جلد ۴۳ نمبر ۱۳۔

☆

۲۔حضرت مولوی حافظ فضل دین صاحب۔کھاریاں ضلع گجرات

ولادت: ۱۸۵۶ء۔ بیعت: ۱۸۹۲ء۔ وفات: ۱۴؍اکتوبر ۱۹۳۲ء

تعارف: حضرت مولوی حافظ فضل دین رضی اللہ عنہ کے والد کا نام حافظ عبداللہ صاحب تھا۔ آپ کے آباؤ اجداد کئی پشتوں سے حافظ چلے آتے تھے۔ دینی تعلیم کی تکمیل ہندوستان کے مختلف مدارس میں کی اور فارغ التحصیل ہونے پر کھاریاں کی مسجد کے امام بنے۔

بیعت کا پس منظر: جب کھاریاں میں عیسائی مشن کھولا گیا تو علاقے کے تمام لوگ پریشان تھے۔ آپ نے اپنے حلقہ درس کے شاگردوں کو فرمایا کہ ویرانوں میں جا کر دعائیں کرو۔ چنانچہ آپ خود بھی خدا تعالیٰ سے عاجزانہ دعائیں کرتے رہے۔ ایک دن عصر کی نماز کے لئے آپ وضو فرما رہے تھے کہ کسی نے آپ کو ایک اشتہار دیا۔ جس میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ ماموریت کا اعلان تھا۔

آپ کی بیعت: آپ نے ۱۸۹۲ء میں بیعت کی۔ رجسٹر بیعت میں آپ کا نام ۳۵۴ نمبر پر ہے اور تاریخ بیعت ۸؍ستمبر ۱۸۹۲ء درج ہے۔ آپ کی بیعت کے بعد کھاریاں کے لوگ احمدیت میں داخل ہونا شروع ہوئے اور گرد و نواح میں احمدیت نے بہت ترقی کی۔

مقدمہ جہلم کے دوران ۱۹۰۳ء میں جب حضرت اقدس مسیح موعودؑ جہلم تشریف لائے تو آپ کھاریاں اسٹیشن پر حضور کی زیارت کے لئے گئے۔ جب گاڑی کھاریاں کے ریلوے اسٹیشن پر رکی تو زیارت کے لئے لوگ کشاں کشاں آئے اور کثرت سے لوگوں نے بیعت کے لئے اپنی پگڑیاں پھیلائیں اور ان کو پکڑ کر بیعت کی۔

خدمتِ دین: جب مدرسہ احمدیہ کی بنیاد رکھی گئی تو اُن دنوں آپ قادیان گئے ہوئے تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے آپ کو دینیات کا مدرس مقرر فرمایا۔ آپ کے ذریعہ ضلع گجرات میں متعدد احمدی جماعتیں قائم ہوئیں۔ آپ امیر جماعت احمدیہ بھی رہے۔

وفات: آپ نے بعمر ۷۶ سال ۱۴؍اکتوبر ۱۹۳۲ء کو وفات پائی۔ آپ موصی تھے آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ قادیان میں ہوئی۔

اولاد: آپ کی اولاد میں آپ کے بیٹے چوہدری سعدالدین صاحب، ڈاکٹر کریم الدین صاحب اور چوہدری عبدالرحمٰن صاحب ہیں۔ دو بیٹیاں مکرمہ غلام فاطمہ بیگم اہلیہ چوہدری محمد ابراہیم آف اسماعیلہ جو کہ مکرم چوہدری منیر احمد صاحب مبلغ سلسلہ حال ایم ٹی اے ارتھ سٹیشن یو ایس اے کی دادی اور مکرم رشید احمد طیب صاحب مربی سلسلہ ابن مکرم عزیز احمد صاحب سابق ٹیچر ٹی آئی ہائی سکول بشیر آباد سندھ کی نانی محترمہ ہیں۔ (جو چوہدری محمد اسمٰعیل خالد صاحب مرحوم کی والدہ تھیں) اور مکرمہ ہاجرہ بیگم (اہلیہ چوہدری فضل الٰہی سابق امیر جماعت کھاریاں) کی بیٹی مکرمہ طاہرہ جبیں صاحبہ اہلیہ مولانا محمد اشرف ناصر صاحب مرحوم مربی سلسلہ احمدیہ ہیں اور آپ کے ایک بیٹے مکرم محمد انور طاہر صاحب مربی سلسلہ احمدیہ ہیں۔ ایک بیٹے مکرم افضل طاہر حلقہ رحمان پورہ لاہور اور مکرم فرید طاہر صاحب وقف جدید میں ہیں۔ آپ کے ایک پوتے (چوہدری سعدالدین صاحب کے ایک بیٹے) ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب پہلے فضل عمر ہسپتال اور پھر مغربی افریقہ میں خدمات بجالاتے رہے ہیں۔ اوران کے ایک بیٹے ڈاکٹر انوار الدین ہارٹ سپیشلسٹ طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ ربوہ میں خدمت سرانجام دے چکے ہیں۔ آپ کی ایک پوتی (چوہدری سعدالدین صاحب کی بیٹی) مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر خدمت درویشاں (سابق ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ) کی اہلیہ محترمہ ہیں۔

ماخذ: (۱) رجسٹر بیعت اولیٰ مطبوعہ تاریخ احمدیت جلد اصفحہ ۳۶۲ جدید ایڈیشن (۲) روزنامہ الفضل ربوہ ۹ راگست ۱۹۹۹ء (۳) ماہنامہ انصاراللہ مارچ ۱۹۷۸ء (۴) بیان مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب ربوہ (۵) بیان رشید احمد طیب صاحب مربی سلسلہ بوہ۔

☆

۳۔ حضرت میاں محمد دین پٹواری بلانی کھاریاں ضلع گجرات

ولادت: ۱۸۷۳ء۔ بیعت: ۱۸۹۴ء۔ وفات: یکم نومبر ۱۹۵۱ء

تعارف: حضرت میاں محمد دین رضی اللہ عنہ موضع حقیقہ پنڈی کھاریاں ضلع گجرات کے رہنے والے تھے۔ آپ کے والد صاحب کا نام میاں نورالدین صاحب تھا۔ ایک روایت کے مطابق آپ شاہ پور کے علاقہ میں جھمٹ قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے جہاں سے آپ کے بزرگ نقل مکانی کر کے کھاریاں کے علاقے میں آ گئے تھے۔ آپ ابتداء میں پٹواری تھے۔ ۱۸۸۹ء میں تقرری موضع بلانی میں ہوئی۔ بعد میں ترقی پا کر گرداور، قانونگو اور واصل باقی نویس بنے۔ آپ ۱۹۲۹ء میں ریٹائر ہوئے۔

بیعت کا پس منظر: حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی حضرت منشی جلال الدین بلانویؓ نے ۱۸۹۳ء میں سیالکوٹ سے اپنے بیٹے مرزا محمد قیّم صاحب کو کتابیں بھجوائیں۔ انہوں نے حضرت میاں محمد دینؓ سے کہا کہ آپ دوسری کتابیں پڑھتے رہتے ہیں یہ بھی پڑھ کر دیکھیں۔ انہوں نے براہین احمدیہ آپ کو دی۔ حضرت میاں صاحب

نے جب حضرت اقدسؑ کی کتاب براہین احمدیہ پڑھنی شروع کی تو اللہ تعالیٰ کی ہستی پر آپ کو کامل یقین ہوگیا۔ رجسٹر روایات جلد نمبرے میں آپ کی روایت درج ہے:۔

''براہین کیا تھی آبِ حیات کا بحر ذخّار تھا۔ براہین کیا تھی ایک تریاق کوہِ لانی تھا یا تریاق اربعہ دافع صرع و لقوہ تھا۔ براہین کیا تھی ایک عین روح القدس یا روح مکرم یا روح اعظم تھا۔ براہین کیا تھی یُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِہٖ وَالْمَلَآئِکَۃُ مِنْ خِیْفَتِہٖ تھی ایک نورِ خدا تھا جس کے ظہور سے ظلمت کافور ہوگئی۔

آریہ، برہمو، دہریہ لیکچراروں کے بداثر نے مجھے اور مجھ جیسے اکثروں کو ہلاک کر دیا تھا اور ان اثرات کے ماتحت لایعنی زندگی بسر کر رہا تھا کہ براہین احمدیہ پڑھتے پڑھتے جب میں ہستی باری تعالیٰ کے ثبوت کو پڑھتا ہوں صفحہ ۹۰ کے حاشیہ نمبر ۱ پر اور صفحہ ۱۴۹ کے حاشیہ نمبر ۱۱ پر پہنچا تو معاً میری دہریت کافور ہوگئی اور میری آنکھ ایسے کھلی جس طرح کوئی سویا ہوا یا مرا ہوا......زندہ ہو جاتا ہے۔ (اخبار الحکم ۱۴ ؍اکتوبر ۱۹۳۸ء)

سردی کا موسم جنوری ۱۸۹۳ء کی ۱۹؍تاریخ تھی۔ آدھی رات کا وقت تھا جب میں ''ہونا چاہئے'' اور ''ہے'' کے مقام پر پہنچا۔ پڑھتے ہی......توبہ کی۔ کورا گھڑا پانی کا بھرا باہر صحن میں پڑا تھا۔ سرد پانی سے......تہہ بند پاک کیا۔ میرا ملازم مسمّی منگتو سو رہا تھا وہ جاگ پڑا۔ وہ مجھ سے پوچھتا تھا کہ......کیا ہوا؟ لاچہ (تہہ بند) مجھ کو دو۔ میں دھوتا ہوں مگر میں اس وقت ایسی شراب پی چکا تھا کہ جس کا نشہ مجھے کسی سے کلام کرنے کی اجازت نہ دیتا تھا۔ آخر منگتو اپنا سارا زور لگا کر خاموش ہوگیا اور میں نے گیلا لاچہ پہن کر نماز پڑھنی شروع کی اور منگتو دیکھتا رہا۔ محویت کے عالم میں نماز اس قدر لمبی ہوئی منگتو تھک کر سو گیا اور میں نماز میں مشغول رہا۔ پس یہ نماز براہین نے پڑھائی کہ بعد ازاں آج تک میں نے نماز نہیں چھوڑی۔ یہ حضرت مسیح موعودؑ کے ایک عظیم معجزہ کا اثر تھا۔ اس پر میری صبح ہوئی تو میں وہ محمد دین نہ تھا جو کل شام تک تھا۔''

بیعت: حضرت منشی جلال الدینؓ بلانی تشریف لائے تو ان سے پتہ پوچھ کر بیعت کا خط لکھ دیا اور ۵؍جون ۱۸۹۵ء کو حضرت اقدسؑ سے دستی بیعت کی۔

خدمات: آپ نے ریٹائر ہونے کے بعد قادیان میں سکونت اختیار کی۔ سندھ کی زرعی زمینوں کے نگران رہے۔ تقسیم ملک کے بعد قادیان میں درویش کے طور پر خدمات انجام دیتے رہے۔ (۱۹۳۰ء میں آپ نے خدمتِ دین کے لئے وقفِ زندگی کی تھی۔)

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے کتاب البریہ میں اپنی پُر امن جماعت کے ضمن میں آپ کا ذکر فرمایا ہے۔

وفات: قادیان میں یکم نومبر ۱۹۵۱ء کو وفات پائی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین ہوئی۔ آپ کا وصیت نمبر ۱۸۵ ہے ۲۳؍اکتوبر ۱۹۰۶ء کو آپ نظام وصیت میں شامل ہوئے۔

اولاد: آپ کی اولاد میں حضرت صوفی غلام محمد صاحبؓ ۱۸۹۸ء میں پیدا ہوئے (آپ پیدائشی رفیق بانی سلسلہ تھے) آپ ناظر مال خرچ اور ناظر اعلیٰ ثانی رہے۔ حضرت صوفی صاحب کے بیٹے مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین احمد صاحب وکیل المال ثانی اور اب بطور وکیل التعلیم تحریک جدید خدمات بجالا رہے ہیں۔ حضرت میاں محمد دین صاحبؓ کے بیٹے ڈاکٹر غلام مصطفیٰ مرحوم۔ چوہدری غلام مرتضیٰ مرحوم ایڈووکیٹ (سابق وکیل القانون)، چوہدری غلام یٰسین مرحوم سابق مربی امریکہ و جاپان اور انڈونیشیا رہے اور ان بھائیوں کی اولاد کو بھی خدمت سلسلہ کی توفیق ملی اور ابھی تک یہ توفیق پا رہے ہیں۔ حضرت میاں صاحبؓ کے ایک پوتے چوہدری لطیف احمد صاحب جھمٹ ولد چوہدری غلام مرتضیٰ صاحب نے مجلس نصرت جہاں کے تحت مغربی افریقہ میں کام کیا اور آج کل وکیل المال ثالث ہیں۔ اسی طرح آپؓ کی بیٹی زینب بی بی (ولادت: ۳۱؍دسمبر ۱۹۰۳ء) الحاج مولوی محمد ابراہیم صاحب خلیل سابق مبلغ اٹلی و مغربی افریقہ کی اہلیہ تھیں، ان کے بیٹوں میں سے مکرم محمد زکریا ورک صاحب کنگسٹن کینیڈا اور مکرم محمد ادریس صاحب ایم اے جارجیا امریکہ میں ہیں۔

ماخذ: (۱) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد نمبر ۱۳ (۲) مضمون ''براہین کے مطالعہ سے......'' مطبوعہ روزنامہ الفضل ربوہ ۲۶؍اپریل ۲۰۰۲ء (۳) ماہنامہ الفرقان ربوہ ''درویشانِ قادیان نمبر'' اگست۔ اکتوبر ۱۹۶۳ء صفحہ ۸۷ (۴) الفضل ۲۵؍جولائی ۲۰۰۱ء (۵) ماہنامہ انصار اللہ اپریل ۱۹۷۸ء (۶) رجسٹر روایات نمبر ۷ صفحہ ۴۴۔۴۶ (۷) یادوں کے چراغ (۸) انٹرویو از مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین احمد صاحب وکیل التعلیم تحریک جدید ربوہ۔

☆

۴۔ حضرت قاضی یوسف علی نعمانی معہ اہلبیت تشام حصار

بیعت: ابتدائی ایام۔ وفات: زمانہ حضرت اقدسؑ میں

تعارف و پس منظر بیعت: حضرت شیخ یوسف علی نعمانی رضی اللہ عنہ قصبہ تشام ضلع حصار کے رہنے والے تھے اور ریاست جنید میں ملازم تھے۔ سترہ اٹھارہ سال کی عمر میں حضرت پیر سراج الحق نعمانیؓ کی بیعت کی اور ان سے نہایت پُرجوش عقیدت اور ارادت رکھتے تھے۔ جب پیر صاحب نے حضرت اقدسؑ کی بیعت کی تو آپ حضرت پیر صاحب سے بہت بحث و تکرار کرتے رہے۔ جب لاجواب ہوگئے تو پیر صاحب سے کہنے لگے۔ بتلائیں اب کیا کروں تو آپ نے فرمایا۔ تحقیقی بیعت کرنا تقلیدی بیعت نہ کرنا۔ حضرت اقدسؑ کی بیعت منہاج نبوت کی بیعت ہے۔ حضرت اقدسؑ سے روگردانی خدا سے روگردانی ہے اور آپ سے بیعت خدا سے بیعت ہے۔

شرفِ زیارت و بیعت: حضرت پیر صاحب سے گفتگو کے کوئی چار پانچ ماہ بعد حضرت شیخ صاحب معہ تحائف دارالامان حضرت اقدسؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پندرہ سولہ روز رہ کر شرف زیارت کے بعد وطن واپس چلے

آئے۔ پھر دوبارہ قادیان گئے اور بیعت کر لی۔ آپ کے ذریعہ علاقہ جات سنگروز، جیند، ہانسی، تُشام، دادری، چرخی، رہتک میں سلسلہ احمدیہ کی اشاعت ہوئی اور بہت سے لوگ داخل سلسلہ احمدیہ ہوئے۔ آپ بار بار قادیان دارالامان آتے رہتے تھے۔

آپ کے بارے میں حضرت اقدسؑ کی قبولیت دعا: ایک دفعہ آپ کی ملازمت میں ترقی رکی ہوئی تھی۔ آپ حضرت اقدسؑ کو دعا کے لئے لکھتے رہے۔ حضرت اقدسؑ جواب میں فرما دیتے تھے کہ ہاں دعا ضرور کریں گے۔ مطمئن رہو اور یاد دلاتے رہو۔ یہی بات حضرت پیر سراج الحقؓ نے شیخ صاحب کو لکھ دی۔ موصوف نے چار ماہ تک ہر روز ایک عریضہ بھیجنا شروع کر دیا۔ ایک دن حضرت اقدسؑ نے پیر صاحب سے فرمایا ''صاحبزادہ صاحب ہم نے دعا کر دی ہے ان کو لکھ دو کہ دعا کی گئی بلکہ قبول ہوگئی اب انشاء اللہ تعالیٰ جلد اپنے مقصد کو پہنچ جاؤ گے۔ اب سوائے خیریت کے اس قدر خطوط کی ضرورت نہیں۔'' ابھی تین دن ہی نہ گزرے ہوں گے کہ خدا تعالیٰ نے سب روکیں دور کر دیں۔ آپ ملازمت سنگروز کے دوران شدید بیمار ہوگئے اور وقت آخر سمجھ کر بغرض علاج قادیان تشریف لے گئے۔ حسب ارشاد حضرت اقدسؑ آپ کو قریب کے مکان میں ٹھہرایا گیا۔ حضرت اقدسؑ بھی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔ آپ کی صحت بہتر ہونی شروع ہوگئی۔ ایک رات بارہ بجے آپ کی حالت دگرگوں ہونی شروع ہوگئی۔ حضرت پیر صاحب حضورؑ کی خدمت میں رات ایک بجے حاضر ہوئے اور حالت سے آگاہ کیا۔ حضرت اقدسؑ نے کچھ ادویہ ایک گلاس میں ڈال کر دیں اور فرمایا جلدی جاؤ اور دوائی پلاؤ اللہ تعالیٰ شفا دے۔ (دوائی) پلاتے ہی حضرت شیخ صاحب نے آنکھیں کھول دیں اور کچھ ہوش وحواس میں آ گئے۔ صبح حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ ایک دوا ہمیں الہاماً معلوم ہوئی ہے اس کو بھی شامل کر دیں اور روز میرے پاس سے لے جاویں۔ چنانچہ حضرت شیخ صاحب مکمل شفایاب ہوگئے۔ کچھ عرصہ بعد اچانک حالت غیر ہوگئی اور عصر کے وقت فوت ہوگئے۔ حضرت اقدسؑ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ حضور نے اتنی طویل نماز جنازہ پڑھائی کہ عشاء کا وقت ہوگیا۔ بعد نماز عشاء قادیان میں تدفین ہوئی۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے آپ کا ذکر تحفہ قیصریہ میں جلسہ ڈائمنڈ جوبلی اور کتاب البریہ میں پُرامن جماعت کے سلسلہ میں کیا ہے۔

ماخذ: (۱) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن ۱۲ (۲) کتاب البریہ روحانی خزائن ۱۳ (۳) خطباتِ محمود جلد ۱۴ (۵) رسالہ درود شریف (۶) تذکرۃ المہدی صفحہ ۸۰۔۱۰۲ (۷) ماہنامہ انصاراللہ مئی ۱۹۷۸ء

☆

۵۔حضرت میرزاامین بیگ صاحب معہ اہلبیت بہالو جی جے پور

بیعت: ابتدائی ایام۔وفات: جون ۱۹۱۵ء سے قبل

سکونت: حضرت میرزا محمد امین بیگ ؓموضع بہالو جی علاقہ کوٹ پوتلی ریاست کھیتڑی جے پور کے رہنے والے تھے۔
بیعت کا پس منظر: جب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ کیا تو اس بارے میں آپ کا اشتہار پڑھا جس سے قلبی اطمینان ہوا۔
تصدیق و بیعت حضرت اقدسؑ: حضرت پیر سراج الحق نعمانیؓ ہی سے آپ نے حضرت اقدسؑ کے دعویٰ کے بارے میں سنا تو حضرت اقدسؑ کے مصدّق بنے اور قادیان حاضر ہوئے۔حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی بیعت کی اور ایک مہینہ قادیان دارالامان میں رہے۔حضورؑ کو آپ سے بڑی محبت تھی۔آپ ایک ظریف اور بذلہ سنج آدمی تھے آپ کی بات بات میں ظرافت تھی۔حضرت اقدسؑ میرزا امین بیگ صاحبؓ سے گھنٹوں باتیں کرتے اور ظرافت آمیز باتوں سے لطف اٹھاتے۔حضرت اقدسؑ کی ایک ماہ کی صحبت کا اثر تھا کہ کوئی مولوی آپ کے سامنے ٹھہر نہیں سکتا تھا اگرچہ وہ پڑھے لکھے نہیں تھے۔
حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: کتاب البریہ میں حضرت اقدسؑ نے نمبر ۵۶ پر آپ کا ذکر کیا ہے کہ میرے ان احباب میں سے ہیں جو پُر امن اور حکومت کے وفادار ہیں۔
اخلاص وعقیدت: احمدیت کی صداقت پر یقین کی یہ کیفیت تھی کہ ایک روز کسی شخص نے کہا کہ تمہارا مرشد اول سراج الحق تو حضرت مرزا صاحب سے رُوگردان ہو گیا۔(روگردانی کے بارہ میں غلط بیانی تھی) اب تم بتاؤ تم کیا کرو گے تو آپ نے بڑا لطیف جواب دیا: ’’سراج الحق پھر گیا میں تو نہیں پھرا۔‘‘
وفات: تذکرۃ المہدی کے سن اشاعت (1915ء سے قبل) اندازہ ہے کہ آپ کی وفات اس وقت ہو چکی تھی۔
ماخذ: (۱) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد نمبر ۱۳ (۲) تذکرۃ المہدی (۳) ماہنامہ انصاراللہ جون ۱۹۷۸ء

☆

۶۔حضرت مولوی قطب الدین صاحب بدوملی۔سیالکوٹ

ولادت: ۱۸۵۱ء۔بیعت: ۱۸۹۲ء۔وفات: ۲۵/اکتوبر ۱۹۴۸ء

سکونت وابتدائی تعلیم: حضرت مولوی حکیم قطب الدین رضی اللہ عنہ کی پیدائش ۱۸۵۱ء بمقام چدھڑ ضلع

گوجرانوالہ میں ہوئی۔آپ کے والد صاحب کا نام مولوی غلام حسین صاحب تھا جو کھوکھر راجپوت تھے۔آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد صاحب سے حاصل کی۔ازاں بعد ضلع جہلم کے مشہور عالم دین (یکے از ۳۱۳) مولوی خان ملک کھیوال سے عربی علم حاصل کیا۔جن ایام میں آپ لدھیانہ میں مولوی عبدالقادر صاحب سے پڑھتے تھے وہاں میر عباس علی لدھیانوی بھی پڑھنے آتے تھے۔انہی دنوں سر سید احمد خان بھی لدھیانہ آئے تھے۔

حضرت اقدسؑ کی زیارت: حضرت اقدسؑ لدھیانہ تشریف لے گئے جہاں آپ کے قیام کا بندوبست محلّہ نواں پنڈ میں تھا۔ریلوے اسٹیشن پر پچاس آدمی استقبال کے لئے موجود تھے۔حضرت اقدسؑ گاڑی سے باہر تشریف لائے مولوی صاحب کا بیان ہے کہ حضرت اقدسؑ کا چہرہ مبارک دیکھتے ہی آنکھیں پُرنم ہوگئیں۔طبیعت نے پلٹا کھایا اور یوں معلوم ہوا کہ پاؤں تلے سے زمین نکلی جارہی ہے۔دل پر ایسا اثر ہوا کہ جسم اندر سے پگھلا ہوا محسوس ہوا۔اس وقت حضرت اقدسؑ کا دعویٰ ماموریت تھا۔

جب پہلی مرتبہ قادیان گئے تو ایک نشان کے گواہ ٹھہرے جس دن حضرت صاحب کے کرتہ پر سرخی کے چھینٹے پڑنے کا واقعہ ہوا اس دن آپ بھی قادیان میں حضرت اقدسؑ کی خدمت میں حاضر تھے۔

تلاشِ حق: بیعت سے قبل آپ نے ایک دفعہ حضرت اقدسؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں حضور کو صادق سمجھتا ہوں لیکن جس رنگ کا اثر اہل اللہ کی صحبت کا سنا جاتا ہے وہ حضور کی صحبت میں بیٹھ کر اپنے اندر نہیں پاتا۔حضرت صاحب نے فرمایا کہ آپ ملک کا چکر لگائیں اور دیکھیں کہ جس قسم کے اہل اللہ آپ تلاش کرتے ہیں اور جو اثر آپ چاہتے ہیں وہ دنیا میں کہیں موجود بھی ہے یا نہیں۔چنانچہ آپ نے اس غرض سے اجمیر، بمبئی، حیدرآباد دکن، کلکتہ وغیرہ کا چکر لگایا اور واپسی پر حضرت اقدسؑ سے بٹالہ میں ملاقات ہوئی۔

بیعت: اسی عرصہ میں آپ کو ایک شخص چراغ دین ٹھیکیدار کے ذریعہ حضرت اقدسؑ کی کتاب ازالہ اوہام ملی۔بدوملہی کے نمبردار منشی سرفراز خان صاحب کو لے کر آپ قادیان پہنچے۔حکیم مولانا نورالدین (خلیفۃ المسیح الاولؓ) کی تحریک پر آپ نے حضرت اقدسؑ کی بیعت ۱۸۹۲ء میں کی۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے آئینہ کمالات اسلام میں شرکاء جلسہ ۱۸۹۲ء میں آپ کا ذکر فرمایا ہے۔آریہ دھرم میں پُر امن جماعت کے احباب ساکنین قادیان میں آپؓ کا نام درج ہے۔نیز کتاب البریہ میں پُرامن احباب کا ذکر کرتے ہوئے واعظ...... بدوملہی اور سراج منیر میں آپ کا نام چندہ دہندگان میں ہے۔نورالقرآن میں آپ کا نام ان احباب میں جو امام کامل کے پاس حاضر ہیں، نمبر۳ پر تحریر ہے۔

سلسلہ احمدیہ کے لئے خدمات: ایک دفعہ حضرت اقدسؑ نے آپ کو تبلیغ کے لئے لاہور بھیجا تو چھ مہینے لاہور میں فریضہ تبلیغ سرانجام دیتے رہے۔اسی طرح تبلیغ کے لئے حضرت اقدسؑ نے آپ کو کئی دفعہ امرتسر، گوجرانوالہ، گجرات، سیالکوٹ، فیروزپور، لدھیانہ، انبالہ، رڑکی اور سہارنپور وغیرہ بھیجا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سفر ہجرت کی تحقیقات کے لئے حضرت اقدسؑ کی تحریک پر آپ نے اپنے تئیں پیش کیا لیکن بعد میں کسی وجہ سے سفرِ نصیبین کی تجویز رہ گئی۔

طبابت: آپ خود ایک طبیب تھے اور تقسیم ہند سے قبل لمبا عرصہ تک قادیان میں حکمت کرتے رہے۔

وفات: تقسیم برِّصغیر کے وقت اکتوبر ۱۹۴۷ء کو راولپنڈی میں سکونت اختیار کی اور ۲۵/اکتوبر ۱۹۴۸ء سیالکوٹ میں وفات پاگئے۔آپ کی وصیت نمبر ۱۴۶۶ تھی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ قطعہ نمبر ۷ حصہ نمبر ۲۱ میں ہوئی۔

اولاد: آپ کے تین بیٹے مکرم محمد اسحٰق صاحب، مکرم ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب، مکرم محمد یوسف صاحب تھے اور ایک بیٹی مکرمہ عائشہ بی بی صاحبہ تھیں۔

ماخذ: (۱) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد نمبر ۵ (۲) آریہ دھرم روحانی خزائن جلد نمبر ۱۰ (۳) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد نمبر ۱۳ (۴) سراج منیر روحانی خزائن جلد نمبر ۱۲ (۵) نور القرآن نمبر ۲ (۶) تاریخ احمدیت جلد اوّل صفحہ ۶۸ (۷) ماہنامہ انصار اللہ ربوہ ستمبر ۱۹۹۹ء۔

۷۔ حضرت منشی روڑا صاحب...... کپورتھلہ

ولادت: ۱۸۳۹ء۔ بیعت: ۲۳/مارچ ۱۸۸۹ء۔ وفات: ۲۵/اکتوبر ۱۹۱۹ء

ابتدائی حالات: حضرت خانصاحب منشی محمد اروڑا خان رضی اللہ عنہ کپورتھلوی محلّہ قصاباں کپورتھلہ ۱۸۳۹ء میں پیدا ہوئے۔آپ کے والد صاحب کا نام محمد جیون صاحب تھا۔کم عمری میں والد صاحب کے انتقال کی وجہ سے تعلیم جاری نہ رکھ سکے۔آپ نے کچہری میں ملازمت اختیار کرلی۔

حضرت اقدس علیہ السلام کی زیارت و بیعت: حاجی ولی اللہ صاحب کے ذریعے آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب ''براہین احمدیہ'' دستیاب ہوئی جس سے حضرت مسیح موعودؑ کی محبت آپ کے دل میں جاگزیں ہوگئی اور زیارت کے لئے بے چین ہوگئے۔۱۸۸۴ء میں بمقام بٹالہ حضرت اقدسؑ کی ملاقات کا شرف حاصل ہوا اور لدھیانہ میں بیعتِ اُولیٰ کے موقع پر بیعت کرنے والوں میں شامل ہوگئے۔رجسٹر بیعت اُولیٰ میں آپ کی بیعت ۲۳/مارچ ۱۸۸۹ء کی ہے جہاں ولدیت جیون محلّہ قصاباں کپورتھلہ درج ہے۔اس وقت آپ نقشہ نویس ملازم تھے۔

خان صاحب کا خطاب: آپ کی ملازمت میں ترقی تدریجی تھی۔پہلے کچہری میں چپڑاسی تھے پھر اہلمد ہوئے۔ پھر نقشہ نویس ہوئے اس کے بعد نائب تحصیلدار ہوگئے اور پھر تحصیلدار بن کر ۱۹۱۴ء میں ریٹائر ہوئے۔ریاست کی طرف سے آپ کو خانصاحب کا خطاب ملا۔تحدیثِ نعمت کے طور پر فرمایا کرتے تھے کہ دیکھو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی باتوں کو خدا نے کیسا سچ ثابت کیا۔آپ نے میرے متعلق لکھا کہ سچائی کے کاموں میں یہ شخص بہادر ہے۔اب

بہادر پٹھان ہوتے ہیں میں ذات کا چھینبہ ہوں مگر اس بات کو سچا کرنے کے لئے خدا نے مجھے خانصاحب کا خطاب دلایا۔

آپ کا حسن اخلاق: حضرت منشی صاحب کے بارے میں مسٹر ایل فرنچ وزیر اعظم کپورتھلہ (جو بعد میں پنجاب کے چیف سیکرٹری ہو گئے تھے) نے لوگوں سے پوچھا کہ تمہارا تحصیلدار کیسا ہے سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ وہ ہمارے لئے باپ کی مانند ہے اور ہمارا سچا ہمدرد ہے۔

اخلاص وفدائیت اور حضرت اقدسؑ سے عاشقانہ تعلق: آپ اپنی تنخواہ میں سے کچھ رقم قُوت لَایَمُوت کے لئے رکھ لیتے اور جب کچھ رقم جمع ہو جاتی تو قادیان کا سفر کرتے ہوئے خوشی محسوس کرتے اور وہ رقم حضور اقدسؑ کے قدموں میں ڈھیر کر دیتے یا حضرت اماں جانؓ کی نذر کر دیتے تھے۔ آپ اکثر قادیان جاتے تھے۔ حضرت اقدسؑ کے عشاق کی صف اوّل میں شمار ہوتے تھے۔ جن دنوں آپ سیشن جج کے دفتر میں ملازم تھے۔ آپ نے مجسٹریٹ سے کہا کہ مجھے چھٹی دے دیں میں نے قادیان جانا ہے۔ مجسٹریٹ نے کہا کہ کام بہت زیادہ ہے چھٹی نہیں دی جاسکتی۔ منشی صاحب نے کہا اچھا آپ کا کام ہوتا رہے میں تو آج ہی دعا میں لگ جاتا ہوں آخر مجسٹریٹ کو کوئی ایسا نقصان ہوا کہ وہ سخت ڈر گیا اور جب ہفتہ کا دن آتا تو وہ عدالت والوں کو کہتا کہ کام خود جلدی بند کر دینا منشی صاحب کی گاڑی کا وقت نہ نکل جائے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں آپ کا ذکر: ازالہ اوہام، نشان آسمانی میں نمبر ا پر جلسہ سالانہ ۱۸۹۱ء میں۔ آئینہ کمالات اسلام میں شرکاء جلسہ سالانہ ۱۸۹۲ء میں نمبر ۲۲۲ پر اور چندہ دہندگان میں نمبر ۲ پر ذکر ہے۔ ضمیمہ انجام آتھم میں آپ کے اخلاص اور آریہ دھرم میں کپورتھلہ کی پُر امن جماعت کے طور پر ذکر ہے۔ تحفہ قیصریہ میں ۱۸۹۷ء کے جلسہ ڈائمنڈ جوبلی کے شرکاء میں آپ کا تذکرہ ملتا ہے۔ ملفوظات جلد اول و جلد سوم (جدید ایڈیشن) میں بھی مخلصین میں ذکر ہے۔

حضرت اقدسؑ ازالہ اوہام میں فرماتے ہیں:

''حبّی فی اللہ منشی محمد اروڑا نقشہ نویس مجسٹریٹی۔ منشی صاحب محبت اور خلوص اور ارادات میں زندہ دل آدمی ہیں۔ سچائی کے عاشق اور سچائی کو بہت جلد سمجھ جاتے ہیں خدمات کو نہایت نشاط سے بجالاتے ہیں بلکہ وہ تو دن رات اسی فکر میں لگے رہتے ہیں کہ کوئی خدمت مجھ سے صادر ہو جائے۔ عجیب منشرح الصدر اور جان نثار آدمی ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ اُن کو اس عاجز سے ایک نسبتِ عشق ہے۔ شاید ان کو اس سے بڑھ کر اور کسی بات میں خوشی نہیں ہوتی ہوگی کہ اپنی طاقتوں اور اپنے مال اور اپنے وجود کی ہر ایک توفیق سے کوئی خدمت بجالا دیں۔ وہ دل و جان سے وفادار اور مستقیم الاحوال اور بہادر آدمی ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کو جزائے خیر بخشے۔ آمین۔''

(ازالہ اوہام حصہ دوم روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۳۲)

آپ کے اخلاص کے بارہ میں تاریخی شہادت: ایک موقعہ پر حضرت اقدسؑ نے ایک کتاب کی اشاعت و

طباعت کے لئے حضرت منشی ظفر احمدؓ صاحب سے کہا کہ میری خواہش ہے کہ اس کا خرچ کپورتھلہ کی جماعت اٹھائے حضرت منشی صاحب نے حامی بھر لی اور کسی کو بتائے بغیر اپنی بیوی کا زیور بیچ کر رقم دے دی۔ جب حضرت منشی اروڑا خاںؓ صاحب کے سامنے حضرت اقدسؑ نے اس قربانی کا ذکر فرمایا تو آپ حضرت منشی ظفر احمدؓ صاحب سے سخت ناراض ہوئے کہ دوسروں کو قربانی کا موقع کیوں نہیں دیا۔ یہ ناراضگی یا جذبہ آپ کے اخلاص کے سبب سے تھا۔حضرت مصلح موعودؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے خطبات میں اخلاص وفدائیت کے تعلق میں آپ کا ذکر فرمایا کہ ایک موقع پر آپ ایک پوٹلی میں سونے کے پونڈ لے کر آئے جو آپ نے جمع کر رکھے تھے جو حضرت اقدسؑ کی خدمت میں نذرانہ کے لئے جمع کئے تھے مگر حضرت اقدسؑ کی وفات ہوگئی۔آپ قادیان تشریف لائے اور حضرت اقدسؑ کی یاد میں روتے ہوئے نذرانہ حضرت ام المومنینؓ کی خدمت میں پیش کیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

”مجھے ہمیشہ ایک واقعہ یاد رہتا ہے......ایک دفعہ انہوں نے مجھے دو یا تین پونڈ دیئے اور کہا کہ اماں جان (ام المؤمنینؓ) کو دے دینا۔اس کے ساتھ ہی رو پڑے۔ یہ واقعہ حضرت صاحب کی وفات کے بعد کا ہے۔میں نے خیال کیا کہ شاید حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کی یاد سے رو رہے ہیں۔آخر جب دیر تک روتے رہے اور ان کی ہچکی بندھ گئی تو میں نے روکنے کے لئے کہا کہ آپ روتے کیوں ہیں کہنے لگے جب میں نے بیعت کی تو میں چھ سات روپے کا نوکر تھا۔اس کے بعد حضرت مسیح موعودؑ نے چندہ کی تحریک کی۔اس وقت اپنی اس تنخواہ میں سے بچا کر جب قادیان آتا تو وہ تھوڑی سی رقم لے آتا تا وہ دین کی راہ میں خرچ ہو لیکن میری خواہش ہمیشہ یہ ہوتی کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں سونے کی مہریں پیش کروں اس مقصد کے لئے میں اپنی تنخواہ میں سے بچاتا رہتا لیکن قبل اس کے کہ وہ مہریں بننے کی مقدار کا ہو بہت دیر ہو جاتی اور میں وہی روپے لے کر قادیان آ جاتا۔اس طرح مجھے اپنی خواہش کو پورا کرنے کا کبھی موقع میسّر نہ آیا۔اب میں اس قابل ہوا کہ مُہریں پیش کروں۔اس وقت ان کی تنخواہ ۸۰۔۸۵ کے قریب تھی۔“ (روزنامہ الفضل ۱۸/اکتوبر ۱۹۳۲ء)

تاثرات مسٹر والٹر: ۱۹۱۴ء میں مسٹر والٹر سیکرٹری آل انڈیا YMCA مصنف Ahmadiyya Movement قادیان آئے اور حضرت اقدسؑ کے کسی پرانے خادم سے ملنے کی خواہش کی۔مسٹر والٹر کو حضرت منشی صاحبؓ کے ساتھ ملایا گیا۔مسٹر والٹر نے دریافت کیا ”کہ آپ پر مرزا صاحب کی صداقت میں سب سے زیادہ کس دلیل نے اثر کیا؟ منشی صاحب نے جواب دیا کہ میں پڑھا لکھا آدمی نہیں اور زیادہ علمی دلیلیں نہیں جانتا مگر مجھ پر جس بات نے زیادہ اثر کیا وہ حضرت صاحبؑ کی ذات تھی۔جس سے زیادہ سچا اور زیادہ دیانت دار اور خدا پر زیادہ ایمان رکھنے والا شخص میں نے نہیں دیکھا۔انہیں دیکھ کر کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ شخص جھوٹا ہے۔باقی میں تو ان کے مونہہ کا بھوکا

ہوں۔ مجھے زیادہ دلیلوں کا علم نہیں۔ یہ کہہ کر منشی صاحب مرحوم حضرت مسیح موعودؑ کی یاد میں اس قدر بے چین ہو گئے کہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے اور روتے روتے ہچکی بندھ گئی۔ اس وقت مسٹر والٹر کا یہ حال تھا کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں اور ان کے چہرہ کا رنگ ایک دُھلی ہوئی چادر کی طرح سفید پڑ گیا۔ بعد میں مسٹر والٹر نے مذکورہ کتاب میں اس واقعہ کا ذکر کر کے لکھا کہ جس شخص نے اپنی صحبت میں اس قسم کے لوگ پیدا کئے ہیں ہم اس کو کم از کم دھوکے باز نہیں کہہ سکتے۔''

(اصحاب احمد جلد چہارم صفحہ ۹۴۔۹۵)

ہجرت قادیان اور وفات: پنشن پا جانے کے بعد منشی صاحبؓ نے قادیان میں رہائش اختیار کر لی اور ۲۵/اکتوبر ۱۹۱۹ء کو بعارضہ فالج وفات پائی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے جنازہ کو کندھا دیا۔ آپ کا وصیت نمبر ۲۸۵ تھا۔ آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ قادیان قطعہ نمبر ۳ حصہ ۲ میں ہوئی۔

اولاد: آپ کی ایک بیٹی آپ کی وفات کے وقت بٹالہ میں تھیں چنانچہ انہیں بٹالہ میں وفات کا پیغام بھجوا دیا گیا۔ بعد میں امرتسر میں رہیں۔

ماخذ: (۱) ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد نمبر ۳ (۲) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد نمبر ۵ (۳) نشان آسمانی روحانی خزائن جلد نمبر ۳ (۴) آریہ دھرم روحانی خزائن جلد نمبر ۱۰ (۵) ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد نمبر ۱۱ (۶) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد نمبر ۱۲ (۷) حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد نمبر ۲۲ (۸) ملفوظات جلد اوّل جدید ایڈیشن صفحہ ۳۴۴ (۹) ملفوظات جلد سوم جدید ایڈیشن (۱۰) سیرت المہدی (۱۱) ماہنامہ انصار اللہ جولائی ۱۹۷۸ء (۱۲) سیرِ روحانی (۱۳) اصحابِ احمد جلد چہارم (۱۴) مضمون ''حضرت منشی محمد اروڑا خانؓ کپورتھلوی'' ماہنامہ خالد ربوہ جنوری ۲۰۰۲ء (۱۵) رجسٹر بیعت اولیٰ مندرجہ تاریخ احمدیت جلد اول۔

☆

۸۔حضرت میاں محمد خان صاحب...... کپورتھلہ

ولادت: ۱۸۶۰ء۔بیعت: ۲۳؍مارچ ۱۸۸۹ء۔وفات: یکم جنوری ۱۹۰۴ء

پسِ منظر بیعت: حضرت میاں محمد خان رضی اللہ عنہ کے والد دلاور خاں صاحب کپورتھلہ کے رہنے والے تھے۔ جن کے جدّ امجد افغانستان سے آ کر کپورتھلہ میں آباد ہوئے تھے۔آپ کی ولادت سال ۱۸۶۰ء میں ہوئی۔آپؓ ریاست کپورتھلہ کے سرکاری اصطبل کے انچارج تھے۔ جب براہین احمدیہ چھپی تو حضرت مسیح موعودؑ نے اس کا ایک نسخہ حاجی ولی اللہ صاحب کو بھیجا (جو کپورتھلہ میں مہتمم بندوبست تھے۔) حاجی صاحب نے یہ کتاب حضرت منشی ظفر احمدؓ صاحب کپورتھلوی کو دے دی۔ کپورتھلہ میں یہ کتاب ایک محفل میں پڑھوا کر سنی جاتی تھی۔حضرت میاں محمد خانؓ نے بھی اس کتاب کا مطالعہ کیا اور انہیں حضرت مسیح موعودؑ سے محبت ہوگئی۔

شرفِ بیعت: ۲۳؍مارچ ۱۸۸۹ء جب حضرت مسیح موعودؑ کی لدھیانہ میں پہلی بیعت ہوئی تو حضرت میاں صاحبؓ نے بھی بیعت کر لی۔رجسٹر بیعت اُولیٰ میں آپ کا بیعت نمبر ۵۸ ہے جبکہ آپ اہلمد فوجداری کپورتھلہ تھے۔ آپ کی اہلیہ صاحبہ نے ۲۱؍فروری ۱۸۹۲ء میں بمقام کپورتھلہ حضرت اقدسؑ کی بیعت کی۔(مکتوبات احمدیہ) اس طرح آپ کی والدہ محترمہ کی بیعت بھی ۲۱؍فروری ۱۸۹۲ء کی ہے۔ جب دہلی میں مولوی نذیر حسین صاحب کے ساتھ مباحثہ ہوا تو اس وقت آپ حضرت اقدسؑ کے ساتھ بارہ بزرگوں میں سے تھے جنہیں آپ نے حضرت مسیح ناصریؑ کے حواریوں کے ساتھ تشبیہ دی۔

صدق واخلاص: جب حضرت اقدس کے بیٹے بشیر اوّل کی وفات ہوئی تو آپ نے صدمہ سے ان جذبات کا اظہار کیا کہ ''اگر میری ساری اولاد بھی مر جاتی اور ایک بشیر جیتا رہتا تو کچھ رنج نہ تھا۔'' حضرت مولانا حکیم نورالدینؓ نے اس موقع پر فرمایا کہ

''یہ شخص تو ہم سے بھی آگے نکل گیا ہے''۔

حضرت مسیح موعودؑ کے لئے میاں صاحب بہت غیرت رکھتے تھے۔ جب میاں صاحب فوت ہوئے تو حضرت اقدسؑ کو الہام ہوا:۔''اہلبیت میں سے کسی شخص کی وفات ہوئی ہے'' حاضرین کو تعجب ہوا۔دریں اثناء اسی مجلس میں حضرت میاں محمد خانؓ کی وفات کی خبر ملی تو حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ یہ الہام انہی کے بارہ میں تھا (آپ کی وفات یکم جنوری ۱۹۰۴ء کو ہوئی) پھر حضرت اقدسؑ نے اپنے اس عاشق کے بارہ میں فرمایا۔''مجھے ۲؍جنوری کو ایسی حالت طاری ہوگئی تھی جیسے کوئی نہایت عزیز مر جاتا ہے۔ساتھ ہی الہام ہوا۔اولاد کے ساتھ نرم سلوک کیا جائے گا'' چنانچہ میاں صاحب کے فرزند اکبر منشی عبدالمجید خانؓ صاحب آپ کے بعد افسر بگھی خانہ مقرر ہوئے اور بالآخر ترقی

کرتے کرتے وہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ہوئے اور اسی عہدہ سے پنشن پائی۔اسی طرح باقی خاندان بھی اس الہام کا مصداق ٹھہرا۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے آپ کو(اہل کپورتھلہ کے احمدی احباب کے بارہ میں)ایک خط میں لکھا کہ:

''آپ لوگ اس دنیا اور آخرت میں خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے میرے ساتھ ہوں گے۔''

حضرت اقدسؑ نے احباب کپورتھلہ کے بارہ میں فرمایا''مجھے کپورتھلہ کے دوستوں سے دلی محبت ہے۔''

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: ازالہ اوہام حصہ دوم میں حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں:

''حبّی فی اللہ میاں محمد خاں صاحب کپورتھلہ میں نوکر ہیں۔نہایت درجہ کے غریب طبع صاف باطن دقیق فہم حق پسند ہیں اور جس قدر انہیں میری نسبت عقیدت وارادت ومحبت ونیک ظن ہے میں اس کا اندازہ نہیں کرسکتا۔ مجھے ان کی نسبت یہ تردّد نہیں کہ اُن کے اس درجہ ارادت میں کبھی کچھ ظن پیدا ہو بلکہ یہ اندیشہ ہے کہ حد سے زیادہ نہ بڑھ جائے۔وہ سچے وفادار اور جاں نثار اور مستقیم الاحوال ہیں۔خدا اُن کے ساتھ ہو۔ ان کا نوجوان بھائی سردار علی خاں بھی میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہے۔ یہ لڑکا بھی اپنے بھائی کی طرح بہت سعید ورشید ہے خدا تعالیٰ ان کا محافظ ہو۔''(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد۳صفحہ۵۳۲)

انجام آتھم میں فرمایا:

اگر بافراست آدمی ایک مجمع میں ان کے منہ دیکھے تو یقیناً سمجھ لے گا کہ یہ خدا کا ایک معجزہ ہے۔ جو ایسے اخلاص ان کے دل میں بھر دیئے۔ان کے چہروں پر ان کی محبت کے نور چمک رہے ہیں۔وہ ایک پہلی جماعت ہے جس کو خدا صدق کا نمونہ دکھلانے کے لئے تیار کررہا ہے۔(ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد۱۱صفحہ۳۱۵)

آئینہ کمالات اسلام مکتوب عربی اور جلسہ سالانہ ۱۸۹۲ء میں ۲۲۵ نمبر پر چندہ دہندگان کی فہرست میں ۵۷ نمبر پر، کتاب البریہ میں پُرامن وفادار جماعت کے ضمن میں ذکر ہے،سراج منیر میں چندہ دہندگان کی فہرست میں، ملفوظات جلد سوم صفحہ ۵۲۶ میں ہے۔حضرت اقدسؑ نے وفات کا واقعہ سن کرفرمایا کہ''نیکی کرنے والے کی اولاد کو اس کی نیکی کا حصہ ملتا ہے......''،ملفوظات جلد پنجم میں ہے۔''میاں محمد خاں صاحب مرحوم ہمارے بڑے مخلص اور محبت کرنے والے تھے''کتاب منن الرحمٰن میں حضرت اقدسؑ نے اشتراک السنہ میں مدد کرنے پر شکریہ ادا کرتے ہوئے آپ کا ذکر کیا ہے۔

وفات: آپ کی وفات یکم جنوری ۱۹۰۴ء کو ہوئی۔

اولاد: آپ کے چار بیٹے تھے۔حضرت عبدالمجید خانؓ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے عہدہ پر فائز رہے۔حضرت بشیر احمد خان صاحبؓ،حضرت برکت اللہ خان صاحبؓ اور حضرت محمد ابراہیم خاں صاحبؓ تھے اور دو بیٹیاں حمیدہ خانم اور زبیدہ خانم تھیں۔حضرت منشی عبدالمجید خاںؓ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے نواسہ مکرم خاں محمد سعید خاں صاحب (ولد کرنل

اوصاف علی خاں آف مالیر کوٹلہ) کی بیٹی محترمہ قیصرہ خانم سعید صاحبہ، حضرت مصلح موعودؓ کے فرزند صاحبزادہ مرزا اظہر احمد صاحب کے عقد میں آئیں۔ حضرت میاں محمد خاں صاحبؓ کے بیٹے حضرت بشیر احمد خاںؓ کی بیٹی سعیدہ خانم کا عقد مکرم راجہ فضل داد خان صاحب آف ڈلوال ضلع جہلم (حال چکوال) کے ساتھ ہوا جن کے بیٹے مکرم راجہ نصر اللہ خان صاحب ربوہ ہیں جو ایک معروف قلم کار ہیں۔ حضرت عبدالمجید خان صاحبؓ کی بیٹی مکرمہ امۃ اللہ صاحبہ کی شادی خان عبدالمجید خان آف ویرووال کے ساتھ ہوئی جو پروفیسر نصیر احمد خان صاحب مرحوم اور محترمہ منصورہ ڈاہری اور حضرت طاہرہ صدیقہ ناصر صاحبہ حرم خلیفہ ثالثؒ ہیں۔ دیگر بیٹے کرنل ایاز محمود صاحب سابق صدر عمومی ربوہ اور امین اللہ صاحب سالک ہیں۔ مکرم محمد ابراہیم خان صاحب کے بیٹے مکرم شاہد اضوان خان صاحب جو مولانا ابوالمنیر نور الحق صاحب کے داماد ہیں ان کے بیٹے دانش احمد خان صاحب جامعہ احمدیہ کے طالب علم ہیں۔

ماخذ: (۱) ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد۳ (۲) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد۵ (۳) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳ (۴) سراج منیر روحانی خزائن جلد۱۲ (۵) انجام آتھم روحانی خزائن جلد۱۱ (۶) منن الرحمٰن روحانی خزائن جلد۹ (۷) مکتوبات احمدیہ جلد پنجم (۸) ملفوظات جدید ایڈیشن جلد سوم و جلد پنجم (۹) خطبات نکاح از حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ (۱۰) اصحابِ احمد جلد چہارم (۱۱) مضمون ''حضرت میاں محمد خاںؓ'' روزنامہ الفضل ربوہ ۱۹/ اکتوبر ۲۰۰۱ (۱۲) ماہنامہ انصار اللہ ماہ اگست ۱۹۹۲ء۔

☆

۹۔ حضرت منشی ظفر احمد صاحب ...... کپورتھلہ

ولادت: ۱۲۸۰ھ بمطابق ۱۸۶۳ء۔ بیعت: ۲۳/ مارچ ۱۸۸۹ء۔ وفات: ۲۰/ اگست ۱۹۴۱ء

تعارف: حضرت منشی ظفر احمد رضی اللہ عنہ کی پیدائش ۱۲۸۰ھ میں باغپت ضلع میرٹھ میں ہوئی۔ آپ کے والد صاحب کا نام شیخ مشتاق احمد صاحب عرف محمد ابراہیم تھا۔ سترہ سال کی عمر تک مختلف سکولوں میں تعلیم حاصل کی۔ آپ اپیل نویس تھے۔

حضرت اقدسؑ سے عقیدت: جب براہین احمدیہ چھپی تو حضرت مسیح موعودؑ نے اس کا ایک نسخہ حاجی ولی اللہ صاحب کو بھیجا جو کپورتھلہ میں مہتمم بندوبست تھے۔ حاجی صاحب براہین احمدیہ کا نسخہ اپنے وطن سراوہ ضلع میرٹھ میں لے گئے۔ وہاں عندالملاقات براہین احمدیہ حضرت منشی ظفر احمدؓ کو دے دی۔ منشی صاحب اس کتاب کو پڑھا کرتے اور اس کی فصاحت و بلاغت پر عش عش کر اٹھتے کہ یہ شخص بے بدل لکھنے والا ہے۔ براہین کو پڑھتے پڑھتے منشیؓ صاحب کو حضرت صاحب سے محبت ہوگئی اس کے تھوڑے عرصے بعد منشی صاحبؓ کپورتھلہ آ گئے۔ حضرت اقدسؑ سے آپ کی پہلی ملاقات ۱۸۸۴ء۔ ۱۸۸۵ء میں جالندھر میں ہوئی۔

بیعت: جب لدھیانہ میں حضرت اقدسؑ نے بیعت لینے کا اعلان فرمایا تو منشی ظفر احمد صاحبؓ نے منشی عبدالرحمٰن صاحبؓ سے لدھیانہ چلنے کو کہا۔ حضرت منشی عبدالرحمٰن صاحبؓ نے کہا کہ میں استخارہ کرلوں۔ منشی ظفر احمد صاحبؓ نے کہا کہ تم استخارہ کرو ہم تو جاتے ہیں۔ حضرت منشی اروڑا صاحبؓ، حضرت محمد خان صاحبؓ اور حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ کے بیعت کرتے وقت حضرت صاحبؑ نے دریافت فرمایا کہ آپ کے رفیق کہاں ہیں؟ منشی صاحبؓ نے عرض کی کہ منشی اروڑا صاحبؓ نے بیعت کر لی ہے اور محمد خان صاحبؓ غسل کر رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نہا کر بیعت کروں گا۔ چنانچہ محمد خان صاحبؓ نے بعد میں بیعت کی جبکہ حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ کا نام رجسٹر بیعت اُولیٰ میں ۷۵ نمبر پر ظفر احمد ولد محمد ابراہیم بوڈھانہ ضلع مظفر نگر درج ہے اس وقت آپ کپورتھلہ میں تھے۔

اہل کپورتھلہ کے اخلاص کا ذکر: اہل کپورتھلہ کے اخلاص کے بارے میں حضرت اقدسؑ نے فرمایا:

''مجھے کپورتھلہ کے دوستوں سے دلی محبت ہے...... میں امید رکھتا ہوں کہ آپ لوگ اس دنیا اور آخرت میں خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے میرے ساتھ ہوں گے''

آپ کی خدمات: آپؓ کو حضرت اقدسؑ کے ہمرکاب رہنے کی سعادت حاصل تھی۔ ۱۸۸۹ء کے بعد حضرت اقدسؑ کے ہر سفر میں آپ ہمرکاب رہے۔ حضرت اقدس کی خط وکتابت میں بھی آپ نے حضور کے ذاتی معاون کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیں۔ ایک مرتبہ حضور نے آپ کے ایک خط نہ کھولنے (جس کے بارہ میں لکھا تھا کہ حضور کے سوا کوئی نہ کھولے) پر فرمایا کہ منشی صاحبؓ آپ بھی اس کو پڑھیں ''ہم اور آپ کوئی دو ہیں'' حضرت مسیح موعودؑ نے ایک دفعہ ایک کتاب کی اشاعت کے سلسلہ میں فرمایا کہ کپورتھلہ کی جماعت اس کی اشاعت کا خرچ برداشت کرے۔ حضرت منشی صاحبؓ نے فوراً جا کر اپنی اہلیہ محترمہ کا زیور فروخت کیا اور اشاعت کا خرچ برداشت کیا۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے ازالہ اوہام میں فرمایا:

''حِبّی فی اللہ منشی ظفر احمد صاحب یہ جوان صالح کم گو اور خلوص سے بھرا دقیق فہم آدمی ہے۔ استقامت کے آثار وانوار اُس میں ظاہر ہیں۔ وفاداری کی علامات وامارات اُس میں پیدا ہیں۔ ثابت شدہ صداقتوں کو خوب سمجھتا ہے اور اُن سے لذّت اٹھاتا ہے۔ اللہ اور رسولؐ سے سچی محبت رکھتا ہے اور ادب جس پر سارا مدار حصولِ فیض کا ہے اور حُسنِ ظن جو اس راہ کا مرکب ہے۔ دونوں سیرتیں اُن میں پائی جاتی ہیں۔ جزاھم اللہ خیراً لجزاءً'' (ازالہ اوہام حصہ دوم روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۳۲۔۵۳۳)

متعدد کتب میں جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والے احباب، چندہ دہندگان کی فہرست، پُرامن جماعت اور جلسہ ڈائمنڈ جوبلی کے شرکاء میں آپ کا ذکر فرمایا ہے۔

وفات: آپ کی وفات ۲۰ راگست ۱۹۴۱ء کو کپورتھلہ میں ہوئی۔ حضرت مصلح موعودؓ اس وقت ڈلہوزی میں تھے جہاں آپ کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔ قادیان میں حضرت مولانا شیر علیؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین

ہوئی۔ قادیان آ کر حضرت مصلح موعود نے اپنے خطبہ جمعہ میں آپ کے شمائل کا تفصیلی ذکر فرمایا۔
اولاد: حضرت منشی صاحب کے بیٹے حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہرؓ ایڈووکیٹ (جن کا نام حضرت مسیح موعودؑ نے رکھا) نے جماعت احمدیہ کی پہلی مجلس مشاورت میں 1922ء میں شرکت کی۔ آپ نے لمبا عرصہ وقف جدید کے صدر، مجلس افتاء کے تاحیات رکن اور امیر جماعت احمدیہ ضلع فیصل آباد کے فرائض سرانجام دیئے۔ اسی طرح آپ خلافت ثانیہ میں حضرت خلیفۃ المسیح کی علالت کے دوران نگران بورڈ کے رکن تھے اور خلافت ثالثہ کے دوران صد سالہ جوبلی کے بھی ممبر تھے۔ ۱۹۷۴ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی معیت میں جماعت احمدیہ کے وفد کے ساتھ پاکستان کی قومی اسمبلی میں پیش ہوئے۔ اپ کے بیٹے محترم شیخ مظفر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ ضلع فیصل آباد اور صدر مجلس وقف جدید، صدر مجلس افتاء اور چیئرمین طاہر فاؤنڈیشن ہیں۔ حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ کی وفات کے وقت حضرت شیخ محمد احمد مظہرؓ صاحب کے کثرت اولاد کے لئے دعا تھی جو پوری ہوئی۔
ماخذ: (۱) ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد۳ (۲) آسمانی فیصلہ روحانی خزائن جلد۴ (۳) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد۵ (۴) آریہ دھرم روحانی خزائن جلد۱۰ (۵) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد۱۲ (۶) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳ (۷) رجسٹر بیعت اولیٰ مطبوعہ تاریخ احمدیت جلد ا صفحہ ۳۵۶ (جدید ایڈیشن) (۸) ملفوظات جلد ۵ (جدید ایڈیشن) (۹) اصحاب احمد جلد چہارم (۱۰) ماہنامہ ''تشحیذ الاذہان'' فروری ۱۹۹۹ء (۱۱) مضمون حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ کپورتھلوی'' مطبوعہ الفضل ۲/اکتوبر ۱۹۹۴ء۔

۱۰۔ حضرت منشی عبدالرحمٰن صاحب...... کپورتھلہ

ولادت: ۱۸۳۹ء۔ بیعت: ۲۳/ مارچ ۱۸۸۹ء۔ وفات: ۲۶/ جنوری ۱۹۳۷ء

تعارف: حضرت منشی عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ قصبہ سراوہ ضلع میرٹھ کے رہنے والے تھے۔ آپ کے والد صاحب کا نام شیخ حبیب علی صاحب تھا جو ضلع بلند شہر میں تھانیدار تھے۔ آپ کی ولادت ۱۸۳۹ء کی ہے۔ چھوٹی عمر میں اپنے والد صاحب کے ساتھ ریاست کپورتھلہ میں آ گئے اور یہاں محکمہ بندوبست میں ملازمت اختیار کر لی۔ آپ اہل حدیث مسلک سے تعلق رکھتے تھے۔
بیعت اور اس کا پس منظر: آپ براہین احمدیہ کا مطالعہ کرتے ہی حضرت مسیح موعودؑ کے معتقد ہو گئے اور جب بیعت کرنے کا اعلان ہوا تو استخارہ کے بعد فوراً بیعت کرنے کیلئے لدھیانہ روانہ ہو گئے اور بیعت اولیٰ ۲۳/ مارچ ۱۸۸۹ء لدھیانہ میں شامل ہو گئے۔ رجسٹر بیعت کے مطابق بیعت کا نمبر ۵۹ ہے۔ جہاں پتہ سراوہ تحصیل ہاپوڑ ضلع میرٹھ درج ہے۔ آپ اس وقت کپورتھلہ میں تھے۔ بیعت کے بارہ میں آپ کا بیان ہے:

''مقام لدھیانہ سے اشتہار بیعت شائع ہوا۔ اس میں لکھا تھا کہ جس کو بیعت کرنا ہے بعد ادائے نماز استخارہ جیسا اس کو معلوم ہو وہ کرے اگر آنا معلوم ہو تو آ جائے اور اگر نہ آنا معلوم ہو تو نہ آئے۔ خاکسار اسی روز رات کو مسنون نماز استخارہ پڑھ کر اور دعا کر کے سو گیا۔ مجھ کو خواب میں آواز آئی کہ ''عبدالرحمٰن آ'' بس میں صبح ہوتے ہی مقام لدھیانہ پہنچا۔'' رجسٹر روایات صحابہ جلد اول روایات منشی عبدالرحمٰن کپورتھلوی)

قادیان کیلئے روانگی: آپ نے ۱۹۱۹ء میں پنشن حاصل کی اور قادیان رہائش اختیار کی۔ اس عرصہ میں حضرت منشی فیاض علیؓ کپورتھلہ اہلمد محکمہ جرنیلی سے ریٹائر ہو کر سراوہ ضلع میرٹھ چلے گئے۔ دونوں بچپن میں اکٹھے پڑھتے تھے۔ کوئی رشتہ داری نہ تھی تاہم ایک جگہ میں رہنے کے باعث دوستانہ تھا۔ حضرت منشی عبدالرحمٰنؓ نے انہیں سراوہ سے طلب کر کے ملازمت دلائی تھی۔ اپنے مکان میں سے نصف حصہ حضرت منشی فیاض علیؓ کو دے دیا۔ اور آپ کے ذریعہ ہی انہیں بیعت کی سعادت نصیب ہوئی۔ جہاں تک دینی دوستی کا تعلق تھا ۱۹۱۹ء میں حضرت منشی صاحبؓ ریٹائر ہو کر قادیان میں آئے تو ہر دو کی خواہش کہ اکٹھے رہیں کی تدبیر الٰہی منشاء بن گئی۔ ہر دو نے نظام وصیت میں شرکت کی۔ حضرت منشی فیاض علیؓ دہلی میں فوت ہوئے اور بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔ حضرت منشی عبدالرحمٰنؓ بھی ۲۶؍جنوری ۱۹۳۷ء میں قادیان میں فوت ہوئے اور بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئے۔ گویا ہر دو احباب سراوہ کے رہنے والے ایک جگہ ملازمت کرتے رہے۔ ایک ہی وقت میں بیعت کی اور بمطابق وصیت ایک ہی مقام پر بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے ازالہ اوہام، آسمانی فیصلہ، آئینہ کمالات اسلام، تحفہ قیصریہ، سراج منیر اور کتاب البریہ اور ملفوظات میں اپنے خاص محبوں جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والے احباب، چندہ دہندگان اور پُر امن جماعت کے ضمن میں آپ کا ذکر فرمایا ہے۔

وفات: حضرت منشی عبدالرحمٰن صاحبؓ نے ۲۶؍جنوری ۱۹۳۷ء کو تقریباً ۱۰۰ سال کی عمر میں وفات پائی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین ہوئی۔

آپ کی اولاد: آپ کے بیٹے حضرت منشی عبدالسمیع صاحب مرحوم تھے (مکرم قریشی سفیر احمد صاحب مربی سلسلہ ولد قریشی نذیر احمد صاحب ڈرائیور حضرت مصلح موعودؓ، حضرت منشی عبدالسمیع صاحب کے نواسہ ہیں۔)

ماخذ: (۱) ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد۳ (۲) آسمانی فیصلہ روحانی خزائن جلد۲ (۳) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد۵ (۴) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد۱۲ (۵) سراج منیر روحانی خزائن جلد۱۲ (۶) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳ (۷) ملفوظات کی مختلف جلدیں (۸) رجسٹر بیعت اولیٰ مطبوعہ تاریخ احمدیت جلد ۱ صفحہ ۲۴۶ (جدید ایڈیشن) (۹) تاریخ احمدیت جلد ہشتم صفحہ ۴۳۴ (۱۰) مضمون حضرت منشی فیاض علیؓ کپورتھلوی مطبوعہ روزنامہ الفضل ربوہ ۶؍اکتوبر ۲۰۰۱ء (۱۱) مضمون ماہنامہ ''انصار اللہ'' ۱۹۷۸ء (۱۲) اصحاب احمد جلد چہارم (۱۳) رجسٹر روایات صحابہ جلد اول روایات منشی عبدالرحمٰن کپورتھلوی۔

☆

۱۱۔حضرت منشی فیاض علی صاحب......کپورتھلہ

ولادت ۱۸۴۱ء۔بیعت ۴؍ستمبر ۱۸۸۹ء۔وفات ۱۶؍اکتوبر ۱۹۳۵ء

تعارف: حضرت منشی فیاض علی رضی اللہ عنہ محلّہ قریشیاں سراوہ تحصیل ہاپوڑ ضلع میرٹھ کے رہنے والے تھے۔آپ کی ولادت سال ۱۸۴۱ء کی ہے۔آپ کے والد صاحب کا نام رسول بخش تھا۔قوم قریشی ہاشمی تھی۔آپ کے جدِّ امجد زاہد علی قریشی صاحب مغل شہنشاہ جہانگیر کے دور میں ملک عرب سے ہندوستان آئے تھے۔زاہد علی قریشی نے حضرت مجدد الف ثانی سے بیعت کی اور اپنی اولاد کو وصیت کی کہ جو بھی امام مہدی کے دور کو پائے تو ان کی بیعت سے مشرف ہو۔
آپ کو حضرت منشی عبدالرحمٰن صاحبؓ (جو آپ کے دوست تھے) نے سراوہ سے بلوا کر ریاست کپورتھلہ کی فوج میں کلرک بھرتی کروا دیا اور اپنے ہی مکان میں رہائش کے لئے انتظام کر دیا۔

بیعت کا پس منظر: حضرت منشی عبدالرحمٰنؓ آپ کو براہین احمدیہ کی اشاعت کے وقت سے ہی سمجھاتے رہتے تھے اور خود بیعت کر لینے کے بعد ان کو بھی بیعت کی ترغیب دیتے رہتے تھے۔

بیعت: حضرت منشی فیاض علیؓ قادیان تشریف لے گئے اور حضرت اقدسؑ کی دستی بیعت کی سعادت حاصل کی۔آپ کی بیعت ۴؍ستمبر ۱۸۸۹ء کی ہے۔(یعنی ۷؍محرم الحرام ۱۳۰۷ھ) رجسٹر بیعت میں نمبر ۱۲۳۔(آپ کی دونوں اہلیہ اور ہمشیرہ نے ۲۱؍فروری ۱۸۹۲ء کو بمقام کپورتھلہ اس وقت بیعت کی جب حضور کپورتھلہ تشریف لے گئے تھے) جلسہ سالانہ ۱۸۹۲ء میں آپ بھی شریک تھے۔آئینہ کمالات اسلام میں جلسہ سالانہ میں شرکت کرنے والوں میں بھی آپ کا نام درج ہے۔

حضرت اقدسؑ کی رفاقت: حضرت منشی صاحبؓ حضرت اقدسؑ کے سفر دہلی میں ساتھ رہے۔آپ حضورؑ کے سفر دہلی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضور کے ساتھ جو بارہ حواری تھے ان میں آپ بھی شامل تھے۔

حضرت منشی صاحب حقّہ نوشی کے عادی تھے۔جالندھر میں حضرت اقدس نے وعظ فرماتے ہوئے حقّہ نوشی کی مذمّت فرمائی۔حضرت منشی صاحب نے حضرت اقدسؑ سے عرض کی کہ حقہ چھوڑنا مشکل ہے دعا فرمائی جائے تو چھوٹ جائے۔حضورؑ نے فرمایا کہ آؤ ابھی دعا کریں چنانچہ دعا کروائی گئی۔اس کے بعد حضرت منشی صاحب نے خواب میں دیکھا کہ ایک نہایت نفیس حقہ آپ کے سامنے لایا گیا آپ نے حقہ کی نَے منہ سے لگانی چاہی تو نَے سیاہ سانپ بن کر لہرانے لگی۔اس سے دل میں خوف پیدا ہوا اور آپ نے سانپ کو مار دیا اور پھر حقہ نوشی نہیں کی اور اس سے نفرت ہو گئی۔

حضرت منشی صاحب کے بارہ میں دو اہم روایات: حضرت منشی ظفر احمد صاحب بیان کرتے ہیں:

(۱) ''کپورتھلہ کی مسجد احمدیہ کا مقدمہ سات سال تک جاری رہا۔ اتفاقاً دوران مقدمہ میں حضرت منشی فیاض علیؓ نے لدھیانہ کے مقام پر بڑے عجز والحاح کے ساتھ آبدیدہ ہوکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عرض کیا۔ حضور دعا فرمائیں کہ مسجد ہمیں مل جائے۔ حضرت صاحب نے اس وقت بڑے جلال کے رنگ میں فرمایا کہ ''اگر میں سچا ہوں اور میرا سلسلہ سچا ہے تو مسجد تمہیں ضرور ملے گی'' چنانچہ حضرت منشی فیاض علیؓ نے اپنے مخالفین کو آکر یہ خبر دے دی اور محلے کے ایک ڈاکٹر سے شرط بھی بندھ گئی۔ بالآخر مسجد کا فیصلہ احمدیوں کے حق میں ہوا اور نہایت مخالفانہ حالات کے باوجود ہوا۔

(۲) ''ہمارے ایک دوست منشی فیاض علیؓ ہیں۔ کپورتھلہ میں کرنل جوالا سنگھ ان کے افسر تھے اور ان کو بہت ستاتے تھے۔ انہوں نے حضرت اقدسؑ کو دعا کے لئے لکھا۔ حضرت اقدسؑ نے ان کو عشاء کی نماز کے بعد دوسو مرتبہ لاحول پڑھنے کا ارشاد فرمایا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تھوڑے ہی دنوں بعد کرنل صاحب کی پنشن ہوگئی اور ان کی جگہ ان کا بیٹا مقرر ہوگیا۔ وہ ان کے ساتھ بہت مہربانی کرتا رہا۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے ازالہ اوہام، آئینہ کمالات اسلام، تحفہ قیصریہ اور کتاب البریہ میں آپ کے اخلاص اور جلسہ سالانہ کے شریک احباب، چندہ دہندگان، جلسہ ڈائمنڈ جوبلی اور پُر امن جماعت کے ضمن میں ذکر فرمایا ہے۔

وفات: آپ نے دہلی میں ۱۶/اکتوبر ۱۹۳۵ء کو وفات پائی اور تدفین بہشتی مقبرہ قادیان میں ہوئی۔

اولاد: حضرت منشی صاحب کی اولاد میں تین بیٹے قریشی مختار احمد صاحب، قریشی نثار احمد اور قریشی رشید احمد صاحب تھے۔ موخر الذکر دونوں کی اولاد کراچی اور لاہور میں ہے۔ آپ کی تین بیٹیاں تھیں۔ آپ کے بیٹے قریشی مختار احمد صاحب کی ایک بیٹی محترمہ عائشہ بیگم مرحومہ قریشی افتخار علی صاحب (ریٹائرڈ چیف انجینئر اریگیشن) سابق وکیل المال الثالث تحریک جدید کی والدہ تھیں۔ آپ کی ایک نواسی (اہلیہ منظور احمد قریشی صاحب) محترم ڈاکٹر قریشی لطیف احمد صاحب معروف فزیشن و ماہر امراض قلب فضل عمر ہسپتال کی والدہ ہیں۔

ماخذ: (۱) ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد۳ (۲) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد۵ (۳) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد۱۲ (۴) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳ (۵) اصحاب احمد جلد چہارم (۶) رجسٹر بیعت مطبوعہ تاریخ احمدیت جلد۱ صفحہ ۳۵۰ (۷) مضمون ''حضرت منشی فیاض علی صاحب کپورتھلویؓ''، مطبوعہ روزنامہ الفضل ۲۰/اکتوبر ۱۹۳۵ء (۸) روزنامہ الفضل مورخہ ۶/اکتوبر ۲۰۰۱ء (۹) ماہنامہ انصار اللہ ربوہ ۱۹۷۸ء (۱۰) ماہنامہ انصار اللہ ماہ اپریل ۱۹۹۷ء

☆

۱۲۔حضرت مولوی عبدالکریم صاحب......سیالکوٹ

ولادت:۱۸۵۸ء۔بیعت:۲۳؍مارچ ۱۸۸۹ء۔وفات:۱۱؍اکتوبر ۱۹۰۵ء

تعارف: حضرت مولوی عبدالکریم رضی اللہ عنہ ۱۸۵۸ء میں سیالکوٹ میں چوہدری محمد سلطان صاحب کے ہاں پیدا ہوئے۔آپ نے سیالکوٹ میں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔بورڈ سکول سیالکوٹ میں فارسی مدرس کے طور پر کام کیا۔آپ کے مضامین رسالہ ''انوار الاسلام'' اور ''الحق'' سیالکوٹ میں شائع ہوتے تھے۔عیسائیت کے منادوں سے مذاکرات کا آپ کو خاص ملکہ تھا۔آپ کبھی کبھی اردو، فارسی میں ''صافی'' تخلّص سے شعر بھی کہتے تھے۔

حضرت اقدسؑ کی بیعت: ۲۳؍مارچ ۱۸۸۹ء کو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی بیعت کی۔رجسٹر بیعت اُولیٰ میں آپ کا بیعت نمبر ۴۳ ہے۔آپ کی والدہ حضرت حشمت بی بی صاحبہؓ کی بیعت ۷؍فروری ۱۸۹۲ء اور اہلیہ حضرت زینب بی بی صاحبہؓ کی بیعت بھی اسی روز کی ہے۔اس سے قبل سرسید احمد خاں کی تحریرات سے متاثر تھے۔۱۸۹۸ء میں سیالکوٹ چھوڑ کر قادیان تشریف لے آئے۔قادیان میں ہجرت کرنے کے بعد آپ حضرت اقدسؑ کی تائید میں مضامین لکھنے کے علاوہ خطبات، تقاریر اور لیکچرز بھی دیتے تھے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ ازالہ اوہام میں فرماتے ہیں:

> ''حِبی فی اللہ مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی: مولوی صاحب اس عاجز کے یک رنگ دوست ہیں اور مجھ سے ایک سچی اور زندہ محبت رکھتے ہیں اور اپنے اوقات عزیز کا اکثر حصہ انہوں نے تائید دین کے لئے وقف کر رکھا ہے۔اُن کے بیان میں ایک اثر ڈالنے والا جوش ہے۔اخلاص کی برکت اور نورانیت اُن کے چہرہ سے ظاہر ہے میری تعلیم کی اکثر باتوں سے وہ متفق الرائے ہیں۔......اخویم مولوی نورالدین صاحب کے انوارِ صحبت نے بہت سا نورانی اثر اُن کے دل پہ ڈالا ہے۔......''
>
> (ازالہ اوہام حصہ دوم روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۲۳)

آسمانی فیصلہ، آئینہ کمالات اسلام، سراج منیر، تحفہ قیصریہ، کتاب البریہ اور اس کے علاوہ ملفوظات میں متعدد جگہ اپنے مخلصین، جلسہ میں شریک احباب، چندہ دہندگان، جلسہ ڈائمنڈ جوبلی اور پُر امن جماعت کے ضمن میں ذکر فرمایا ہے۔

خدمات دینیہ: حضرت اقدسؑ کا ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' والا مضمون جلسہ اعظم مذاہب عالم میں حضرت مولوی صاحب نے ہی پڑھ کر سنایا تھا۔اس کے علاوہ خطبہ الہامیہ کو دوران خطبہ ساتھ ساتھ لکھتے رہے اور اس کا ترجمہ بھی کیا۔حضرت اقدسؑ کا لیکچر لاہور اور لیکچر سیالکوٹ جلسہ عام میں پڑھنے کی سعادت آپ کو حاصل ہوئی۔کتاب مِنن الرحمٰن

میں حضرت اقدسؑ نے اشتراک السنہ کے کام میں جان فشانی کرنے والے مردان خدا کا شکریہ ادا کرتے ہوئے آپ کا ذکر فرمایا ہے۔

تصانیف: (۱) ''الحق'' سیالکوٹ اکتوبر ۱۸۹۱ء و نومبر دسمبر ۱۸۹۱ء (۲) القول الفصیح فی اثبات حقیقۃ مثیل المسیح (۳) لیکچر گناہ (۴) لیکچر موت (۵) ہادی کاملؐ (۶) ایام الصلح فارسی ترجمہ (۷) حضرت مسیح موعود جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے کیا اصلاح اور تجدید کی۔ (۸) سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (۹) ضمیمہ واقعات صحیحہ (۱۰) اعجاز المسیح اور حضرت مسیح موعود اور پیر مہر علی شاہ گولڑوی (۱۱) خطبات کریمیہ (۱۲) دعوۃ الی الندوۃ۔ ندوۃ العلماء کی طرف ایک خط (۱۳) خلافت راشدہ حصہ اوّل (۱۴) خلافت راشدہ حصہ دوم المعروف فرقان۔

حضرت اقدسؑ سے تعلق محبت: حضرت مسیح موعودؑ حضرت مولانا عبدالکریمؓ صاحب کی اس محبت کی کیفیت کو یوں بیان فرماتے ہیں۔

''ان کو میرے ساتھ نہایت درجہ کی محبت تھی اور وہ اصحاب الصفہ میں سے ہو گئے تھے جن کی تعریف خدا تعالیٰ نے پہلے سے ہی وحی کی تھی''۔ (اخبار البدر قادیان ۱۲ر جنوری ۱۹۰۶ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

''مسجد مبارک کے پرانے حصہ کی اینٹیں اب بھی اُن کی ذمہ دار تقریروں سے گونج رہی ہیں''۔

(خطبہ نکاح بحوالہ سیرت حضرت مولانا عبدالکریم سیالکوٹی ص ۳۶)

شادی: آپ کی شادی آپ کی پھوپھی زاد حضرت زینب بی بیؓ سے ہوئی (بیعت نمبر ۲۳۸ مورخہ ۷ر فروری ۱۸۹۲ء) جو فخر الدینؓ صاحب کی بیٹی اور منشی محمد اسمٰعیلؓ صاحب کی ہمشیرہ تھیں۔ حضرت زینب بی بی صاحبہ کے والد صاحب کے جد امجد عطر سنگھ صاحب چوہڑ کانہ حال فاروق آباد ضلع شیخوپورہ سے کشمیر چلے گئے اور مسلمان ہو کر ''عطریاب'' کہلائے۔ آپ کی دوسری شادی حضرت عائشہ بیگم سے ہوئی جو حضرت شادی خاں صاحبؓ کی بیٹی تھیں۔ حضرت منشی شادی خاں صاحبؓ نے منارۃ المسیح کی تعمیر میں غیر معمولی مالی قربانی دی اور خلافت ثانیہ میں اپنا گھریلو اثاثہ بھی فروخت کر کے تعمیر منارۃ المسیح کے لئے پیش کر دیا جسے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے صدیقیت کا نمونہ قرار دیا۔

اولاد: آپ کی کوئی اولاد نہ تھی۔

وفات: آپ ذیابیطس کے باعث بیمار ہوئے جس کی علامت کاربنکل ظاہر ہوئی۔ بیماری کے دوران حضرت اقدسؑ کو الہام ہوا کہ ''دو شہتیر ٹوٹ گئے''

چنانچہ آپ ۱۱ر اکتوبر ۱۹۰۵ء کو انتقال فرما گئے اور قادیان میں تدفین ہوئی۔ بہشتی مقبرہ کا قیام آپ کی وفات کے بعد ہوا۔ جہاں بعد میں آپ کی تدفین سے بہشتی مقبرہ کا عملاً افتتاح ہوا۔ حضرت اقدسؑ نے آپ کی وفات پر ایک طویل فارسی نظم تحریر کی۔ جس کے چند اشعار یہ ہیں:

کے تواں کردن شمار خوبی عبدالکریم	آنکہ جاں داد از شجاعت بر صراط مستقیم
حامی دیں آنکہ یزداں نام او لیڈر نہاد	عارفِ اسرارِ حق گنجینۂ دینِ قویم
صدق ورزید و بصدقِ کامل و اخلاصِ خویش	موردِ رحمت شُد اندر درگہٗ ربِّ علیم
گرچہ جنسِ نیکواں ایں چرخ بسیار آورد	کم بزاید مادرے بایں صفاء دُرِ یتیم
اے خدا بر تربت اُو بارش رحمت ببار	داخلش کن از کمالِ فضل در بیت النعیم

(نقل از کتبہ حضرت مولوی عبدالکریمؓ)

ترجمہ: عبدالکریم کی خوبیاں کیونکر گنی جاسکتی ہیں جس نے شجاعت کے ساتھ صراط مستقیم پر جان دی وہ جو دینِ اسلام کا حامی تھا اور جس کا خدا نے لیڈر نام رکھا تھا وہ خدائی اسرار کا عارف تھا اور دین متین کا خزانہ۔اس نے صدق اختیار کرلیا تھا اور اپنے اخلاص اور صدق کامل کی وجہ سے ربِّ علیم کی درگاہ میں رحمت کا مورد بن گیا تھا۔اگرچہ آسمان نیکوں کی جماعت بکثرت لاتا رہتا ہے مگر ایسا شفاف اور قیمتی موتی ماں بہت کم جنا کرتی ہے۔اے خدا اس کی قبر پر رحمت کی بارش نازل فرما اور نہایت درجہ فضل کے ساتھ اسے جنت میں داخل کردے۔

ماخذ: (۱) ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد۳ (۲) آسمانی فیصلہ روحانی خزائن جلد۴ (۳) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد۵ (۴) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد۱۲ (۵) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳ (۶) منن الرحمٰن روحانی خزائن جلد۹ (۷) ملفوظات جلد اوّل تا پنجم (۸) سیرت حضرت مولانا عبدالکریم سیالکوٹی (۹) مخدوم الملت مولانا عبدالکریم سیالکوٹی مطبوعہ انصار اللہ جولائی ۲۰۰۰ء (۱۰) مضمون مطبوعہ روزنامہ الفضل ۱۲ / دسمبر ۱۹۸۸ء و ۲ / جنوری ۱۹۹۹ء (۱۱) رجسٹر بیعت اولیٰ مندرجہ تاریخ احمدیت جلد اصفحہ ۳۴۴ و ۳۵۸ (۱۲) درثمین فارسی۔

☆

۱۳۔حضرت سید حامد شاہ صاحب سیالکوٹ

ولادت ۱۸۵۹ء۔ بیعت ۲۹ / دسمبر ۱۸۹۰ء۔ وفات ۱۵ / نومبر ۱۹۱۸ء

تعارف: حضرت سید میر حامد شاہ رضی اللہ عنہ کے والد حضرت حکیم میر حسام الدین رضی اللہ عنہ تھے۔شمس العلماء سید میر حسن انہی کے بھائی تھے جو شاعر مشرق علامہ سر محمد اقبال کے استاد تھے۔حضرت سید حامد شاہ صاحبؓ ۱۸۵۹ء میں پیدا ہوئے۔آپ کے دادا کا نام میر فیض (۱۷۹۵ء۔۱۸۵۷ء) اور پردادا میر ظہور اللہ تھے۔جب حضرت اقدسؑ ۱۹۰۴ء میں سیالکوٹ تشریف لائے تو انہی کے مکان پر فروکش ہوئے۔۱۸۷۷ء میں آپ نے سکاچ مشن ہائی سکول سیالکوٹ سے مڈل کا امتحان پاس کیا اور ڈی سی آفس میں ملازم ہوگئے۔جموں کی کچہری میں بھی ملازمت کی۔

بیعت: آپ نے ۲۹ردسمبر ۱۸۹۰ء کوحضرت اقدس مسیح موعودؑ کی بیعت کی تھی۔ رجسٹر بیعت کے مطابق آپ کی بیعت کا نمبر ۲۱۳ ہے۔ آپ کی اہلیہ حضرت فیروزہ بیگم صاحبہؓ کی بیعت ۷رفروری ۱۸۹۲ء کی ہے۔ بیعت کا نمبر ۲۴۶ ہے۔

دینی خدمات: آپ نظم ونثر اور تقریر میں کمال رکھتے تھے۔ آپ نے ہی علامہ سر محمد اقبال مرحوم کو طالب علمی کے دوران احمدیت کا پیغام پہنچایا اور اس کا اظہار ایک منظوم کلام میں فرمایا۔ سیالکوٹ کے مشاعروں میں اپنے حسن کلام کی بدولت معروف تھے۔

شمس العلماء سید میر حسن مرحوم حضرت میر صاحب کی پرہیز گاری اور تقویٰ کے معترف تھے۔

کتب (۱) لیکچر سیالکوٹ (۲) القول الفصل وما هو بالهزل (۳) جنگ مقدس کا فوٹو (۴) الجواب (۵) مسدس مسمّٰی بہ احقاق حق (۶) واقعات ناگزیر (۷) سخن معقول (۸) دعوت دہلی (۹) کلام حامد (۱۰) رباعیات حامد (۱۱) جام عرفان

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی نظر میں آپ کا مقام: حضرت اقدس مسیح موعودؑ آپ کے متعلق ازالہ اوہام میں تحریر فرماتے ہیں:

''سید حامد شاہ صاحب سیالکوٹی۔ یہ سید صاحب محبّ صادق اور اس عاجز کے ایک نہایت مخلص دوست کے بیٹے ہیں۔ جس قدر خدا تعالیٰ نے شعر اور سخن میں ان کو قوّتِ بیان دی ہے وہ رسالہ قول الفصل کے دیکھنے سے ظاہر ہوگی۔ میر حامد شاہ کے بشرہ سے علامات صدق و اخلاص ومحبت ظاہر ہیں اور میں امید رکھتا ہوں کہ وہ اسلام کی تائید میں اپنی نظم ونثر سے عمدہ عمدہ خدمتیں بجالائیں گے۔ ان کا جوش سے بھرا ہوا اخلاص اور ان کی محبت صافی جس حد تک مجھے معلوم ہوتی ہے میں اس کا اندازہ نہیں کرسکتا۔ مجھے نہایت خوشی ہے کہ وہ میرے پرانے دوست میر حسام الدین صاحب رئیس سیالکوٹ کے خلفِ رشید ہیں۔''

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے آپ کا ذکر ازالہ اوہام، آسمانی فیصلہ، آئینہ کمالات اسلام، تحفہ قیصریہ، سراج منیر، کتاب البریہ اور حقیقۃ الوحی اور ملفوظات جلد پنجم میں کئی جگہ پر اپنے مخلصین، جلسہ سالانہ کے شرکاء، چندہ دہندگان، جلسہ ڈائمنڈ جوبلی اور پُرامن جماعت کے ضمن میں فرمایا ہے۔

وفات: ۱۵رنومبر ۱۹۱۸ء کو آپ حرکت قلب بند ہونے سے انتقال فرما گئے۔ وفات کے وقت آپ کی عمر قریباً ۶۰ سال تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ہدایت پر جنازہ سیالکوٹ سے قادیان لایا گیا اور بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین عمل میں آئی۔

آپ کی اولاد: آپ کے سات بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں۔ آپ کے بیٹے حضرت میر عبدالسلام صاحب (سابق امیر جماعت احمدیہ سیالکوٹ) کی بیٹی تنویر الاسلام محترم صاحبزادہ مرزا حفیظ احمد صاحب (ابن حضرت خلیفۃ المسیح

الثانیؓ) کے عقد میں آئیں۔ حضرت میر عبدالسلام صاحب لندن میں مدفون ہیں۔ حضرت سید عبدالجلیل شاہ صاحب تھے جن کی بیٹی سیدہ آمنہ بیگم صاحبہ محترم صاحبزادہ مرزا رفیق احمد صاحب (ابن حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ) کے عقد میں آئیں۔

ماخذ: (۱) ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد۳ (۲) آسمانی فیصلہ روحانی خزائن جلد۴ (۳) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد۵ (۴) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد۱۲ (۵) سراج منیر روحانی خزائن جلد۱۲ (۶) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳ (۷) حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد۲۲ (۸) ملفوظات جلد پنجم (۹) روزنامہ الفضل قادیان ۲۳ر نومبر ۱۹۱۸ء (۱۰) ماہنامہ انصاراللہ ماہ ستمبر ۱۹۹۷ء (۱۱) مضمون مکرم احمد طاہر مرزا حضرت سید حامد شاہ صاحب سیالکوٹی کی علمی خدمات از انصاراللہ مئی ۲۰۰۱ء (۱۲) مضمون تشحیذ الاذہان اکتوبر ۲۰۰۰ء (۱۳) روزنامہ الفضل ربوہ ۲۶ر فروری ۱۹۹۹ء (۱۴) سیرت و سوانح حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدینؓ صاحب۔

☆

۱۴۔ حضرت مولوی وزیر الدین صاحب کانگڑہ

بیعت: ۱۸۸۹ء۔ وفات: ۲ر اکتوبر ۱۹۰۵ء

تعارف و بیعت: حضرت مولوی وزیر الدین رضی اللہ عنہ کا اصل وطن مکیریاں ضلع ہوشیار پور تھا۔ آپ کی بیعت ۱۸۸۹ء کی ہے۔ ملازمت کے سلسلہ میں آپ ضلع کانگڑہ میں رہے۔ آپ بطور ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ مڈل سکول کانگڑہ میں متعین تھے۔ حضرت مولوی صاحب نے کچھ عرصہ اورینٹل کالج لاہور میں بھی تعلیم پائی۔ (آپ کے ہم جماعتوں میں رائے بہادر منشی گلاب سنگھ بھی تھے جو بعد میں لاہور کے ایک مطبع کے مالک بنے۔)

حضرت اقدسؑ سے تعلق: براہین احمدیہ کے مطالعہ کے بعد حضرت اقدسؑ کی ملاقات کے لئے گئے۔ حضرت اقدسؑ نے آپ کو ملاقات کے لئے انتظار میں بیٹھے دیکھ کر فرمایا۔ کیسے تشریف لائے ہیں؟ مولوی صاحب نے جواب میں حضرت اقدسؑ کے یہ اشعار سنائے

؎ نعرہ ہاے زنم بر آبِ زلال ہمچو مادر دواں پئے اطفال
تا مگر تشنگانِ بادیہ ہا گِرد م آئیند زیں فغان و صلا

اور زبانی کہا کہ آب زلال پینے کے لئے حاضر خدمت ہوا ہوں۔ یہ اشعار سن کر حضور مسکرائے اور پھر اندرون خانہ تشریف لے گئے۔ چائے کا پیالہ ہاتھ میں لئے باہر تشریف لائے اور مولوی صاحب کو یہ پیالہ عنایت فرمایا۔ مولوی صاحب نے بصد شوق یہ پیالہ پی لیا۔ مولوی صاحب اکثر اس کا ذکر فرمایا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ حضرت اقدسؑ نے بظاہر چائے پلائی مگر وہ چائے نہیں تھی عشقِ دین تھا۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: مولوی صاحب جلسہ اعظم مذاہب عالم میں بھی شریک ہوئے تھے۔آپ کے ساتھ آپ کے بیٹے حضرت مولوی محمد عزیز الدین بھی تھے۔حضرت اقدس نے آئینہ کمالاتِ اسلام،تحفہ قیصریہ، سراج منیر، کتاب البریہ اور ملفوظات جلد چہارم جلسہ سالانہ کے شرکاء،جلسہ ڈائمنڈ جوبلی، چندہ دہندگان اور پُر امن جماعت میں آپ کا ذکر فرمایا ہے۔

وفات: ۲/اکتوبر ۱۹۰۵ء کو آپ پر فالج کا حملہ ہوا جس سے آپ وفات پا گئے۔آپ کی تدفین مکیریاں ضلع ہوشیار پور میں ہوئی۔

اولاد: آپ کی چھ بیٹیاں تھیں اور کوئی نرینہ اولاد نہیں تھی۔حضرت مسیح موعودؑ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بیٹا عطا کیا۔(حضرت مولوی عزیز الدینؓ صاحب) اور لمبی عمر پائی۔حضرت مولوی عزیز الدین صاحب کی ایک بیٹی بھی صحابیہ تھیں۔مولانا حکیم دین محمد صاحب قادیان حضرت مولوی وزیر الدین صاحبؓ کے پوتے ہیں۔مکرم مولانا محمد شریف صاحب سابق بلاد عربیہ، گیمبیا،مکرم مولانا محمد صدیق صاحب سابق لائبریرین اور، مولانا نسیم سیفی صاحب سابق مبلغ مغربی افریقہ وسابق ایڈیٹر الفضل آپ کے خاندان سے ہیں۔

ماخذ: (۱) براہین احمدیہ حصہ چہارم روحانی خزائن جلد ۱ (۲) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ (۳) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد ۱۲ (۴) سراج منیر روحانی خزائن جلد ۱۲ (۵) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ (۶) ملفوظات جلد چہارم (۷) غیر مطبوعہ حالات مرقومہ حکیم دین محمد صاحب نائب ناظم وقف جدید قادیان (۸) الفضل ۲ جولائی ۱۹۶۳ء (۹) الفضل ۲۰/اکتوبر ۱۹۹۷ء۔

☆

۱۵۔حضرت منشی گوہر علی صاحب جالندھر

بیعت:۱۸/جنوری ۱۸۹۰ء

تعارف و بیعت: حضرت منشی گوہر علی رضی اللہ عنہ کے والد صاحب کا نام جہانگیر خاں افغان تھا۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام جب دوسری بار کپورتھلہ تشریف لے گئے تو کپورتھلہ میں تین دن قیام حضرت منشی گوہر علیؓ صاحب افسر ڈاک خانہ کے مکان پر رہا۔(ابتداءً آپ سب پوسٹ ماسٹر کپورتھلہ متعین ہوئے تھے) حضرت اقدسؑ سے آپ کا تعلق حضرت چوہدری رستم علی صاحبؓ کے ذریعہ ہوا تھا۔آپ نے ۱۸/جنوری ۱۸۹۰ء میں بیعت کی۔ آپ کی بیعت کا نمبر ۱۶۱ ہے۔جہاں آپ کا نام میاں علی گوہر درج ہے۔

قادیان کی زیارت اور حضرت اقدس کی شفقت: حضرت منشی ظفر احمدؓ کپورتھلوی فرماتے ہیں:"منشی گوہر علی صاحب کپورتھلہ میں ڈاک خانہ میں ملازم تھے۔ساڑھے تین روپے ان کی پنشن ہوئی۔گزارہ ان کا بہت

تنگ تھا وہ جالندھر اپنے مسکن پر چلے گئے انہوں نے مجھے خط لکھا کہ جب تم قادیان جاؤ تو مجھے ساتھ لیتے جانا وہ بڑے مخلص آدمی تھے چنانچہ میں جب قادیان جانے لگا تو ان کو ساتھ لینے کے لئے جالندھر چلا گیا وہ بہت متواضع آدمی تھے میرے لئے انہوں نے پُر تکلف کھانا پکوایا اور مجھے یہ پتہ لگا کہ انہوں نے کوئی برتن بیچ کر دعوت کا سامان کیا ہے۔ ...... میں نے منشی علی گوہر کا ٹکٹ خود ہی خرید لیا تھا وہ اپنا کرایہ دینے پر اصرار کرنے لگے میں نے کہا یہ آپ حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کر دیں۔ چنانچہ دو روپے انہوں نے حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ آٹھ دس دن رہ کر جب ہم واپسی کے لئے اجازت لینے لگے تو حضور نے اجازت مرحمت فرمائی اور منشی صاحب کو کہا آپ ذرا ٹھہریئے پھر آپ نے دس یا پندرہ روپے منشی صاحب کو لا کر دیئے۔ منشی صاحب رونے لگے اور عرض کی حضور مجھے خدمت کرنی چاہئیے یا میں حضور سے لوں۔ حضرت صاحب نے مجھے ارشاد فرمایا کہ یہ آپ کے دوست ہیں آپ انہیں سمجھائیں۔ پھر میرے سمجھانے پر کہ ان میں برکت ہے انہوں نے لے لئے اور ہم چلے آئے......"

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: آئینہ کمالات اسلام، تحفہ قیصریہ، سراج منیر اور کتاب البریہ میں جلسہ سالانہ کے شرکاء، جلسہ ڈائمنڈ جوبلی، چندہ دہندگان اور پُر امن جماعت کے ضمن میں آپ کا ذکر ہے۔

اولاد: آپ کی اولاد میں سے مکرم چوہدری محمد ابراہیم صاحب سالہا سال تک راج گڑھ لاہور کے صدر رہے ہیں۔

ماخذ: (۱) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد۵ (۲) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد۱۲ (۳) سراج منیر روحانی خزائن جلد۱۲ (۴) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳ (۵) رجسٹر بیعت مطبوعہ تاریخ احمدیت جلد۱ صفحہ۳۵۱ (۶) "اصحابِ احمد" جلد دہم صفحہ۳۷ (۷) اصحاب احمد جلد چہارم صفحہ۱۱۴، ۱۱۵

☆

۱۶۔ حضرت مولوی غلام علی صاحب ڈپٹی رہتاس۔ جہلم

بیعت: ابتدائی ایام

تعارف: حضرت مولوی غلام علی رضی اللہ عنہ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ بندوبست رہتاس جہلم حضرت اقدسؑ کے ابتدائی عقیدت رکھنے والوں میں سے تھے۔ آپ ملازمت کے سلسلہ میں ڈچکوٹ ضلع لائلپور (حال فیصل آباد) میں رہے۔

حضرت اقدس سے تعلق و بیعت: حضرت اقدسؑ کی براہین احمدیہ کی تصنیف کے دوران میں آپ مظفر گڑھ شہر میں ملازم تھے جہاں آپ کا حلقہ دوستی حضرت مولوی جلال الدین صاحب ساکن پیر کوٹ ثانی حال ضلع حافظ آباد (سابق ضلع گوجرانوالہ)، حضرت قاضی غلام مرتضٰی صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر مظفر گڑھ (یکے از ۳۱۳) کے

ساتھ تھا۔ وہیں آپ کو براہین احمدیہ کا پہلا اشتہار اہتمام اشاعت کا ملا۔ آپ نے اپنے دیگر ساتھیوں کے ساتھ کتاب کی پیشگی قیمت قادیان روانہ کر دی۔ براہین احمدیہ کے پہلے ایڈیشن کے ساتھ جو اعلان شائع ہوا ہے اس میں آپ کا نام بھی شامل ہے۔ آپ کی بیعت ابتدائی ایام کی ہے۔

آپ کے پاس حضرت غلام حسین صاحب رہتاسیؓ یکے از ۳۱۳ بھی بطور ملازم مقیم تھے۔ آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کا ایک خط ملا کہ انہیں قادیان بھیج دیں۔ چنانچہ آپ نے انہیں قادیان بھیج دیا۔

دینی خدمات: ۳۱ / مارچ ۱۹۰۱ء کو حضرت مسیح موعودؑ نے ریویو آف ریلیجنز کے لئے خریداری حصص کی تحریک فرمائی۔ حضرت مولوی غلام علی رہتاسیؓ نے ۵ حصص خرید کئے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے کتاب آریہ دھرم اور کتاب البریہ میں اپنی پُر امن جماعت کے ضمن میں آپ کا ذکر فرمایا ہے۔

حضرت مولوی صاحب کی بیماری کا تار موصول ہونے پر حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے فرمایا:

"ہماری جماعت جواب ایک لاکھ تک پہنچی ہے سب آپس میں بھائی ہیں اس لئے اتنے بڑے کنبہ میں کوئی دن ایسا نہیں ہوتا کہ کوئی نہ کوئی دردناک آواز نہ آتی ہو۔ جو گزر گئے وہ بھی بڑے مخلص تھے۔ جیسے ڈاکٹر بوڑے خاں، سید خصیلت علی شاہ، ایوب بیگ، منشی جلال الدین۔ خدا ان سب پر رحم کرے"

(ملفوظات جلد دوم ص ص ۳۰۵۔۳۰۶)

ماخذ: (۱) براہین احمدیہ ہر چہار حصص روحانی خزائن جلد ۱ (۲) آریہ دھرم روحانی خزائن جلد ۱۰ (۳) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ (۴) الحکم ۱۴ / جولائی ۱۹۳۴ء صفحہ ۹ کالم ۱، ۲ (۵) ملفوظات جلد دوم (۶) رجسٹر روایات نمبر ۱۰ صفحہ ۳۲۱ (۷) اخبار الحکم ۱۷ / اپریل ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۰ کالم ۳ (۸) اخبار الحکم ۱۰ / اکتوبر ۱۹۰۲ء (۹) ماہنامہ انصار اللہ ربوہ نومبر ۲۰۰۱ء (۱۰) واقعات ناگزیر۔

۱۷۔ حضرت میاں نبی بخش صاحب رفوگر۔ امرتسر

بیعت: ۱۸۹۳ء سے قبل۔ وفات: ۳۰ / جولائی ۱۹۱۸ء

حضرت اقدسؑ سے ابتدائی تعارف: امرتسر میں مباحثہ جنگ مقدس کے دوران شیخ محمود احمد صاحب امرتسر نے حضرت اقدسؑ کی دعوت کی۔ جب کھانا کھا چکے تو حضرت میاں نبی بخشؓ رفوگر و سوداگر پشمینہ نے بڑے ادب سے عرض کیا کہ کل صبح میری دعوت منظور کی جاوے۔ حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ اگر شیخ نور احمد صاحب منظور کر لیں تو ہمیں کوئی عذر نہیں، حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ فرماتے ہیں:

’’میاں نبی بخش مرحوم جو پہلے محض رفو گر تھے اور حضرت کی بیعت کے بعد ان کے کاروبار میں اس قدر ترقی ہوئی کہ وہ ایک مشہور تاجر پشمینہ ہو گئے (جن کا کاروبار جنوبی ہندوستان اور کلکتہ تک پھیل گیا۔) وہ حضرت کی مجلس میں آتے تھے اور خاموشی سے حالات کا مطالعہ کرتے تھے وہ کچھ بہت پڑھے لکھے آدمی نہ تھے مگر صاحب شعور تھے اور سینہ صاف تھے قبول حق کے لئے کوئی روک نہ ہو سکتی تھی۔ انہوں نے بیعت میں مسابقت کی اور حضرت اقدسؑ اور آپ کے موجودہ خدام کی ایک شاندار دعوت کی جس کو پشمینہ کی چادروں سے آراستہ کیا ہوا تھا......‘‘

بیعت: حضرت اقدسؑ صبح کو مع تمام احباب نبی بخش صاحب کے مکان پر تشریف لے گئے۔ کھانے کے بعد شیخ نبی بخشؓ نے بیعت کر لی۔ ملک مولا بخشؓ (۱۸۷۹ء۔۱۹۴۷ء) بیان کرتے ہیں کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت جو میاں نبی بخشؓ نے کی تھی۔ وہ ان کے مکان کے صحن میں ہوئی تھی۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے تحفہ قیصریہ، سراج منیر اور کتاب البریہ میں جلسہ ڈائمنڈ جوبلی، چندہ دہندگان اور پُر امن جماعت کے ضمن میں ذکر فرمایا ہے۔

دینی خدمات: ۱۸۹۸ء میں امرتسر میں مسجد احمدیہ کی ضرورت محسوس ہوئی۔ حضرت میاں نبی بخش صاحبؓ نے اپنا ایک مکان قیمتی بارہ سو ساٹھ روپیہ مسجد کے لئے سات سو روپیہ پر دینا منظور کیا اور باقی پانچ سو ساٹھ روپے بطور چندہ کے محسوب کروائے۔

وفات اور اولاد: آپ کی وفات ۳ رجولائی ۱۹۱۸ء کو ہوئی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین ہوئی۔ آپ کے تین بیٹے تھے جن کی تفصیل معلوم نہیں ہو سکی۔

ماخذ (۱) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد ۱۲ (۲) سراج منیر روحانی خزائن جلد ۱۲ (۳) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ (۴) ’’رسالہ نور احمد‘‘ صفحہ ۲۹ (۵) ’’اصحاب احمد‘ جلد اول صفحہ ۱۲۱۔ (۶) حیات احمد جلد چہارم حصہ دوم صفحہ ۴۹ (۷) الحکم ۲۷ رمارچ و ۶ اپریل ۱۸۹۸ء صفحہ ۷ کالم ۱۔

☆

۱۸۔ حضرت میاں عبدالخالق صاحب رفو گر۔ امرتسر

بیعت: ۱۸۹۳ء۔ وفات: نومبر ۱۹۱۵ء

تعارف و بیعت: حضرت میاں عبدالخالق امرتسری رضی اللہ عنہ نے حضرت مسیح موعودؑ کے مباحثہ آتھم ۱۸۹۳ء کے قیام امرتسر کے دوران حضرت نبی بخش رفو گرؓ کے ساتھ ہی بیعت کی تھی۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتاب نزول المسیح میں اپنے بعض نشانات کے

گواہ افراد میں آپ کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کو عدالت میں کرسی نہ ملنے کے واقعہ میں حضور نے بطور گواہ آپ کا نام بھی تحریر فرمایا ہے۔

وفات: آپ نے نومبر ۱۹۱۵ء میں امرتسر میں وفات پائی۔ وصیت نمبر ۱۵۴۳ بہشتی مقبرہ قادیان قطعہ نمبر۴ حصہ ۸ میں تدفین ہوئی۔

نوٹ: مزید سوانحی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱) تبلیغ رسالت جلد ہفتم صفحہ ۲۸۔۳۴ (۲) نزول المسیح روحانی خزائن جلد ۱۸ (۳) الفضل یکم دسمبر ۱۹۱۵ء صفحہ ۲

☆

۱۹۔ حضرت میاں قطب الدین خانصاحب مسگر۔ امرتسر

بیعت: ۱۸۹۱ء۔ وفات: اپریل ۱۹۱۰ء

تعارف: حضرت میاں قطب الدین خاں رضی اللہ عنہ کے والد صاحب کا نام شیر محمد صاحب تھا جو امرتسر کے افغان تھے۔ حضرت شیخ نور احمد صاحب مالک ریاض ہند پریس امرتسر جنگ مقدس سے پہلے کے واقعات کا تذکرہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل میں ڈالا کہ وہ اِن پادری صاحب کو تلاش کریں جو عیسائیوں کی طرف سے مباحثہ میں بطور مناظر پیش ہوں گے۔ آپ مستری قطب الدین صاحب کی دکان پر گئے اور ان سے کہا...... میرے ساتھ چلو تا کہ پادری عمادالدین سے دریافت کریں کہ مناظر کون ہے۔

بیعت: حضرت شیخ نور احمد صاحبؓ، نبی بخش صاحبؓ کی بیعت کا ذکر کر کے لکھتے ہیں کہ ہم تین شخص ہو گئے ایک تو خود دوسرے مستری قطب الدین صاحب تیسرے نبی بخش صاحب رفوگر گویا مستری قطب الدین صاحبؓ جنگ مقدس سے قبل بیعت کر چکے تھے۔ رجسٹر بیعت میں آپ کی بیعت ۲۷۲ نمبر پر ہے۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے گھر میں دعوت دی تھی۔ اس بابرکت دعوت میں شامل ہونے کی سعادت مستری صاحب کے شاگرد مرزا غلام نبی صاحب مسگر کو بھی ملی۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: پادری ہنری مارٹن کلارک کے مقدمے میں حضرت میاں قطب الدین صاحبؓ کا بھی ذکر آیا ہے۔

حضرت اقدسؑ نے اپنی کتاب نزول المسیح میں اپنے نشانات میں آپ کا نام بطور گواہ تحریر فرمایا ہے۔ آپ جلسہ سالانہ ۱۸۹۲ء میں بھی شامل ہوئے آپ کا نام آئینہ کمالات اسلام جلسہ سالانہ ۱۸۹۲ء میں شرکت کرنے والوں میں بھی موجود ہے۔ اسی طرح آریہ دھرم، سراج منیر اور کتاب البریہ میں چندہ دہندگان اور پُرامن جماعت کے ضمن

میں ذکر ہے۔

وفات: آپ کی وفات اپریل ۱۹۱۰ء میں ہوئی۔

اولاد: آپ کے ایک بیٹے کا نام محمد ابراہیم صاحب معلوم ہوا ہے۔

ماخذ: (۱) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد۵ (۲) آریہ دھرم روحانی خزائن جلد۱۰ (۳) سراج منیر روحانی خزائن جلد۱۲ (۴) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳ (۵) نزول المسیح روحانی خزائن جلد۱۸ (۶) رسالہ نور احمد (۷) مضمون ''حضرت مرزا غلام نبیؓ صاحب مسگر امرتسری'' از الفضل ۱۸/ جون ۱۹۹۰ء (۸) رجسٹر بیعت مطبوعہ تاریخ احمدیت جلد اوّل۔

☆

۲۰۔حضرت مولوی ابوالحمید صاحب۔حیدر آباد دکن

بیعت: ۱۸۹۱ء

تعارف: حضرت مولوی ابوالحمید رضی اللہ عنہ ریاست حیدر آباد دکن کی ہائی کورٹ کے وکیل تھے اور سرکار حیدر آباد دکن کے وظیفہ یاب بھی تھے۔ ''آزاد'' تخلص کرتے تھے۔

بیعت کا پس منظر: براہین احمدیہ کی اشاعت کا اشتہار کسی ذریعہ سے آپ کے پاس پہنچا تو آپ کو اور آپ کے دوستوں میں تحریک پیدا ہوئی کہ اس کتاب کو شائع کرنا چاہئیے۔ مرزا صادق علی بیگ صاحب استاد و ملازم نواب سروقار الامرا بہادر مدار المہام سرکار عالی ریاست حیدر آباد دکن نے ''براہین احمدیہ'' کی اشاعت کا تذکرہ نواب صاحب سے کیا۔ نواب صاحب نے ''براہین احمدیہ'' کی اشاعت کے لئے ایک سو روپیہ دیا تھا۔

جب ''براہین احمدیہ'' چھپ کر آئی تو اس کے پڑھنے سے آپ بے حد متاثر ہوئے۔ اس کے بعد ''فتح اسلام'' اور ''توضیح مرام'' پڑھی جس میں دعویٰ ماموریت کیا گیا ہے تو آپ کے احباب میں سے مولوی میر مردان علی صاحب نے لکھا کہ میں نے اپنی عمر میں سے پانچ سال کاٹ کر آپ کے نام لگا دیئے اور مولوی ظہور علی صاحب اور مولوی غضنفر علی صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی مالی معاونت کی۔ حضرت اقدسؑ نے اس کا تذکرہ ''ازالہ اوہام'' (روحانی خزائن جلد سوم صفحہ ۶۲۴) پر کیا ہے۔

بیعت: آپ ''ازالہ اوہام'' تین بار پڑھ چکے تھے کہ مذکورہ احباب نے قادیان کے سفر کی تیاری کر لی تو آپ نے اپنے خیالات بذریعہ تحریر حضرت اقدسؑ کو پہنچانے کے لئے دیئے۔ حضرت اقدسؑ نے انہیں پڑھ کر جو روح پَرور ارشاد فرمائے انہیں سن کر حضرت مولوی ابوالحمید صاحب بھی سلسلہ بیعت میں داخل ہو گئے۔

۴؍فروری ۱۸۹۸ء کو جب حضرت اقدسؑ نے طاعون کے بارے میں ذکر فرمایا تو جماعت احمدیہ حیدرآباد نے اس اشتہار پر ایک جلسہ احباب کر کے حضرت اقدسؑ کی خدمت میں ایک عریضہ روانہ کیا جس میں اپنے ایمانِ کامل کا اظہار کیا اور اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گواہ ٹھہرایا۔ اس پر دس افراد کے دستخط تھے جن میں آپ بھی شامل تھے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: کتاب البریہ میں آپ کا ذکر حضرت اقدسؑ نے اپنی پُر امن جماعت میں کیا ہے۔

ماخذ: (۱) ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد۳ (۲) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳ (۳) ''حیاتِ حسن'' (مصنفہ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ) صفحہ ۱۸ تا ۲۳

☆

۲۱۔ حضرت مولوی حاجی حافظ حکیم نور دین صاحب معہ ہر دو زوجہ۔ بھیرہ۔ ضلع شاہ پور

ولادت: ۱۸۴۱ء۔ بیعت: ۲۳؍مارچ ۱۸۸۹ء۔ وفات: ۱۳؍مارچ ۱۹۱۴ء

ابتدائی حالات: حضرت مولوی حاجی حافظ حکیم نور الدین صاحب (خلیفۃ المسیح الاوّل) رضی اللہ عنہ کے والد ماجد کا نام حافظ غلام رسول صاحب تھا۔ آپ کا نسب نامہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ اس طرح آپ کی قریشی فاروقی نسبت ہے۔ آپ کی والدہ صاحبہ کا نام نور بخت تھا۔ آپ کی ولادت ۱۸۴۱ء کی ہے۔ آپ نے اپنی والدہ ماجدہ کی گود میں قرآن کریم پڑھا اور انہی سے پنجابی زبان میں فقہ کی کتابیں پڑھیں۔ کچھ حصہ قرآن شریف کا والد صاحب سے بھی پڑھا۔ حکمت اور دیگر علوم بھیرہ، لاہور، رام پور، لکھنؤ، بھوپال اور مکہ معظّمہ کے علماء سے حاصل کیے۔ آپ کے استادوں میں مولوی رحمت اللہ کیرانوی اور شاہ عبدالغنی مجددی شامل تھے۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام سے تعلق: حضرت اقدسؑ سے تعلق وتعارف آپ کو سب سے پہلے ضلع گورداسپور کے ایک شخص شیخ رکن الدین صاحب کے ذریعہ ہوا جو اُن دنوں جموں میں ملازم تھے۔ شیخ صاحب نے بتایا کہ ضلع گورداسپور کے ایک گاؤں قادیان میں ایک شخص مرزا غلام احمد صاحبؑ نے اسلام کی حمایت میں رسالے لکھے ہیں۔ غالباً ان دنوں براہین احمدیہ شائع ہو رہی تھی۔ آپ بھی مہاراجہ جموں کے ہاں ان دنوں ملازم تھے۔ حضرت مولوی صاحب نے یہ سُن کر حضرت کی خدمت میں خط لکھ کر کتابیں منگوائیں اور ان کے آنے پر جموں میں حضرت اقدسؑ کا چرچا ہو گیا۔

حضرت مولوی صاحبؓ مزید فرماتے ہیں:۔

''آپ کا ایک مباحثہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایک بڑے انگریزی تعلیم یافتہ اور مسلمان عہدیدار سے ہوا تھا اور اس کے خیالات اس قسم کے تھے کہ آنحضرتؐ نے کمال دانائی اور عاقبت اندیشی سے ختم نبوت کا دعویٰ کیا کیونکہ آپ کو زمانہ کی حالت سے یہ یقین تھا کہ لوگوں کی عقلیں اب بہت بڑھ گئی ہیں اور آئندہ زمانہ اب نہیں آئے گا کہ لوگ کسی کو مرسل یا مہبط وحی مان سکیں۔ایک طرف آپ کو ان خیالات سے صدمہ ہوا دوسری طرف وزیر اعظم جموں نے حضرت اقدسؑ کا پہلا اشتہار دیا۔اس میں اس ''سوفسطائی'' کا ظاہر اور بیّن جواب تھا۔آپ یہ اشتہار لے کر اس عہدیدار کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ دیکھو کہ تمہاری وہ دلیل غلط اور ظنی ہے اس وقت بھی ایک شخص نبوت کا مدعی موجود ہے اور وہ کہتا ہے کہ خدا مجھ سے کلام کرتا ہے۔وہ سخت گھبرایا اور حیرت زدہ ہو کر بولا اچھا دیکھا جاوے گا۔''

قادیان آمد: حضرت مولوی صاحب اس اشتہار کے مطابق اس امر کی تحقیق کے واسطے قادیان کی طرف چل پڑے۔مارچ ۱۸۸۵ء میں قادیان پہنچے۔اس وقت حضور نے نہ بیعت کا سلسلہ شروع کیا اور نہ مسیحیت کے مدعی تھے مگر مولوی صاحب نے حضورؑ کا نورانی مکھڑا دیکھتے ہی انوار مسیحیت کو بھانپ لیا اور آپ کی محبت اور عقیدت میں ایسے کھوئے گئے کہ سچ مچ اپنے آپ کو حضور کے قدموں پر قربان اور فدا کر دیا۔آپ نے دیکھتے ہی دل میں کہا

''یہی مرزا ہے اس پر میں سارا قربان ہو جاؤں''

یہ تعلق محبت بڑھتا گیا یہاں تک کہ ایک مرتبہ حضرت مولوی صاحب جموں میں بیمار ہوئے تو حضرت اقدسؑ مولوی صاحب کی تیمارداری کے لئے جموں بھی تشریف لے گئے۔

بیعت حضرت اقدسؑ: حضرت مولوی صاحب نے ایک عرصہ سے حضرت اقدسؑ کی خدمت میں عرض کر رکھا تھا کہ جب حضور کو بیعت کا اِذن ہو تو سب سے پہلی بیعت آپ کی لی جائے۔چنانچہ حضورؑ نے یہ درخواست منظور فرمائی۔جب حضور کو بیعت کا اِذن ہوا تو حضور نے آپ کو بیعت سے پہلے استخارہ کا ارشاد فرمایا۔چنانچہ مولوی صاحب استخارہ کر کے لدھیانہ پہنچے۔۲۳؍مارچ ۱۸۸۹ء کو بیعت کا دن مقرر تھا اور آپ نے سب سے پہلے بیعت کی سعادت حاصل کی۔آپ کی زوجہ حضرت صغریٰ بیگم جو حضرت صوفی احمد جانؓ لدھیانہ کی بیٹی تھیں، نے خواتین میں سے سب سے پہلے بیعت کی۔تاریخ بیعت ۲۵؍مارچ ۱۸۸۹ء ہے اور بیعت نمبر ۶۹ ہے۔(رجسٹر بیعت اولیٰ)

مقدس آقا اپنے محبّ کی نگاہ میں: حضرت حکیم حافظ مولانا نورالدین صاحب (خلیفۃ المسیح الاوّلؓ) اپنے ایک خط میں اپنی فدائیت اور اخلاص کا یوں ذکر فرماتے ہیں۔

''مولانا۔مرشدنا۔امامنا! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔عالیجناب میری دعا یہ ہے کہ ہر وقت حضور کی جناب میں حاضر رہوں اور امام زمان سے جس مطلب کے واسطے وہ مجدد کیا گیا وہ مطالب حاصل کروں۔اگر اجازت ہو تو میں نوکری سے استعفاء دے دوں اور دن رات خدمت عالی میں پڑا رہوں۔یا اگر حکم ہو تو اس تعلق کو چھوڑ کر دنیا

میں پھروں اورلوگوں کودین حق کی طرف بلاؤں اوراسی راہ میں جان دوں۔ میں آپ کی راہ میں قربان ہوں۔ میرا جو کچھ ہے میرا نہیں آپ کا ہے۔ حضرت پیرومرشد! میں کمال راستی سے یہ عرض کرتا ہوں کہ میرا سارا مال ودولت اگر دینی اشاعت میں خرچ ہوجائے تو میں مرادکوپہنچ گیا۔ اگرخریدار براہین کے توقف طبع کتاب سے مضطرب ہوں تو مجھے اجازت فرمایئے کہ یہ ادنیٰ خدمت بجالاؤں کہ اس کی تمام قیمت اپنے پاس سے واپس کردوں۔ حضرت پیرومرشد نابکار شرمسار عرض کرتا ہے اگرمنظور ہوتو میری سعادت ہے۔ میرا منشاء ہے کہ براہین کے طبع کا تمام خرچ میرے پر ڈال دیا جائے۔ پھر جو کچھ قیمت میں وصول ہووہ روپیہ آپ کی ضروریات میں خرچ ہو۔ مجھے آپ سے نسبت فاروقی ہےاورسب کچھ اس راہ میں فدا کرنے کے لئے طیار ہوں۔ دعا فرماویں کہ میری موت صدیقوں کی موت ہو۔''

حضرت اقدس کی نظر میں آپ کا مقام: حضرت اقدسؑ اپنی کتاب فتح اسلام میں فرماتے ہیں:

''سب سے پہلے میں اپنے ایک روحانی بھائی کے ذکرکرنے کے لئے دل میں جوش پاتا ہوں جن کا نام ان کےنور اخلاص کی طرح نوردین ہے میں ان کی بعض دینی خدمتوں کو جواپنے مال حلال کےخرچ سے اعلاءکلمہ اسلام کے لئے وہ کررہے ہیں ہمیشہ حسرت کی نظرسے دیکھتا ہوں کہ کاش وہ خدمتیں مجھ سے بھی ادا ہوسکتیں۔ ان کے دل میں جوتائید دین کے لئے جوش بھرا ہے اس کےتصور سے قدرت الٰہی کا نقشہ میری آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے کہ وہ کیسے اپنے بندوں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ وہ اپنے تمام مال اورتمام زوراورتمام اسباب مقدرت کے ساتھ جو اُن کو میسر ہیں ہر وقت اللہ، رسول کی اطاعت کے لئے مستعد کھڑے ہیں۔ اورمیں تجربہ سے نہ صرف حُسنِ ظن سے یہ علم صحیح واقعی رکھتا ہوں کہ انہیں میری راہ میں مال کیا بلکہ جان اورعزت تک سے دریغ نہیں اوراگر میں اجازت دیتا تو وہ سب کچھ اس راہ میں فدا کرکے اپنی روحانی رفاقت کی طرح جسمانی رفاقت اورہردم صحبت میں رہنے کا حق ادا کرتے۔''

حضرت اقدسؑ آئینہ کمالات اسلام میں فرماتے ہیں:

''کنت اصرخ فی لیلی و نھاری و اقول یارب من انصاری یا ربّ من انصاری انی فرد مھین. فلما تواتر رفع یدالدعوات. و امتلا منه جوّالسمٰوات. اجیب تضرعی. وفارت رحمة ربّ العالمین. فاعطانی ربّی صدیقا صدوقا...... اسمه کصفاته النورانیة نورالدین ھو بھیروی مولدًا وقرشی فاروقی نسبًا...... ومارایت مثله عالمًا فی العالمین. ...... ولما جاء نی ولاقانی ووقع نظری علیه رایته آیةً من آیات ربّی وایقنت انه دُعائی الذی کنت اداوم علیه واشرب حسی. ونبانی حدسی. انه من عباد اللّٰہ المنتخبین''

(ترجمہ) اورمیں رات دن اللہ تعالیٰ کے حضور چلّا تا تھا اورکہتا تھا اے میرے رب میرا کون ناصرومددگار ہے میں تنہا اورذلیل ہوں۔ پس جب دعا کا ہاتھ پے درپے اٹھا اورآسمان کی فضا میری دعا سے بھرگئی تو اللہ تعالیٰ نے

میری عاجزی اور دعا کو قبول کیا اور رب العالمین کی رحمت نے جوش مارا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک مخلص صدیق عطا فرمایا۔اس کا نام اس کی نورانی صفات کی طرح نورالدین ہے۔وہ جائے ولادت کے اعتبار سے بھیروی ہے اور نسب کے لحاظ سے قریشی ہاشمی ہے...... میں نے اس جیسا کوئی عالم دنیا میں نہیں دیکھا......اور جب وہ میرے پاس آیا اور مجھ سے ملا اور میری نظر اس پر پڑی تو میں نے اس کو دیکھا کہ وہ میرے رب کی آیات میں سے ایک آیت ہے اور مجھے یقین ہو گیا کہ میری اسی دعا کا نتیجہ ہے جس پر میں دوام کرتا تھا اور میری فراست نے مجھے بتا دیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے منتخب بندوں میں سے ہے......۔

پھر حضرت اقدسؑ نے اس وجود صدق ووفا کے بارہ میں فرمایا۔ ؎

چہ خوش بودے اگر ہر یک زِامت نور دیں بودے ہمیں بودے اگر ہر دل پُر اَز نور یقیں بودے

ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۳۱ پر حضرت اقدس نے آپ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''وہ تمام دنیا کو پامال کر کے میرے پاس فقراء کے رنگ میں آ بیٹھے ہیں جیسا کہ اخص صحابہ نے طریق اختیار کر لیا تھا۔''

نورالقرآن نمبر۲ میں آپ کا نام امام کامل کی خدمت میں رہنے والوں میں ذکر ہے۔

حضرت میر محمد اسحٰق ؓ صاحب کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت مولانا حکیم نورالدینؓ بیمار ہو گئے اس موقعہ پر حضرت اقدسؑ بہت پریشان تھے۔حضرت اماں جانؓ نے تسلّی کے طور پر حضرت اقدسؑ سے کلام شروع کر دیا کہ جماعت کے بڑے بڑے عالم فوت ہو گئے۔مولوی عبدالکریمؓ بھی فوت ہو گئے۔حضرت اقدسؑ نے فرمایا۔

''یہ شخص ہزار عبدالکریم صاحب کے برابر ہے۔'' (حیات نور۔صفحہ ۲۹۸۔۲۹۹)

منن الرحمٰن میں بھی حضرت اقدسؑ نے اشتراک السنہ کے کام میں جان فشانی کرنے والے مردانِ خدا کا شکریہ ادا کرتے ہوئے آپ کا ذکر فرمایا ہے۔

آپ کا علمی مقام: حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں:

''حضرت مولوی صاحب علوم فقہ اور حدیث اور تفسیر میں اعلیٰ درجہ کی معلومات رکھتے ہیں۔فلسفہ اور طبعی قدیم اور جدید پر نہایت عمدہ نظر ہے۔فن طبابت میں ایک حاذق طبیب ہیں۔ ہر ایک فن کی کتابیں بلاد مصر وعرب و شام و یورپ سے منگوا کر ایک نادر کتب خانہ طیار کیا ہے اور جیسے اور علوم میں فاضل ہیں مناظرات دینیہ میں بھی نہایت درجہ نظر وسیع رکھتے ہیں۔ بہت ہی عمدہ کتابوں کے مؤلف ہیں۔حال میں کتاب تصدیق براہین احمدیہ بھی حضرت ممدوح نے ہی تالیف فرمائی ہے جو ہر ایک محققانہ طبیعت کے آدمی کی نگاہ میں جواہرات سے بھی زیادہ بیش قیمت ہے۔منہ۔''

(فتح اسلام روحانی خزائن جلد۳ صفحہ ۳۷ حاشیہ)

قادیان میں مستقل سکونت: حضرت مولوی صاحب ۱۸۹۲ء میں حضرت اقدسؑ کی زیارت کے لئے تشریف لائے تو حضور نے آپ کو اپنے پاس قادیان ٹھہرالیا۔ آپ کے بارہ میں حضرت اقدسؑ کو یہ الہام ہوا کہ

''لَاتَصْبُوَنَ اِلَی الوطَنِ فِیه تُهَانُ و تُمْتَحَنُ .'' (تذکرہ صفحہ:۲۵۲)

حضرت اقدسؑ نے مجھ سے فرمایا کہ وطن کا خیال چھوڑ دو چنانچہ میں نے وطن کا خیال چھوڑ دیا اور کبھی خواب میں بھی وطن نہیں دیکھا۔''

۱۸۹۲ء میں آپ قادیان ایسے آئے کہ واقعی حضرت اقدسؑ پر سارے قربان ہو گئے۔ سفر وحضر میں حضور کی رفاقت تاوفات رہی۔ خطبات اور نمازوں کی امامت کی توفیق ملتی رہی۔ لیکھرام کی کتاب تکذیب براہین احمدیہ کا جواب تصدیق براہین احمدیہ حضورؑ کے ارشاد پر تحریر فرمایا۔

متفرق واقعات: ۱۹۰۲ء میں آپ نے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد (خلیفۃ المسیح الثانی) کا ڈاکٹر خلیفہ رشید الدینؓ کی بیٹی صاحبزادی محمودہ بیگم سے نکاح پڑھا۔ ۱۹۰۲ء میں آپ کا ایک خطبہ فونوگراف پر ریکارڈ کیا گیا۔

منصبِ خلافت پر فائز ہونا: حضرت اقدسؑ کی وفات کے بعد ۲۷رمئی ۱۹۰۸ء کو بطور خلیفۃ المسیح، منصب خلافت پر فائز ہوئے اور ۶ سال تک نہایت نازک حالات میں اس الٰہی جماعت کی کامیاب قیادت فرمائی۔ انگلستان میں پہلا مشن ہاؤس آپ کے عہد خلافت میں قائم ہوا۔ جہاں حضرت چوہدری فتح محمد سیالؓ صاحب پہلے مبلغ بھجوائے گئے۔

وفات: آپ کا وصال ۱۳؍مارچ ۱۹۱۴ء کو ہوا۔ آپ کی وفات کے بعد ۱۴؍مارچ ۱۹۱۴ء کو خلافتِ ثانیہ کا قیام عمل میں آیا اور آپ کی نماز جنازہ اور تدفین بہشتی مقبرہ قادیان میں ہوئی۔

اولاد: آپ کی اہلیہ صغریٰ بیگمؓ المعروف اماں جی کی صاحبزادی امۃ الحیٔ صاحبہ حضرت اقدسؑ کے صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے عقد میں آئیں۔ آپ کے صاحبزادوں میں میاں عبدالحیٔ مدفون (بہشتی مقبرہ قادیان) میاں عبدالسلام عمر، میاں عبدالمنان عمر اور میاں عبدالوہاب عمر تھے جن میں سے میاں عبدالسلام عمر جماعت احمدیہ مبائعین خلافت سے وابستہ رہے۔ اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہیں۔ آپ کے ایک پوتے میاں منیر عمر صاحب ۲۸رمئی ۲۰۱۰ء کے سانحہ میں ماڈل ٹاؤن لاہور میں شہید ہوئے۔

(نوٹ): آپ کے تفصیلی حالات مرقاۃ الیقین فی حیات نور الدینؓ اور حیات نور میں ہیں۔ نیز حضرت اقدسؑ کی متعدد کتب اور ملفوظات میں آپ کا بکثرت ذکر خیر ہے۔

ماخذ: (۱) فتح اسلام روحانی خزائن جلد ۳ (۲) ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد ۳ (۳) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۵۸۱۔۵۸۸ (۴) ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۳۱ (۵) نور القرآن روحانی خزائن جلد ۹ (۶) منن الرحمٰن روحانی خزائن جلد ۹ (۷) ''مرقاۃ الیقین فی حیات نورالدین'' (۸) حیات نور (۹) ''الحکم'' قادیان ۲۲؍اپریل ۱۹۰۸ء۔ فروری ۱۹۱۰ء (۱۰) *"In The company of Promised Messiah"* (۱۱) رجسٹر بیعت اولیٰ مطبوعہ تاریخ احمدیت جلد اوّل۔

☆

۲۲۔ حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب امروہہ ضلع مراد آباد

بیعت: ۲۳؍اپریل ۱۸۸۹ء۔ وفات: ۱۵؍مارچ ۱۹۲۶ء

تعارف: حضرت مولوی سید محمد احسن رضی اللہ عنہ کے والد سید مردان صاحب محلّہ شاہ علی سرائے امروہہ کے رہنے والے تھے۔ آپ نواب صدیق حسن خان آف ریاست بھوپال کی مجلس علماء کے خاص رکن تھے۔ نواب صاحب کو دینی علم کا خاص شوق تھا۔ انہوں نے ہندوستان کے چیدہ علماء کی ایک جماعت کو منتخب کر کے اپنے پاس ملازم رکھا ہوا تھا۔ جو انہیں علمی مواد بہم پہنچاتے رہتے تھے جس کی مدد سے انہوں نے مختلف دینی کتب تصنیف کیں۔ ان علماء میں حضرت مولوی صاحب بھی شامل تھے۔ نواب صاحب کے ہاں آپ کی بڑی عزت تھی۔ آپ ریاست بھوپال میں مہتمم مصارف کے عہدہ پر فائز تھے

حضرت اقدسؑ کا آپ سے تعلقِ محبت اور بیعت: آپ نے ۲۳؍اپریل ۱۸۸۹ء کو حضرت اقدسؑ کی تحریری بیعت کی۔ رجسٹر بیعت کے مطابق آپ کی بیعت کا نمبر ۸۷ ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے جب ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو علماء کی طرف سے مخالفت کا زبردست شور اٹھا۔ کفر کے فتوے لگائے گئے۔ حضورؑ ''حقیقۃ الوحی'' میں بیان فرماتے ہیں: آپ ایک دفعہ نعمت اللہ ولی کا وہ قصیدہ دیکھ رہے تھے جس میں آپؑ کے آنے کی خبر ان کے اس شعر میں ہے:۔

مہدی وقت و عیسیٰ دوراں   ہر دو را شہسوار می بینم

عین اس شعر کے پڑھنے کے وقت الہام ہوا:

از پئے آں محمد احسن را   تارک روزگار می بینم

یعنی میں دیکھتا ہوں کہ مولوی سید محمد احسن امروہی اس غرض کے لئے اپنی نوکری سے جو ریاست بھوپال میں تھی علیحدہ ہو گئے تا خدا کے مسیح کے پاس حاضر ہوں اور اس کے دعوے کی تائید کے لئے خدمت بجالاویں اور یہ ایک پیشگوئی تھی جو بعد میں نہایت صفائی سے ظہور میں آئی۔

حضرت مولوی صاحب نے کمر بستہ ہو کر حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے دعوے کی تائید میں بہت سی کتابیں تالیف کیں اور لوگوں سے مباحثات کئے۔ اس کا آغاز حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانیؓ کے بیان کے مطابق اس طرح ہوا۔ آپ فرماتے ہیں۔ ''مجھے یاد ہے کہ جب حضرت اقدسؑ نے اپنے دعویٰ مسیح موعود میں صرف ایک اشتہار مختصر نکالا تھا وہ مولوی صاحب کے پاس بھوپال پہنچ گیا اور مولوی صاحب نے تصدیق کی اور ایک کتاب ''اعلام الناس'' جو حضرت اقدس کے دعویٰ کے ثبوت میں تھی چھپوا کر لدھیانہ حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں

پہنچے تو حضرت اقدس نے مجھ سے ......فرمایا کہ پڑھ کر سناؤ چند ورق تو میں نے سنا دیئے اور کچھ حصہ منشی ظفر احمد صاحب ساکن کپورتھلہ نے سنایا اور باقی حصہ مولوی محمود حسن صاحب دہلوی حال مدرس مدرسہ پٹیالہ نے سنایا۔ حضرت اقدسؑ نے مضمون کو سن کر فرمایا کہ اس مضمون میں ہمارا اور مولوی صاحب کا توارد ہو گیا جو میں نے لکھا ہے وہی مولوی صاحب نے لکھا۔ دیکھو کیسی صحیح فراست ہے اور مولوی صاحب کیسے راسخ فی العِلم ہیں کہ جو ہمیں خدا تعالیٰ نے سمجھایا وہ مولوی صاحب بھی سمجھ گئے۔ حالانکہ نہ ابھی ہماری طرف سے کوئی کتاب شائع ہوئی اور نہ کوئی اشتہار مدلل نکلا ہے اور نہ کوئی اس بارے میں ہماری تصنیف دیکھی۔ یہ صرف روح القدس کی تائید ہے''

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت مسیح موعودؑ ازالہ اوہام میں آپ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''مولوی صاحب موصوف اس عاجز سے کمال درجہ کا اخلاص و محبت اور تعلق روحانی رکھتے ہیں ان کی تالیف کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک اعلیٰ لیاقت کے آدمی اور علوم عربیہ میں فاضل ہیں۔ بالخصوص علم حدیث میں ان کی نظر بہت محیط اور عمیق معلوم ہوتی ہے۔ حال میں انہوں نے ایک رسالہ اعلام الناس اس عاجز کے تائیدِ دعویٰ میں بکمال متانت وخوش اسلوبی لکھا ہے۔ جس کے پڑھنے سے ناظرین سمجھ لیں گے کہ مولوی صاحب موصوف علم دینیہ میں کس قدر محقق اور وسیع النظر اور مدقق آدمی ہیں۔ انہوں نے نہایت تحقیق اور خوش بیانی سے اپنے رسالہ میں کئی قسم کے معارف بھر دیئے ہیں۔''

حضرت اقدسؑ نے آئینہ کمالات اسلام میں ۱۸۹۲ء کے جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والوں میں اور اسی کتاب کے عربی حصہ میں آپ کا ذکر فرمایا نیز تحفہ قیصریہ، سراج منیر اور کتاب البریہ میں چندہ دینے والے اور پُرامن جماعت کے ذکر میں نام درج فرمایا۔ اسی طرح ملفوظات میں کئی مرتبہ حضور نے مختلف پیرایوں میں ذکر فرمایا ہے۔ حضرت اقدسؑ نے انجام آتھم میں فرمایا کہ:۔

''ایسا ہی ہمارے دلی محبّ جو اس سلسلہ کی تائید کے لئے عمدہ عمدہ تالیفات میں سرگرم ہیں۔''

آپ نے ہی حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ کا نام خلافت ثانیہ کے انتخاب کے لئے پیش کیا تھا اور بیعت کی تھی۔

کتب کا ذکر: حضرت امروہی صاحب نے حضرت اقدس کی دعاوی کی تائید میں کی کتب لکھیں جن کا ذکر حضرت اقدس نے بھی فرمایا ہے۔

وفات اور تدفین: آپ نے ۱۵/جولائی ۱۹۲۶ء کو امروہہ میں وفات پائی اور وہیں تدفین عمل میں آئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے آپ کی نماز جنازہ غائب پڑھائی اور آپ کے بارہ میں فرمایا:

''جو عقیدت اور اخلاص ان کو حضرت مسیح موعودؑ سے تھا وہ اپنے رنگ میں خاص تھا وہ ہر بات میں حضرت صاحب کی صداقت کا ثبوت نکالا کرتے تھے......اس وقت میں نماز کے بعد ان کا جنازہ پڑھاؤں گا......''

اولاد: آپ کے دو بیٹوں (۱) جناب محمد اسمٰعیل غلام کبریا اور (۲) جناب احمد حسن صاحب کے نام ۳۱۳ (ضمیمہ انجام آتھم) میں درج ہیں۔

ماخذ: (۱) رجسٹر بیعت مطبوعہ تاریخ احمدیت جلد ا صفحہ ۳۴۷ (۲) ازالہ اوہام حصہ دوم روحانی خزائن جلد ۳ (۳) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ (۴) انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ (۵) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد ۱۲ (۶) سراج منیر روحانی خزائن جلد ۱۲ (۷) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ (۸) ''حقیقۃ الوحی'' روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۳۴۶۔۳۴۷ (۹) تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ ۱۸۵ (۱۰) تذکرۃ المہدی حصہ اول صفحہ ۱۵ (۱۱) خطبات محمود از حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ خطبہ جمعہ ۲۳ جولائی ۱۹۲۶ء (۱۲) یادِ رفتگان صفحہ ۲۵۔۳۷

☆

۲۳۔ حضرت مولوی حاجی حافظ حکیم فضل دین صاحب معہ ہر دو زوجہ بھیرہ ضلع شاہ پور

ولادت: ۱۸۴۲ء۔ بیعت: ۱۸۹۱ء۔ وفات: ۸/اپریل ۱۹۱۰ء

تعارف: حضرت حکیم مولوی حافظ فضل الدین رضی اللہ عنہ بھیرہ کی ایک معزز خواجہ فیملی سے تعلق رکھتے تھے جو حضرت مولانا نورالدین صاحب (خلیفۃ المسیح الاوّلؓ) کے بچپن کے دوست تھے۔ آپ اکثر حضور کی خدمت میں قادیان حاضر ہوتے تھے۔

بیعت: آپ کی بیعت ۱۸۹۱ء کی ہے کیونکہ ازالہ اوہام کی تصنیف کے وقت آپ کے صدق و اخلاص اور مالی قربانی کا ذکر ہے۔ آپ کی ہر دو زوجہ نے بیعت کی۔ آپ کی اہلیہ حضرت فاطمہ صاحبہ کی بیعت کا اندراج رجسٹر بیعت میں ۱۰۳ نمبر پر ہے۔ آپ کی دوسری زوجہ حضرت مریم بی بی صاحبہ تھیں۔

خدماتِ دینیہ اور تعلق محبت: آپ سلسلہ کی خدمت دل کھول کر کرتے تھے۔ آپ کو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی خوشنودی حاصل تھی۔ ایک روز حکیم فضل الدینؓ نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ سے عرض کیا کہ یہاں میں نکما بیٹھا کیا کرتا ہوں مجھے حکم ہو تو بھیرہ چلا جاؤں وہاں درس قرآن کروں گا یہاں مجھے بڑی شرم آتی ہے کہ میں حضور کے کسی کام نہیں آتا اور شاید بیکار بیٹھنے میں کوئی معصیت ہو حضورؑ نے فرمایا آپ کا بیکار بیٹھنا بھی جہاد ہے اور یہ بے کاری ہی بڑا کام ہے۔ غرض بڑے دردناک اور افسوس بھرے لفظوں میں نہ آنے والوں کی شکایت کی اور فرمایا۔ یہ عذر کرنے والے وہی ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں عذر کیا تھا۔ اِنَّ بُیُوْتَنَا عَوْرَۃٌ اور خدا تعالیٰ نے ان کی تکذیب کر دی۔

قادیان میں آپ نے مطبع ضیاءالاسلام قائم کیا جس میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں چھپتی تھیں۔ اس کے علاوہ مدرسہ احمدیہ کے سپرنٹنڈنٹ اور کتب خانہ حضرت مسیح موعودؑ کے مہتمم اور لنگرخانہ حضرت مسیح موعودؑ کا کام آپ کے سپرد تھا۔ حضرت اقدسؑ کے چھ گروپ فوٹوز میں سے چار میں شامل ہونے کا آپ کو اعزاز ملا۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ فتح اسلام میں فرماتے ہیں:

''......حکیم صاحب ممدوح جس قدر مجھ سے محبت اور اخلاص اور حسن ارادت اور اندرونی تعلق رکھتے ہیں میں اس کے بیان سے قاصر ہوں۔ وہ میرے سچے خیرخواہ اور دلی ہمدرد اور حقیقت شناس مرد ہیں......'' وہ ہمیشہ در پردہ خدمت کرتے رہتے ہیں اور کئی سو روپیہ پوشیدہ طور پر محض ابتغاءلمرضات اللہ اس راہ میں دے چکے ہیں خدا تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔

(فتح اسلام روحانی خزائن جلد۳ صفحہ ۳۸)

حضرت اقدسؑ نے آپ کے اخلاص کا ذکر کرتے ہوئے ازالہ اوہام میں فرمایا:

''حکیم صاحب اخویم مولوی حکیم نورالدین کے دوستوں میں سے ان کے رنگ اخلاق سے رنگین اور بہت بااخلاص آدمی ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ ان کو اللہ اور رسول سے سچی محبت ہے اور اسی وجہ سے وہ اس عاجز کو خادم دین دیکھ کر حُبّ للّٰہ کی شرط کو بجا لا رہے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ انہیں دین کی حقانیت کے پھیلانے میں اسی عشق کا وافر حصہ ملا ہے جو تقسیم ازلی سے میرے پیارے بھائی حکیم نورالدین صاحب کو دیا گیا ہے۔ وہ اس سلسلہ کے دینی اخراجات بنظر غور دیکھ کر ہمیشہ اس فکر میں رہتے ہیں کہ چندہ کی صورت پر کوئی ان کا احسن انتظام ہو جائے چنانچہ رسالہ فتح اسلام جس میں معارف دینیہ کی پنج شاخوں کا بیان ہے انہیں کی تحریک اور مشورہ سے لکھا گیا تھا۔ ان کی فراست نہایت صحیح ہے۔ وہ بات کی تہہ تک پہنچتے ہیں اور ان کا خیال ظنون فاسدہ سے مصفّٰی اور مزکّٰی ہے۔ رسالہ ازالہ اوہام کے طبع کے ایام میں دو سو روپیہ ان کی طرف سے پہنچا اور ان کے گھر کے آدمی بھی ان کے اس اخلاص سے متاثر ہیں اور وہ بھی اپنے کئی زیورات اس راہ میں محض للہ خرچ کر چکے ہیں۔ حکیم صاحب موصوف نے باوجود ان سب خدمات کے جو ان کی طرف سے ہوتی رہتی ہیں۔ خاص طور پنج روپے ماہواری اس سلسلہ کی تائید میں دینا مقرر کیا۔ **جزاھم اللّٰہ خیر الجزاء و احسن علیھم فی الدنیاء و العقبٰی.**''

ازالہ اوہام میں معاونت اشاعت میں کئی سو روپے ہوئے مستقل چندہ دہندگان میں بھی آپ کا ذکر ہے۔

آئینہ کمالات اسلام کے عربی حصہ میں ذکر ''بعض الانصار'' کے تحت حضرت حکیم صاحب کا نام درج فرمایا ہے اور جلسہ سالانہ ۱۸۹۲ء میں شامل ہونے والوں کی فہرست میں نمبر ۲ پر آپ کا نام درج فرمایا اسی طرح تحفہ قیصریہ اور سراج منیر کتاب البریہ اور آریہ دھرم میں اپنی پُرامن جماعت اور چندہ دہندگان میں ذکر فرمایا ہے۔ پھر انجام آتھم

میں مباہلہ کے بعد ظاہر ہونے والے نشانات میں آپ کا ذکر فرمایا کہ

''حکیم صاحب مال اور جان سے اس راہ میں ایسے ہیں کہ گویا محو ہیں۔''

نور القرآن نمبر۲ میں امام کامل کی خدمت میں مصروف احباب میں آپ کا ذکر ہے۔

آپ کی ازدواجی زندگی: آپ نے تین شادیاں کیں لیکن آپ کے ہاں اولاد نہ تھی۔

وفات: آپ کی وفات ۸/اپریل ۱۹۱۰ء کو دوران سفر لاہور میں ہوئی اور تدفین بہشتی مقبرہ قادیان میں ہوئی۔

ماخذ: (۱) فتح اسلام صفحہ ۳۸ و ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۲۳ (۲) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ (۳) نور القرآن روحانی خزائن جلد ۹ نمبر ۲ صفحہ ۴۷ (۴) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد ۱۲ (۵) سراج منیر روحانی خزائن جلد ۱۲ (۶) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ (۷) آریہ دھرم روحانی خزائن جلد ۱۰ (۸) سیرت حضرت مسیح موعودؑ حصہ اول صفحہ ۱۵۹ (۹) تاریخ احمدیت جلد چہارم صفحہ ۶۳۷ (۱۰) تاریخ احمدیت جلد ۱ (۱۱) البدر قادیان ۷ تا ۲۱/اپریل ۱۹۱۰ء (۱۲) بھیرہ کی تاریخ احمدیت صفحہ ۴۸ تا ۵۳ (۱۳) ملفوظات جلد دوم صفحہ ۴۱۲-۴۱۳

☆

۲۴۔ حضرت صاحبزادہ محمد سراج الحق صاحب جمالی نعمانی قادیانی سابق سرساوی معہ اہلبیت

ولادت: ۱۸۵۵ء۔ بیعت: ۲۳/دسمبر ۱۸۸۹ء۔ وفات: ۳/جنوری ۱۹۳۵ء

تعارف: حضرت صاحبزادہ محمد سراج الحق جمالی نعمانی رضی اللہ عنہ کے والد صاحب کا نام شاہ حبیب الرحمٰن تھا۔ آپ کے والد صاحب سرساوہ ضلع سہارنپور کے رہنے والے تھے اور نبیرہ قطب الاقطاب شیخ جمال الدین احمدؒ و حضرت امام المسلمین نعمان ابوحنیفہ کوفی کی اولاد میں سے تھے۔

حضرت اقدسؑ کی بیعت۔ پس منظر: آپ نے خواب میں دیکھا کہ ایک مکان میں کثرت سے آدمی موجود ہیں اور حضرت رسول مقبول خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ تشریف رکھتے ہیں۔ آپ بے تکلف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا بیٹھے۔ آپ نے آنحضرت ﷺ کے قدم مبارک کو بوسہ دیا اور آنکھوں سے لگایا۔ دو برس بعد لدھیانہ میں گئے تو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا شہرہ سنا تو آپؑ کی مجلس میں حاضر ہوئے آپ کی صورت دیکھی تو کیا دیکھتے ہیں کہ یہ تو وہی صورت ہے جس صورت پر حضرت نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا تھا۔ اس ملاقات کے کوئی چھ ماہ بعد آپ حضرت اقدسؑ کو قادیان میں ملے تو آپ کی اعتقادی حالت بہت ترقی کر چکی تھی۔ تب آپ بصدق دل بیعت سے مشرف ہوئے۔ آپ نے ۲۳/دسمبر ۱۸۸۹ء کو بیعت کی رجسٹر بیعت اُولیٰ میں آپ کا نام ۱۵۳ نمبر پر درج ہے۔ آپ مباحثہ

دہلی میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ہمراہ تھے۔

قادیان میں سکونت اور خدمت سلسلہ: آپ ۱۸۹۲ء سے حضرت اقدسؑ کی خدمت میں قادیان تشریف لایا کرتے تھے۔ بعد میں ۱۸۹۹ء میں مستقل طور پر قادیان میں رہائش رکھ لی۔ حضرت اقدسؑ کی حیات کے واقعات پر آپ نے ایک ایمان افروز کتاب ''تذکرۃ المہدی'' کے نام سے تصنیف کی۔ ۱۹۰۱ء میں مردم شماری کے وقت ''احمدی مسلمان'' کا نام آپ کی تجویز پر دیا گیا۔ حضرت اقدسؑ کی خط وکتابت میں بھی آپ مدد دیتے رہے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں آپ کا ذکر: حضرت اقدسؑ نے اپنی کتاب ازالہ اوہام میں صفحہ ۵۳۴ پر آپ کا ذکر یوں فرمایا ہے:

> ''صاف باطن یک رنگ اور للّٰہی کاموں میں جوش رکھنے والے اور اعلائے کلمہ حق کے لئے بدل و جان ساعی وسرگرم ہیں۔ اس سلسلہ میں داخل ہونے کے لئے خدا تعالیٰ نے جوان کے لئے تقریب پیدا کی وہ ایک دلچسپ حال ہے۔''

آئینہ کمالات اسلام میں جلسہ سالانہ ۱۸۹۲ء میں شامل ہونے والے احباب اور چندہ دہندگان میں آپ کا ذکر ہے۔ اسی طرح تحفہ قیصریہ اور کتاب البریہ میں جلسہ ڈائمنڈ جوبلی اور پُر امن جماعت میں ذکر ہے۔ نور القرآن نمبر ۲ صفحہ ۷۹۔۸۰ پر آپ کا نام دیگر خدمتگاروں میں درج ہے۔ ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۲۹ پر آپ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت اقدسؑ نے فرمایا ''صاحبزادہ پیر جی سراج الحق نے تو ہزاروں مریدوں سے قطع تعلق کر کے اس جگہ کی درویشانہ زندگی قبول کی۔'' علاوہ ازیں متعدد مواقع پر بعض مجالس کے ضمن میں ملفوظات میں تذکرہ ہے۔

تصنیفات: (۱) تذکرۃ المہدی (حصہ اول، دوم) (۲) مخمس (۳) علم القرآن (۴) قاعدہ عربی (۵) پیر مہر علی شاہ گولڑوی سے فیصلہ کا ایک طریق (۶) سراج الحق حصہ اول تا پنجم آپ کی علمی یادگار ہیں۔

وفات: آپ کی وفات ۳؍ جنوری ۱۹۳۵ء کو ہوئی۔

اولاد: آپ کی اولاد میں ایک بیٹا فرقان الرحمٰن چھوٹی عمر میں فوت ہو گیا جو پہلی بیوی سے تھا آپ کی بیٹی مکرمہ محمودہ ناہید صاحبہ راولپنڈی میں ہیں جو مکرم سید احمد شاہ صاحب مرحوم مبلغ سلسلہ مشرقی افریقہ کی خوشدامن ہیں۔ حضرت پیر صاحب کے تین نواسے اور تین نواسیاں ہیں ایک نواسہ سید مبشر احمد صاحب کے بیٹے مکرم سید عمران احمد صاحب مربی سلسلہ ہیں۔

ماخذ: (۱) ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد ۳ (۲) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ (۳) نور القرآن نمبر روحانی خزائن جلد ۲ (۴) ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ (۵) تذکرۃ المہدی (۶) رجسٹر بیعت اولیٰ مطبوعہ تاریخ احمدیت جلد ۱ و ۲ (۷) ''تاریخ احمدیت'' جلد ہشتم (۸) "In The Company of Promissed Messiah" (۹) ''الفضل'' ۱۲؍ مارچ ۱۹۷۸ء۔

☆

۲۵۔حضرت سید ناصر نواب صاحب دہلوی۔حال قادیانی

ولادت: ۱۸۴۵ء۔ بیعت: ۱۸؍جون ۱۸۹۱ء۔ وفات: ۱۹؍ستمبر ۱۹۲۴ء

تعارف: حضرت سید میر ناصر نواب رضی اللہ عنہ صوفیاء خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ جو مغل شہنشاہ شاہجہان کے زمانہ میں بخارا سے ہجرت کر کے ہندوستان وارد ہوا۔ پہلے بزرگ خواجہ محمد نصیر نقشبندی تھے جو حضرت بہاؤ الدین نقشبندی کی اولاد میں سے تھے۔اس خاندان میں مشہور صوفی حضرت خواجہ محمد ناصر عندلیب پیدا ہوئے۔جنہیں ایک بزرگ نے کشف میں ایک عظیم الشان بشارت دی کہ:

''ایک خاص نعمت تھی جو خانوادہ نبوت نے تیرے واسطے محفوظ رکھی تھی۔اس کی ابتداء تجھ پر ہوئی اور اس کا انجام مہدی موعود پر ہوگا۔''

حضرت خواجہ صاحب نے اس عظیم الشان بشارت پر صوفیاء کے ایک نئے سلسلہ ''طریق محمدیہ'' کی بنیاد رکھی اور پہلی بیعت اپنے تیرہ سالہ بیٹے خواجہ میر درد سے لی۔حضرت میر ناصر نواب صاحب حضرت خواجہ میر درد کے نواسے تھے۔آپ کے والد گرامی کا نام حضرت میر ناصر امیر تھا۔اس بشارت کا ظہور حضرت میر صاحب کی دختر سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے شادی کے رنگ میں ہوا۔

حضرت اقدس سے تعلق: حضرت سید ناصر نوابؓ امرتسر میں محکمہ انہار میں سب اوورسیئر ملازم ہوئے اور اس سلسلہ میں قادیان آنے کا موقع ملا اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے خاندان سے ابتدائی تعارف ہوا۔مزید تعلق حضرت اقدسؑ سے بعد میں آپ کی صاحبزادی حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم (حضرت ام المومنینؓ) کے نکاح سے ہوا۔ حضرت اقدسؑ سے نکاح ۱۸۸۵ء میں دہلی میں ہوا جو مشہور اہلحدیث عالم شیخ الکل مولانا نذیر حسین دہلوی نے پڑھا۔ اس وقت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی شہرت نہ تھی۔حضرت اقدسؑ نے جب ''براہین احمدیہ'' شائع فرمائی تو آپ نے بھی ایک نسخہ خریدا۔آپ محکمہ انہار میں ملازمت کے سلسلہ میں مختلف علاقوں میں متعین رہے۔

بیعت: ۱۸۸۹ء میں حضرت اقدسؑ نے ماموریت کا دعویٰ فرمایا اور لدھیانہ میں سلسلہ بیعت شروع ہوا تو کچھ توقف سے آپ نے ۱۸؍جون ۱۸۹۱ء کو حضرت اقدسؑ کی بیعت کر لی۔ رجسٹر بیعت اُولیٰ میں آپ کی بیعت ۱۳۳ نمبر پر ہے۔اس بیعت کے نتیجے میں آپ کو اپنے زمانہ اہلحدیث کے دوستوں مولوی محمد حسین بٹالوی اور شیخ نذیر حسین صاحب دہلوی سے تعلقات چھوڑنے پڑے۔جن کے ساتھ مل کر آپ حضرت مسیح موعودؑ کی ابتداءً مخالفت بھی کرتے رہے تھے۔ بیعت سے قبل ۱۲؍اپریل ۱۸۹۱ء کو آپ نے ایک اشتہار شائع کیا جس میں لکھا کہ ''میں نے جو کچھ مرزا صاحب کو فقط اپنی غلط فہمیوں کے سبب سے کہا نہایت بُرا کیا اب میں توبہ کرتا ہوں۔''

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدس نے اپنی کتاب ازالہ اوہام حصہ دوم میں صفحہ ۵۳۵ پر فرمایا:

''میر صاحب موصوف علاوہ رشتہ روحانی کے رشتہ جسمانی بھی اس عاجز سے رکھتے ہیں کہ اس عاجز کے خسر ہیں۔ نہایت یک رنگ اور صاف باطن اور خدا تعالیٰ کا خوف دل میں رکھتے ہیں اور اللہ اور رسول کی اتباع کو سب چیز سے مقدم سمجھتے ہیں اور کسی سچائی کے کھلنے سے پھر اس کو شجاعت قلبی کے ساتھ بلا توقف قبول کر لیتے ہیں......''

آئینہ کمالات اسلام میں جلسہ سالانہ میں شرکت اور چندہ دہندگان میں آپ کا ذکر موجود ہے۔ تحفہ قیصریہ اور کتاب البریہ میں جلسہ ڈائمنڈ جوبلی اور پُر امن جماعت میں آپ کا ذکر موجود ہے۔ نور القرآن نمبر۲ میں حضرت اقدسؑ کی خدمت میں رہنے والوں میں آپ کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں مختلف اوقات میں حضرت اقدسؑ کے ملفوظات میں بھی ذکر ہے۔

خدمات دینیہ: آپ کی تبدیلی پٹیالہ سے فیروز پور ہوئی جہاں سے پادری عبداللہ آتھم کے رشتہ داروں نے آپ کا تبادلہ مردان کروا دیا۔ مردان سے آپ پنشن پا کر مستقل قادیان آ بسے۔ آپ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے پرائیویٹ سیکرٹری تھے۔ خدمتگار تھے۔ انجینئر تھے۔ لنگر خانہ کے مہتمم تھے۔ زمین کے مختار تھے۔ حضرت اقدسؑ کے اکثر معجزات بچشم خود دیکھے۔

آپ کی خدمات میں مسجد نور، نور ہسپتال، دار الضعفاء وغیرہ کا قیام شامل ہے۔ حضرت میر صاحب شاعرانہ فطرت لے کر پیدا ہوئے تھے۔ ابتدائی زمانہ میں انجمن حمایت اسلام لاہور کے جلسے میں آپ نے ایک نظم پڑھی جس کا ایک شعر تھا۔

پھولوں کی گر طلب ہے تو پانی چمن کو دے　　　جنت کی گر طلب ہے تو زر انجمن کو دے

انجمن کو اس نظم کے وقت بہت سا روپیہ وصول ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کے کلام کو پسند فرماتے تھے۔ آپ کی ایک نظم کو کتاب ''آریہ دھرم'' میں بھی درج فرمایا۔

اِسی طرح ''جلسہ اعظم مذاہب'' میں بھی آپ کو نظم پڑھنے کا موقع ملا۔ آپ کا ایک منظوم سفرنامہ بھی ہے۔

وفات: ۱۹ر ستمبر ۱۹۲۴ء کو جمعہ کے دن آپ کا انتقال ہوا۔ بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین ہوئی۔ آپ کے جدّی خاندان میں آپ کی ایک بھانجی حضرت سیدہ شوکت سلطان صاحبہ کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔

اولاد: آپ کی صاحبزادی حضرت ام المومنین سیدہ نصرت جہاں رضی اللہ عنہا، حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیلؓ اور حضرت میر محمد اسحٰقؓ تھے۔ اس طرح اس خاندان سادات کا حضرت اقدسؑ کے خاندان کے ساتھ گہرا تعلق قائم ہوا بلکہ یہ ایک ہی خاندان ہو گیا۔

ماخذ: (۱) ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد۳ (۲) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد۵ (۳) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد۱۲ (۴) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳ (۵) آریہ دھرم روحانی خزائن جلد۱۰ (۶) نور القرآن نمبر۲

(۷)حیاتِ ناصر (۸) مضمون مطبوعہ ''الفضل'' ۱۲/ مارچ ۲۰۰۱ء (۹) مضمون مطبوعہ ''الفضل'' ۲۳/فروری ۱۹۹۸ء (۱۰)مضمون مطبوعہ ''الفضل'' ۳/اکتوبر ۱۹۹۸ء (۱۱) رجسٹر بیعت مطبوعہ تاریخ احمدیت جلد ا صفحہ ۳۵۵ (۱۲) دو بھائی از مکرم مولانا غلام باری سیف صاحب (۱۳) سیرت سیدہ نصرت جہاں بیگمؓ۔

☆

۲۶۔حضرت صاحبزادہ افتخار احمد صاحب لدھیانوی معہ اہلبیت حال قادیانی

بیعت: ۹/جولائی ۱۸۹۱ء۔وفات: ۸/جنوری ۱۹۵۱ء

تعارف: حضرت صاحبزادہ افتخار احمد رضی اللہ عنہ معروف صوفی خاندان کے بزرگ حضرت منشی احمد جانؓ آف لدھیانہ کے بیٹے تھے۔حضرت منشی احمد جانؓ صاحب کی نگاہ نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو بہت پہلے سے شناخت کرلیا تھا اور اس کا اظہار بھی فرمایا

ہم مریضوں کی ہے تمہی پہ نگاہ　　　تم مسیحا بنو خدا کے لئے

حضرت اقدسؑ کی پہلی زیارت اور بیعت: پہلی بار حضرت صاحبزادہؓ نے حضرت اقدس کی زیارت ۱۸۸۷ء میں کی جب بشیر اوّل کے عقیقہ پر قادیان تشریف لائے اور ۹/جولائی ۱۸۹۱ء کو حضرت اقدسؑ کی بیعت کی سعادت پائی۔آپ کی بیعت رجسٹر بیعت کے مطابق ۲۴۰ نمبر پر ہے۔آپ کی اہلیہ حضرت ملکہ جانؓ نے ۱۶/اپریل ۱۸۹۲ء کو بیعت کی۔آپ کی بیعت ۳۲۸ نمبر پر ہے۔۱۹۰۱ء میں معہ اہل وعیال قادیان آ گئے۔حضرت مولوی عبدالکریمؓ کے ساتھ خط وکتابت میں معاونت کرتے رہے اور ۱۹۲۷ء تک خدمت بجالاتے رہے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۳۹ پر حضرت اقدسؑ نے فرمایا:۔

''یہ جوان صالح میرے مخلص اور محبّ صادق حاجی حرمین شریفین منشی احمد جان صاحب مرحوم ومغفور کے خلف رشید ہیں اور بمقتضائے الولد سرٌّ لِابیہٖ تمام محاسن اپنے والد بزرگوار کے اپنے اندر جمع رکھتے ہیں اور وہ مادہ ان میں پایا جاتا ہے جو ترقی کرتا کرتا فانیوں کی جماعت میں انسان کو داخل کردیتا ہے۔خدا تعالیٰ روحانی غذاؤں سے ان کو حصہ وافر بخشے اور اپنے عاشقانہ ذوق وشوق سے سرمست کرے۔آمین ثم آمین''

کتاب آسمانی فیصلہ میں پہلے جلسہ سالانہ ۱۸۹۱ء میں آپ کا نام ۴۹ نمبر پر ہے اور آئینہ کمالات اسلام میں جلسہ ۱۸۹۲ء میں ۵۲ نمبر پر ذکر فرمایا ہے۔تحفہ قیصریہ اور کتاب البریہ میں جلسہ ڈائمنڈ جوبلی اور پرامن جماعت کی فہرست

میں بھی ذکر ہے۔نورالقرآن نمبر۲ میں حضرت اقدس امام کامل کی خدمت میں رہنے والوں میں آپ کا ذکر ہے۔

خدماتِ دینیہ: ابتداء میں صاحبزادہ صاحب قادیان کے سکول میں مدرس تھے۔حضرت مولانا عبدالکریمؓ نے حضرت اقدسؑ کی اجازت سے صاحبزادہ صاحب کو حضرت اقدسؑ کا محرر (لنگر اور سکول کا چندہ اور حضرت اقدس کی ڈاک کے کام کے لئے) رکھ لیا۔

آپ نے ایک کتاب'' افتخار الحق ''لکھی جو آپ کے صوفیانہ مزاج کا پتہ دیتی ہے۔اللہ تعالیٰ اور اس کے پیاروں سے تعلق کے ضمن میں لکھتے ہیں

''بادشاہ کے خادم بھی اس دسترخواں سے حصہ پاتے ہیں جو بادشاہوں کے سامنے چنا جاتا ہے'' صبر و رضا کے بارے میں لکھتے ہیں: ''خدا کے فضل اور رحم سے صابرین اور شاکرین کے لئے تکلیفیں ان پھلوں کی طرح ہیں جو پھلدار درختوں میں لگتے ہیں۔پھول جھڑ جاتے ہیں اور پھل رہ جاتے ہیں''

وفات: حضرت صاحبزادہ صاحب ۸؍جنوری ۱۹۵۱ء کو رحلت فرما گئے وصیت نمبر ۱۰۱۱ اور آپکی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں قطعہ نمبر ۱۰ حصہ نمبر ۱۹ میں ہوئی۔

اولاد: آپ نے تین شادیاں کیں۔(۱) حضرت ملکہ جان صاحبہؓ (۲) حضرت فاطمہ عمر دراز صاحبہ۔دوسری اہلیہ حضرت فاطمہ عمر دراز سے اولاد ہوئی۔اللہ تعالیٰ نے ان سے آپ کو ۱۶ بیٹے بیٹیوں سے نوازا۔جن میں حضرت پیر مظہر قیوم صاحب،حضرت پیر مظہر الحق صاحبؓ،حضرت پیر خلیل احمد صاحب اور حضرت پیر حبیب احمد صاحبؓ معروف ہیں۔حضرت پیر حبیب احمد صاحبؓ کی اولاد میں مکرم زاہد محمود صاحب مربی سلسلہ اور مکرم عبدالرحمٰن صاحب فیصل آباد جن کا وصال ۲۰۱۰ء میں ہوا۔

ماخذ: (۱) آسمانی فیصلہ روحانی خزائن جلد ۲ (۲) ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد ۲ (۳) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ (۴) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد ۱۲ (۵) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ (۶) نورالقرآن نمبر ۲ (۷) انعامات خداوند کریم (۸) مضمون ''حضرت صاحبزادہ پیر افتخار احمد صاحب لدھیانوی'' مطبوعہ ماہنامہ ''انصاراللہ'' ربوہ مئی وجون ۱۹۹۹ء (۹) رجسٹر بیعت مطبوعہ تاریخ احمدیت جلد ۱۔

☆

۲۷۔حضرت صاحبزادہ منظور محمد صاحب معہ اہلبیت حال قادیانی

بیعت ۱۶؍فروری ۱۸۹۲ء۔وفات ۲۱؍جون ۱۹۵۰ء

تعارف: حضرت صاحبزادہ پیر منظور محمد رضی اللہ عنہ حضرت صوفی احمد جانؓ کے بیٹے تھے۔آپ نقشبندیہ طریق تصوف پر کاربند تھے۔ابتدائی تعلیم و تربیت آپ کے والد صاحب کے ذریعہ سے ہوئی۔

بیعت: آپ نے ۱۶فروری ۱۸۹۲ء میں حضرت اقدسؑ کی بیعت کی۔ رجسٹر بیعت اُولیٰ میں ۳۵۲نمبر پر آپ کی بیعت درج ہے۔اس وقت آپ جموں میں ملازم تھے۔

قادیان میں رہائش: ریاست جموں وکشمیر کے محکمہ تعلیم میں بطور کلرک ملازم ہوئے اور جب حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ جموں سے قادیان آئے تو آپ بھی قادیان آ کر رہائش پذیر ہو گئے۔

حضرت اقدس کی کتب میں ذکر: آئینہ کمالات اسلام میں جلسہ سالانہ ۱۸۹۲ء اور تحفہ قیصریہ میں جلسہ ڈائمنڈ جوبلی کے احباب میں اور کتاب البریہ میں پُرامن جماعت کے ضمن میں ذکر ہے۔نور القرآن نمبر۲ میں امام کامل کی خدمت میں رہنے والوں میں بھی آپ کا نام ہے۔حضرت اقدسؑ نے انجام آتھم کے ضمیمہ میں فرمایا

''میاں منظور محمد صاحب میرے پاس ہیں اور ہر ایک خدمت میں حاضر ہیں۔گویا اپنی زندگی اس راہ میں وقف کر رہے ہیں۔'' (حاشیہ صفحہ ۳۰)

خدمات دینیہ: آپ نے محض حضرت اقدس علیہ السلام کی تصانیف کے لئے کتابت سیکھی۔حضورؑ کی بہت سی کتابوں کے پہلے ایڈیشن آپ ہی کے قلم سے لکھے ہوئے ہیں اور بہت دیدہ زیب اور نفیس ہونے کے علاوہ نہایت صاف اور صحیح ہیں۔حضرت اقدسؑ کی منظوری سے آپ نے صاحبزادوں اور صاحبزادیوں کو قرآن شریف ناظرہ پڑھایا اور انہی کی تعلیم کی غرض سے ''یسرنا القرآن'' کا مشہور ومعروف قاعدہ تیار کیا۔جس کے ذریعہ سے نہ صرف برّصغیر بلکہ بیرونی ممالک کے لاکھوں ان پڑھ لوگوں کو قرآن کریم پڑھنے کی توفیق ملی اور اس وقت تک اس کے بے شمار ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔اس قاعدہ کی تعریف اور خوشنودی کا اظہار حضورؑ نے ۱۹۰۱ء میں اپنی اولاد کی آمین میں فرمایا:۔

جزا دے دین اور دنیا میں بہتر — پڑھایا جس نے اس پر بھی کرم کر
فسبحان الذی اخزی الاعادی — رہِ تعلیم اک تو نے بتا دی

اس قاعدہ سے سینکڑوں روپے ماہانہ آمدنی ہوتی تھی لیکن آپ صرف ۳۰ یا ۴۰ روپے رکھ کر باقی رقم حضرت المصلح الموعودؓ کی خدمت میں اشاعت قرآن کے لیے بھیج دیتے تھے۔آپ کی تصانیف میں (۱) پسر موعود (۲) مصلح موعود (۳) نشان فضل (۴) قاعدہ یسرنا القرآن (۵) قرآن مجید بطرز قاعدہ یسرنا القرآن (۶) حمائل شریف (۷) ایک پنجابی نظم ''مرزا صاحب مہدی'' شامل ہیں۔

وفات: آپ کی وفات ۲۱رجون ۱۹۵۰ء کو ربوہ میں ہوئی۔اور آپ کی وصیت نمبر ۱۱۹ ہے اور آپکی تدفین بہشتی مقبرہ قطعہ نمبر ۱۰ حصہ نمبر ۱۹ میں ہوئی۔

اولاد: آپ کی بیٹی حضرت صالحہ بیگم صاحبہؓ حضرت سید میر محمد اسحٰق صاحبؓ کے عقد میں آئیں۔(جن کے بیٹے سید میر داؤد احمد صاحب مرحوم (سابق پرنسپل جامعہ احمدیہ)،سید میر مسعود احمد صاحب مرحوم (مبلغ ڈنمارک) اور سید میر

محمود احمد ناصر صاحب صدر نور فاؤنڈیشن ربوہ ہیں ان کے علاوہ چار بیٹیاں بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائیں۔)
آپ کی دوسری بیٹی حضرت حامدہ بیگمؓ کی شادی سردار کرم داد صاحب سے ہوئی۔ جن میں سے آپ کی دو بیٹیاں تھیں محترمہ رشیدہ بیگم فرحت جہاں کی شادی مکرم چوہدری مظفر الدین صاحب بنگالی واقف زندگی (پرائیویٹ سیکرٹری مصلح موعودؓ) سے ہوئی۔ حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر حضرت ام متین صاحبہؓ کے ہمراہ اکٹھا نکاح حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے پڑھایا دوسری بیٹی امینہ راحت صاحبہ کی شادی مکرم عبدالرحمن خان صاحب بنگالی (سابق مبلغ امریکہ) سے ہوئی۔ ان کی اولاد مکرم کمال الدین صاحب اور دیگر بھائی بیرون ملک ہیں۔

یہ دونوں شادیاں حضرت سردار کرم داد خان صاحبؓ کی خواہش پر ہوئیں کہ انہوں نے دونوں بیٹیوں کو وقف کیا ہے۔ مکرمہ رشیدہ بیگم فرحت جہاں جن کی اولاد میں چار بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔ جن میں مکرم مغفور احمد قمر صاحب مربی سلسلہ اور مکرم مسرور احمد طاہر فیصل آباد اور بڑی بیٹی مکرمہ ساجدہ نسیم صاحبہ اہلیہ مکرم ملک احسان اللہ مرحوم (مبلغ سلسلہ) حیات ہیں۔ حضرت پیر صاحب کی کوئی نرینہ اولاد نہ تھی۔

ماخذ: (۱) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد۵ (۲) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد۱۲ (۳) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳ (۴) نور القران نمبر۲ (۵) رجسٹر بیعت مطبوعہ تاریخ احمدیت جلد ا صفحہ ۳۵۹ (۶) مضمون ''حضرت صاحبزادہ پیر منظور محمد صاحب لدھیانوی'' مطبوعہ ماہنامہ ''انصاراللہ'' ربوہ اکتوبر ۱۹۹۹ء (۷) احمدیہ کلچر

☆

۲۸۔ حضرت حافظ حاجی مولوی احمد اللہ خان معہ اہلبیت حال قادیانی

بیعت: ابتدائی زمانہ میں۔ وفات: ۱۵/۱ اکتوبر ۱۹۲۶ء

تعارف: حضرت حافظ حاجی مولوی احمد اللہ خاں رضی اللہ عنہ کا تعلق امرتسر سے تھا۔ یہاں سے نقل مکانی کر کے پشاور صدر میں مقیم ہوئے۔

بیعت: حضرت مولوی غلام حسن صاحب پشاوری کے زیر اثر تھے اور انہی کی وجہ سے احمدیت کی طرف توجہ ہوئی اور تحقیقات کے بعد احمدی ہو گئے۔ بیعت کے بعد پشاور سے ہجرت کر کے قادیان آ گئے۔ (بیعت سے پہلے آپ اہل حدیث کے امام الصلوٰۃ تھے۔)

ایک دفعہ عصر کے بعد مولوی حافظ احمد اللہ خاں صاحبؓ امرتسر سے آئے اور انہوں نے حضرت اقدسؑ پر مقدمہ اقدام قتل کی اطلاع کی کہ حضرت صاحبؑ پر کسی پادری نے امرتسر میں دعویٰ کیا ہے جس کی خبر کسی طرح سے انہیں مل گئی ہے......

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: تحفہ قیصریہ میں جلسہ ڈائمنڈ جوبلی اور کتاب البریہ میں حضرت اقدسؑ کی

پُرامن جماعت کی فہرست میں نام درج ہے۔نور القرآن نمبر۲ میں امام کامل کی خدمت کرنے والوں میں آپ کا نام بھی درج ہے۔

وفات: آپ کی وفات ۱۵/اکتوبر ۱۹۲۶ء کو ہوئی۔آپ کی وصیت نمبر۲۵۱۷ ہے تدفین قطعہ نمبر۱ میں ہوئی۔

ماخذ: (۱)تحفہ قیصریہ(۲) کتاب البریہ(۳) نور القرآن نمبر۲(۴)''خطباتِ محمود'' جلد نمبر۲ صفحہ۳۶۲(۵)''سیرۃ المہدی'' حصہ سوم صفحہ۱۳۴ (۶) ''تاریخ احمدیہ سرحد'' صفحہ ۵۸۔۵۹ (۷) ''اصحابِ احمد'' جلد دوم صفحہ ۶۲۶ (۸)الفضل ۲۶/اکتوبر۱۹۲۶ء

☆

۲۹۔حضرت سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب حاجی اللہ رکھا معہ اہلبیت مدراس

بیعت:۱۱/جنوری ۱۸۹۴ء۔وفات:۱۹۱۵ء

تعارف: حضرت سیٹھ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ مدراس کے ایک متموّل تاجر میمن خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔

بیعت: آپ اسلام کی مخدوش حالت سے پریشان تھے اور کسی مجدد، مہدی اور مسیح کے لئے بے قراری سے منتظر تھے۔ اسی دوران حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف لطیف ''فتح اسلام'' پر دل وجان سے فریفتہ ہو گئے۔قادیان سے اور بھی کتابیں منگوائیں جو آپ نے بالاستیعاب پڑھیں۔جب قادیان کے سفر کے لئے تیار ہوئے تو ۱۸۹۴ء میں آپ کے ساتھ مولوی حسن علی صاحب مسلم مشنری بھی تشریف لائے۔چند دنوں کے قیام سے دونوں اس بات کے قائل ہو گئے کہ آپؑ عین وقت پر تشریف لائے ہیں۔آپ نے ۱۱جنوری ۱۸۹۴ء کو بیعت کی سعادت پائی۔

حضرت اقدسؑ سے تعلقِ اخلاص ووفا: آپ کا سارا خاندان احمدی تھا۔آپ کے اخلاص کی یہ حالت تھی کہ اگر ان کے پاس کچھ نہ ہوتا تو بھی وہ حضرت اقدسؑ کو قرض لے کر روپیہ بھیجتے رہتے۔ایک دفعہ ان کو کاروبار میں سخت نقصان پہنچا اور سب کچھ نیلام ہو گیا۔انہوں نے حضرت اقدسؑ کی خدمت میں دعا کے لئے لکھا۔تھوڑے عرصہ کے بعد تین سو روپیہ انہوں نے بھیجا۔حضرت اقدسؑ نے فرمایا آپ کی یہ حالت تھی تو آپ نے روپیہ کیسے بھیجا۔جس کے جواب میں انہوں نے عرض کی کہ میں نے کچھ روپیہ اپنی ضروریات کے لیے قرض لیا تھا اس میں خدا کا بھی حق تھا سو میں نے وہ ادا کر دیا۔آپ کی محبت اور اخلاص کا ذکر حقیقۃ الوحی میں نشان نمبر۹۸ سے ملتا ہے آپ کے متعلق حضرت اقدسؑ کا یہ الہام مشہور ہے۔

قادر ہے وہ بارگہ ٹوٹا کام بناوے   بنا بنایا توڑ دے کوئی اس کا بھید نہ پاوے

ایک ایمان افروز واقعہ: آپ کے ایک ایمان افروز واقعہ کا حال حضرت عزیز الدینؓ صاحب بیان فرماتے ہیں کہ:

''ایک وقت میں قادیان میں تھا کہ سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراس والے وہاں آئے ہوئے تھے جن کا اسباب کالدا ہوا جہاز گم ہو گیا تھا اور وہ ابتلاء میں تھے۔ حضرت صاحب سے مشورہ لیتے تھے کہ جہاز گم ہو گیا ہے اور روپے کی زیر باری ہوگئی ہے۔ قرض خواہ قرض کی ادائیگی کا مطالبہ کرتے ہیں تو پھر کیا دیوالیہ نکال دیا جائے یا اور جو تجویز آپ فرماویں عمل میں لائی جائے اور دعا بھی کریں۔ حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ جو کچھ بھی آپ کے پاس ہے یعنی ظاہری جائیداد اور باریک در باریک چیزیں قیمتی بھی جو تمہارے پاس ظاہر اور نہاں ہیں قرض خواہوں کے آگے پیش کر دیں اور ہم انشاء اللہ دعا بھی کریں گے۔

چنانچہ سیٹھ صاحب نے ایسا ہی کیا یعنی وہ چیزیں جو نہاں در نہاں پردہ میں ان کے پاس تھیں انہوں نے سب قرض خواہوں کو بلا کر پیش کر دیں۔ جب قرض خواہوں نے ظاہر جائیداد کے علاوہ اور قیمتی چیزیں بھی دیکھیں جو ان کے خواب خیال میں بھی نہیں آ سکتی تھیں کہ ان کے پاس ہوں گی تو تمام قرض خواہ سیٹھ صاحب کی ایمانداری پر قربان ہو گئے اور انہوں نے ان کی تمام جائیداد زیورات اور قیمتی چیزیں سب کی سب واپس کر دیں اور کہا کہ ہمارا دل مطمئن ہو گیا ہے تم اس روپے سے یا اور ضرورت ہو تو ہم سے لے کر اپنا کاروبار جاری رکھو اور جب تمہارے پاس روپیہ ہو جائے تو ہمارا قرض ادا کر دیں۔ خدا کی قدرت کہ تین سال بعد گم شدہ جہاز کہیں پکڑا گیا اور آخر وہی جہاز مع تمام اسباب کے ان کو دستیاب ہو گیا۔ یعنی تقریباً تین لاکھ کا مال ان کو مل گیا جس سے سیٹھ صاحب نے تمام قرض بھی اتار دیا اور ان کا حال بھی آسودہ ہو گیا۔ اس طرح حضرت مسیح موعودؑ کی تجویز پر عمل کرنے اور دعا سے سیٹھ صاحب کی بگڑی بن گئی۔''

حضرت اقدسؑ کی کتب میں آپ کا ذکر: حقیقۃ الوحی میں نشانات حضرت اقدس کے گواہ، سراج منیر میں چندہ دہندگان اور کتاب البریہ میں پُرامن جماعت میں آپ کا ذکر ہے۔ حضرت اقدسؑ نے اشتہار الانصار ۴ر اکتوبر ۱۸۹۹ء میں آپ کی مالی قربانیوں کو نمونہ قرار دیتے ہوئے لکھا

''ان کا صدق اور ان کی مسلسل خدمات جو محبت، اعتقاد اور یقین سے بھری ہوئی ہیں تمام جماعت کے ذی مقدرت لوگوں کے لئے ایک نمونہ ہیں۔''

آپ کے نام حضرت اقدسؑ کے بہت سارے خطوط مکتوبات احمدیہ جلد پنجم میں موجود ہیں۔ ضمیمہ انجام آتھم میں بھی حضرت اقدسؑ نے فرمایا ہے

''مدراس سے دور دراز سفر کر کے میرے پاس تشریف لائے ہوئے ہیں ...... جنہوں نے کئی ہزار روپیہ ہمارے سلسلہ کی راہ میں محض للہ لگا دیا ہے اور برابر ایسی سرگرمی سے خدمت کر رہے ہیں کہ جب تک انسان یقین سے نہ بھر جائے اس قدر خدمت نہیں کر سکتا وہ ہمارے درویش خانہ کے مصارف کے اوّل درجہ کے خادم ہیں...... انہوں نے ایک سو روپیہ ماہواری اعانت کے طور پر اپنے ذمہ واجب کر رکھا ہے۔''

وفات: آپ کی وفات ۱۹۱۵ء میں ہوئی۔ آپ کو حضرت مسیح موعودؑ نے صدر انجمن احمدیہ قادیان کا ٹرسٹی مقرر فرمایا تھا۔
اولاد: آپ کی کوئی اولاد نہ تھی۔
ماخذ: (۱) سراج منیر روحانی خزائن جلد۱۲ (۲) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳ (۳) حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد۲۲ (۴) مکتوبات احمدیہ جلد چہارم (۵) ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد۱۱ (۶) حیات قدسی (۷) "In The Company of Promised Messiah" صفحہ ۹۶ تا ۹۸ (۸) خطبات محمود جلد نمبر ۹ صفحہ ۲۲۷۔ ۳۳۶ (۹) ''تاریخ احمدیت'' جلد ا صفحہ ۵۱۴ (۱۰) اخبار الفضل ۲۶/اگست ۱۹۱۵ء (۱۱) ذکر حبیب۔ (۱۲) رجسٹر روایات جلد اول

☆

۳۰۔ حضرت میاں جمال الدین سیکھواں گورداسپور معہ اہلبیت

بیعت: ۲۳ نومبر ۱۸۸۹ء۔ وفات: ۱۴/اگست ۱۹۲۲ء

تعارف: حضرت میاں جمال الدین رضی اللہ عنہ قادیان سے چار میل کے فاصلے پر جانب مغرب ایک گاؤں سیکھواں کے تھے۔ سیکھواں سے آپ کے بھائی میاں امام الدینؓ اور میاں خیر الدینؓ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے قدیم اور مخلص رفقاء میں سے تھے۔ آپ کے والد کا نام محمد صدیق صاحب تھا۔ باقی دونوں بھائیوں کے حالات نمبر ۳۱ اور نمبر ۳۲ پر درج ہیں۔

بیعت: آپ کی بیعت ۲۳ نومبر ۱۸۸۹ء کی ہے اور رجسٹر بیعت اُولیٰ میں ۱۴۹ نمبر پر نام درج ہے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: آسمانی فیصلہ ۱۸۹۱ء کے جلسہ سالانہ آئینہ کمالات اسلام میں اور چندہ دہندگان کی فہرست میں نام شامل ہے۔ سراج منیر چندہ مہمانخانہ دینے والوں میں تحفہ قیصریہ میں جلسہ ڈائمنڈ جوبلی کے شرکاء میں اور کتاب البریہ میں پُر امن جماعت کی فہرست میں نام درج ہے۔ ضمیمہ انجام آتھم میں آپ کا کم معاش اور مالی قربانی کرنے والوں میں ذکر ہے۔

دینی خدمات: حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر کے علاوہ منارۃ المسیح کے لئے مالی قربانی کرنے والے اپنے دیگر بھائیوں کے ساتھ جولائی ۱۹۰۰ء کے اشتہار میں ذکر موجود ہے۔

وفات: آپ کی وفات ۱۴، اگست ۱۹۲۲ء میں بعمر ۶۳ سال میں ہوئی۔ آپ کی وصیت نمبر ۹۴ ہے تدفین بہشتی مقبرہ قادیان قطعہ نمبر ۲ حصہ نمبر ۹ میں ہوئی۔

ماخذ: (۱) آسمانی فیصلہ روحانی خزائن جلد۴ (۲) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد۵ (۳) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد۱۲ (۴) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳ (۵) ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد۱۱ (۶) رجسٹر بیعت اُولیٰ مطبوعہ تاریخ احمدیت جلد ا صفحہ ۳۵۱ (۷) سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۳۰

☆

۱۳۱۔حضرت میاں خیر الدین سیکھواں گورداسپور معہ اہلبیت

ولادت:۱۸۶۹ء۔بیعت:۲۳نومبر ۱۸۸۹ء۔وفات:۱۴؍مارچ ۱۹۴۹ء

تعارف: حضرت میاں خیر الدینؓ بھی سیکھواں نزد قادیان کے رہنے والے تھے۔آپ کے والد محمد صدیق صاحب وائیں کشمیری خاندان سے تھے اور شالبافی پیشہ سے تعلق رکھتے تھے۔

بیعت: اپنے دوسرے بھائیوں کے ساتھ ۲۳نومبر ۱۸۸۹ء کو حضرت اقدسؑ کی بیعت کی سعادت پائی۔رجسٹر بیعت میں آپ کا نام ۱۵۰نمبر پر ہے۔آپ کی اہلیہ محترمہ امیر بی بی صاحبہؓ بھی آپ کے ساتھ ہی ۳۱۳ کی فہرست میں شامل ہیں۔آپ بہت عبادت گزار اور متقی خاتون تھیں۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: آسمانی فیصلہ اور آئینہ کمالات اسلام جلسہ سالانہ ۱۸۹۱ء و ۱۸۹۲ء کی فہرست میں آپ کا نام شامل ہے۔سراج منیر میں چندہ دہندگان میں برائے مہمانخانہ تحفہ قیصریہ اور کتاب البریہ میں جلسہ ڈائمنڈ جوبلی اور پُرامن جماعت کی فہرست میں نام درج ہے۔

دینی خدمات: حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۰؍اکتوبر ۱۸۹۹ء کو ایک اشتہار میں مالی جہاد میں شمولیت کرنے والوں کا ذکر کیا۔اس میں آپؑ نے حضرت میاں صاحب کی طرف سے دس روپے بطور سفر خرچ وفد نصیبین کا بھی تذکرہ فرمایا۔۸؍اگست ۱۹۰۲ء کو آپ نے حضرت اقدسؑ کے سامنے ''تصدیق المسیح''نظم سنائی۔جولائی ۱۹۰۰ء میں منارۃ المسیح میں اپنے والد اور بھائیوں کے ساتھ مالی قربانی کرنے والوں میں آپ کا نام شامل ہے۔ضمیمہ انجام آتھم میں آپ کا ذکر کم معاش والے اور مالی قربانی کرنے والوں میں ہے۔

وفات: تقسیم ملک کے بعد جہلم میں ریل گاڑی کے حادثہ میں ۸۰ سال کی عمر میں ۱۴؍مارچ ۱۹۴۹ء کو وفات پائی۔تدفین ربوہ کے بہشتی مقبرہ میں ہوئی۔

اولاد: آپ کی اولاد میں محترم قمر الدین صاحب فاضل انسپکٹر اصلاح وارشاد تھے۔جو مجلس خدام الاحمدیہ کے پہلے پہلے صدر تھے۔آپ کی اولاد میں سے خواجہ رشید الدین صاحب یوکے اور خواجہ صفی الدین صاحب قمر نظارت مال آمد ہیں۔مولانا قمر الدین صاحب مرحوم کے نواسہ مکرم رفیق حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ یوکے ہیں۔

ماخذ: (۱) آسمانی فیصلہ روحانی خزائن جلد۴ (۲) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد۵ (۳) سراج منیر روحانی خزائن جلد۱۲ (۴) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد۱۲ (۵) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳ (۶) ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد۱۱ (۷) رجسٹر بیعت مطبوعہ تاریخ احمدیت جلد ۱ صفحہ ۳۵۱ (۸) اخبار الحکم قادیان ۲۴ جولائی ۱۹۰۴ء (۹) بحوالہ ''الفضل'' ۲۲؍فروری ۲۰۰۰ء (۱۰) ''الفضل'' ۳؍اگست ۱۹۹۹ء (۱۱) ''الفضل'' ۲۱؍اگست ۱۹۹۹ء (۱۲) تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد اوّل

☆

۳۲۔حضرت میاں امام الدین صاحب سیکھواں گورداسپور معہ اہلبیت

بیعت:۲۳نومبر ۱۸۸۹ء۔وفات:۸رمئی ۱۹۴۱ء

تعارف: حضرت میاں امام الدین رضی اللہ عنہ موضع سیکھواں ضلع گورداسپور سے تعلق رکھتے تھے۔آپ کے والد ماجد کا نام محمد صدیق صاحب وائیں کشمیری تھا۔(حضرت میاں جمال الدینؓ صاحب اور حضرت میاں خیر الدینؓ صاحب۔آپکے دو بھائیوں کا تذکرہ کیا جاچکا ہے۔)

بیعت: آپ اپنے دوسرے بھائیوں کے ساتھ حضرت اقدسؑ کے پاس آئے اور اپنے تعلق عقیدت سے حضرت میاں جمال الدینؓ صاحب اور حضرت میاں خیر الدینؓ صاحب کے ساتھ ہی ۲۳نومبر ۱۸۸۹ء کو بیعت کی۔رجسٹر بیعت میں آپ کی بیعت ۱۵۱نمبر پر ہے۔آپ کی اہلیہ محترمہ حسین بی بیؓ صاحبہ بھی ۳۱۳ کی فہرست میں آپ کے ساتھ شامل ہیں۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: آسمانی فیصلہ اور آئینہ کمالات اسلام میں جلسہ سالانہ ۱۸۹۱ء و۱۸۹۲ء میں شامل ہونے والے احباب میں نام درج ہے۔تحفہ قیصریہ میں ڈائمنڈ جوبلی جلسہ میں اور کتاب البریہ میں پُر امن جماعت کی فہرست میں نام درج ہے۔گورداسپور میں مقدمہ کرم دین کے موقع پر حضرت اقدسؑ کی اقتداء میں نماز ظہر وعصر ادا کرنے والے احباب میں آپ کا ذکر ہے۔ضمیمہ انجام آتھم میں آپ کا ذکر کم معاش والے اور مالی قربانی کرنے والوں میں ہے۔

دینی خدمات: حضرت اقدسؑ نے آپ کی مخلصانہ مالی قربانی اور خدمت کا بھی تذکرہ فرمایا۔آپ نے ضمیمہ ”اشتہار الانصار“ ۴ار اکتوبر ۱۸۹۹ء میں فرمایا:

> ”میاں جمال الدین کشمیری ساکن سیکھواں ضلع گورداسپور اور ان کے دو برادران حقیقی میاں امام الدین اور میاں خیر دین نے پچاس روپے دئے۔

جولائی ۱۹۰۰ء میں ان بھائیوں اور ان کے والد محمد صدیق صاحب چاروں کی طرف سے ایک سو روپیہ منظور فرما کر فہرست برائے چندہ تعمیر منارۃ المسیح میں ان کے نام نمبر ۸۴ پر درج فرمائے۔

مقدمہ کے دوران حضرت اقدسؑ کی خدمت: جب گورداسپور میں مولوی کرم دین صاحب سکنہ بھیں (ضلع جہلم) کے مقدمہ کے سلسلہ میں عدالت میں پیشیاں پے در پے ہوتی رہیں اور یہ مقدمہ دو سال چلتا رہا۔اُس دوران حضرت میاں امام الدین صاحب نے گورداسپور میں ایک مکان کرایہ پر لیا اور وہیں قیام کیا۔اور حضرت اقدسؑ کی خدمت سرانجام دیتے رہے۔

وفات: آپ کی وفات ۸رمئی ۱۹۴۱ء کو ہوئی۔آپ کی وصیت نمبر ۹۵ ہے اور بہشتی مقبرہ قادیان میں قطعہ نمبر ۲ حصہ

نمبر۲میں تدفین ہوئی تھی۔

اولاد: آپ کے فرزند حضرت بشیر احمدؓ اور حضرت مولانا جلال الدین شمسؓ تھے۔حضرت مولانا جلال الدین شمسؓ (حضرت المصلح الموعودؓ نے ایک جلسہ سالانہ کے موقع پر آپ کو''خالداحمدیت'' کا خطاب دیا تھا۔) مبلغ وناظر اصلاح وارشادمرکزیہ تھے۔جوخودبھی صحابی تھےاورسلسلہ کےنہایت جلیل القدر متبحر عالم تھے۔ان کے بعدان کی اولاد کوبھی خدمت سلسلہ کی خاص توفیق ملی۔آپ کے بیٹے مکرم منیرالدین شمس صاحب مربی سلسلہ احمدیہ بلاد عربیہ و انگلستان رہے۔اوراب ایڈیشنل وکیل الاشاعت لندن ہیں۔علاوہ ازیں ان کے بیٹے مکرم ڈاکٹر صلاح الدین شمس صاحب مرحوم اورمکرم فلاح الدین شمس صاحب امریکہ میں ہیں۔جو Muslim Sunrise کے ایڈیٹر ہیں۔

ماخذ: (۱)نشان آسمانی روحانی خزائن جلد۲(۲)آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد۵(۳)تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد۱۲(۴)کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳(۵)ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد۱۱(۶)رجسٹر بیعت اولیٰ مطبوعہ تاریخ احمدیت جلد ۱صفحہ ۳۵۱ (۷) روزنامہ الفضل یکم مئی ۱۹۸۰ء و ۸ ستمبر ۲۰۰۰ء(۸) مجموعہ اشتہارات(۹)تاریخ احمدیت جلد۲(۱۰)تاریخ لجنہ اماءاللہ۔

☆

۳۳۔حضرت میاں عبدالعزیز پٹواری سیکھواں گورداسپور مع اہلبیت

بیعت:۱۸۹۲ء۔وفات: ۱۱/اپریل ۱۹۴۶ء

تعارف: حضرت میاں عبدالعزیز رضی اللہ عنہ او جلہ ضلع گورداسپور کے رہنے والے تھے۔۱۸۹۱ء میں موضع سیکھواں میں تبدیلی کروائی۔سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ۱۰۳سے آپ کے حالات پر روشنی پڑتی ہے۔حضرت مسیح موعودؑ نے جب۳۱۳صحابہ کی فہرست مرتب کی تو سیکھواں کے برادران میاں امام الدین صاحب،میاں جمال الدین صاحب اورمیاں خیرالدین صاحبان مع منشی عبدالعزیز حضرت اقدسؑ سے معلوم کرنے کے لئے حاضر ہوئے کہ کیاان کے نام اس فہرست میں شامل ہوئے ہیں تو حضرتؑ نے فرمایا کہ آپ کے نام پہلے ہی درج کئے گئے ہیں۔

بیعت: سیکھواں میں میاں امام الدینؓ اور میاں خیرالدینؓ سے واقفیت ہونے سے پہلے ازالہ اوہام پڑھی جس سے حضرت اقدسؑ کی صداقت میخ کی طرح دل میں گڑ گئی اور۱۸۹۲ء میں شرف بیعت حاصل کیا۔

مخلصانہ قربانی: اگست ۱۸۹۸ء میں حضرت اقدسؑ نے حضرت میاں صاحب کے بارے میں فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے ان کوایک علم عطا کیا ہے کہ ایسی ملازمتوں میں خدا تعالیٰ نے انہیں صاف رکھا اور صالح بنایا''

حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں:

حضرت منشی عبدالعزیز صاحب پٹواری ساکن او جلہ ضلع گورداسپور نے باوجود قلت سرمایہ کے ۱۱۵ روپے دیئے ہیں۔ یہ مینارۃ المسیح کی تعمیر کے سلسلہ میں آپ کی قربانی تھی۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: آئینہ کمالات اسلام میں جلسہ سالانہ ۱۸۹۲ء میں شامل ہونے والے احباب میں آپ کا نام درج ہے۔ تحفہ قیصریہ میں جلسہ ڈائمنڈ جوبلی میں اور کتاب البریہ میں پُر امن جماعت کی فہرست میں آپ کا نام شامل ہے۔ ضمیمہ انجام آتھم میں حضرت اقدسؑ نے آپ کے ذکر میں فرمایا:

''......میاں عبدالعزیز پٹواری کے اخلاص سے بھی مجھے تعجب ہے کہ باوجود قلتِ معاش کے ایک دن سو روپیہ دے گیا کہ میں چاہتا ہوں کہ خدا کی راہ میں خرچ ہو جائے۔ وہ سو روپیہ شاید اس غریب نے کئی برسوں میں جمع کیا ہوگا مگر للّٰہی جوش نے خدا کی رضا کا جوش دلایا۔'' (روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۳۱۳۔۳۱۴)

وفات: آپ کی وفات ۱۱رمئی ۱۹۴۶ء کو ہوئی۔ آپ کی وصیت نمبر ۱۱۸ تدفین بہشتی مقبرہ قادیان قطعہ نمبر ۵ حصہ نمبر ۷ میں ہوئی۔

اولاد: آپ کی اولاد چوہدری محمد شفیع صاحب ریٹائرڈ انجینئر محکمہ نہر مرحوم مدفون بہشتی مقبرہ ہیں۔ اور آپ کی چار بیٹیاں تھیں۔ محترمہ سکینہ بیگم صاحبہ اہلیہ حضرت مولوی محمد دین صاحب سابق ناظر اعلیٰ وصدر صدر انجمن احمدیہ، محترمہ عائشہ بیگم صاحبہ اہلیہ حضرت مولانا رحمت علی صاحب مبلغ انڈونیشیا، محترمہ امۃ الحمید صاحبہ اہلیہ محترم چوہدری احمد جان سابق امیر جماعت راولپنڈی، محترمہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری عبدالستار صاحب اسلامیہ پارک لاہور، آپ کی ایک نواسی مکرمہ شاہدہ صاحبہ (بنت محمد عبداللہ صاحب) اہلیہ مکرم پروفیسر منور شمیم خالد آڈیٹر انصاراللہ (ابن مکرم شیخ محبوب عالم خالد سابق ناظر مال آمد) ہیں۔

ماخذ: (۱) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ (۲) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد ۱۲ (۳) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ (۴) ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ (۵) ''سیرۃ المہدی'' حصہ سوم صفحہ ۱۱۳ وصفحہ ۱۳۸ (۶) ''ذکر حبیب'' صفحہ ۲۱۶ (۷) ''تاریخ احمدیت'' جلد دہم صفحہ ۶۱۴ (۸) ''الفضل'' ۱۱رمئی ۱۹۹۰ء۔

☆

۳۴۔ حضرت منشی گلاب دین۔ رہتاس۔ جہلم

ولادت: ۱۸۴۸ء۔ بیعت: ۸رستمبر ۱۸۹۲ء۔ وفات: ۲۳رنومبر ۱۹۲۰ء

تعارف: حضرت منشی گلاب دین رضی اللہ عنہ کا مسکن رہتاس ضلع جہلم تھا۔ آپ سکول ٹیچر تھے اور بڑے اعلیٰ پایہ کے شاعر بھی۔ آپ کے والد صاحب کا نام منشی شرف الدین تھا۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت علیؓ کی غیر فاطمی اولاد سے

ہے۔آپ کا خاندان مغل بادشاہ نصیر الدین ہمایوں کے ساتھ وادی سون سکیسر سے ہوتا ہوا رہتاس آیا۔آپ قبول احمدیت سے قبل شیعہ خیالات رکھتے تھے اور اپنے علاقہ کے مشہور واعظ اور ذاکر تھے......منشی صاحب یوم عاشور اور چہلم کے مواقع پر مجالس عزا سے خطاب کرتے تھے اور اہل تشیع میں مقبول اور ہر دلعزیز تھے۔قبول احمدیت کے بعد آپ نے یہ تمام مصروفیات ترک کر دیں اور حضرت امام مہدی آخر الزمان کے دامن سے وابستہ ہو کر احمدیت کے شیدائی بن گئے۔آپ جب جہلم تشریف لایا کرتے تو مسجد واقع نیا محلّہ میں نماز جمعہ پڑھاتے اور درس دیتے تھے۔ حضرت منشی گلاب دینؓ نے رہتاس میں تعلیم کے لیے پہلا مڈل سکول قائم کیا۔

بیعت کا پس منظر: حضرت منشی صاحب کی ہمشیرہ رانی (زوجہ علی بخش مرحوم) نے خواب دیکھا کہ آسمان پر چودھویں کا چاند طلوع ہوا ہے اور ہر طرف روشنی پھیل گئی ہے۔انہوں نے صبح اپنی خواب حضرت منشی صاحب کو سنائی اور صرف اتنا کہا کہ مہدی آ گیا ہے اس کو ڈھونڈو۔ چند دن بعد حضرت منشی صاحب کے شاگرد سید غلام حسین شاہ (جو جہلم محکمہ مال میں ملازم تھے) نے آپ کو حضرت اقدسؑ کی کتاب براہین احمدیہ دی کہ اسے غور سے ملاحظہ کریں۔اس کا مصنف کس شان کا ہے۔جب آپ نے براہین کا مطالعہ کیا تو اپنی ہمشیرہ سے کہا کہ مبارک ہو آپ کی خواب پوری ہوگئی، امام مہدی کا ظہور ہو گیا ہے۔ دوران مطالعہ جب کوئی مشکل پیش آتی تو آپ اپنے ایک دوست کے پاس جاتے جو بڑے نیک انسان تھے۔انہوں نے حضرت منشی صاحب سے کہا کہ آپ صبر سے کام لیں کہیں جلدی میں صادق کا انکار نہ ہو جائے۔

بیعت: حضرت مولانا برہان الدین جہلمی رضی اللہ عنہ قادیان اور ہوشیار پور سے حضرت اقدسؑ کی زیارت کے بعد لوٹے۔تو منشی صاحب نے کچھ اعتراض کئے۔اس پر حضرت مولوی برہان الدینؓ نے کہا پہلے اسے جا کر دیکھ آ ؤ پھر میرے ساتھ بات کرنا۔ چنانچہ منشی صاحب اور آپ کے ایک قریبی رشتہ دار ملک غلام حسین قادیان پہنچے۔حضرت اقدسؑ سیر سے واپس آ رہے تھے تو ملاقات ہوئی۔آپ حضرت اقدسؑ کا نورانی چہرہ دیکھ کر واپس آ گئے۔ بعد میں جب حضرت اقدسؑ نے دعویٰ کیا تو بیعت کا خط لکھ دیا۔آپ کی بیعت ۸؍ستمبر۱۸۹۲ء کو حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے منظور فرمائی۔رجسٹر بیعت اُولیٰ میں آپ کا نام ۳۵۳ نمبر پر درج ہے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: آئینہ کمالات اسلام میں جلسہ ۱۸۹۲ء اور چندہ دہندگان کی فہرست میں نام درج ہے۔کتاب البریہ میں پُر امن جماعت کے ضمن میں بھی نام درج ہے۔ پیشگوئی لیکھرام کا نشان پورا ہونے کی شہادت دی جس کا ذکر تریاق القلوب میں ہے۔

وفات: ۲۳؍نومبر ۱۹۲۰ء کو آپ کا انتقال ہو گیا۔آپ موصی تھے کتبہ یادگار بہشتی مقبرہ قادیان قطعہ نمبر۱ حصہ نمبر۴ میں نصب ہے۔آپ کا جنازہ حضرت مولوی عبدالمغنیؓ ابن حضرت مولوی برہان الدین جہلمی رضی اللہ عنہ نے پڑھایا۔قلعہ رہتاس کے دروازہ خواص کے باہر مزار کمال چشتی کے احاطہ میں جانب مشرق دفن کئے گئے۔آپ کی ایک کتاب

''کلیات گلاب'' بھی ہے۔

اولاد: (۱) حضرت محمد حسن صاحب المعروف حسن رہتاسی صاحب ولادت ۱۸۷۷ء۔ بیعت ۱۸۹۶ء۔ وفات ۱۹۵۱ء (۲) استانی کرم بی بی صاحبہ وفات: ۱۹۰۵ء (۳) رحیم بی بی صاحبہ۔ وفات ۱۹۲۶ء ہر دو آپ کے قائم کردہ زنانہ سکولوں میں پڑھاتی رہیں۔ دونوں بیٹیوں کی بیعت ۱۹۰۵ء کی ہے آپ کی یہ ساری اولاد بھی صاحب اولاد ہے۔

ماخذ: (۱) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد۵ (۲) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳ (۳) تریاق القلوب صفحہ ۱۸۰ (۴) مضمون ''حسن رہتاسی'' مطبوعہ ہفتہ وار ''لاہور'' مورخہ ۲۳ ستمبر ۲۰۰۰ء (۵) کلام حسن رہتاسی (۶) مضمون ''براہین کے مطالعہ سے احمدیت'' ''الفضل'' مورخہ ۲۴ اپریل ۲۰۰۲ء (۷) رجسٹر بیعت مطبوعہ ''تاریخ احمدیت'' جلد نمبر ۱ صفحہ ۳۶۲ (۸) ''ماہنامہ انصاراللہ'' جنوری ۲۰۰۲ء۔

☆

۳۵۔حضرت قاضی ضیاءالدین صاحب۔قاضی کوٹی

ولادت: ۱۸۴۳ء۔ بیعت: ۲۳ / مارچ ۱۸۸۹ء۔ وفات: ۱۵ / مئی ۱۹۰۴ء

ابتدائی حالات: حضرت قاضی ضیاءالدین صاحب کا مسکن کوٹ قاضی محمد جان تحصیل وزیرآباد ضلع گوجرانوالہ تھا اور آپ کے والد صاحب کا نام قاضی غلام احمد صاحب تھا۔ جنہیں آپ کی پیدائش سے قبل اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت ملی تھی کہ گیارہ لڑکیوں کے بعد بیٹا پیدا ہوگا۔ قبول احمدیت سے پہلے آپ معلم اور امام مسجد تھے۔

حضرت اقدسؑ کی زیارت و بیعت: حضرت مولوی عبداللہ غزنوی سے آپ کو عقیدت تھی۔ اسی وجہ سے امرتسر میں آمد و رفت تھی۔ انہی کی معرفت حضرت اقدسؑ کا علم ہوا اور فروری ۱۸۸۴ء میں قادیان میں حضرت مسیح موعودؑ سے ملاقات ہوئی۔ واپسی پر جاتے ہوئے مسجد اقصیٰ کی دیوار پر فارسی زبان میں ایک عبارت تحریر کر گئے کہ ''میری والدہ اگر بوڑھی اور ضعیفہ نہ ہوتی تو میں مرزا صاحب کی صحبت سے جدا نہ ہوتا۔''

حضرت اقدسؑ کی زیارت کے لئے تیسری مرتبہ آ رہے تھے کہ بٹالہ میں اطلاع ملی کہ حضرت اقدسؑ لدھیانہ میں ہیں۔ چنانچہ وہاں حاضر ہوئے اور ۲۳ / مارچ ۱۸۸۹ء کو بیعت میں شامل ہو گئے۔ رجسٹر بیعت کے مطابق آپ کا نام ۵۳ نمبر پر ہے۔ آپ کی بیعت کے بعد ظہیرالدین قاضی نے سخت مخالفت کی۔ اس نے حضرت اقدسؑ کے خلاف ایک قصیدہ اعجازیہ بھی لکھا۔ مگر شائع کرنے سے پہلے ہلاک ہوگیا۔

حضرت اقدسؑ سے تعلقِ اخلاص: ایک بار حافظ حامد علی صاحب نے حضرت اقدسؑ سے آپ کے بارہ میں پوچھا کہ یہ کون شخص ہے آپ نے فرمایا اس شخص کو ہمارے ساتھ عشق ہے۔ بیعت کرنے کے بعد آپ کو بہت ابتلاء پیش آئے لیکن خدا تعالیٰ نے ان تمام مصیبتوں سے کامل نجات دی اور دشمن ذلیل و خوار ہوئے۔ آپ بہت منکسر

المزاج تھے اپنے نام کے ساتھ مسکین لکھتے تھے۔ آپ کی وفات مورخہ ۵رمئی ۱۹۰۴ء کو ہوئی تو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو الہاماً بتایا گیا۔ ''وہ بیچارہ فوت ہوگیا ہے''

گویا اللہ تعالیٰ نے مسکین کے بالمقابل مترادف ''بیچارہ'' کا لفظ استعمال فرمایا۔

قادیان میں آمد: حضرت اقدسؑ کی تاکید پر قادیان ہجرت کر کے آ گئے۔ آپ جلد بندی کا کام کرتے تھے۔ چونکہ آپ کے والد کا نام بھی غلام احمد تھا اس لئے اس بات پر فخر کرتے تھے کہ میرے جسمانی باپ کا نام بھی غلام احمد ہے اور روحانی باپ کا نام بھی غلام احمد ہے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: آئینہ کمالات اسلام میں جلسہ سالانہ ۱۸۹۲ء اور چندہ دہندگان میں اور سراج منیر میں چندہ مہمانخانہ دینے والوں میں ذکر ہے۔ حضرت اقدسؑ نے نزول المسیح میں مندرجہ پیشگوئیوں نمبر ۴۹ اور ۱۵۰ میں اُن کے مصدق کے طور پر ذکر فرمایا ہے۔ نور القرآن نمبر ۲ میں امام کامل کی خدمت میں رہنے والوں میں آپ کا ذکر ہے۔

حضرت عبداللہ صاحب مرحوم غزنوی کا ایک کشف مولوی محمد حسین بطالوی کی نسبت حضرت قاضی ضیاء الدینؓ کی شہادت سے رسالہ نور القرآن ۔۲ میں درج ہے۔ ''می بینم کہ محمد حسین پیراہنے کلاں پوشیدہ است را کن پارہ پارہ شدہ است''۔ (روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۴۵۷)

وفات: ۵رمئی ۱۹۰۴ء کو وفات پائی۔ اور قادیان میں آپ کی تدفین ہوئی۔ (روڑی والا) قبرستان نزد دفتر جلسہ سالانہ قادیان میں آپ کا مزار ہے۔ حضرت اقدسؑ نے گورداسپور سے واپسی پر آپ کا جنازہ پڑھایا اور بہت لمبی دعا کی حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ

''بہت عمدہ آدمی تھے قریباً ۲۰ سال سے محبت رکھتے تھے'' بعد ازاں حضرت مولوی عبدالکریم سیالکوٹیؓ نے چند آدمیوں کو مخاطب کر کے فرمایا ''پرانے آدمیوں کی ایسی ہی قدر ہوتی ہے''

حضرت مولانا جلال الدین شمسؓ صاحب نے تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۶۴ء میں آپ کا نام معاصر علماء میں شامل کیا ہے جنہوں نے حضرت اقدسؑ کی بیعت کی تھی۔

اولاد: آپ کے بیٹے حضرت قاضی عبدالرحیمؓ صاحب اور حضرت قاضی محمد عبداللہؓ صاحب سابق مبلغ انگلستان تھے۔ (صحابہ ۳۱۳ میں سب سے آخر میں سال ۱۹۷۳ء میں حضرت قاضی محمد عبداللہ ؓ صاحب کی وفات ہوئی۔) حضرت قاضی ضیاء الدین صاحبؓ نے اپنی اولاد کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا کہ میں بڑی مشکل سے تمہیں حضرت مسیح موعودؑ کے در پر لے آیا ہوں اب میرے بعد اس دروازہ کو کبھی نہ چھوڑنا۔ چنانچہ آپ کی اولاد نے اس پر کامل طور پر عمل کیا۔ حضرت قاضی عبدالرحیمؓ صاحب کے ایک بیٹے قاضی عبدالسلام صاحب بھٹی نیروبی (مشرقی افریقہ) رہے جن کے داماد مکرم مولانا عطاء الکریم شاہد مربی سلسلہ احمدیہ ہیں۔

نوٹ:۔ تفصیلی حالات اصحاب احمد جلد ششم میں ملاحظہ فرمائیں۔

ماخذ: (۱) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ (۲) سراج منیر روحانی خزائن جلد ۱۲ (۳) نزول المسیح روحانی خزائن جلد ۱۰ (۴) ''تریاق القلوب'' روحانی خزائن جلد ۱۵ (۵) نور القرآن نمبر ۲ روحانی خزائن جلد ۹ (۶) اصحاب احمد جلد ششم (۷) رجسٹر بیعت اولیٰ مطبوعہ تاریخ احمدیت جلد ا صفحہ ۳۴۶۔ (۸) صداقت حضرت مسیح موعود تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۴۲ء (۹) مقالہ ''احمدیت ضلع گوجرانوالہ میں''۔

☆

۳۶۔حضرت میاں عبداللہ صاحب پٹواری۔سنوری

ولادت: ۱۸۶۱ء۔ بیعت: ۲۳؍مارچ ۱۸۸۹ء۔ وفات: ۷؍اکتوبر ۱۹۲۷ء

تعارف: حضرت مولوی عبداللہ سنوری رضی اللہ عنہ بڑے سعید فطرت انسان تھے اور بچپن ہی سے اہل اللہ سے تعلق قائم رکھنے کا شوق تھا۔آپ کا سن ولادت ۱۸۶۱ء ہے آپ کے والد صاحب کا نام کرم بخش ہے جنہیں براہین احمدیہ کی تصنیف کے زمانہ سے حضرت اقدسؑ سے تعلق عقیدت تھا۔ براہین احمدیہ کے خریدار اور چندہ دہندگان میں سے تھے۔

حضرت اقدسؑ کی زیارت و بیعت: آپ کے ماموں مولوی محمد یوسف صاحب سنوری نے ۱۸۸۲ء میں آپ کو بتایا کہ قادیان میں ایک بزرگ نے دس ہزار روپیہ انعام مقرر کر کے ایک کتاب لکھنی شروع کی ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص بڑا کامل ہے۔اس کی زیارت کے لئے چلا جا۔حضرت مولوی صاحب کو یہ سن کر ایسا ولولہ اٹھا کہ سیدھے قادیان روانہ ہو گئے اور بٹالہ سے پیدل چل کر قادیان پہنچے اور دروازے پر دستک دی۔حضور باہر تشریف لائے۔ حضور کا چہرہ دیکھتے ہی دل میں بے حد محبت پیدا ہوگئی۔فرماتے ہیں:۔

''اس وقت تک میں نے براہین احمدیہ یا اس کا اشتہار خود نہیں دیکھا تھا۔ یہاں آ کر بھی کوئی دلائل حضور یا کسی اور سے نہیں سنے بلکہ میری ہدایت کا موجب صرف حضور کا چہرہ مبارک ہی ہوا۔''

آپ نے ۲۳؍مارچ ۱۸۸۹ء کو بیعت اولیٰ کے موقع پر شرف بیعت حاصل کیا۔رجسٹر بیعت میں آپ کا نمبر بیعت ۱۱ ہے۔بوقت بیعت آپ غوث گڑھ تحصیل سرہند ریاست پٹیالہ میں مقیم تھے۔

حضرت اقدس کی رفاقت وخدمت: حضرت مولوی صاحب کو براہین احمدیہ کی تالیف واشاعت کے آغاز میں ہی حاضری کی سعادت نصیب ہوئی اور جلد چہارم کے طبع کے کام میں خدمت کا موقع ملا اور بعد میں سرخی کے چھینٹوں والے نشان کے ساتھ آپ کا نام ہمیشہ کے لئے زندہ جاوید ہو گیا۔حضرت اقدسؑ کے ہوشیارپور، لدھیانہ، دہلی اور دیگر سفروں میں آپ بھی ہمراہ رہے۔ جب پہلی دفعہ حضرت اقدسؑ کی خدمت میں پیش ہوئے تو اس وقت آپ کی ابتدائی عمر تھی۔اس کے بعد آخری لمحہ تک اخلاص ووفا میں روز افزوں اضافہ ہوتا گیا اور اس تعلق وفا میں

پورے اترے۔ آپ کی بیان کردہ بہت ساری روایات سیرت المہدی میں ہیں۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: ازالہ اوہام میں حضرت اقدسؑ نے فرمایا:

''حبی فی اللہ میاں عبداللہ سنوری۔ یہ جوان صالح اپنی فطرتی مناسبت کی وجہ سے میری طرف کھینچا گیا۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ وفادار دوستوں میں سے ہے جن پر کوئی ابتلاء جنبش نہیں لا سکتا۔ وہ متفرق وقتوں میں دو دو تین تین ماہ تک بلکہ زیادہ بھی میری صحبت میں رہا اور میں ہمیشہ بنظر امعان اس کی اندرونی حالت پر نظر ڈالتا رہا ہوں۔ سو میری فراست نے اس کی تہ تک پہنچنے سے جو کچھ معلوم کیا وہ یہ ہے کہ یہ نوجوان درحقیقت اللہ اور رسول کی محبت میں ایک خاص جوش رکھتا ہے اور میرے ساتھ اس کے اس قدر تعلق محبت کے بجز اس بات کے اور کوئی بھی وجہ نہیں جو اس کے دل میں یقین ہو گیا ہے کہ یہ شخص محبان خدا اور رسول میں سے ہے اور اس جوان نے بعض خوارق اور آسمانی نشان جو اس عاجز کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملے بچشم خود دیکھے ہیں جن کی وجہ سے اس کے ایمان کو بہت فائدہ پہنچا۔ الغرض میاں عبداللہ نہایت عمدہ آدمی اور میرے منتخب محبّوں میں سے ہے اور باوجود تھوڑے سے گزارہ ملازمت پٹوار کے ہمیشہ حسب مقدرت اپنی مالی خدمت میں بھی حاضر ہے اور اب بھی بارہ روپیہ سالانہ چندہ کے طور پر مقرر کر دیا ہے۔ بہت بڑا موجب میاں عبداللہ کے زیادت خلوص و محبت و اعتقاد کا یہ ہے کہ وہ اپنا خرچ بھی کر کے ایک عرصہ تک میری صحبت میں آ کر رہتا رہا اور کچھ آیاتِ ربانی دیکھتا رہا۔ سو اس تقریب سے روحانی امور میں ترقی پا گیا۔ کیا اچھا ہو کہ میرے دوسرے مخلص بھی اس عادت کی پیروی کریں۔''

آئینہ کمالات اسلام میں جلسہ سالانہ ۱۸۹۲ء کی فہرست میں اور چندہ دہندگان میں سراج منیر تحفہ قیصریہ میں چندہ مہمانخانہ اور جلسہ ڈائمنڈ جوبلی کتاب البریہ میں پُرامن جماعت کے ضمن میں ذکر ہے۔ حقیقۃ الوحی ۵۵ ویں پیشگوئی اور نشان ۱۰۶ سرخی کے چھینٹوں والے نشان نیز ملفوظات جلد دوم، سوم اور چہارم میں بھی ذکر ہے۔ ضمیمہ انجام آتھم میں حضرت اقدسؑ کے مخلصین اور مالی قربانی کرنے والوں میں آپ کا ذکر ہے۔

وفات: آپ کی وفات ۷/اکتوبر ۱۹۲۷ء کو ہوئی۔ آپ کا جنازہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے پڑھایا۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا سرخ چھینٹوں والا کرتہ بھی حضرت میاں صاحب کے ساتھ ہی دفنا دیا گیا اور اس کی شہادت اخبار میں شائع کرانے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیحؓ نے ارشاد فرمایا تا کہ بعد میں کوئی جعلی کرتہ نہ پیش کر سکے۔ آپ کی وصیت نمبر ۲۲۴ ہے تدفین بہشتی مقبرہ قادیان قطعہ نمبر ۳ حصہ نمبر ۴ میں ہوئی۔

اولاد: آپ کے ایک بیٹے صوفی عبدالقدیر صاحب نیاز مربی سلسلہ جاپان بھی رہے اور انگریزی رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے ایڈیٹر بھی رہے اور کئی جماعتی خدمات بجا لاتے رہے۔ آپ نے درثمین کے منتخب اشعار کا انگریزی ترجمہ کیا جو Psalms of Ahmad کے نام سے شائع ہوا۔ آپ کی دوسری شادی حضرت ماسٹر قادر بخش صاحب

رضی اللہ عنہ (یکے از۳۱۳) کی ہمشیرہ سے ہوئی اور آپ کی ایک بیٹی عزیزہ مریم بیگم اہلیہ مولانا عبدالرحیم درد صاحبؓ تھیں۔آپ کے ایک بیٹے حضرت مولوی رحمت اللہ صاحب سنوری تھے۔جو قیام پاکستان کے بعد موضع ثابت شاہ متصل پنڈی بھٹیاں ضلع حافظ آباد میں تھے۔۱۱؍جنوری ۱۹۵۰ءکو وفات پائی۔میت ربوہ لائی گئی۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے خطبہ جمعہ میں آپ کی وفات کا ذکر کیا۔اور نماز جنازہ غائب بھی پڑھائی۔حضور نے فرمایا کہ مجھے اس جنازہ کی خبر نہیں دی گئی تھی۔یہ جنازہ حضرت مولوی عبداللہ صاحب سنوریؓ کے بیٹے کا تھا۔جو مولوی عبدالرحیم صاحب درد (ناظر امور خارجہ صدر انجمن احمدیہ) کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔مولوی عبداللہؓ صاحب سنوری کی ہستی ایسی نہیں کہ جماعت کے جاہل سے جاہل اور نئے سے نئے آدمی کے متعلق بھی یہ قیاس کیا جاسکے کہ آپ کا نام معلوم نہیں۔حضرت مسیح موعودؑ کا وہ کشف جس میں کپڑے پر سرخ روشنائی ظاہری طور پر دکھائی دی۔مولوی صاحب اس نشان کے حامل اور چشم دید گواہ تھے۔ان کی آنکھوں کے سامنے وہ چھینٹے گرے اور پھر خدا تعالیٰ نے انہیں یہ مزید فضیلت بخشی تھی کہ ایک چھینٹا ان کی ٹوپی پر بھی آپڑا۔گویا خدا تعالیٰ کے عظیم الشان نشان میں اور ایسے نشان میں جو دنیا میں بہت کم دکھائے جاتے ہیں وہ حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ شامل تھے۔لیکن ان کے لڑکے کا جنازہ مہمان خانہ میں پڑا رہا مگر کسی نیک بخت کو یہ نہیں سوجھا کہ وہ (بیوت) میں اعلان کرے کہ فلاں کا جنازہ آیا ہے احباب نماز میں شامل ہوں''۔

ماخذ: (۱)ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد۳ (۲) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد۵ (۳) سراج منیر روحانی خزائن جلد۱۲ (۴) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد۱۲ (۵) حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد۲۲ (۶) ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد۱۱ صفحہ۳۱ (۷) رجسٹر بیعت اولیٰ مطبوعہ تاریخ احمدیت جلد۱ (۸) ''حیات احمد'' جلد اول صفحہ۴۴۴ (۹) مضمون ''براہین احمدیہ کے مطالعہ سے احمدیت'' مطبوعہ روزنامہ ''الفضل'' ربوہ مورخہ ۲۵؍اپریل ۲۰۰۲ء (۱۰) ''سیرۃ المہدی'' جلد دوم صفحہ۱۰۷، ۱۰۹ (۱۱) تاریخ احمدیت جلد۱۴۔

☆

۳۷۔حضرت شیخ عبدالرحیم صاحب نومسلم سابق لیس دفعدار رسالہ نمبر۱۲ چھاؤنی سیالکوٹ

ولادت:۱۸۷۳ء۔بیعت:۱۸۹۴ء۔وفات:۹؍جولائی ۱۹۵۷ء

تعارف اور حضرت اقدسؑ کی زیارت وصحبت: حضرت شیخ عبدالرحیم رضی اللہ عنہ (سابق جگت سنگھ) کی ولادت ۱۸۷۳ءکی ہے آپ کا تعلق لاہور کے ایک سکھ گھرانے سے تھا آپ فوج میں ملازم تھے جب رخصت لے کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کے لئے قادیان آئے۔

بیعت: آپ نے درد دل سے دعا کی اور اس خیال نے زور پکڑا کہ حضرت مرزا صاحبؑ سے کوئی تعلق پیدا کرلیں۔حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب (خلیفۃ المسیح الاوّل) رضی اللہ عنہ سے آپ نے دریافت کیا کہ کیا یہ ہوسکتا ہے

کہ حضرت صاحب سے بیعت کرلوں اگر بالفعل سکھ مذہب میں ہی رہوں۔حضرت مولوی صاحب نے دریافت کیا تو حضرت اقدسؑ نے فرمایا ہاں ہم ان کی بیعت لے لیں گے۔بیعت اسی طرح لی گئی جس طرح احمدی ہونے کے وقت لی جاتی ہے۔آپ کی بیعت ۱۸۹۴ء کی ہے۔

رجمنٹ میں حضرت منشی جلال الدین صاحب بلانویؓ کی نیک صحبت تھی جو میر منشی تھے۔آپ نے حضرت اقدسؑ کی کتب کا مطالعہ بھی جاری رکھا۔۱۸۹۵ء میں ملازمت سے استعفیٰ دینے کے بعد قادیان آگئے۔

۱۸۹۵ء سے ۱۸۹۹ء تک آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کی بابرکت صحبت میں رہنے کا موقع ملا۔آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ سے صرف ونحو اور طب کی تعلیم حاصل کی۔جبکہ حضرت مولانا عبدالکریم سیالکوٹیؓ سے ترجمہ قرآن پڑھا۔مدرسہ تعلیم الاسلام کے ٹیوٹر اور بعد میں مدرس رہے۔آپ کو حضرت مرزا محمود احمدؓ صاحب (خلیفۃ المسیح الثانیؓ) حضرت مرزا بشیر احمدؓ صاحب اور حضرت مرزا شریف احمدؓ صاحب کے استاد ہونے کا شرف حاصل ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی موجودگی میں آپ کو نماز کی امامت کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔

آپ ۱۸۹۵ء سے ۱۹۴۷ء تک قادیان رہائش پذیر رہے۔تقسیم ہند کے وقت پاکستان آئے مگر دیار حبیب کی تڑپ میں ۱۹۴۸ء میں ہی واپس قادیان تشریف لے گئے۔جہاں آپ ۱۹۵۲ء تک قیام پذیر رہے۔آپ ناظر تعلیم وتربیت اور امیر مقامی قادیان بھی رہے۔

بچپن میں کتاب ’’رسوم ہند‘‘ کے انبیاء سے متعلق باب نے آپ کے دل میں اسلام کا بیج بویا تھا دھرم کوٹ بگہ ضلع گورداسپور کے سردار سُندر سنگھ (جو چار سال بعد احمدی ہوئے اور ان کا نیا نام سردار فضل حق رکھا گیا) کے ساتھ ۱۸۹۳ء میں آپ کی نشست و برخاست شروع ہوئی تھی۔ایک دفعہ آپ نے دلائل سے تنگ آ کر کہا کہ یہ پہلے کے قصے ہیں اب کوئی ایسا شخص موجود ہے تو موصوف نے حضرت مسیح موعودؑ کا نام اور پتہ بتایا کہ آپ صاحب کشف والہام ہیں اور آپ کی پیش گوئیاں پوری ہوتی ہیں۔بعد میں آپ نے حضرت اقدسؑ کی کتب پڑھیں اور ۱۸۹۴ء میں ملازمت سے رخصت لے کر قادیان آئے اور پانچ چھ دن قیام کیا۔(ان دنوں کھانا ایک ہندو کے ہاں سے کھاتے تھے۔)

خدماتِ دینیہ: آپ نے تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں ۲۹ سال تک پڑھایا۔سفر جہلم ۱۹۰۳ء، سفر دہلی ۱۹۰۵ء میں حضرت اقدسؑ کے ساتھ رہے۔حدیث بخاری کا درس بھی دیتے رہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ساتھ بھی سفروں میں رفاقت رہی۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: تحفہ قیصریہ میں جلسہ ڈائمنڈ جوبلی اور کتاب البریہ میں پُر امن جماعت کی فہرست میں نام درج ہے۔نور القرآن نمبر۲ میں آپ کے بارہ میں تحریر ہے

’’شیخ عبدالرحیم صاحب جوان صالح اور متقی شخص ہیں۔اُن کے ایمان اور اسلام پر ہمیں بھی رشک

پیدا ہوتا ہے ان کو اسلام لانے کے وقت کئی ایک سخت ابتلاء پیش آئے۔لیکن انہوں نے ایسے سخت ابتلاء کے وقت بڑی ثابت قدمی اور استقامت دکھلائی محض اِبْتِغاء لِمرضَاتِ الله دفعداری چھوڑ کر قادیان میں امام کامل کے ہاتھ پر اسلام و بیعت سے مشرف ہوئے۔قرآن شریف سے کامل الفت ہے۔حضرت مولوی عبدالکریمؓ صاحب سے مع ترجمہ اور تفسیر قرآن چند ماہ میں پڑھا ہے۔......''

(نورالقرآن ۲صفحہ ۹۷ روحانی خزائن جلد ۹صفحہ ۴۵۴ حاشیہ)

وفات: آپ کی وفات ۹رجولائی ۱۹۵۷ءکو ہوئی۔آپ کی وصیت نمبر ۲۷۹۲ ہے تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ قطعہ نمبر ۱۰ حصہ نمبر ۱۷ میں ہوئی۔

اولاد: آپ کی اولاد میں سے ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب اکلوتے فرزند ملٹری میں میجر کے عہدہ پر پہنچ کر ریٹائر ہوئے۔ تین داماد حضرت مولوی فضل الدین صاحب نائب مشیر قانونی۔حضرت مولوی فرزند علی صاحب امیر جماعت فیروز پور سابق ناظر مال اور چوہدری محمد اسحاق صاحب ابن مولوی فخر الدین صاحب تھے۔

ماخذ: (۱) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد۱۲ (۲) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳ (۳) نورالقرآن نمبر۲ روحانی خزائن جلد ۹ (۴) الحکم ۷راگست ۱۹۲۳ء (۵) اصحاب احمد جلد دہم (۶) مضمون ''حضرت بھائی عبدالرحیم صاحب سابق جگت سنگھ'' مطبوعہ ریویو آف ریلیجنز قادیان اپریل ۱۹۴۷ءصفحہ ۱۷ تا ۲۴

☆

۳۸۔جناب مولوی مبارک علی صاحب امام چھاؤنی سیالکوٹ

بیعت: ۲۸رمئی ۱۸۹۱ء

تعارف: جناب مولوی مبارک علی حضرت مولوی فضل احمد صاحب مرحوم سیالکوٹ چھاؤنی (آف فیروز والہ ضلع گوجرانوالہ) کے فرزند تھے۔ جو ایک بزرگ اور عالم باعمل تھے۔حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے استاد زادہ تھے اور آپ سے از حد محبت تھی۔

بیعت: آپ نے ۲۸رمئی ۱۸۹۱ءکو بیعت کی۔رجسٹر بیعت میں آپ کا اندراج ۲۲۶ نمبر پر ہے اس وقت آپ غوث گڑھ تحصیل سرہند ریاست پٹیالہ میں تھے۔

حضرت اقدس کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے ازالہ اوہام میں آپ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''حبی فی اللہ مولوی محمد مبارک علی صاحب......اس عاجز کے اُستاد زادہ ہیں۔ان کے والد صاحب حضرت مولوی فضل احمد صاحب مرحوم ایک بزرگوار عالم باعمل تھے مجھ کو اُن سے از حد محبت تھی کیونکہ علاوہ اُستاد ہونے کے وہ ایک باخدا اور صاف باطن اور زندہ دل اور متقی اور پرہیز گار تھے۔عین نماز کی حالت میں

ہی اپنے محبوب حقیقی کو جا ملے اور چونکہ نماز کی حالت میں ایک تبتّل اور انقطاع کا وقت ہوتا ہے اس لئے ان کا واقعہ ایک قابل رشک واقعہ ہے۔ خدا تعالیٰ ایسی موت سب مومنوں کے لئے نصیب کرے۔ مولوی مبارک علی صاحب ان کے خلف رشید اور فرزند کلاں ہیں۔ سیرت اور صورت میں حضرت مولوی صاحب مرحوم سے بہت مشابہ ہیں۔ اس عاجز کے یک رنگ اور پُر جوش دوست ہیں اور اس راہ میں ہر قسم کے ابتلاء کے برداشت کر رہے ہیں حضرت عیسیٰ ابن مریم کی وفات کے بارے میں ایک رسالہ انہوں نے تالیف کیا ہے جو چھپ کر شائع ہو گیا ہے جس کا نام قول جمیل ہے۔ اس عاجز کا ذکر بھی اس میں کئی جگہ کیا گیا ہے چونکہ مولوی صاحب موصوف کی حدیث اور تفسیر پر نظر وسیع ہے اس لئے انہوں نے محدثین کی طرز پر نہایت خوبی اور متانت سے اس رسالہ کو انجام دیا ہے۔ مخالف الرائے مولوی صاحبان جن کو غور اور فکر کرنے کی عادت نہیں اور جو آنکھ بند کر کے فتوے پر فتویٰ لکھ رہے ہیں انہیں مناسب ہے کہ علاوہ اس عاجز کی کتاب ازالہ اوہام کے میرے دوست عزیز مولوی مبارک علی صاحب کے رسالہ اعلام الناس کو بھی ذرہ غور سے پڑھیں اور خدا تعالیٰ کی ہدایت سے ناامید نہ ہوں گو ان کی حالت بہت خطرناک اور قریب قریب یاس کے ہے لیکن اللہ تعالیٰ ہر یک چیز پر قادر ہے۔ مولویوں کا حجاب کفار کے حجاب سے کچھ زیادہ نہیں پھر کیوں اس سرچشمہ رحمت سے نومید ہوتے ہیں۔ وهو علیٰ کل شیء قدیر''

۱۹۰۴ء کے ایک مکتوب میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے مولوی مبارک علی کی بابت حضرت نواب محمد علی خانؓ صاحب کو لکھا کہ موصوف میرے استادزادہ ہیں اس لئے ان کی سفارش کی ہے۔

مقدمہ: مولوی مبارک علی صاحب کے احمدی ہو جانے کے چند سال بعد چھاؤنی سیالکوٹ کے بعض غیر احمدی اشخاص نے جامع مسجد چھاؤنی سیالکوٹ کی امامت اور تولیت سے مولوی مبارک علی صاحب کو علیحدہ کرنے کے لئے مقدمہ دائر کیا اور جماعت احمدیہ سیالکوٹ نے حضرت چوہدری نصر اللہ خان صاحب ایڈووکیٹ کو اس مقدمہ کی پیروی کرنے کے لئے وکیل مقرر کیا۔ اس مقدمہ کا فیصلہ آپ کے حق میں ہوا۔

دینی خدمات: آپ بلند پایہ فارسی اور اردو کے شاعر تھے۔ آپ کا منظوم کلام اخبار الحکم میں باقاعدگی سے شائع ہوتا رہا۔ آپ نے صداقت حضرت مسیح موعودؑ کے موضوع پر بعض اہم کتب تحریر کیں۔ آپ کی تصنیف ''القول الجمیل'' حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت پر ابتدائی کتب میں شامل ہے۔ رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء میں آپ کی فارسی نظم بھی شامل ہے۔ حضرت اقدسؑ نے انجام آتھم کے صفحہ ۳۱ پر اشاعت دین کے لئے مصارف برداشت کرنے والے احباب میں آپ کا ذکر فرمایا ہے۔

حضرت مولانا شمسؓ صاحب نے آپ کو معاصر علماء میں تحریر کیا ہے۔ جنہیں حضرت اقدسؑ کی بیعت کا شرف حاصل ہوا۔

آپ نظام خلافت سے وابستہ نہ رہے اور بعد میں آپ کا تعلق انجمن اشاعت اسلام لاہور سے رہا۔

ماخذ: (۱)''ازالہ اوہام'' روحانی خزائن جلد۳ صفحہ ۵۴۲، ۵۴۳ (۲) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد۵ (۳) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد۱۲ (۴) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳ (۵) ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد۱۱ (۶) رجسٹر بیعت اُولیٰ مطبوعہ تاریخ احمدیت جلد۱ صفحہ ۳۵۴ (جدید ایڈیشن) (۷)''اصحابِ احمد'' صفحہ ۳۰ جلد یازدہم (۸) حیات قدسی حصہ دوم صفحہ ۲۵۔

۳۹۔حضرت میرزا نیاز بیگ صاحب کلانوری

بیعت ۱۸۹۳ء۔وفات ۷/مارچ ۱۹۱۷ء

تعارف: حضرت مرزا نیاز بیگ رضی اللہ عنہ کے والد صاحب کا نام میرزا احمد بیگ تھا۔ آپ ''رؤسائے پنجاب'' کے مرتبہ سر لیپل گریفن (مطبوعہ ۱۸۹۱ء) کی فہرست کے مطابق ضلع دار نہر پراونشل درباری تھے۔

بیعت: جن دنوں امرتسر میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا عبداللہ آتھم سے مباحثہ ہو رہا تھا ان ہی ایام میں آپ نے بیعت کر لی۔ آپ کے بیٹے حضرت مرزا ایوب بیگؓ، حضرت مرزا اکبر بیگ اور جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگؓ ۳۱۳ کی فہرست انجام آتھم میں شامل تھے۔ آپ کی بیعت سال ۱۸۹۳ء کی ہے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: سراج منیر میں چندہ مہمانخانہ، تحفہ قیصریہ میں جلسہ ڈائمنڈ جوبلی اور کتاب البریہ میں پُرامن جماعت کے ضمن میں حضرت اقدسؑ نے ذکر فرمایا ہے۔

ماخذ: (۱) سراج منیر روحانی خزائن جلد۱۲ (۲) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد۱۲ (۳) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳ (۴)''اصحابِ احمد'' جلد اول صفحہ ۶۴، ۶۵ (۵)''یادرفتگان'' حصہ اول صفحہ ۸۳ تا ۹۷ (۶)۔رؤسائے پنجاب

☆

۴۰۔جناب ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب کلانوری

ولادت: ۱۸۷۲ء۔بیعت ۵/فروری ۱۸۹۲ء۔وفات ۱۲/فروری ۱۹۳۶ء

تعارف حضرت اقدسؑ: جناب ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ کی عمر اٹھارہ انیس سال تھی اور آپ میڈیکل کے سیکنڈ ائیر کے سٹوڈنٹ تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام لاہور تشریف لائے۔ آپ کا قیام محبوب رایوں کے مکان میں تھا۔ آپ کے ہم مکتب (ڈاکٹر) عبدالحکیم متعلم تھرڈ ائیر نے آپ کو حضرت اقدسؑ کے قیام لاہور کی خبر دی۔ انہیں

کے ساتھ آپ زیارت کے لئے پہنچے۔

حضرت اقدسؑ کے حسن اخلاق کی شہادت: آپ نے دیکھا کہ حضرت اقدسؑ نہایت کشادہ دلی سے لوگوں کے ساتھ بے تکلف ہو کر بات چیت کر رہے تھے۔ لوگ سوالات کرتے تھے اور آپ جوابات دیتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک شخص وارد ہوا اور اس نے حضرت صاحب کو ان کے منہ پر گالیاں دینی شروع کیں۔ حضرت صاحب سر نیچا کئے اس کی گالیاں سنتے رہے۔ جب وہ گالیاں دیتے دیتے تھک گیا تو حضرت صاحب نے فرمایا ''بھائی کچھ اور کہہ لے'' اس پر وہ بہت شرمندہ ہوا اور حضرت صاحب سے معافی مانگنے لگا اور کہا کہ مجھے معاف کر دیں میں نے آپ کو پہچانا نہ تھا۔ اتفاق سے سامعین میں ایک تعلیم یافتہ ہندو بھی تھا۔ اس نے کہا کہ حضرت مسیح کے تحمل اور بردباری کا قصہ تو کتابوں میں پڑھا ہے مگر اس رنگ میں رنگین کوئی شخص دیکھنے میں نہ آیا تھا۔ اس نے یہ بھی کہا کہ یہ شخص کامیاب ہو جائے گا۔

بیعت: حضرت صاحب کی شکل دیکھ کر اور ان کا رویہ دیکھ کر آپ کو پکا یقین ہو گیا کہ ''یہ شخص صادق ہے جھوٹا نہیں'' اور آپ اسی روز یعنی ۵رفروری ۱۸۹۲ء کو بیعت کر کے لوٹے۔ آپ کا نام رجسٹر بیعت میں ۳۲۰ نمبر پر درج ہے۔

خدمات دینیہ: حضرت مولانا عبدالکریم ؓ سیالکوٹی کی آخری بیماری کے دوران آپ قادیان تین ماہ کی رخصت پر آئے ہوئے تھے۔ اس دوران آپ کو حضرت مولوی صاحب کی خدمت کا خوب موقع ملا۔

۱۸۹۵ء میں حضرت اقدسؑ نے جو وفد چولہ باوا نانک سے متعلق تحقیقات کیلئے ڈیرہ بابا نانک بھیجا تھا۔ اس میں آپ بھی شامل تھے۔ حضرت اقدس علیہ السلام آپ کو اپنے اہل خانہ کے علاج کے سلسلہ میں عموماً لاہور سے بلا لیتے تھے۔ حضرت اقدسؑ کی آخری بیماری کے ایام میں بھی آپ کو خدمت کا موقع ملا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے معالج بھی رہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی وفات کے بعد خلافت ثانیہ کے قیام پر آپ غیر مبائعین میں شامل ہو گئے۔ آپ اسلامیہ کالج لاہور کے آنریری میڈیکل آفیسر تھے۔ آپ لاہور کی انجمن حمایت اسلام کے ممبر تھے۔ آپ کے خلاف ریزولیوشن پاس ہوا کہ چونکہ آپ احمدی ہیں اس لئے مسلمان نہیں لہٰذا آپ کو اس عہدہ سے فارغ کر دیا گیا۔ اس بات کا آپ کو بہت دکھ پہنچا۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: آپ کا ذکر کتاب البریہ میں پرامن جماعت کے ضمن میں بھی ہے۔ ضمیمہ انجام آتھم ملفوظات جلد دوم میں آپ کے عربی قصیدہ 'الاسنفا من فروۃ العلماء' سنانے کا ذکر ہے۔ (ص:۳۰۲) میں حضرت اقدسؑ نے فرمایا ''میں نے بارہا ان کو نمازوں میں روتے دیکھا ہے'' (صفحہ ۳۱)

وفات: آپ خلافت اولیٰ کے بعد نظام خلافت سے وابستہ نہ رہے اور غیر مبائعین میں شامل ہوئے گئے۔ آپ ۱۲رفروری ۱۹۳۶ء کو وفات پا گئے۔

ماخذ: (۱) ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۲۹ (۲) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد نمبر ۱۳ (۳) ''یاد رفتگان'' حصہ اول صفحہ ۸۳ تا ۹۷ (۴) رجسٹر بیعت مطبوعہ تاریخ احمدیت'' جلد ا صفحہ ۳۵۸ (۵) تاریخ احمدیت جلد ہشتم صفحہ ۳۲۱۔

☆

۴۱۔حضرت میرزا ایوب بیگ صاحب کلانوری معہ اہلبیت

ولادت: یکم اگست ۱۸۷۵ء۔بیعت: یکم فروری ۱۸۹۲ء۔وفات: ۲۸/اپریل ۱۹۰۰ء

تعارف و بیعت حضرت اقدس: مرزا ایوب بیگ رضی اللہ عنہ چیفس کالج لاہور میں پروفیسر تھے۔آپ نے ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ سے چند دن پہلے یکم فروری ۱۸۹۲ء کو بیعت کی۔رجسٹر بیعت میں آپ کا نام ۲۱۷ نمبر پر درج ہے۔

حضرت اقدسؑ سے تعلق محبت: حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے عاشق صادق تھے۔۳۰/ستمبر ۱۸۹۵ء کو جو وفد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چولہ باوانانک صاحبؒ کی تحقیقات کے لئے ڈیرہ بابانانک بھیجا آپ اس میں شامل تھے۔آپ کسوف وخسوف کے آسمانی نشان کو دیکھنے کے لئے قادیان گئے تھے اور حضرت اقدسؑ کے ساتھ اس آفاقی نشان کا مشاہدہ کیا تھا۔

وفات اور حضرت اقدسؑ کا ذکر خیر کرنا: آپ کی وفات عین جوانی میں بعمر ۲۵ سال ۲۸/اپریل ۱۹۰۰ء کو ہوئی تھی۔بہشتی مقبرہ کے قیام کے بعد حضرت اقدس کے ارشاد پر تدفین بہشتی مقبرہ میں ہوئی۔حضرت اقدسؑ نے آپ کے بھائی مرزا یعقوب بیگ کے نام جو تعزیت نامہ تحریر فرمایا اس میں لکھا:۔

''ہماری توجہ اس عزیز کی طرف تھی کہ وہ کیونکر جلد ہماری آنکھوں سے ناپدید ہو گیا تو اس حالت میں یک دفعہ الہام ہوا: 'مبارک وہ آدمی جو اس دروازہ کی راہ سے داخل ہو، یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ عزیزی مرحوم کی موت نہایت نیک طور پر ہوئی ہے اور خوش نصیب وہ ہے جس کی ایسی موت ہو'' (نزول المسیح روحانی خزائن جلد ۱۸ ص ۶۰۰)

حضرت اقدسؑ نے ملفوظات میں فرمایا:۔

''ہماری جماعت جو اب تک ایک لاکھ پہنچی ہے سب اس میں بھائی ہیں اس لئے اتنے بڑے کنبہ میں کوئی دن ایسا نہیں ہوا کہ کوئی دردناک آواز نہ آئی ہو۔جو گزر گئے وہ بعد بڑے ہی مخلص تھے۔جیسے ڈاکٹر بوڑے خاں،سید خصیلت علی شاہ صاحب،ایوب بیگ صاحب اور منشی جلال الدین صاحب خدا ان سب پر رحم کرے۔(ص ۳۰۵،۳۰۶)

اسی طرح ایک جگہ تحریر فرمایا کہ: مرحوم مذکور ''نیک بخت جو اولیاء اللہ کی صفات اپنے اندر رکھتا تھا'' (نزول المسیح روحانی خزائن جلد ۱۸ ص ۶۰۰) آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ قادیان قطعہ نمبر ۲ حصہ نمبر ۵ بلاوصیت منتقلی ہوئی۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: تحفہ قیصریہ میں جلسہ ڈائمنڈ جوبلی کی فہرست میں نام درج ہے۔ملفوظات جلد اوّل و دوم میں بھی آپ کا ذکر ہے۔ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۳۱ پر اپنے مخلص احباب میں ذکر کرتے ہوئے فرمایا ''مرزا ایوب بیگ جوان صالح میں نے بارہا ان کو نمازوں میں روتے دیکھا ہے۔'' اور نور القرآن نمبر ۲ پر امام کامل کی خدمت میں مصروف رہنے والے احباب میں ذکر ہے۔

وفات: آپ کی وفات ۲۸/ پریل ۱۹۰۰ء کو ہوئی آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ قادیان قطعہ نمبر۲ حصہ نمبر۵ میں ہوئی۔
ماخذ: (۱) ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱صفحہ ۳۱ (۲) نورالقرآن نمبر۲ روحانی خزائن جلد ۹صفحہ ۲۵۵ (۳) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد نمبر۱۲ (۴) ملفوظات جلد اول و دوم (۵) لاہور تاریخ احمدیت صفحہ ۱۳۷ (۶) ''آئینہ صدق و صفا سیرت حضرت مرزا ایوب بیگؓ '' (۶) ''ذکرِ حبیب'' (۷) رجسٹر بیعت اُولیٰ از تاریخ احمدیت جلد ۱صفحہ ۳۵۸۔

۴۲۔ جناب میرزا خدابخش صاحب جھنگ

ولادت: ۱۸۵۹ء۔ بیعت: ۲۴/ مارچ ۱۸۸۹ء۔ وفات: ۵/ اپریل ۱۹۳۷ء

تعارف: مرزا خدا بخش جھنگ شہر میں مرزا مراد بخش صاحب کے گھر ۱۸۵۹ء میں پیدا ہوئے۔ محلّہ باغوالہ جھنگ سے آپ کا تعلق تھا۔ بی اے گورنمنٹ کالج لاہور سے کیا۔ ہائی کورٹ لاہور میں بطور مترجم ملازمت مل گئی۔
حضرت اقدسؑ سے تعلق: حضرت اقدسؑ کے مجدد و مسیح و مہدی ہونے کے دعویٰ کا ذکر اپنے بڑے بھائی مرزا غلام عیسیٰ سے سُنا جو امرتسر میں سب پوسٹ ماسٹر تھے۔ آپ کو حضور سے ملاقات کا شوق پیدا ہوا۔ چنانچہ چھ روز تک قادیان میں قیام کیا۔ اس بارے میں آپ نے ایک جگہ لکھا:

''ان (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ ناقل) کی صورت اور ان کے چہرے کو دیکھ کر میری فطرت نے گواہی دی کہ یہ منہ جھوٹ بولنے والا نہیں ان کی تقریر میں وہ تاثیر تھی کہ بجلی کی طرح دلوں کے اندر گھستی چلی جاتی تھی تحریر میں وہ زور کہ ان کے قلم کے مقابلہ میں تمام اقلام خم ہوئے جاتے ہیں۔ ان کی چند روزہ صحبت اکسیر کا حکم رکھتی تھی ان کے ساتھ نماز پڑھنے سے ایک خاص سرور ولذت حاصل ہوتی تھی۔'' (عسل مصفیٰ جلد دوم)

بیعت: رجسٹر بیعت کے مطابق ۶۴ نمبر پر آپ کی بیعت درج ہے۔ جو ۲۴/ مارچ ۱۸۸۹ء کی ہے۔
دینی خدمات: آپ نے حضرت اقدسؑ کے اخلاق کریمہ سے متاثر ہو کر سرکاری ملازمت چھوڑ دی۔ حضرت اقدسؑ نے مکان کے ایک حصہ میں آپ کو جگہ دی۔ حضرت مسیح موعودؑ کے فیض روحانی کے پھیلانے کے لئے ہندوستان کے مختلف شہروں میں جا کر آپ نے علماء سے مباحثے کئے۔ آپ کی زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ ان کی کتاب ''عسلِ مصفّٰی'' کی تصنیف ہے۔ اسے حضرت مسیح موعودؑ نے تین ماہ تک مغرب سے عشاء تک سنا اور اظہار خوشنودی فرمایا۔ یہ کتاب دو جلدوں میں ہے اور چودہ سو صفحات پر مشتمل ہے۔
حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: ازالہ اوہام میں آپ کا ذکر صاف باطن اور ہمدردی اسلام کا جوش رکھنے والوں میں ہے۔ آسمانی فیصلہ میں پہلے جلسہ میں شامل ہونے والوں، آئینہ کمالات اسلام میں جلسہ سالانہ ۱۸۹۲ء اور

چندہ دہندگان، تحفہ قیصریہ میں ڈائمنڈ جوبلی میں شرکت کرنے والوں اور سراج منیر اور کتاب البریہ میں پُرامن جماعت میں آپ کا ذکر کیا ہے۔ کتاب مِنن الرحمٰن میں حضرت اقدسؑ نے اشتراک السنہ میں جاں فشانی کرنے والوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے آپ کا بھی ذکر فرمایا ہے۔

وفات: حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی وفات کے بعد مبائعین خلافت سے وابستہ نہ رہے اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام، لاہور کے ساتھ شامل ہوگئے۔ ۴؍اپریل ۱۹۳۸ء کو بعمر ۸۷ سال وفات پائی۔

ماخذ: (۱) ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد نمبر۳ (۲) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد نمبر۵ (۳) آسمانی فیصلہ روحانی خزائن جلد نمبر۴ (۴) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد نمبر۱۲ (۵) سراج منیر روحانی خزائن جلد نمبر۱۲ (۶) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد نمبر۱۳ (۷) رجسٹر بیعت اولیٰ مطبوعہ تاریخ احمدیت جلد۱ صفحہ ۳۴۶ (۸) مِنن الرحمٰن روحانی خزائن جلد نمبر۹ (۹) یادرفتگان صفحہ ۳۹۵ تا ۴۱۰ (۱۰) تاریخ احمدیت جلد ہشتم صفحہ ۴۳۴ (۱۱) عسل مصفّٰی جلد دوم صفحہ ۴۸۹

☆

۴۳۔ حضرت سردار نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیرکوٹلہ

ولادت یکم جنوری ۱۸۷۰ء۔ بیعت ۱۹؍نومبر ۱۸۹۰ء۔ وفات ۱۰؍فروری ۱۹۴۵ء

تعارف: حضرت نواب محمد علی خاں رضی اللہ عنہ کے مورث اعلیٰ شیخ صدرالدین جلال آباد کے باشندہ تھے۔ شیروانی قوم کے پٹھان تھے جو ۱۴۶۹ء میں سلطنت بہلول لودھی کے زمانہ میں اپنے وطن سے ہندوستان میں آئے اور ایک قصبہ آباد کیا جس کا نام مالیرکوٹلہ ہے۔ آپ کے والد ماجد کا نام نواب غلام محمد خاں صاحب تھا۔

تعلیم: ابتدائی تعلیم چیفس کالج (انبالہ و لاہور) سے حاصل کی۔ آپؓ ۱۸۸۷ء سے ۱۸۹۴ء تک محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس سے وابستہ رہے۔ اور آپؓ نے علی گڑھ کے مشہور سٹریچی ہال کی تعمیر میں پانچ صد روپیہ چندہ دیا۔

حضرت اقدسؑ سے تعلق اور بیعت: حضرت اقدس مسیح موعودؑ سے خط و کتابت کا آغاز آپ کے استاد مولوی عبداللہ فخری کاندھلوی (بیعت ۴؍مئی ۱۸۸۹ء) کی تحریک سے ہوا۔ حضرت نواب صاحبؓ اپنے ایک خط میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو لکھتے ہیں۔

''ابتداء میں گو میں آپ کی نسبت نیک ظن ہی تھا لیکن صرف اس قدر کہ آپ اور علماء اور مشائخ ظاہری کی طرح مسلمانوں کے تفرقہ کے مؤید نہیں ہیں۔ بلکہ مخالفانِ اسلام کے مقابل پر کھڑے ہیں۔ مگر الہامات کے بارے میں مجھ کو نہ اقرار تھا اور نہ انکار۔ پھر جب میں معاصی سے بہت تنگ آیا اور ان پر غالب نہ ہوسکا تو میں نے سوچا کہ آپ نے بڑے دعوے کئے ہیں۔ یہ سب جھوٹے نہیں ہوسکتے۔ تب میں نے

بطور آزمائش آپ کی طرف خط و کتابت شروع کی جس سے مجھ کو تسکین ہوتی رہی اور جب قریباً اگست میں آپ سے لودیانہ ملنے گیا تو اس وقت میری تسکین خوب ہوگئی اور آپ کو ایک باخدا بزرگ پایا اور بقیہ شکوک کو بعد کی خط و کتابت نے میرے دل سے بکلی دھویا اور جب مجھے یہ اطمینان دی گئی کہ ایک شیعہ جو خلفائے ثلاثہ کی کسر شان نہ کرے سلسلہ بیعت میں داخل ہوسکتا ہے۔تب میں نے آپ کی بیعت کر لی۔......''

بیعت: رجسٹر بیعت میں آپ کی بیعت ۲۱۰ نمبر پر درج ہے۔آپ نے ۱۹؍نومبر ۱۸۹۰ء کو حضرت اقدسؑ کی بیعت کا شرف حاصل کیا۔

حضرت اقدس سے رشتہ دامادی: آپ کے گھر روحانی بادشاہ کی بیٹی آئی اور آپ کا نکاح حضرت مسیح الزمان و مہدی دوراں کی مقدس صاحبزادی حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ سے ہوا۔

آپ کی نسبت الہام حضرت اقدسؑ: حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ نے آپ کی نسبت ایک الہام میں ''حجۃ اللہ'' کے نام سے یاد فرمایا۔

حضرت اقدسؑ نے کتاب منن الرحمٰن میں اشتراک السنہ کے کام میں جاں فشانی کرنے والے مردان خدا کا شکریہ ادا کرتے ہوئے آپ کا ذکر بھی فرمایا ہے۔

وفات: آپ ایک سال کی علالت کے بعد ۱۰/ فروری ۱۹۴۵ء کو وفات پا گئے۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ نے آپ کا جنازہ پڑھایا اور حضرت مرزا سلطان احمد کے ساتھ بہشتی مقبرہ میں آپ کی تدفین ہوئی۔

اولاد: آپ کی اہلیہ اوّل بُو مہر النساء بیگم صاحبہؓ سے تین بیٹے حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحب، حضرت نواب عبدالرحمٰن صاحب اور حضرت نواب عبدالرحیم خان صاحب اور ایک بیٹی حضرت بُو زینب بیگم صاحبہؓ تھیں۔جو حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کے حرم میں تھیں۔دوسری اہلیہ امتہ الحمید بیگم صاحبہؓ کی جلد وفات ہوگئی جس سے کوئی اولاد نہیں تھی۔حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ سے آپ کے دو بیٹے (۱) نواب محمد احمد خان صاحب (۲) نواب مسعود احمد خان صاحب اور تین بیٹیاں (۱) صاحبزادی منصورہ بیگم صاحبہ بیگم حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث (۲) صاحبزادی محمودہ بیگم صاحبہ بیگم ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب، (۳) صاحبزادی آصفہ مسعودہ بیگم ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب لاہور نواب محمد احمد خان صاحب کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔نواب مسعود احمد خان صاحب کے دو بیٹے نواب مودود احمد خان صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی اور نواب منصور احمد خان صاحب وکیل التبشیر تحریک جدید ہیں۔

آپ کے بیٹے نواب محمد عبداللہ خان صاحب کا عقد دخت کرام حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ سے ہوا جن کے تین بیٹے اور چھ بیٹیاں اور پوتے پوتیوں، نواسے نواسیوں کی کثیر تعداد ہے۔حضرت سیدہ بُو زینب بیگم صاحبہؓ کا عقد حضرت مرزا شریف احمدؓ سے ہوا۔جن کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں۔آپ کے پوتے سیدنا حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہیں علاوہ ازیں آپ کے پوتے پوتیوں اور نواسے

نواسیوں اور پڑنواسے پڑنواسیوں کی کثیر تعداد ہے

آپ کے تفصیلی حالات کا ذکر ''سیرت حضرت نواب محمد علی خاں صاحب مصنفہ محترم ملک صلاح الدین مرحوم میں ہے۔

ماخذ: (۱) ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد نمبر۳ (۲) مکتوبات احمدیہ جلد ہفتم حصہ اول صفحہ ۵۔۶ (۳) رجسٹر بیعت مندرجہ تاریخ احمدیت جلد ا صفحہ ۳۵۴ جدید ایڈیشن (۴) ملفوظات حضرت اقدسؑ (۵) تاریخ احمدیت جلد دہم صفحہ ۴۷۷ تا ۴۸۷ (۶) اصحاب احمد جلد دوم۔

☆

۴۴۔حضرت سید محمد عسکری خانصاحب سابق اکسٹرا اسسٹنٹ الٰہ آباد

بیعت: ۲۳ر جنوری ۱۸۹۰

تعارف: حضرت سید محمد عسکری خاں رضی اللہ عنہ الٰہ آباد کے ضلع کے رہنے والے تھے۔آپ کے والد ماجد کا نام سید محمد ماہ تھا جو کڑا ضلع الٰہ آباد کے تھے۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے آپ کی نسبت تحریر فرمایا ہے کہ:

''اس عاجز سے دلی محبت رکھتے ہیں بلکہ ان کا دل عطر کے شیشہ کی طرح محبت سے بھرا ہوا ہے۔ نہایت عمدہ صاف باطن یک رنگ دوست ہے۔معلومات وسیع رکھتے ہیں ایک جید عالم قابل قدر ہیں۔''

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد۳ صفحہ ۵۳۹)

بیعت: آپ نے ۲۳ر جنوری ۱۸۹۰ء کو بیعت کی جس وقت حضرت اقدسؑ نے ازالہ اوہام تصنیف فرمائی اُن دنوں بیمار تھے اور ملازمت سے پنشن پا چکے تھے۔

حضرت اقدس کا آپ کے نام مکتوب: حضرت اقدسؑ نے حضرت سید محمد عسکری خاں رئیس ضلع الٰہ آباد اکسٹرا اسسٹنٹ مدارالمہام ریاست بھوپال کے نام خط میں فرمایا:

''میری زندگی صرف احیاء دین کے لیے ہے اور میرا اصول دنیا کی بابت یہی ہے کہ جب تک اس سے بکلی منہ نہ پھیر لیں ایمان کا بچاؤ نہیں۔راحت ورنج گزرنے والی چیزیں ہیں اگر ہم دنیا کے چند دم مصیبت ورنج میں کاٹیں گے تو اس کے عوض جاودانی راحت پائیں گے۔بہشت انہی کی وراثت ہے جو دنیا کے دوزخ کو اپنے لیے قبول کرتے ہیں اور لذات عیش وعشرت دنیوی کے لئے مرے نہیں جاتے۔دنیا کیا حقیقت رکھتی ہے اور اس کے رنج وراحت کیا چیز ہیں جس کو آخری خوشحالی کی خواہش ہے اس کے لئے یہی بہتر ہے کہ تکالیف دنیوی کو بانشراح صدر اٹھائے اور اس ناپاک گھر کی عزت اور ذلت کو کچھ نہ سمجھے یہ

دنیا بڑا دھوکہ دینے والا مقام ہے جس کو آخرت پر ایمان ہے وہ کبھی اس غم سے غمگین اور نہ اس کی خوشی سے خوش ہوتا ہے۔ والسلام ۷رفروری ۱۸۸۷ء''

ماخذ: (۱) ''ازالہ اوہام'' روحانی خزائن جلد۳ صفحہ ۵۳۹ (۲) ''روزنامہ الفضل'' ربوہ ۳۰رجنوری ۲۰۰۱ء (۳) رجسٹر بیعت مطبوعہ تاریخ احمدیت جلد اصفحہ ۳۵۱ جدید ایڈیشن

☆

۴۵۔حضرت میرزا محمد یوسف بیگ صاحب۔ سامانہ ریاست پٹیالہ

بیعت: ۱۸۸۹ء

تعارف: حضرت مرزا محمد یوسف بیگ صاحب رضی اللہ عنہ کے والد محترم مرزا رستم بیگ صاحب ساکن محلّہ اندر کوٹ سامانہ علاقہ پٹیالہ تھے۔ آپ کے حضرت اقدسؑ سے اس وقت سے تعلقات تھے جب حضورؑ گوشہ نشینی میں تھے۔

بیعت: آپ ان خوش نصیب اصحاب میں سے ہیں جنہوں نے مارچ ۱۸۸۹ء کو لدھیانہ کے مقام پر حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی سعادت حاصل کی۔ رجسٹر بیعت میں آپ کی بیعت کا اندراج ۳۹ نمبر پر ہے۔ آپ کا سارا خاندان بفضلہٖ تعالیٰ شامل احمدیت تھا۔ حضرت مرزا ابراہیم بیگ (یکے از تین سو تیرہ) اور اس خاندان میں حضرت مرزا یوسف بیگ کے علاوہ دس خواتین نے ۱۸۸۹ء میں بیعت کر لی تھی۔

حضرت اقدسؑ کا آپ کے بارہ میں ارشاد: حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

''حبی فی اللہ مرزا محمد یوسف بیگ صاحبؓ سامانوی۔ مرزا صاحب مرزا عظیم بیگ صاحب مرحوم کے حقیقی بھائی ہیں جن کا حال رسالہ فتح اسلام میں لکھا گیا ہے...... میرزا صاحب موصوف ایک اعلیٰ درجہ کی محبت اور اعلیٰ درجہ کا اخلاص اور اعلیٰ درجہ کا حسنِ ظن اس عاجز سے رکھتے ہیں اور میرے پاس وہ الفاظ نہیں جن کے ذریعہ سے میں ان کے خلوص کے مراتب بیان کر سکوں یہ کافی ہے کہ اشارہ کے طور پر میں اسی قدر کہوں کہ **ھو رجل یحبنّا و نحبّہٗ و نَسئل اللّٰہ خیرہ فی الدنیا و الاٰخرۃ.** میرزا صاحب نے اپنی زبان اپنا مال اپنی عزت اس للّٰہی محبت میں وقف کر رکھی ہے اور ان کا مریدانہ اور محبّانہ اعتقاد اس حد تک بڑھا ہوا ہے کہ اب ترقی کے لئے کوئی مرتبہ باقی نہیں معلوم ہوتا۔ **و ذالک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشآءُ**......''

(ازالہ اوہام حصہ دوم روحانی خزائن جلد ۳ ص ۵۳۰، ۵۳۱)

آپ کے بارہ میں حضرت اقدسؑ کا تذکرہ: حضرت مسیح موعودؑ نے آپ کے بیٹے حضرت مرزا محمد ابراہیم بیگ صاحبؓ کی وفات کے متعلق اپنے ایک کشف کو بطور نشان پیش فرمایا۔ اس نشان کا تذکرہ حضورؑ نے اپنی کتاب

تریاق القلوب اورنزول المسیح دونوں میں کیا ہے۔نزول المسیح میں حضورؑ آپ کے بارہ میں فرماتے ہیں:

''ہمارے ایک مخلص دوست مرزامحمد یوسف بیگ صاحب ہیں جوسامانہ علاقہ ریاست پٹیالہ کے رہنے والے ہیں اورایک مدت دراز سے ہمارے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اورہمیں امید ہے کہ وہ اسی تعلق میں تمام عمر رہیں گےاوراسی میں اس دنیا سے گزریں گے......''

(نزول المسیح روحانی خزائن جلد۱۸ص۶۰۱)

وفات اورروایات میں ذکر: آپ اپنے پیارے امام کی امیدوں پر پورااترے اوراخلاص ووفا کے عہد نبھاتے ہوئے حضور کی زندگی میں ہی عالم جاودانی کو سدھار گئے۔حضور کوبھی آپ کی وفات کا صدمہ تھا۔ چنانچہ حضرت عبدالکریم صاحبؓ سکنہ عثمان پورریاست جنیدفرماتے ہیں کہ میں جب پہلی مرتبہ حضورؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضورؑ یہ معلوم کر کے کہ میں سامانہ کے قریب ایک گاؤں سے آیا ہوں یہ دریافت فرماتے رہے کہ یوسف بیگ سامانوی کاانتقال کیسے ہوگیا۔

ماخذ: (۱)''ازالہ اوہام'' روحانی خزائن جلد۳ صفحہ۵۳۰، ۵۳۱ (۲) نزول المسیح روحانی خزائن جلد۱۶ صفحہ ۶۰۱ (۳)رجسٹر روایات نمبر۵ صفحہ۱۰۰۔(۴)رجسٹر بیعت اُولیٰ مطبوعہ تاریخ احمدیت جلد۱صفحہ۳۴۴۔۳۴۸و۳۵۰۔

☆

۴۶۔حضرت شیخ شہاب الدین صاحب......لودیانہ

بیعت:ابتدائی ایام۔وفات:۶رنومبر۱۹۰۷ء

تعارف: حضرت شیخ شہاب الدین صاحب رضی اللہ عنہ لدھیانوی حضرت مسیح موعودؑ کے پرانے محبین میں سے تھے۔اگست۱۸۹۱ء میں اہل لدھیانہ کی طرف سے باجازت حضرت مسیح موعودؑ ایک اشتہار شائع کیا گیا۔جس میں علماء کوحضورؑ سے بحث کی دعوت دی گئی ان مشتہرین افراد میں آپ کا نام بھی ۹۷ویں نمبر پر شامل ہے۔

بیعت: آپ نے ابتدائی ایام میں بیعت کی۔آسمانی فیصلہ میں جلسہ سالانہ میں شریک احباب کی فہرست میں نام درج ہے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: ازالہ اوہام، آسمانی فیصلہ،تحفہ قیصریہ اورکتاب البریہ میں مخلصین، جلسہ کے شرکاء، چندہ دہندگان اورپُرامن جماعت کے ضمن میں آپ کا ذکر ہے۔

سکونت قادیان: اپنی آخری عمر میں آپ بیمار ہوگئے اور یہ ایام آپ نے قادیان میں ہی گزارے۔حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ فرماتے ہیں:

''حاجی شہاب الدین لودیانوی اور بابا الٰہی بخش صاحب مالیرکوٹلوی جب بیمار ہوئے تو آپؑ (حضرت اقدسؑ)ان کی عیادت کوبھی جاتے۔حاجی شہاب صاحب......اخلاص مند دل ان کے پہلو میں تھا......''

وفات: حضرت شیخ شہاب الدین صاحبؓ نے ۶رنومبر ۱۹۰۷ء کو قادیان ہی میں وفات پائی اور بہشتی مقبرہ قادیان قطعہ نمبر ۱ حصہ نمبر ۳ میں بلا وصیت دفن ہوئے۔

ماخذ: (۱)''ازالہ اوہام'' روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۴۱، ۵۴۲ (۲) آسمانی فیصلہ روحانی خزائن جلد نمبر ۲ (۳) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد نمبر ۱۲ (۴) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد نمبر ۱۳ (۵) سیرت حضرت مسیح موعودؑ صفحہ ۱۸۲

☆

۴۷۔حضرت شہزادہ عبدالمجید صاحب......لودیانہ

بیعت:۱۸۸۹ء۔وفات:۲۳رفروری ۱۹۲۸ء

تعارف: حضرت عبدالمجید رضی اللہ عنہ کابل کے مشہور درّانی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔آپؓ کا خاندان ہجرت کر کے لدھیانہ آ گیا اور شاہی پناہ گزین کی حیثیت سے آپ کے خاندان کو کئی پشتوں تک گورنمنٹ سے پنشن ملتی رہی۔

آپ گورنمنٹ ہائی سکول لدھیانہ سے رسمی تعلیم حاصل کر کے دینی تعلیم کی طرف متوجہ ہوئے اور حضرت صوفی احمد جان صاحبؓ لدھیانوی کی صحبت کو اختیار کیا۔ڈپٹی کمشنر کے دفتر میں ملازمت اختیار کی۔

حضرت اقدسؑ سے تعلق: حضرت مسیح موعودؑ کی پہلی بار زیارت صوفی احمد جانؓ کے ذریعہ لدھیانہ شہر کے محلّہ صوفیاں میں نصیب ہوئی۔ان دنوں کتاب براہین احمدیہ چھپ رہی تھی اور اس کی کاپیاں حضرت اقدسؑ کی خدمت مبارک میں آتی تھیں۔حضرت اقدسؑ کے چند روزہ قیام کے دوران شہزادہ صاحب آپ کے پاس صوفی احمد جان صاحبؓ کے ساتھ آتے تھے۔

بیعت: حضرت صوفی احمد جانؓ حج کے لئے تشریف لے گئے تو شہزادہ صاحب بھی ساتھ تھے۔حج سے واپس آ کر موصوف نے،صوفی احمد جانؓ کے ارشاد و وصیت کے مطابق حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کر لی۔آپ کے چہرہ سے رُشد و سعادت کے آثار نمایاں تھے۔ایک عام آدمی بھی انہیں دیکھ کر سمجھتا تھا کہ یہ کوئی ولی اللہ ہے

ع عشق الٰہی وسّے منہ تے ولیاں ایہہ نشانی

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: ازالہ اوہام،آسمانی فیصلہ،آئینہ کمالات اسلام میں جلسہ سالانہ کے شرکاء اور مخلصین میں آپ کا ذکر حضرت اقدسؑ نے فرمایا ہے۔

دینی خدمات: جماعت احمدیہ لدھیانہ نے آپ کو امام الصلوٰۃ مقرر کیا۔آپ خطیب بھی تھے اور درس قرآن بھی دیا کرتے تھے۔قرآن شریف کے ساتھ آپ کو عشق تھا۔اس سوز اور خوش الحانی سے قرآن کریم پڑھتے تھے کہ ایک سنگدل سے سنگدل انسان بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا تھا۔آپ کو ایک خاص شرف اور سعادت یہ بھی حاصل ہے جو بہت کم لوگوں کو نصیب ہوئی کہ لدھیانہ میں حضرت مسیح موعودؑ آپ کی امامت میں نماز پڑھتے رہے۔آپ قلم برداشتہ مضامین لکھا کرتے تھے اور سلسلہ احمدیہ کی اشاعت کے لئے اشتہارات بھی لکھتے تھے اس کے علاوہ آپ نے ایک کتاب ''انوار

احمدی'' کے نام سے ۱۹۰۱ء میں لکھی ایک اور رسالہ ''عاقبۃ المکذ بین'' اور ''سورۃ الاخلاص'' کی تفسیر بھی لکھی۔

جب آپ کی اہلیہ صاحبہ فوت ہوگئیں اور آپ ملازمت سے الگ ہوگئے تو لدھیانہ کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ کر قادیان دارالامان میں سکونت اختیار کر لی۔ حضرت حکیم الامت کا کتب خانہ اور حضرت مولانا مفتی محمد صادقؓ کی ذاتی لائبریری سلسلہ کی طرف منتقل ہو چکے تھے۔ان کی درستی اور ترتیب کا کام آپ کے سپرد ہوا۔

تائید الٰہی: حضرت شہزادہ صاحب پر ایک معاند سلسلہ احمدیہ مولوی عبدالعزیز لدھیانوی نے فوجداری مقدمہ کیا مگر خدا تعالیٰ نے مدعی کے دل میں ایسا رعب ڈال دیا کہ اس نے مقدمہ چھوڑنے کے سوا چارہ نہ دیکھا۔ حضرت اقدسؑ کے سامنے اس کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ یہ تو آپ کی کرامت ظاہر ہوئی تو شہزادہ صاحب نے عرض کی کہ حضورؑ یہ تمام ذلت اور ناکامیابی کے دکھ کی مار ہے جو فریق مخالف کو ہوئی جو صرف حضورؑ کی دعا سے ہوئی۔

ایران میں داعی الی اللہ کی حیثیت سے: حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ایران میں دعوت الی اللہ کے لئے آپ کو منتخب فرمایا۔ آپ ۱۲؍جولائی ۱۹۲۴ء کو اپنے خرچ پر ایران کے لئے روانہ ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ایک رؤیا دیکھا کہ شہزادہ صاحب خانقاہ درویش میں حضرت مسیح موعودؑ کے فارسی اشعار پڑھ کر سنا رہے ہیں اور تمام درویش اشعار سن کر وجد کی حالت میں جھوم رہے ہیں۔ تہران پہنچنے پر آپ نے خانقاہ درویش کا پتہ لگایا۔ دیکھا کہ وہاں بہت سے درویش بیٹھے ہیں۔ سلام مسنون کے بعد آپ نے حضرت اقدسؑ کے اشعار پڑھنے شروع کر دیئے۔ درویش یہ اشعار سن کر جھومنے لگے۔ جب اشعار ختم ہوئے تو دعوت الی اللہ کی اور ''دعوت الامیر'' کے پچاس نسخے جو آپ کے پاس تھے تقسیم کر دیئے۔ آپ نہایت تنگدستی میں فریضہ تبلیغ سرانجام دیتے رہے۔

وفات: آپ فروری ۱۹۲۸ء کو تہران میں ہی فوت ہوگئے اور شہر کے جنوبی طرف چھوٹے سے قبرستان میں دفن کئے گئے۔ ۱۹۵۳ء تک آپ کا مزار مبارک موجود تھا مگر اس کے بعد قبرستان ہموار کر کے عمارتیں تعمیر کر دی گئیں۔ آپ کی وصیت نمبر ۱۸۲۰ ہے۔ آپکا کتبہ یادگار بہشتی مقبرہ قادیان میں ہے۔

ماخذ: (۱) ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد نمبر ۳ حصہ دوم (۲) آسمانی فیصلہ روحانی خزائن جلد نمبر ۶ (۳) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد نمبر ۵ (۴) مضمون ''حضرت شہزادہ عبدالمجید لدھیانوی'' از ماہنامہ انصار اللہ مئی و جون ۲۰۰۰ء (۵) تاریخ احمدیت جلد ہشتم۔

☆

۴۸۔حضرت منشی حمیدالدین صاحب لودیانہ

ولادت:۱۸۵۵ء۔ بیعت:۲۵/دسمبر ۱۸۹۵ء

خاندان کا تعارف: حضرت منشی حمیدالدین رضی اللہ عنہ میرٹھ کے رہنے والے تھے آپ کے والد صاحب کا نام شیخ بدرالدین صاحب تھا۔آپ کے آباؤاجداد کا پیشہ ملازمت تھا یا تجارت۔ یہ خاندان میرٹھ کے علاوہ کانپور، لکھنو، ساگر اور ہندوستان اور یورپ کے اکثر شہروں میں آباد تھا۔ آپ کے دادا شیخ خدا بخش صاحب کے تین بیٹے فخر الدین صاحب، شمس الدین صاحب اور بدرالدین صاحب تھے۔آپ کے والد صاحب بوجہ ٹھیکیداری کا بار نہ اٹھا سکنے کے بتلاش روزگار سیالکوٹ سے شاہ پور گئے اور وہاں محکمہ بندوبست میں ملازم ہو گئے۔

ولادت: حضرت منشی حمیدالدین رضی اللہ عنہ کے خود نوشت مضمون مطبوعہ الحکم ۱۲/دسمبر ۱۹۳۵ء کے مطابق آپ ۱۸۵۵ء میں موضع وہرہ تحصیل پھالیہ ضلع گجرات میں پیدا ہوئے۔اس موضع میں جانے کا پس منظر یہ تھا کہ آپ کے والد فقیر دوست اور صوفی مشرب تھے وہ نقشبندی خاندان کے ایک بزرگ اور صاحب ارشاد بابا فیض بخش صاحب کے ہاں ٹھہرے ہوئے تھے۔حضرت منشی صاحب کی ولادت کے بعد آپ کے والد نے قصبہ مڈھ رانجھا والا (مڈھ رانجھا۔ ناقل) تحصیل بھیرہ (خاص تحصیل بھلوال) ضلع شاہ پور (حال ضلع سرگودھا) میں رہائش اختیار کر لی۔

تعلیم وملازمت: حضرت منشی صاحب نے جس مدرسہ میں تعلیم پائی اس میں مولانا عبدالرحیم فاضل قصبہ کلانور ضلع گورداسپور اور مولانا عبدالحکیم صاحب پروفیسر یونیورسٹی کالج لاہور کے والد ماجد تعلیم دیا کرتے تھے۔ جہاں آپ نے بھی فارسی ریاضی اور دینیات کی تعلیم حاصل کی۔اس کے بعد پہلے تو میڈیکل پیوپل (Pupil) ہوکر رسالہ ہذا میں اور پھر ۱۸۷۳ء میں میڈیکل کالج لاہور میں داخل ہوئے (بوجہ چند موجبات تعلیم مکمل نہ کر سکے) پھر خوشاب میں کچھ عرصہ محرر عمارات رہ کر ۱۸۷۳ء میں محکمہ بندوبست میں میانوالی، سونی پت ضلع دہلی اور لودیانی میں محرر کھیوٹ رہے سونی پت میں آپ کے والد ماجد کا انتقال ہو گیا۔۱۸۸۰ء میں محکمہ پولیس میں بطور محرر ملازم ہو گئے۔ جہاں ایک لمبا عرصہ ملازم رہے۔

بیعت کا پس منظر: حضرت منشی صاحب بیان کرتے ہیں کہ میڈیکل کالج لاہور میں تعلیم کے دوران چینیاں والی مسجد لاہور میں جایا کرتا تھا جہاں مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب وعظ کیا کرتے تھے۔ وعظ کے اثر سے مقلدین اور غیر مقلدین اوران کے رسائل وفتاویٰ جو ہر ایک کی تردید وتکفیر کے ہیں ان سے پرانے آئمہ اور اولیاء کرام کی عظمت دل سے اٹھ گئی۔۱۳۰۲ھ میں آپ نے صوفیا کی طرف رجوع کیا اور حضرت صوفی احمد جانؓ لودھیانوی جو ایک مشہور بزرگ اور صاحب ارشاد تھے، کی خدمت میں گئے مگر وہ حج سے واپسی پر انتقال کر گئے۔

حضرت اقدس کی بیعت: ۱۸۹۰ء میں حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہؑ کے بارہ میں سنا اور حضرت اقدسؑ کے عقائد و دعاوی کا علم ہوا۔ چنانچہ قادیان جا کر ۲۵ ردسمبر ۱۸۹۵ء کو حضرت اقدسؑ کے دست مبارک پر بیعت کر لی۔
حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: آپ کا کتاب البریہ میں پُر امن جماعت کی فہرست میں ذکر ہے۔
ماخذ: (ا) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد نمبر ۱۳ (۲) اخبار الحکم قادیان۔

☆

۴۹۔ حضرت میاں کرم الٰہی صاحب......لودیانہ

ولادت: ۱۸۴۲ء۔ بیعت: ۲ راگست ۱۸۹۱ء۔ وفات: ۲۱ راگست ۱۹۲۰ء

تعارف: حضرت میاں کرم الٰہی رضی اللہ عنہ لودیانہ کے رہنے والے تھے اور ارائیں قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کی ولادت ۱۸۴۲ء کی ہے۔
بیعت: رجسٹر بیعت میں آپ کی بیعت اس طرح درج ہے۔ ۲ راگست ۱۸۹۱ء کرم الٰہی ولد حسّو ساکن لدھیانہ قوم ارائیں ملازم پولیس۔ آپ کی بیعت کا نمبر ۲۴۹ ہے۔
حضرت اقدس کی کتب میں تذکرہ: حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب میں آپ کا تذکرہ محفوظ ہے۔ ۱۸۹۲ء میں جماعت احمدیہ کا دوسرا جلسہ سالانہ ہوا آپ بھی اس جلسہ میں شریک ہوئے۔ حضور نے شرکاء جلسہ کی فہرست ''آئینہ کمالات اسلام'' کتاب میں درج فرمائی ہے۔ حضرت میاں صاحب کا نام ۵۶ نمبر پر موجود ہے۔ اسی طرح حضورؑ کی کتاب آریہ دھرم اور کتاب البریہ میں مندرج جماعت کے پاک ممبروں کی فہرستوں میں بھی آپ کا نام موجود ہے۔
اخلاص و محبت کا تعلق اور مالی قربانی میں حصہ: حضورؑ کی کتب میں آپ کے ذکر کا اس طرح محفوظ ہونا آپ کی حضورؑ کے ساتھ وابستگی اور اخلاص کو ظاہر کرتا ہے اور آپ کے اس مخلصانہ اور عقیدتمندانہ برتاؤ کے نتیجے میں حضورؑ بھی آپ سے بے پناہ محبت رکھتے تھے۔

سلسلہ کی مالی معاونت میں بھی آپ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور مسابقت کے اس میدان میں بھی آپ کسی سے پیچھے نہ رہتے۔ جلسہ سالانہ ۱۸۹۲ء کے موقع پر ایک فہرست ان اصحاب کے چندہ کی تیار کی گئی جو مطبع کے لئے چندہ بھیجتے رہیں گے آپ ان چندہ دہندگان میں شامل ہوئے۔ فہرست میں ۴۳ ویں نمبر پر آپ کا نام موجود ہے۔ اسی طرح جلسہ ڈائمنڈ جوبلی جون ۱۸۹۷ء میں بھی احباب جماعت نے سلسلہ کی ضروریات کے لئے چندہ دیا۔ حضرت میاں کرم الٰہی صاحبؓ اس جلسہ میں تو شامل نہ ہو سکے لیکن آپ نے اس موقع پر چندہ بھجوایا آپ کا نام جلسہ احباب (تحفہ قیصریہ) روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۳۱۲ پر موجود ہے۔ اسی طرح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے قادیان

میں حضرت صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب نعمانیؓ کے مکان کی تعمیر کے لئے چندے کی تحریک فرمائی تو آپؓ نے بھی حضورؑ کی اس آواز پر لبیک کہا اور اس کار خیر میں بھی حصہ لیا۔

وفات: حضرت میاں کرم الٰہیؓ نے تقریباً ۸۷ سال کی عمر میں ۲۱ راگست ۱۹۲۰ء کو لدھیانہ میں وفات پائی۔ آپ خدا تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے آپ کی وفات پر الفضل میں یہ اعلان شائع ہوا ''ملا کرم الٰہی صاحب ساکن چھاؤنی لدھیانہ جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بہت پرانے اور مخلص خدام میں سے اور سلسلہ کے سرگرم خادم تھے انتقال کر گئے۔ آپ کی میتّ لدھیانہ سے قادیان لائی گئی اور بہشتی مقبرہ میں دفن کی گئی۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں۔''

آپ کی وصیت نمبر ۶۲۹ ہے اور تدفین بہشتی مقبرہ قادیان قطعہ نمبر ۵ حصہ نمبر ۱۵ میں ہوئی۔

آپ کی اہلیہ: آپ کی اہلیہ مسمات فاطمہ بیگم صاحبہ بھی ایک دیندار اور مخلص خاتون تھیں۔ ۱۹۱۵ء میں نظام وصیت کے ساتھ منسلک ہوئیں اور ۴ جون ۱۹۲۹ء کو وفات پا کر بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئیں۔

ماخذ: (۱) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد نمبر ۵ (۲) الحکم ۱۷ رنومبر ۱۸۹۹ء صفحہ ۷ کالم ۳ (۳) الفضل ۲ رستمبر ۱۹۲۰ء صفحہ ۲ کالم ۳ (۴) رجسٹر بیعت اُولیٰ مطبوعہ تاریخ احمدیت جلد ۱ صفحہ ۳۵۵ (رجسٹر روایات جلد ۵ صفحہ ۱۰۰) (۶) ماہنامہ خالد اکتوبر ۲۰۰۴ء۔

۵۰۔ حضرت قاضی زین العابدین صاحب خانپور سرہند

بیعت: ۲۱ رفروری ۱۸۹۲ء۔ وفات: ۱۹۱۰ء

تعارف: حضرت قاضی زین العابدین رضی اللہ عنہ ولد غلام حسین خان صاحب خانپور ریاست پٹیالہ ڈاکخانہ سرہند کے رہنے والے تھے۔ بڑے وجیہہ، خوبصورت اور خوش لحن تھے، نہایت ذہین اور زیرک تھے اور ایک عمدہ حکیم بھی تھے۔ آپ کے جد امجد عرب سے ہجرت کر کے افغانستان اور پھر مغلیہ دور حکومت میں خانپور سرہند میں آئے۔ اس طرح آپ اصلاً قریشی تھے۔ آپ کے خاندان کو خانپور میں مغلیہ دور میں قاضی کا منصب دیا گیا۔

بیعت کا پس منظر: حضرت صوفی احمد جانؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان اولین عشاق میں سے تھے جنہوں نے اپنے کثیر ارادت مندوں اور عقیدت مندوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دامن سے وابستگی اختیار کر لی تھی اور شاہی پر غلامی کو ترجیح دی۔ آپ کے اس نمونہ سے آپ کے مریدوں کی بھی ایک تعداد آپ کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام امام الزمان کی بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئی، چنانچہ ایسے مریدوں میں ایک نام حضرت قاضی زین العابدین صاحب سرہندیؓ کا بھی ہے۔

حضرت صوفی احمد جان کے ساتھ فریضہ حج پر دعائیں: ۱۸۸۵ء کے اوائل میں حضرت صوفی احمد جانؓ صاحب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اجازت سے جب حج پر روانہ ہونے لگے تو حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے قلم سے انہیں ایک دردانگیز دعا تحریر کے فرمائی اور ساتھ ہدایت دی کہ:

''آپ پر فرض ہے کہ انہیں الفاظ سے بلاتبدیل وتغیر بیت اللہ میں حضرت ارحم الراحمین میں اس عاجز کی طرف سے دعا کریں۔'' (ریویو آف ریلیجنز اکتوبر ۱۹۴۲ء صفحہ ۱۶)

چنانچہ حضرت صوفی صاحبؓ نے یہ دعا بیت اللہ شریف میں بھی اور میدان عرفات میں بھی پڑھی۔ آپ کے پیچھے اس وقت آپ کے تقریباً بیس خدام اور عقیدت مند بھی تھے جن کو آپ نے فرمایا کہ میں حضرت مسیح موعودؑ کا دعائیہ مکتوب بلند آواز سے پڑھتا ہوں تم سب آمین کہتے جاؤ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ آپ کے ساتھ اس عبادت حج اور پھر حضرت مسیح موعودؑ کی دعا میں شامل ہونے والے خدام میں سے ایک حضرت قاضی زین العابدینؓ بھی تھے۔

آپ فرماتے ہیں کہ حضرت منشی احمد جانؓ وہ بزرگ ہستی ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی ابتدائی حالت کو ہی دیکھ کر لوگوں کی بیعت لینی چھوڑ دی تھی اور جو کوئی آتا اس کو آپ فرمایا کرتے تھے کہ اب جس کو یاد الٰہی کا شوق ہو وہ قادیان مرزا غلام احمد صاحب کے پاس جائے ہم مخلوقِ خدا کو ایک ایک قطرہ دیا کرتے تھے مگر یہ شخص یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو ایسا عالی ہمت پیدا ہوا ہے کہ اس نے تو چشمہ پر سے پتھر ہی اٹھا دیا اب جس کا جی چاہے سیر ہو کر پیئے۔ حضرت صوفی صاحبؓ کی وفات کے بعد جو ۲۷ر دسمبر ۱۸۸۵ء میں ہوئی، حضرت قاضی صاحبؓ نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر جا کر مراقبہ کیا اور یاد الٰہی میں محو رہے۔ اس دوران آپ کئی بار قادیان آئے اور آ کر ہفتہ ہفتہ ٹھہر کر واپس چلے جاتے۔ بالآخر فرماتے ہیں کہ ''حضرت منشی احمد جان صاحبؓ کی عقیدت کی وجہ سے میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کر لی پھر حضرت اقدسؑ کی مجلس کا جو رنگ مجھ پر چڑھا اس کے پہلا پھیکا لگا۔

بیعت: آپ نے ۲۱ر فروری ۱۸۹۲ء کو بمقام کپورتھلہ حضور علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کا شرف حاصل کیا جبکہ حضورؑ سیالکوٹ سے واپسی پر کپورتھلہ تشریف لے گئے تھے۔ رجسٹر بیعت اُولیٰ میں آپ کی بیعت کا اندراج ۲۹۶ نمبر پر ہے ''۲۱ر فروری ۱۸۹۲ء بمقام کپورتھلہ زین العابدین ولد غلام حسین خان پور ریاست پٹیالہ ڈاکخانہ سرہند'' تحریر ہے۔ آپ کے دوسرے بھائی قاضی نظام الدین بھی رفیق حضرت اقدسؑ کے تھے۔

حضرت اقدس سے اخلاص کے تعلق کا ذکر: دسمبر ۱۸۹۲ء میں آپ قادیان آئے اور جماعت احمدیہ کے دوسرے تاریخی جلسہ میں شرکت فرمائی چنانچہ آپ کا نام شاملین جلسہ کے اسماء مندرجہ آئینہ کمالات اسلام میں ۸۷ ویں نمبر پر درج ہے۔ اس خوش نصیبی کے علاوہ آپ کے حصہ میں یہ سعادت بھی آئی کہ حضور علیہ السلام نے آپ کا نام ۳۱۳ صحابہ مندرجہ کتاب ''انجام آتھم'' میں بھی رقم فرمایا ہے۔

اسی طرح حضورؑ نے اپنے ایک اشتہار میں مخالفین کی طرف سے گورنمنٹ کو پہنچائی گئی، خلاف واقعہ اطلاعات کی تردید کرتے ہوئے اپنے خاندان اور سلسلہ کے صحیح حالات بیان فرمائے ہیں اور بطور نمونہ اپنی جماعت کے ۳۱۶؍اصحاب کے نام درج فرمائے ہیں جس میں آپ کا نام بھی ۲۳۱ نمبر پر موجود ہے۔ یہ اسماء تبلیغ رسالت جلد ہفتم صفحہ ۱۲۷ور کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۳۵۰۔ ۳۵۷ پر موجود ہیں۔

اولاد: آپ نے اپنی ایک بیٹی کی شادی حضرت میاں محمد ظہور الدین صاحبؓ آف ڈولی کہار آگرہ کے ساتھ کی جو آپ کے شاگردوں میں سے ہی تھے۔ آپ کے تین بیٹے قاضی منظور احمد، عبداللطیف اور منظور الحق صاحب تھے۔ اب ان کی اولاد لکھنو (اترپردیش بھارت) کراچی اور لندن میں ہے۔

آپ کے ایک پوتے چوہدری محمد نسیم صاحب لکھنوا میر جماعت احمدیہ اُترپردیش (بھارت) ہیں۔

ماخذ: (۱) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد نمبر ۵ (۲) رجسٹر بیعت مندرجہ تاریخ احمدیت جلد ۱ صفحہ ۳۶۰ (۳) تبلیغ رسالت جلد ۱۳ (۴) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد نمبر ۱۲ (۵) رجسٹر روایات نمبر ۷ صفحہ ۳ (۶) رجسٹر روایات نمبر ۱۱ صفحہ ۳۵۸ (۷) انٹرویو چوہدری محمد نسیم امیر جماعت احمدیہ لکھنو (اترپردیش بھارت) (۸) ریویو آف ریلیجنز اکتوبر ۱۹۴۲ صفحہ ۱۶۔

☆

۵۱۔ حضرت مولوی غلام حسن صاحب رجسٹرار...... پشاور

ولادت: ۱۸۵۲ء۔ بیعت ۱۷؍مئی ۱۸۹۰ء۔ وفات یکم فروری ۱۹۴۳ء

تعارف: حضرت مولوی غلام حسن رضی اللہ عنہ کے والد صاحب کا نام جہان خان صاحب تھا۔ آپ کی اصل سکونت میانوالی تھی اور یہ علاقہ ضلع بنوں میں تھا۔ آپ کے خاندان کے احباب اب بھی اس علاقے خصوصاً موسیٰ خیل میں موجود ہیں۔ آپ کی عارضی سکونت پشاور میں تھی۔ بیعت کے وقت آپ گورنمنٹ سکول (یعنی میونسپل بورڈ سکول پشاور) میں مدرس تھے۔ بعد میں آپ رجسٹرار ہو گئے تھے۔

حضرت مولوی صاحبؓ کے مہربان و مربی حضرت مرزا محمد اسماعیل قندھاریؓ (جن کی ہمشیرزادی سے آپ کا نکاح ہوا تھا) ایک بلند پایہ صوفی بزرگ تھے جو پشاور محلّہ گل بادشاہ کے رہنے والے تھے۔ حکومت انگریزی میں ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز تھے۔ انہوں نے کتاب براہین احمدیہ کی اشاعت کے لئے چندہ بھیجا تھا اور براہین احمدیہ کو پڑھ کر فرماتے تھے کہ اس شخص کی تحریر مسیح ناصری کی تحریر وتقریر سے ملتی ہے۔ یہ بڑے عالی مرتبہ کا ولی ہے۔

بیعت کا پس منظر: حضرت مرزا محمد اسماعیلؓ صاحب نے حضرت اقدس کا تذکرہ پیر صاحب کوٹھہ شریف سے صرف اس قدر سن رکھا تھا کہ اب اُن کا (یعنی پیر صاحب کوٹھہ شریف کا) دور ختم ہو گیا ہے کیونکہ مہدی آخرالزمان پیدا

ہو چکا ہے اس کی زبان پنجابی ہے اور بعض لوگ مہدی آخرالزمان کو دیکھ لیں گے۔ حضرت مرزا محمد اسماعیلؓ صاحب قندھاری نے حضرت اقدسؑ سے کشفی طور پر مصافحہ کر رکھا تھا اور اس مصافحہ کو بیعت تصور کرتے تھے۔ جب دسمبر ۱۸۸۸ء میں حضرت مسیح موعودؑ قادیان سے لدھیانہ تشریف لے گئے اور حضرت اقدسؑ نے اپنی بعثت کا اعلان کیا تو مرزا محمد اسماعیل صاحبؓ نے مولوی غلام حسن صاحب سے کہا کہ حضرت اقدسؑ کی ملاقات کو جاؤ۔

بیعت: حضرت مرزا محمد اسماعیلؓ صاحب کی تحریک پر مولوی صاحب نے لدھیانہ جا کر حضرت اقدسؑ سے ملاقات کی۔ انہی ایام میں حضرت اقدسؑ نے بیعت لینے کا اعلان بھی کیا۔ حضرت مولوی غلام حسن صاحبؓ نے ۱۷ رمئی ۱۸۹۰ء کو بیعت کی۔ رجسٹر بیعت اولیٰ میں آپ کی بیعت نمبر ۱۹۲ پر درج ہے اور سکونت اصلی میانوالی ضلع بنوں ہے۔

(رجسٹر بیعت اولیٰ مندرجہ تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ ۳۵۳)

حضرت اقدسؑ سے تعلق: حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں مولوی صاحب کی منجھلی بیٹی لڑکی کی شادی حضرت اقدسؑ کے صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت مولوی صاحب غیر مبائعین میں شامل ہو گئے مگر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ کی دعاؤں بالخصوص دوران تصنیف کتاب ''سلسلہ احمدیہ'' اور حضرت قاضی محمد یوسف صاحب کی کوششوں سے حضرت مولوی صاحب نے صدقِ دل سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی بیعت کر لی۔ ایک بار حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب (ایم۔ ایم۔ احمد) نے حضرت مولوی صاحب سے ۱۹۴۲ء میں قادیان میں پوچھا کہ آپ قریباً چالیس سال علیحدہ رہے۔ اب کس طرح بیعت (خلافت) کر لی۔'' آپ نے ایک چھوٹا سا فقرہ جواب میں کہا جو بہت سبق آموز تھا۔ فرمانے لگے ''میں اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت کو ردّ نہیں کر سکتا''

حضرت اقدس کی کتب میں ذکر: ازالہ اوہام میں حضرت اقدسؑ نے فرمایا:

''وفادار اور مخلص ہیں بہت جلد للّٰہی راہوں اور دینی معارف میں ترقی کریں گے کیونکہ فطرت نورانی رکھتے ہیں۔''

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد سوم)

آئینہ کمالات اسلام میں جلسہ سالانہ ۱۸۹۲ء اور چندہ دہندگان میں ذکر ہے۔ کتاب البریہ میں پُر امن جماعت کی فہرست میں نام شامل ہے۔

خدماتِ دینیہ: آپ مفسر قرآن بھی تھے اور ایک کتاب ''تفسیر حسنِ بیان'' لکھی تھی۔ قرآن کریم کی کثرت سے تلاوت کا یہ عالم تھا کہ کوئی دو ہزار سے زائد مرتبہ تلاوت قرآن کر چکے تھے اور جن مقامات کو نہیں سمجھتے تھے ان کے بارے میں یہ خیال تھا کہ یہ انسان کی اپنی استعدادوں کا قصور ہے۔

وفات: حضرت مولوی صاحب نے یکم فروری ۱۹۴۳ء کو قادیان میں وفات پائی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین ہوئی۔ آپ نے ۲۲ رجنوری ۱۹۴۲ء کو خلافت ثانیہ کی بیعت کر لی تھی۔ ۱۹۱۱ء میں آپ کی خدمت کے پیش نظر دہلی دربار

میں خان بہادر کا خطاب دیا گیا۔

اولاد: آپ کی ایک صاحبزادی حضرت سرور سلطان صاحبہ حضرت اقدس کی مبشر اولاد حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے عقد میں آئیں جن کے بیٹے (۱)حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب (ایم ایم احمد)(۲)صاحبزادہ مرزا حمید احمد صاحب(۳)صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب(۴)صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب(۵)صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب۔ مرزا غلام قادر صاحب شہید ابن صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب آپ کی اُسی بیٹی سے پوتے تھے۔(۶)صاحبزادی امۃ السلام بیگم مرزا رشید احمد صاحب (۷)صاحبزادی امۃ الحمید بیگم نواب محمد احمد خان (۸)صاحبزادی امۃ المجید بیگم بریگیڈیئر وقیع الزمان صاحب(۹)صاحبزادی امۃ اللطیف بیگم سید محمد احمد صاحب۔

ماخذ: (۱)ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد۳ (۲) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد۵ (۳) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳ (۴)''روزنامہ الفضل'' ربوہ ۱۸/اکتوبر ۱۹۹۹ء و ۱۹/جون ۲۰۰۰ء و ۲۶/جون ۲۰۰۰ء (۵)''یاد رفتگان'' حصہ اول صفحہ ۱۳۴ و ۳۹۳ (۶)''روزنامہ الفضل'' ربوہ ۸/جون ۲۰۰۰ء (۷)رجسٹر بیعت اولیٰ اُولیٰ مندرجہ تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ ۳۵۳ (۸) تاریخِ احمدیت جلد نہم صفحہ ۴۵۹ (۹) تاریخ احمدیت سرحد صفحہ ۲۲ مطبوعہ ۱۹۵۹ء (۱۰)روزنامہ الفضل ربوہ ۸/جولائی ۱۹۸۹ء۔(۱۱)روزنامہ الفضل نمبر ۱۸ جلد ۲۸، ۲۵/جنوری ۱۹۴۰ء

☆

۵۲۔حضرت محمد انوار حسین خانصاحب شاہ آباد۔ ہردوئی

بیعت:۱۸۹۱ء۔وفات: ۲۷/جولائی ۱۹۳۱ء

تعارف: حضرت محمد انوار حسین خاں رضی اللہ عنہ کی شاہ آباد ضلع ہردوئی (یو۔ پی) کے معروف رئیس اور زمیندار تھے۔ بالخصوص آم کے باغات تھے۔اعلیٰ اقسام کو ملا کر پیوند کرنے کا آپ کو بہت شوق تھا۔ جو بہترین پھل ہوتے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں بھجواتے۔

بیعت: آپ دیوبند کے فارغ التحصیل عالم تھے اور دارالعلوم دیوبند سے دستار بندی ہوئی تھی۔

حضرت صوفی (منشی) احمد جانؓ صاحب نے ایک کتاب ''طب روحانی'' لکھی انہوں نے اس کا پہلا حصہ دیکھا اور کہا کہ دوسرا بھی روانہ کر دیں۔حضرت منشی صاحب کی طرف سے جواب گیا کہ اس کے چھپنے کی نوبت نہیں آئی۔آپ نے کہا اس کا مسودہ ہی بھجوا دیں۔ جواب آیا کہ مسودہ بھی پھاڑ کر پھینک دیا ہے۔انہوں نے کہا کہ وہ پھاڑا ہوا مسودہ ہی بھجوا دیں۔اس پر حضرت منشی صاحب نے جواب دیا کہ

''آں قدح بشکست و آں ساقی نماند

پنجاب میں آفتاب نکلا ہے۔اب ستارے راہبری نہیں کر سکتے۔اس کا نام مرزا غلام احمد ہے۔اس نے

کتاب براہین احمدیہ لکھی ہے۔وہ منگوا کر مطالعہ کریں۔'' براہین احمدیہ پڑھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں بیعت کی درخواست کی۔حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ بیعت کا اذن نہیں ہوا مگر آپ کا تعلق عقیدت قائم رہا اور جب بیعت کا اشتہار حضرت اقدسؑ کی طرف سے شائع ہوا تو ۱۸۹۱ء میں لدھیانہ کے مقام پر بیعت کی۔آپ حضرت اقدسؑ کے ہاں گول کمرہ میں مہمان ہوا کرتے تھے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے آئینہ کمالات اسلام میں ۲۸۰ نمبر پر جلسہ سالانہ ۱۸۹۲ء میں شامل ہونے والوں میں ''مولوی انور حسین خان صاحب'' تحریر فرمایا ہے اور کتاب البریہ میں ۱۶۰ نمبر پر سید انوار حسین شاہ رئیس شاہ آباد ضلع ہردوئی کا نام اپنی پُرامن جماعت کی فہرست میں تحریر فرمایا ہے۔آریہ دھرم میں بھی آپ کا ذکر فہرست دستخط کنندگان میں فرمایا ہے۔ضمیمہ انجام آتھم میں آپ کا نام مالی مصارف کرنے والے احباب میں درج ہے۔

وفات: ۲۷/جولائی ۱۹۳۱ء کو آپ کی وفات ہوئی اور آپ کی وصیت نمبر ۲۸۷۹ ہے اور تدفین بہشتی مقبرہ قادیان قطعہ نمبر ۵ حصہ نمبر ا میں ہوئی۔

اولاد: آپ کی اہلیہ صاحبہ ۱۹۲۱ء میں فوت ہوئیں۔آپ کے ۴ بیٹے اور ۳ بیٹیاں تھیں۔(۱) حضرت عبدالغفار خاں صاحب (۲) حضرت عبدالستار خاں صاحب (۳) حضرت خاں محمد یحییٰ خاں صاحب ہیں۔(۴) حضرت عبدالکریم خان صاحب،سب نے قادیان میں تعلیم پائی۔

مکرم عبدالستار خاں صاحب (وفات ۱۹۷۸ء) کی اولاد میں عبدالحکیم خاں صاحب .U.B.L کراچی میں وائس پریذیڈنٹ اور مکرم عبدالسلام خاں صاحب شاہجہاں آباد (یوپی) میں ایڈووکیٹ رہے ہیں۔آپ کی ایک بیٹی کی شادی محمد ابراہیم خان صاحب ابن حضرت محمد خان صاحب آف کپورتھلہ (یکے از ۳۱۳) سے ہوئی۔جن کے بیٹے محمد عثمان خان صاحب اور شاہد رضوان صاحب اور طاہر عمران صاحب ہیں۔شاہد رضوان صاحب جو کہ مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب کے داماد ہیں۔

حضرت محمد یحییٰ خان صاحبؓ کی روایات ''رجسٹر روایات'' میں درج ہیں۔ان کے ایک بیٹے مکرم عبداللطیف خان صاحب المعروف ننھا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری رہے جن کی شادی حضرت قاضی محمد عبداللہ صاحبؓ (یکے از ۳۱۳) کی بیٹی سے ہوئی جو آج کل بمعہ اولاد جرمنی میں مقیم ہیں۔

حضرت عبدالکریم خان صاحبؓ کے بڑے بیٹے خورشید احمد خان مرحوم،منیر احمد خان (انجینئر) مکرم سہیل احمد خان صاحب (ریٹائرڈ ایڈمرل) مکرم نعیم احمد خان صاحب امریکہ میں ڈاکٹر ہیں،مکرم خورشید احمد خان کے بیٹے منصور احمد خان مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کے معروف قلم کار ہیں۔

ماخذ: (۱) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد۵ (۲) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳ (۳) ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد۱۱ (۴) مضمون مطبوعہ ''روزنامہ الفضل'' ربوہ۴ رجنوری ۱۹۹۴ء (۵) مضمون ''مکرم عبدالستار خاں صاحب آف شاہ آباد بھارت کا ذکر خیر'' ''روزنامہ الفضل'' ربوہ۴ رجون ۱۹۷۸ء (۶) الفضل ۸ رجولائی ۱۹۴۲ء (۷) ''روزنامہ الفضل'' ربوہ ۲۴ راگست ۱۹۹۹ء بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ (۸) اصحاب احمد جلد ششم (۹) بیان مکرم محمد عثمان خان صاحب ڈیفنس کراچی۔

☆

۵۳۔حضرت شیخ فضل الٰہی صاحب......فیض اللہ چک

بیعت: ابتدائی زمانہ میں

تعارف: حضرت شیخ فضل الٰہی رضی اللہ عنہ فیض اللہ چک کے نمبردار تھے۔ میاں کریم اللہ صاحب فیض اللہ چک کے چچازاد بھائی تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تعلق اور بیعت: آپ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے دعویٰ سے بہت پہلے سے حضورؑ کی خدمت میں قادیان حاضر ہونے والوں میں سے تھے۔ آپ ابتدائی زمانہ میں بیعت سے مشرف ہو چکے تھے۔ اس لئے آپ کا نام ۳۱۳ راصحاب صدق وصفا ضمیمہ انجام آتھم میں ہے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے سراج منیر اور تحفہ قیصریہ میں چندہ دہندگان کی فہرست میں اور کتاب البریہ میں پُرامن جماعت کی فہرست میں ذکر کیا ہے۔

اولاد: آپ کے بیٹے میاں عظیم اللہ صاحب فیض اللہ چک اور دو ملحقہ گاؤں کے نمبردار تھے۔ اسی طرح تقسیم ملک کے بعد ساہیوال شہر سے بیس میل کے فاصلے پر ان کو اراضی الاٹ ہوئی۔ تقسیم ہند کے فسادات ۱۹۴۷ء میں میاں کریم اللہ صاحب فیض اللہ چک گورداسپور میں شہید ہو گئے تھے۔ موصوف کے ذکر میں مکرم ملک صلاح الدین مرحوم ایم۔ اے نے حضرت شیخ فضل الٰہی صاحبؓ کا تذکرہ کیا ہے کہ آپ اُن کے چچازاد بھائی تھے۔

ماخذ: (۱) ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد۱۱ (۲) سراج منیر روحانی خزائن جلد۱۲ (۳) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد۱۲ (۴) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳ (۵) ''دو ماہی اصحاب احمد'' قادیان ۵ رنومبر ۱۹۵۵ء (۶) سوانح حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی صفحہ ۱۴۵ (۷) الفضل ربوہ۔ ۹ رمئی ۱۹۹۳ء۔

☆

۵۴۔ حضرت میاں عبدالعزیز صاحب......دہلی

بیعت ۱۸۹۱ء

تعارف: حضرت میاں عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا دہلی میں علمی حلقہ خاصا مشہور تھا۔ مرزا حیرت دہلوی سے دوستی تھی۔

بیعت: ستمبر ۱۸۹۱ء میں جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام دہلی تشریف لائے تو آپ بھی جاں نثاروں میں شامل ہو گئے۔ آپ کو قادیان میں حضرت اقدسؑ کی خدمت میں حاضر ہونے کا بارہا موقع ملا۔

دینی خدمات: آپ نے صداقت احمدیت اور معترضین کے جواب میں چند ایک کتابیں لکھیں۔ مثلاً ''حیرت کی حیرانی'' (دو حصے) جس میں مرزا حیرت دہلوی کے اعتراضات کا جواب دیا۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے آئینہ کمالات اسلام میں جلسہ سالانہ ۱۸۹۲ء تحفہ قیصریہ و کتاب البریہ جلسہ ڈائمنڈ جوبلی اور چندہ دہندگان اور پُرامن جماعت میں آپ کا ذکر فرمایا ہے۔

نوٹ: آپ کے تفصیلی سوانح حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ (۲) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد ۱۲ (۳) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ (۴) ''روزنامہ الفضل'' ربوہ ۲۳ / جولائی ۱۹۹۸ء۔

☆

۵۵۔ حضرت مولوی محمد سعید صاحب.....شامی طرابلسی

بیعت: ابتدائی زمانہ میں

تعارف: حضرت مولوی محمد سعید رضی اللہ عنہ نہایت درجہ بزرگ اور نابغۂ روزگار عالم تھے۔ اور فخر الشعراء اور مجد الادباء کے نام سے یاد کئے جاتے تھے۔ طرابلس (شام) بیروت سے تیس کوس کے فاصلے پر ہے۔ حضرت مولوی صاحب طرابلس سے براستہ کراچی، کرنال گئے۔ وہاں سے دہلی بغرض علاج حکیم اجمل خان دہلوی کے پاس گئے اور دہلی کے مشہور مدرسہ فتح پوری میں علوم عربیہ کی تدریس کے فرائض بجالاتے رہے۔

حضرت اقدسؑ سے تعلق: انہیں ڈیرہ دون میں حضرت حافظ محمد یعقوبؓ نے ''آئینہ کمالات اسلام'' میں مندرجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں نعتیہ قصیدہ سے تعارف کروایا جسے پڑھ کر آپ بے ساختہ پکار اٹھے کہ عرب بھی اس سے بہتر کلام نہیں لا سکتے۔

ازاں بعد آپ کو سیالکوٹ جانے کا اتفاق ہوا جہاں حضرت میر حسام الدینؓ نے انہیں آئینہ کمالات اسلام کے

عربی حصہ کا ردّ لکھنے پر ایک ہزار روپیہ دینے کا وعدہ کیا۔اس وقت حضرت مولانا عبدالکریم سیالکوٹیؓ بھی وہاں موجود تھے جن سے حضرت مولوی محمد سعید صاحب نے حضرت اقدسؑ کے بارے میں تعارف حاصل کیا اور قادیان حاضر ہو گئے۔

قادیان میں قیام اور بیعت: آپ تقریباً سات ماہ تک تحقیق میں مصروف رہے۔حضرت اقدسؑ کو نہایت قریب سے دیکھا اور حضور کے علمی فیضان سے متمتّع ہوئے اور بالآخر بعض مبشر رؤیا کی بناء پر سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو گئے۔حضرت مفتی محمد صادقؓ صاحب لکھتے ہیں:

''غالباً ۱۸۹۴ء کے قریب دو عرب شامی جو علوم عربیہ کے ماہر اور فاضل تھے قادیان آئے ایک عرصہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت میں رہے ہر دو کا نام محمد سعید تھا اور طرابلس علاقہ شام کے رہنے والے تھے اُن میں سے ایک صاحب شاعر بھی تھے۔مالیر کوٹلہ میں ایک ہندوستانی لڑکی سے حضرت نواب محمد علیؓ نے شادی کروادی......دوسرے محمد سعید نے ایک رسالہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تائید میں تصنیف کیا تھا اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک تحریر جو بصورت رسالہ چھپی تھی لے کر اپنے وطن ملک شام سلسلہ حقہّ کی تبلیغ کے واسطے چلے گئے۔'' (ذکر حبیب ص ۴۲)

دینی خدمات: مولوی محمد سعید صاحب شامی طرابلسی نے دو کتابیں تصنیف کیں۔ایک ''الانصاف بین الاحباء'' اور دوسری ''ایقاظ الناس'' ہے۔

تذکرہ واقعات: آپ نے اپنی کتاب ''ایقاظ الناس'' میں حضرت اقدسؑ کی تین ایمان افروز کرامات کا ذکر کیا ہے۔

(۱) ماحول مکہ شریف کا ایک عرب پنجاب آیا جو حضرت اقدسؑ کے خلاف الزام طرازی کرتا تھا لیکن جب قادیان آیا تو بیعت کر لی۔جب اس سے اس وابستگی کا سبب پوچھا گیا تو اس نے بتایا کہ عالم رؤیا میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور حضرت اقدسؑ کے متعلق ارشاد فرمایا کہ ''وہ اپنے دعویٰ میں صادق ہیں جاؤ اور جا کر بیعت کرلو''

(۲) مولوی صاحب ایک دفعہ اپنے حجرہ میں بیٹھے تھے کہ دھوبی آپ کے دُھلے ہوئے کپڑے لایا۔آپ کے دل میں خیال گزرا کہ اگر حضرت اقدسؑ اس وقت موجود ہوتے تو اسے اجرت دے دیتے۔عین اسی لمحہ جب مولوی صاحب یہ بات سوچ رہے تھے کہ یکا یک حضورؑ رونق افروز ہوئے اور دست مبارک سے دھوبی کو اس کی مطلوبہ رقم مرحمت فرما دی۔

(۳) ایک امر شرعی نے آپ کو سخت مشکل میں ڈال رکھا تھا اور اس بارے میں اکثر احباب تشفی کرانے سے قاصر تھے۔مولوی صاحب کا خیال تھا کہ حضرت اقدسؑ نماز ظہر کے لئے تشریف لائیں گے تو آپؑ سے دریافت کروں گا۔آپؑ نے ظہر کی نماز میں آتے ہی فرمایا کہ جس مسئلہ نے آپ کو اور دیگر حضرات کو الجھن میں مبتلا کر رکھا ہے اس کا حل یہ ہے حالانکہ آپ سے اس بارہ میں قطعاً کوئی ذکر نہیں کیا گیا تھا۔

ماخذ: (۱) عالمِ روحانی کے لعل و جواہر نمبر ۱۶۷، از روزنامہ الفضل' ربوہ ۲۱ر جولائی ۲۰۰۱ء (۲) ذکر حبیب صفحہ ۴۲۔

۵۶۔ جناب مولوی حبیب شاہ صاحب......خوشاب

بیعت: ابتدائی ایام میں۔ وفات: ۱۹۲۹ء

بیعت: جناب مولوی حبیب شاہ صاحب خوشاب کے رہنے والے تھے۔ آپ کا خاندان قریشی تھا مگر اس کے افراد ''شاہ'' کے لقب سے ملقّب تھے۔ آپ نے حضرت مولوی فضل الدینؓ کے ساتھ قادیان جا کر بیعت کی تھی۔ جناب مولوی حبیب شاہ صاحب کا نام ضمیمہ انجام آتھم میں درج ہے۔

حضرت اقدسؑ سے تعلق: حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ایک بار شاہ صاحب کی آمد پر آپ کو مخاطب کر کے فرمایا ''میری طبیعت علیل تھی اور میں باہر آنے کے قابل نہ تھا مگر آپ کی اطلاع ہونے پر میں نے سوچا کہ مہمان کا حق ہوتا ہے۔ جو تکلیف اٹھا کر آیا ہے اس واسطے میں اس حق کو ادا کرنے کے لئے باہر آ گیا ہوں۔ حضرت اقدسؑ نے کتاب البریہ میں پُر امن جماعت کی فہرست میں آپ کا ذکر کیا ہے۔

وفات: آپ کی وفات ۱۹۲۹ء میں ہوئی۔ تدفین مقامی قبرستان خوشاب میں ہوئی۔ وفات سے قبل سلسلہ احمدیہ سے کوئی عملی تعلق نہ رہا تھا۔ مکرم حضرت حافظ عبدالکریم خاں ولد فتح الدین خاں صاحب اور مکرم اللہ دتہ صاحب ولد جیون کی روایت کے مطابق آپ ایک مرتبہ قرضہ کے لئے حضرت اقدسؑ کے پاس گئے تھے تو حضورؑ نے معذرت کی تھی واپس آ کر آپ نے احمدیت سے کلّی تعلق نہ رکھا۔ مگر آپ نے کبھی حضرت اقدسؑ کی مخالفت بھی نہ کی تھی۔

(نوٹ): آپ کا ایک بیٹا مجید شاہ احمدیت کا مخالف رہا جس کا آخر کار انجام اچھا نہ ہوا اور اس کی عبرتناک موت واقع ہوئی۔

ماخذ: (۱) ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ (۲) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ (۳) مطبوعہ ''روزنامہ الفضل'' ربوہ مورخہ ۱۰/۱ اکتوبر ۲۰۰۰ء (بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ) (۴) بیان مکرم حافظ عبدالکریم، فتح دین خاں صاحب و مکرم اللہ دتہ صاحب ولد میاں جیونؓ خوشاب (۵) انٹرویو مکرم رانا عطاء اللہ خان صاحب لندن اور مکرم ظفر اقبال خان صاحب آف خوشاب حال ربوہ (۶) خوشاب میں احمدیت غیر مطبوعہ مقالہ مکرم فضل احمد صاحب مجوکہ مربی سلسلہ۔

۵۷۔حضرت حاجی احمد صاحب...... بخارا

ولادت:۱۸۶۰ء۔بیعت:۱۸۹۴ء۔وفات:۱۹۲۴ء

ابتدائی حالات و بیعت: حضرت حاجی احمد بخارا رضی اللہ عنہ کا اصل وطن بھیرہ تھا۔آپ اپنے بچپن میں والدین کے ہمراہ حج پر تشریف لے گئے۔مکہ شریف پہنچنے پر آپ کے والدین کا انتقال ہوگیا۔اس بے بسی کے عالم میں حضرت حکیم مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ بھیروی سے خانہ کعبہ کے احاطہ میں ملاقات ہوگئی اور انہی کے پاس رہنے لگے۔حضرت مولوی صاحب کی دعا سے آپ خوشحال ہوگئے۔آپ نشان کسوف وخسوف کے تحریری گواہ تھے۔

(نوٹ) حضرت اقدسؑ اپنے عالی مرتبہ سے حکام کو اپنا اور اپنی جماعت کا تعارف کرواتے ہوئے فرماتے ہیں۔

> ''......ایک مشہور فرقہ کا پیشوا ہوں جو پنجاب کے اکثر مقامات میں پایا جاتا ہے۔اور نیز ہندوستان کے اکثر اضلاع اور حیدرآباد اور بمبئی اور مدراس اور ملک عرب اور شام اور بخارا میں میری جماعت کے لوگ موجود ہیں۔''

حضرت اقدسؑ نے جو یہاں ''بخارا'' کا ذکر فرمایا ہے۔ممکن ہے بخارا کی اسی شخصیت کی طرف اشارہ مقصود ہو۔

وفات: آپ کا وصال ۱۹۲۴ء میں ہوا۔

اولاد: آپ کے فرزند فضل احمد صاحب رفیق بانی سلسلہ احمدیہ ہیں (ولادت ۱۸۸۱ء،وفات ۱۹۳۶ء)

ماخذ: (۱) کشف الغطاء روحانی خزائن جلد ۱۴ (۲) ''بھیرہ کی تاریخ احمدیت'' (۳) سیرت صحابہ ضلع سرگودھا مرتبہ افتخار احمد گوندل (غیر مطبوعہ مقالہ جامعہ احمدیہ ۱۹۸۳ء)

۵۸۔حضرت حافظ نور محمد صاحب۔فیض اللہ چک

ولادت:۱۸۴۶ء۔بیعت:۲۱؍ستمبر ۱۸۸۹ء۔وفات:۲۷؍دسمبر ۱۹۴۶ء

تعارف: حضرت حافظ نور محمد رضی اللہ عنہ کے والد صاحب کا نام شیخ مراد علی صاحب تھا آپ کی قوم ککے زئی (افغان) تھی۔آپ کا تعلق قادیان کے نزدیکی گاؤں فیض اللہ چک ضلع گورداسپور سے تھا۔آپ کی ولادت سال ۱۸۴۶ء میں ہوئی۔

بیعت: آپ نے ۲۱؍دسمبر ۱۸۸۹ء کو بیعت کا شرف حاصل کیا رجسٹر بیعت اولیٰ میں نمبر ۱۴۶ پر آپ کا نام درج

ہے۔آپ ان خوش قسمت احباب میں سے تھے جن کو حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ سے قبل حضور کی پاک صحبت سے مستفیض ہونے اور بار بار خدمت اقدس میں حاضر ہونے کا شرف ملا۔آپ کے حضرت اقدسؑ کے ساتھ بے تکلفانہ مراسم تھے۔حضورؑ نے کئی بار ان کی اقتداء میں نماز پڑھی۔تہجد کے لیے بیدار ہونے کے لئے کئی بار حضور کے کمرے میں سورہتے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: آئینہ کمالات اسلام میں جلسہ سالانہ ۱۸۹۲ء، آریہ دھرم، تحفہ قیصریہ میں ڈائمنڈ جوبلی، سراج منیر میں چندہ مہمان خانہ اور کتاب البریہ میں پُرامن جماعت کی فہرست میں نام درج ہے۔

وفات: آپ نے ۲۷ دسمبر ۱۹۴۶ء کو وفات پائی۔آپ کی وصیت نمبر ۲۶۷ ہے اور آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ قادیان قطعہ نمبر ۵ حصہ نمبر ۷ میں ہوئی۔

اولاد: آپ کے ایک بیٹے کا نام حضرت اقدسؑ نے ''رحمت اللہ'' رکھا جو بعد میں ''رحمت اللہ شاکر'' کے نام سے مشہور ہوئے اور نامور صحافی بنے۔اسسٹنٹ ایڈیٹر الفضل اور مینیجر الفضل کے طور پر ربع صدی خدمت کرتے رہے۔ان کی تالیف ''مسلم نوجوانوں کے سنہری کارنامے'' بہت معروف ہے۔آپ کے ایک پوتے مکرم صبغت اللہ صاحب (ابن مکرم رحمت اللہ شاکر صاحب مرحوم) سیالکوٹ میں وکیل ہیں۔آپ کے ایک نواسے ملک خالد محمود صاحب لندن میں مقیم ہیں۔

ماخذ: (۱) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد۵ (۲) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد۱۲ (۳) سراج منیر روحانی خزائن جلد۱۲ (۴) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳ (۵) آریہ دھرم روحانی خزائن جلد۱۰ (۶) اصحاب احمد جلد۱۳ (۷) مضمون ''حضرت حافظ نور محمد صاحبؓ '' مطبوعہ روزنامہ الفضل ۱۱ مئی ۲۰۰۱ء (۷) تاریخ احمدیت، جلد دہم (۸) رجسٹر بیعت اولیٰ مندرجہ تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ ۳۵۱۔

۵۹۔حضرت شیخ نور احمد صاحب......امرتسر

ولادت: ۱۸۳۹ء۔بیعت: یکم فروری ۱۸۹۲ء۔وفات ۸ جون ۱۹۲۸ء

تعارف: حضرت شیخ نور احمد رضی اللہ عنہ کے والد کا نام شیخ بہادر علی صاحب تھا۔آپ ۱۸۳۹ء میں پیدا ہوئے آپ میرٹھ میں رہتے تھے۔آپ اخبار ''لوح محفوظ'' مراد آباد میں پریس میں تھے۔آپ کاپی لکھنے کی سیاہی اچھی بناتے تھے جو امرتسر کے اخبار ''وکیل'' میں بھی استعمال ہوتی تھی اس کے مینجر پادری رجب علی نے آپ کو امرتسر بلوالیا۔

حضرت اقدسؑ سے تعلق: براہین احمدیہ جس پریس میں شائع ہوئی اس کے کارکنان میں سے بھی سعید روحوں کو ہدایت نصیب ہوئی۔حضرت مسیح موعودؑ نے براہین احمدیہ کی طباعت کے لئے مطبع ''سفیر ہند'' امرتسر میں انتظام کیا

جس کے مالک پادری رجب علی صاحب تھے۔انہوں نے براہین احمدیہ کی بہترین طباعت کے لئے مرادآباد سے حضرت شیخ نوراحمد صاحب کو بلایا جو اپنے فن میں بہت ماہر تھے۔تھوڑے عرصے بعد انہوں نے پادری صاحب سے الگ ہوکر اپنا ذاتی مطبع ریاض ہند کے نام سے جاری کیا اور پادری صاحب نے براہین احمدیہ کی طباعت کا وہی معیار برقرار رکھنے کے لئے طباعت کا کام اجرت پر شیخ نوراحمد صاحب کو دے دیا۔اسی دوران حضرت مسیح موعودؑ ان کے پریس میں تشریف لائے اور حضور سے ان کا تعارف ہو۔

بیعت: کتاب براہین احمدیہ ہی حضرت شیخ نوراحمدؓ صاحب کو مرادآباد سے پنجاب لائی اور یہی آپ کو سلسلہ احمدیہ میں داخل کرنے کا موجب ہوئی۔ان کے ساتھ حضرت شیخ محمد حسینؓ صاحب اور منشی غلام محمدؓ صاحب بھی یکم فروری ۱۸۹۲ء کو سلسلہ میں شامل ہو گئے۔رجسٹر بیعت اولیٰ میں حضرت شیخ نوراحمدؓ صاحب کی بیعت ۲۰۸ نمبر پر یوں درج ہے۔شیخ نوراحمد مہتمم مطبع ریاض ہند ولد شیخ بہادر علی ساکن حال امرتسر۔

سلسلہ کی خدمات: حضرت شیخ نوراحمدؓ صاحب حضرت مسیح موعودؑ کی تمام کتب واشتہارات کے علی العموم پرنٹر رہے۔آپ کو پادری ڈاکٹر مارٹن کلارک اور پادری عبداللہ آتھم کے مناظرہ میں نمایاں خدمات سرانجام دینے کی توفیق ملی۔جب جنگ مقدس کے دوران بہت سے مہمان جمع ہو گئے تو ایک روز حضرت اقدسؑ کے لئے حضرت شیخ صاحب کی اہلیہ کھانا پیش کرنا بھول گئیں۔رات کا بہت بڑا حصہ گزر گیا۔حضرتؑ اقدسؑ نے استفسار فرمایا۔صورت حال کا اظہار کیا گیا تو فرمایا اس قدر گھبراہٹ اور تکلیف کی کیا ضرورت ہے دسترخوان میں دیکھ لو کچھ بچا ہوگا وہی کافی ہے۔وہاں روٹیوں کے چند ٹکڑے تھے۔فرمایا یہی کافی ہیں اور وہی کھا لئے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: آپ کا ذکر آسمانی فیصلہ میں جلسہ سالانہ ۱۸۹۱ء میں، آئینہ کمالات اسلام میں جلسہ سالانہ ۱۸۹۲ء میں شامل ہونے والے احباب اور چندہ دہندگان کی فہرست میں، آریہ دھرم، تحفہ قیصریہ اور کتاب البریہ میں جلسہ ڈائمنڈ جوبلی اور پُرامن جماعت کی فہرست میں نام درج ہے۔

وفات: آپ کی وفات ۸؍جون ۱۹۲۸ء بعمر ۸۹ سال کو ہوئی۔آپ کی وصیت نمبر ۲۷۱۲ ہے اور آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ قادیان قطعہ نمبر ۴ حصہ نمبر ۱ میں ہوئی۔

ماخذ: (۱) آسمانی فیصلہ روحانی خزائن جلد ۲ (۲) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ (۳) آریہ دھرم روحانی خزائن جلد ۱۰ (۵) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ (۷) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد ۱۲ (۸) مضمون ''براہین احمدیہ کے مطالعہ سے احمدیت''، ''روزنامہ الفضل'' ربوہ مورخہ ۲۵؍اپریل ۲۰۰۲ء (۹) ''روزنامہ الفضل'' ربوہ ۲؍جولائی ۲۰۰۰ء (۱۰) ''روزنامہ الفضل'' ربوہ ۲۹ رجون ۱۹۹۵ء (۱۱) ''سیرت حضرت مسیح موعودؑ'' (۱۲) رسالہ ''نورِ احمد'' مصنفہ حضرت شیخ نوراحمد صاحب احمدی (۱۳) رجسٹر بیعت اولیٰ مندرجہ تاریخ احمدیت جلد اول۔

☆

۶۰۔حضرت مولوی جمال الدین صاحب......سیّد والا

بیعت:۱۸۸۹ء۔وفات:۲۲/جولائی ۱۹۰۵ء

تعارف و بیعت: حضرت مولوی جمال الدین رضی اللہ عنہ سید والہ کے رہنے والے تھے۔اس وقت سیّد والاضلع منٹگمری (ساہیوال) میں تھا اب ضلع (ننکانہ صاحب) میں ہے۔آپ ایک قافلہ کے ساتھ پیدل قادیان آئے۔حضورؑ آپ کو قادیان میں بار بار آنے کی تاکید فرماتے رہتے۔آپ نے ۱۸۸۹ء میں حضرت اقدسؑ کی بیعت کی۔حضرت میاں عبداللہ ٹھٹھہ شیرکا کی بیعت (رجسٹر بیعت اولیٰ نمبر ۱۴۸) آپ ہی کے ذریعے ہوئی تھی۔ جون ۱۸۹۷ء قادیان جلسہ ڈائمنڈ جوبلی میں آپ کو پنجابی میں تقریر کرنے کی سعادت حاصل ہوئی،

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: آئینہ کمالات اسلام میں جلسہ ۱۸۹۲ء، تحفہ قیصریہ میں جلسہ ڈائمنڈ جوبلی اور کتاب البریہ میں اپنی پُر امن جماعت کے ضمن میں ذکر ہے۔

وفات: ۲۲/جولائی ۱۹۰۵ء کو آپ کی وفات ہوئی۔حضرت اقدسؑ نے آپ کی نماز جنازہ غائب پڑھائی، آپ کی تدفین سید والہ میں ہوئی۔ایک مرتبہ دریائے راوی کے سیلاب سے آپ کی قبر متاثر ہورہی تھی کہ مقامی دوستوں نے دوسری جگہ میّت کی تدفین کی۔۷/دسمبر ۱۹۰۵ء کو حضورؑ نے وفات پا جانے والے احباب کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرمایا۔

> ''......سال گزشتہ میں ہمارے کئی دوست جدا ہوگئے۔مولوی جمال الدین سید والہ بھی،مولوی شیر محمد ہوجن والے بھی،اللہ تعالیٰ نے اپنے ارادہ میں کوئی مصالح رکھے ہوں گے اس سال میں حزن کے معاملات دیکھنے پڑے۔'' (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۵۸۶)

اولاد: آپ کے بیٹے مولوی نورالدین صاحب کے علاوہ بیٹیاں تھیں۔حضرت مولوی جمال الدین صاحبؓ کے دو پوتے مولوی سراج الحق صاحب اور مولوی رمضان الحق صاحب تھے۔آپ کے ہر دو مذکورہ پوتوں سے اولاد ہے۔حضرت مولوی جمال الدینؓ صاحب کے پوتے مولوی رمضان الحق صاحب کے نواسہ مکرم نوید الاسلام صاحب واقف زندگی (ولد مکرم مشتاق احمد بھٹہ صاحب) معلم اصلاح وارشاد مقامی ہیں۔ حضرت مولوی جمال الدین صاحبؓ کے ایک داماد حضرت مولوی عبدالحق صاحبؓ بھی رفیق بانی سلسلہ تھے۔ موصوف نوید الاسلام صاحب انہی کے پوتے ہیں۔

ماخذ: (۱) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد۵ (۲) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد۱۲ (۳) کتاب البریہ روحانی

خزائن جلد۱۳(۴)''سیرۃ المہدی'' جلد دوم (۵) الحکم ۷رجنوری ۱۹۰۹ء (۶) ملفوظات جلد چہارم (۷) رجسٹر بیعت اولیٰ مندرجہ تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ ۳۵۱۔ (۸) بیان مکرم نوید الاسلام معلم اصلاح وارشاد مقامی ولد مکرم مشتاق احمد صاحب بھٹہ۔

۶۱۔حضرت میاں عبداللہ صاحب......ٹھٹھہ شیر کا

ولادت: ۱۸۴۵ء۔ بیعت ۵ر دسمبر ۱۸۹۱ء۔ وفات: ۱۹۳۰ء

تعارف: حضرت میاں عبداللہ رضی اللہ عنہ کا اصل نام محمد سردار تھا۔ آپ ۱۸۶۵ء میں پیدا ہوئے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے بدل کر میاں محمد عبداللہ رکھا تھا۔ والد کا نام محمد مراد تھا۔ آپ کے دو بڑے بھائی بھی تھے۔ آپ زمیندار رائے کھرل تھے۔

بیعت: آپ نے دو دفعہ پیدل حج بیت اللہ کی سعادت پائی۔ حج کے دوران آپ نے ایسی خوابیں دیکھیں جس سے حضرت اقدسؑ کی صداقت ظاہر ہوگئی۔ چنانچہ واپسی پر چند دن ٹھٹھہ شیر کا میں قیام کے بعد قادیان روانہ ہو گئے اور حضور کی بیعت کر لی۔ رجسٹر بیعت اولیٰ میں ۱۴۸ نمبر پر بیعت درج ہے۔ میاں عبداللہ ولد مراد ساکن شیر کا ٹھٹھہ ضلع منٹگمری ضلع ساہیوال مقام چو چک قوم کھرل پیشہ زمینداری، اصل پتہ: مقام سید والا ضلع منٹگمری (حال ضلع ننکانہ صاحب ...... ناقل) معرفت مولوی جمال الدین صاحب میاں عبداللہ صاحب ۵ر دسمبر ۱۸۹۱ء کو قادیان میں بیعت کے بعد واپس گاؤں پہنچے تو بھائیوں نے شدید مخالفت کی زمین اور مال و مویشی چھین لئے اور ان کے بیوی بچوں کو بھی لے گئے مگر میاں صاحب کے ثبات قدم میں کوئی فرق نہ آیا بلکہ اخلاص میں آگے بڑھتے گئے۔ سلسلہ کی امداد کے لئے حسبِ توفیق قادیان رقم بھجواتے رہے جس کا حضور نے اپنی کتب میں ذکر فرمایا ہے۔

چک نمبر ۲۷۸ گ ب شیر کا ضلع فیصل آباد میں شیر کا برادری نے فی آدمی ایک مربع زمین الاٹ کروائی تھی۔ میاں صاحب بھی یہاں آ کر آباد ہو گئے۔ الاٹمنٹ کا سلسلہ کئی سال سے بند ہو چکا تھا مگر میاں صاحب نے لوگوں کے منع کرنے کے باوجود اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے درخواست دے دی۔ ڈپٹی کمشنر نے ایک مربع زمین الاٹ کر دی جبکہ اس سے قبل اور بعد میں لوگوں کی درخواستیں رد ہو گئیں۔ گاؤں کے نمبردار تبریز ولد مبارک نے حضرت میاں صاحب کی شدید مخالفت کی حضور کے خلاف گندی زبان استعمال کی۔ چنانچہ حضرت اقدسؑ کی دعا کے ساتھ جلد اپنے عبرتناک انجام کو پہنچ گیا۔ آج اس کی نسل تک دنیا میں نہیں۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے تحفہ قیصریہ اور کتاب البریہ میں جلسہ ڈائمنڈ جوبلی

میں شریک اور پُر امن جماعت میں آپ کا ذکر فرمایا ہے۔

وصیّت : آپ کو ۱۹۰۸ء میں وصیت کی توفیق حاصل ملی۔ یہ وصیت ۱۰رفروری ۱۹۰۸ء کو الحکم قادیان میں شائع ہوئی۔

وفات : میاں صاحب آخر تک کام کاج کرتے رہے۔ ۸۵ سال کی عمر میں ۱۹۳۰ء میں وفات پائی اور گاؤں کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

اولاد : آپ کے بیٹے بھی رفیق بانی سلسلہؑ تھے جن کا ذکر آپ کی وصیت میں ہے۔ بیٹے کا نام حضرت محمد عمر صاحبؓ تھا۔ آپ کے نواسہ رائے محمد عیسیٰ صاحب تھے جن کے بیٹے رائے بشیر احمد صاحب کے بیٹے رائے رضوان بشیر صاحب آج کل شاہدرہ ٹاؤن لاہور میں رہتے ہیں۔

ماخذ : (۱) رجسٹر بیعت اولیٰ مندرجہ تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ۳۵۱ (۲) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد۱۲ (۳) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳ (۴) اخبار الحکم قادیان ۱۹۰۸ء (۵) بیان مکرم ناصر احمد بھٹی صاحب معلم وقف جدید چک ۲۷۸ گ ب شیر کا۔

☆

۶۲۔ حضرت میاں اسمٰعیل صاحب......سرساوہ

بیعت : ابتدائی زمانہ۔ وفات : ۲۵ جون ۱۹۴۴ء

تعارف و بیعت : حضرت محمد اسمٰعیل سرساوی رضی اللہ عنہ حضرت پیر جیؓ (سراج الحق نعمانی جمالی سرساوی) کے ہم وطن اور شاگرد تھے۔ پیر جی سے بڑی محبت رکھتے تھے۔ چونکہ تخمِ سعادت دل میں تھا۔ دعائیں کرتے رہے جو کارگر ہوئیں اور خدا تعالیٰ نے راہ راست دکھا دی اور حق کو قبول کرنے کی توفیق عطا کی۔ ۱۸۹۴ء میں قادیان آ گئے تھے۔ حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانیؓ کے ذریعہ بیعت کی۔ حضرت اقدسؑ کے زمانہ میں اذان کہنے کی توفیق ملتی رہی۔ بحیثیت استاد تعلیم الاسلام ہائی سکول آپ کو تعریفی کلمات سے نوازا گیا۔

ایک دن سورۃ الکافرون کی آیت ''لکم دینکم ولی دین'' کی حضرت پیر صاحب سے تفسیر سن کر آپ کی آنکھیں کھل گئیں۔ آپ حضرت اقدس علیہ السلام کی باتیں اور کلمات طیبات کو شوق سے سنتے تھے۔

قادیان آمد اور حضرت اقدسؑ کی خدمت : کچھ عرصہ بعد قادیان چلے آئے اور اکثر حضرت اقدس علیہ السلام کے پس پشت بیٹھ کر کندھے، گردن اور بازو دبایا کرتے تھے۔ حضرت مولوی عبدالکریم سیالکوٹیؓ اور مولانا برہان الدین جہلمیؓ کے ایسا کرنے سے منع کرنے پر آپ نے حضرت اقدسؑ سے پوچھ لیا کہ آپ کو اس سے تکلیف تو نہیں

ہوتی فرمایا ’’ہمیں تمہارے اخلاص اور عقیدت سے دبانے سے آرام پہنچتا ہے۔‘‘

حضرت ڈاکٹر سید میر محمد اسمٰعیلؓ ابن حضرت سیّد میر ناصر نوابؓ اور میاں محمد اسمٰعیلؓ کل کر اکثر حضرت اقدسؑ کی خدمت میں جاتے تو آپ دیکھ کر فرماتے ’’اسمٰعیلین‘‘ پھر یہ دونوں آپ کے پائے مبارک دبانے بیٹھ جاتے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے آپ کا ذکر تحفہ قیصریہ اور کتاب البریہ میں جلسہ ڈائمنڈ جوبلی میں شریک اور اپنی پُر امن جماعت کے ضمن میں فرمایا ہے۔

وفات: ۲۵؍جون ۱۹۴۴ء کو قادیان میں آپ کی وفات ہوئی۔ آپ کا وصیت نمبر ۵۱۰۷ ہے اور آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ قادیان قطعہ نمبر ۴ حصہ نمبر ۵ میں ہوئی۔

ماخذ: (۱) تذکرۃ المہدی (۲) سیرت حضرت مسیح موعودؑ جلد سوم (۳) رسالہ تعلیم الاسلام دسمبر ۱۹۰۶ء (۴) رجسٹر روایات جلد چہارم۔

☆

۶۳۔ حضرت میاں عبدالعزیز صاحب نومسلم۔ قادیان

بیعت: ۱۸۹۵ء

تعارف و بیعت: حضرت میاں عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا پہلا نام پچھتر سنگھ تھا۔ حضرت بھائی عبدالرحمٰن قادیانی صاحب فرماتے ہیں:

’’شیخ عبدالعزیز صاحب (نومسلم) جو علاقہ ریاست جموں کے باشندے تھے مجھ سے قریباً دو ہفتے قبل قادیان میں آ چکے تھے۔ وہ میرے ساتھ تعلق محبت رکھتے اور مل جل کر رہتے تھے......‘‘ اس بیان سے اندازہ ہوتا ہے کہ ۱۸۹۵ء میں آپ بیعت کر چکے تھے۔ (کیونکہ یہی وہ سال ہے جب حضرت بھائی عبدالرحمٰن قادیانیؓ نے قادیان میں بیعت کی تھی۔)

ان کو لوگ اکثر کہتے تھے کہ ختنہ کروالو۔ وہ بیچارے چونکہ بڑی عمر کے ہو گئے تھے۔ اس لئے ہچکچاتے تھے اور تکلیف سے بھی ڈرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ذکر کیا گیا کہ آیا ختنہ ضروری ہے فرمایا بڑی عمر کے آدمی کے لئے ستر عوُرَت فرض ہے مگر ختنہ صرف سنت ہے۔ اس لئے ان کے لئے ضروری نہیں کہ ختنہ کروائیں۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے تحفہ قیصریہ میں جلسہ ڈائمنڈ جوبلی میں شامل ہونے والوں میں آپ کا ذکر کیا ہے۔ نور القرآن میں آریہ صاحبان کے نام جو حضرت امام کامل کی خدمت میں حاضر ہیں۔ آپ کا نام بھی درج ہے۔ حاشیہ میں لکھا ہے۔

’’شیخ عبدالعزیز صاحب بھی ابھی تھوڑا عرصہ ہوا قادیان میں مشرف باسلام ہوئے۔ نیک صالح

آدمی ہیں۔اس جوانی میں صلاحیت حاصل ہونا محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔‘‘

(نور القرآن حصہ دوم نمبر۲ روحانی خزائن جلد۹ صفحہ ۴۵۵)

قادیان گائیڈ میں (۱۹۲۰ء) میں نومسلم بھائیوں کے تحت آپ کا نام درج ہے۔(صفحہ ۹۶) گویا اس وقت آپ زندہ تھے۔(تاریخ وفات کے بارہ میں علم نہیں ہوسکا)

ماخذ: (۱) تحفہ قیصریہ (۲) نور القرآن حصہ دوم نمبر۲ روحانی خزائن جلد ۹ (۳) سوانح حضرت بھائی جی عبدالرحمٰن قادیانیؓ (۴) سیرۃ المہدی جلد دوم (۵) اصحاب احمد جلد نہم ایڈیشن ۱۹۲۲ء (۶) قادیان گائیڈ از محترم محمد یامین تاجر کتب قادیان۔

☆

۶۴۔جناب خواجہ کمال الدین صاحب بی۔اے معہ اہلبیت لاہور

ولادت: ۱۸۷۰ء۔ بیعت ۱۸۹۴ء۔ وفات ۲۸؍دسمبر ۱۹۳۲ء

تعارف: جناب خواجہ کمال الدین صاحب لاہور کے رہنے والے تھے۔آپ کی ولادت سال ۱۸۷۰ء کی ہے۔ آپ نے بی۔اے کے بعد وکالت کا امتحان ایل۔ایل۔بی۔ پاس کیا تھا اور مشن کالج کے مشہور پادری پرنسپل ڈاکٹر یوانگ اور دیگر ہم عصروں کی صحبت سے اس خیال پر پختہ ہو چکے تھے کہ جب دنیا ہی مقصود خاطر ہے تو پھر عیسائی مذہب اختیار کیا جائے۔

براہین احمدیہ سے متاثر ہونا: آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب ’’براہین احمدیہ‘‘ ملی اور مطالعہ کے بعد اپنے خیالات سے توبہ کر لی۔ پادری یوانگ کے استفسار پر آپ نے اسے بتایا کہ میں اس کتاب کو پڑھ کر نئے سرے سے اسلام کو ترجیح دے رہا ہوں۔

بیعت: ابھی خواجہ صاحب کے دل میں طرح طرح کے وساوس موجزن تھے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام قادیان سے ملتان تشریف لے جا رہے تھے کہ امرتسر کے اسٹیشن پر حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں خواجہ صاحب حاضر ہوئے۔حضرت صاحب نے خلاف معمول خواجہ صاحب کو زور سے سینہ سے لگایا اور بیعت بھی لی۔آپ کی بیعت ۱۸۹۴ء کی ہے۔خواجہ صاحب کا بیان ہے کہ وساوس تو سینے سے یوں ڈھل گئے جیسے کبھی تھے ہی نہیں۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: تحفہ قیصریہ میں جلسہ ڈائمنڈ جوبلی، سراج منیر میں چندہ دہندگان اور کتاب البریہ میں پُر امن جماعت میں آپ کا نام درج ہے، حقیقۃ الوحی اور ملفوظات حضرت اقدسؑ میں بھی آپ کا ذکر ہے۔کتاب منن الرحمٰن میں حضرت اقدسؑ نے اشتراک السنہ میں مدد کرنے والے مخلصین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے آپ کا نام بھی درج فرمایا ہے۔

حضرت اقدسؑ کی خدمت میں: خواجہ صاحب نے بحیثیت وکیل حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں حضورؑ پر مخالفین و معاندین کی طرف سے دائر کئے گئے مقدمات میں قابل قدر خدمات سرانجام دیں۔ آپ کئی سفروں میں حضرت اقدسؑ کے ساتھ رہے اور جب صدر انجمن احمدیہ قائم ہوئی تو اس کے ممبر بھی مقرر کئے گئے۔ خلافت اولیٰ کے دور میں آپ حضرت سید محمد رضویؓ حیدرآباد (یکے از ۳۱۳) کے ایک مقدمہ کے سلسلہ میں لندن پریوی کونسل میں گئے جہاں آپ کو ووکنگ میں اشاعتِ حق کی توفیق ملی اور لارڈ ہیڈلے، سرعمر بیوبرٹ، جون یحییٰ النصر، مسٹر پکھتال اور کئی دوسرے انگریزوں کو آپ کے ذریعہ احمدیت قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ مکرم مولوی محمد علی صاحب ایم اے انہی کے ذریعہ احمدیت سے وابستہ ہوئے۔

وفات: حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی وفات کے بعد آپ نظام خلافت سے وابستہ نہ رہے اور غیر مبائعین میں شامل ہو گئے۔ آپ نے ۲۸؍دسمبر ۱۹۳۲ء کو لاہور میں وفات پائی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے آپ کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔ آپ کی نماز جنازہ کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا:

’’......انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت کچھ خدمات بھی کی ہیں۔ اسی وجہ سے ان کی موت کی خبر سنتے ہی میں نے کہہ دیا کہ انہوں نے میری جتنی مخالفت کی وہ میں نے سب معاف کی۔ خدا تعالیٰ بھی اس کو معاف کرے۔ حقیقت یہ ہے کہ جن بندوں کو خدا تعالیٰ کھینچ کر اپنے مامورین کے پاس لاتا ہے۔ ان میں ہوسکتا ہے کہ غلطیاں بھی ہوں لیکن خوبیاں بھی ہوتی ہیں۔ ہمیں ان کی قدر کرنی چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ خلافت کا انکار بڑی خطا ہے خدا تعالیٰ نے اسے بڑا گناہ قرار دیا ہے مگر ہمارا جہاں تک تعلق ہے ہمیں معاف کرنا چاہئے۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک اگر ایسے شخص کی نیکیاں بڑھی ہوئی ہوں گی تو وہ اس سے بہتر سلوک کرے گا۔‘‘

(الفضل قادیان۔ یکم جنوری ۱۹۳۳ء)

ماخذ: (۱) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد ۱۲ (۲) سراج منیر روحانی خزائن جلد ۱۲ (۳) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ (۴) حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ (۵) منن الرحمٰن روحانی خزائن جلد ۹ (۶) ملفوظات (۷) یادرفتگان جلد اوّل صفحہ ۶۴ تا ۷۰ (۸) لاہور تاریخِ احمدیت صفحہ ۱۸۷ (۹) تاریخِ احمدیت جلد دوم بار اوّل صفحہ ۳۳۲ (۱۰) الفضل قادیان یکم جنوری ۱۹۳۳ء۔

۶۵۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب بھیرہ ضلع شاہپور

ولادت: ۱۱؍جنوری ۱۸۷۳ء۔ بیعت: ۳۱؍جنوری ۱۸۹۱ء۔ وفات: ۱۳؍جنوری ۱۹۵۷ء

تعارف: حضرت مفتی محمد صادق رضی اللہ عنہ کے والد صاحب کا نام مفتی عنایت اللہ قریشی عثمانی تھا۔ آپ کی ولادت

بھیرہ ضلع شاہ پور (حال ضلع سرگودھا) میں ہوئی۔ آپ کی تاریخ ولادت ۱۱؍جنوری ۱۸۷۳ء ہے۔

حضرت اقدسؑ کا تذکرہ اور شرفِ بیعت: حضرت مسیح موعودؑ کا نام سب سے پہلے آپ نے بھیرہ میں ایک شخص حکیم احمد دین صاحب سے سنا اس وقت آپ کی عمر ۱۳ سال تھی۔ اس سے قبل جب آپ کی عمر دس بارہ سال تھی آپ اپنے ساتھی لڑکوں کو کہا کرتے تھے کہ عجب زمانہ ہے کہ نہ کوئی اس زمانہ میں بادشاہ ہے اور نہ پیغمبر ہے۔

آپ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے عزیزوں میں سے تھے اور حضرت مولوی صاحب کے زیر سایہ جموں میں ہی تعلیم پائی۔ ۱۸۹۰ء میں جب پہلی بار آپ قادیان گئے تو حضرت اقدسؑ کے نام حضرت حکیم مولانا نورالدین (خلیفۃ المسیح الاولؓ) کا تعارفی رقعہ بھی ساتھ لے گئے۔ اگلے روز صبح سیر کے دوران سید فضل شاہ صاحب نے چند سوال کئے۔ آپ اس ملاقات کے تاثرات میں لکھتے ہیں کہ:

''میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ کیا چیز تھی جس نے مجھے حضرت صاحب کی صداقت کو قبول کرنے اور آپ کی بیعت کر لینے کی طرف کشش کی سوائے اس کے کہ آپ کا چہرہ مبارک ایسا تھا جس پر یہ گمان نہ ہوسکتا تھا کہ وہ جھوٹا ہو۔''

آپ نے ۳۱؍جنوری ۱۸۹۱ء کو بیعت کی۔ رجسٹر بیعت اولیٰ میں ۲۱۷ نمبر پر آپ کا نام درج ہے۔

قادیان میں مستقل رہائش وخدماتِ دینیہ: ایک سرکاری عہدہ سے استعفیٰ دے کر آپ نے ۱۹۰۰ء میں قادیان میں مستقل رہائش اختیار کر لی۔ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریک پر آپ نے لاہور میں ایک یہودی عورت تفاحہ (سیب) نامی کے ایک عزیز مسلمان سے عبرانی سیکھی جو بعد میں احمدی ہوگیا۔ آپ پہلے مدرسہ احمدیہ میں استاد اور بعد ازاں ۱۹۰۳ء میں ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے۔ ۱۹۰۵ء میں منشی محمد افضل صاحبؓ ایڈیٹر البدر کی وفات پر ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ حضرت اقدسؑ نے آپ کی تقرری پر فرمایا: اطلاع ''میں بڑی خوشی سے یہ چند سطریں تحریر کرتا ہوں کہ اگرچہ منشی محمد افضل صاحب مرحوم ایڈیٹر اخبار البدر بقضائے الٰہی فوت ہو گئے ہیں مگر خدا تعالیٰ کے شکر اور فضل سے ان کا نعم البدل اخبار کو ہاتھ آ گیا ہے یعنی ہمارے سلسلہ کے ایک بزرگ رکن جوان صالح اور ہر ایک طور سے لائق جن کی خوبیوں کے بیان کرنے کے لئے ہمارے پاس الفاظ نہیں یعنی محمد صادق صاحب بھیروی قائمقام محمد افضل مرحوم ہو گئے ہیں۔ میری دانست میں خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم سے اس اخبار کی قسمت جاگ اٹھی ہے کہ اس کا ایسا لائق اور صالح ایڈیٹر ہاتھ آیا۔ یہ کام ان کے لئے مبارک کرے اور ان کے کاروبار میں برکت ڈالے۔ آمین۔ خاکسار مرزا غلام احمد''

(ریویو آف ریلیجنز اپریل ۱۹۰۵ء)

پھر جب البدر بہ سبب طلب ضمانت کے بند ہوا تو آپ بنگال، اُڑیسہ، احمد آباد اور حیدر آباد میں مبلغ رہے۔

مارچ ۱۹۱۷ء میں خدمت دین کے لئے انگلستان تشریف لے گئے۔ جنوری ۱۹۲۰ء میں انگلستان سے امریکہ پہلے مبلغ کے طور پر پہنچے اور لمبا عرصہ خدمت کی توفیق پائی۔ جہاں آپ نے The Muslim

Sunrise رسالہ جاری کیا جو آج بھی سہ ماہی رسالہ کے طور پر جاری ہے۔ آپ سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ، نائب امیر مقامی قادیان اور پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (مصلح موعودؓ) بھی رہے۔ خلافتِ ثانیہ میں مسلمانان برصغیر کے حقوق کے سلسلہ میں خدمات کا موقع ملا۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو انگریزی اخبارات اور کتب کا ترجمہ سنایا کرتے تھے۔ انگریزی زبان میں خط و کتابت آپ کے ذریعہ بھی ہوا کرتی تھی۔ انگریزوں میں تبلیغ کرنے کا بہت شوق تھا۔ حضرت اقدسؑ کے الہامات اور ملفوظات لکھنے کا کام جس طرح حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ صاحب ایڈیٹر الحکم نے کیا بالکل اسی طرح حضرت مفتی صاحب کرتے رہے۔ اخبار بدر قادیان کے ایڈیٹر لمبا عرصہ رہے۔ آپ نے کئی عمدہ اور اعلیٰ علمی کتابیں بھی تصنیف کیں مثلاً ذکرِ حبیب، بائیبل کی بشارات بحق سرور کائنات، تحفہ بنارس، تحقیقات قبر مسیح، واقعات صحیحہ، آپ بیتی، لطائف صادق، وغیرہ۔ انجام آتھم میں مالی معاونت کرنے والوں میں آپ کا نام درج ہے۔ کتاب منن الرحمٰن میں حضرت اقدسؑ نے اشتراک السنہ میں جان فشانی کرنے والے احباب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے آپ کا ذکر فرمایا ہے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: ازالہ اوہام میں اپنے مخلصین میں حضرت اقدسؑ نے آپ کا نام درج کیا ہے۔ سراج منیر میں چندہ مہمان خانہ کتاب البریہ و آریہ دھرم میں پُر امن جماعت، تحفہ قیصریہ میں، جلسہ ڈائمنڈ جوبلی میں شرکت، حقیقۃ الوحی میں نشان کے گواہ اور ملفوظات میں کئی موقعوں پر ذکر فرمایا ہے۔

وفات: ۱۳؍جنوری ۱۹۵۷ء کو آپ نے وفات پائی اور آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ قطعہ نمبر ۱۰ حصہ نمبر ۱۷ میں ہوئی۔

اولاد: آپ نے دو شادیاں کیں۔ آپ کی اولاد میں (۱) حضرت منظور احمد صاحب بھیروی (۲) عبدالسلام صاحب (۳) مفتی احمد صادق صاحب مقیم امریکہ ہیں۔ ایک بیٹی امۃ المومن صاحبہ مرحومہ اہلیہ کمانڈر عبدالمومن صاحب کراچی تھیں۔

(نوٹ) تفصیلی حالات آپ کی تصنیفات ذکرِ حبیب، آپ بیتی اور لطائف صادق میں ملاحظہ ہوں۔

ماخذ: (۱) ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد۳ (۲) سراج منیر روحانی خزائن جلد۱۲ (۳) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد۱۲ (۴) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳ (۵) حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد۲۲ (۶) ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد۱۱ (۷) منن الرحمٰن روحانی خزائن جلد۹ (۸) ملفوظات حضرت اقدسؑ (۹) ذکرِ حبیب (۱۰) لاہور تاریخ احمدیت (۱۱) الفضل ۲۸؍ستمبر ۲۰۰۱ء (۱۲) ماہنامہ تشحیذ الاذہان اگست ۱۹۹۹ء (۱۳) رجسٹر بیعت اولیٰ مندرجہ تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ ۳۵۴ (۱۴) آپ بیتی (۱۵) لطائف صادق صفحہ ۱۴۰۔۱۴۱ (۱۶) ریویو آف ریلیجنز اپریل ۱۹۰۵ء (۱۷) سیرت المہدی حصہ اوّل (۱۸) اصحاب احمد جلد اوّل (۱۹) مجدد اعظم صفحہ ۲۶۷۔ (۲۰) The Muslim Sunrise USA

☆

۶۶۔حضرت شیر محمد خان صاحب بکھر ضلع شاہپور

بیعت: ابتدائی ایام میں

تعارف و بیعت: حضرت شیر محمد خان رضی اللہ عنہ بکھر ضلع شاہ پور (حال ضلع سرگودھا) کے رہنے والے تھے موضع بکھر دریائے جہلم کے کنارے شاہ پور کے بالائی جانب ہے۔محمڈن کالج علی گڑھ میں بی اے تک تعلیم حاصل کی۔آپ حضرت حافظ عبدالعلی صاحب (یکے از ۳۱۳) کے ہم جماعت تھے۔اس لئے آپ کی بیعت ابتدائی زمانہ کی ہے۔

نوٹ: آپ کے مزید تفصیلی حالات نہیں مل سکے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدس نے کتاب البریہ میں آپ کا نام پُرامن جماعت میں درج فرمایا ہے۔تحفہ قیصریہ میں جلسہ ڈائمنڈ جوبلی میں شریک ہونے والوں میں نام درج ہے۔

ماخذ: (۱) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد۱۲ (۲) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳ (۳) ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد۱۱۔

۶۷۔حضرت منشی محمد افضل صاحب لاہور حال ممباسہ

ولادت:۱۸۷۰ء یا ۱۸۷۱ء۔بیعت: ابتدائی زمانہ۔وفات: ۲۱/مارچ ۱۹۰۵ء

تعارف و بیعت: حضرت منشی محمد افضل رضی اللہ عنہ لاہور کے رہنے والے تھے۔آپ بابو محمد افضل صاحب کے نام سے معروف تھے۔آپ کی ولادت سال ۱۸۷۰ء کی ہے یا ۱۸۷۱ء کی۔اس لئے آپ کی بیعت بالکل ابتدائی زمانہ کی ہے۔کیونکہ ضمیمہ انجام آتھم میں آپ کا نام اصحاب صدق وصفا میں ۳۱ نمبر پر درج ہے اور اس کے بعد ۱۸۹۶ء میں ممباسہ (افریقہ) بسلسلہ ملازمت ریلوے چلے گئے۔آپ کینیا یوگنڈا ریلوے Construction کے سلسلہ میں مشرقی افریقہ پہنچے۔حضرت ڈاکٹر رحمت علی صاحب اور حضرت ڈاکٹر محمد اسمٰعیل گوڑیانی نے آپ کے ساتھ مل کر ایک یونین قائم کی جس کے سیکرٹری آپؓ ہی تھے۔آپ دوبارہ ۱۲/فروری ۱۸۹۸ء میں ممباسہ گئے۔

قادیان میں سکونت: ۱۹۰۲ء میں وہاں سے ریٹائر ہونے کے بعد قادیان میں سکونت پذیر ہو گئے۔

اخبار البدر کے اجراء کی خدمت: ستمبر ۱۹۰۲ء میں ایک اخبار ''القادیان'' قادیان سے جاری کیا۔حضرت اقدسؑ نے فرمایا ''ہماری طرف سے اجازت ہے خواہ ایک سو پرچہ جاری کریں۔اللہ تعالیٰ اس میں برکت دے

دے۔‘‘ لیکن اگلے ہی مہینے یعنی اکتوبر۱۹۰۲ء میں حضرت اقدسؑ نے اس اخبار کا نام بدل کر ’’البدر‘‘ رکھ دیا۔ حضرت بابو صاحب اپنے اخبار میں بڑی باقاعدگی کے ساتھ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی ڈائری شائع کیا کرتے تھے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: تحفہ قیصریہ میں جلسہ ڈائمنڈ جوبلی اور کتاب البریہ میں پُرامن جماعت کے ضمن میں آپ کا نام درج ہے۔

وفات: آپ ۲۱/مارچ ۱۹۰۵ء کو وفات پا گئے۔ آپ کی وفات پر حضرت اقدسؑ نے حضرت مفتی محمد صادق صاحب کو البدر کا ایڈیٹر مقرر فرمایا۔ اور فرمایا کہ:

’’میں بڑی خوشی سے یہ چند سطریں تحریر کرتا ہوں کہ اگرچہ منشی محمد افضل مرحوم ایڈیٹر اخبار البدر قضائے الٰہی سے فوت ہو گئے ہیں مگر خدا تعالیٰ کے شکر اور فضل سے ان کا نعم البدل اخبار کو ہاتھ آ گیا ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۵۱)

اولاد: آپ کی وفات سے چھ دن قبل ۱۵/مارچ ۱۹۰۵ء کو آپ کا نوعمر بیٹا عبداللہ فوت ہو گیا۔ آپ کی چار بیٹیاں اور دو بیوائیں یادگار تھیں۔

ماخذ: (۱) ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ (۲) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد ۱۲ (۳) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ (۴) ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۵۱ (۵) اخبار الحکم نمبر ۱۰ جلد ۹، ۲۷/مارچ ۱۹۰۵ء (۶) اخبار الحکم نمبر ۴ جلد ۹، ۲۴/اپریل ۱۹۰۵ء (۷) اخبار بدر قادیان مارچ تا دسمبر ۱۹۰۵ء و جنوری ۱۹۰۶ء۔ (۸) لاہور تاریخ احمدیت صفحہ ۱۳۸

☆

۶۸۔ حضرت ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خانصاحب گوڑیانی ملازم ممباسہ

بیعت: ۱۸۹۲ء۔ وفات: ۹/جون ۱۹۲۱ء

تعارف: حضرت ڈاکٹر محمد اسماعیل خاں رضی اللہ عنہ گوڑیانی تحصیل جھجھر ضلع رہتک کے رہنے والے تھے۔ بابو غلام محمدؓ بیان فرماتے ہیں کہ ۱۹۰۴ء میں جو جلسہ مزار داتا گنج بخشؒ کے عقب میں ہوا تھا اس کی جلسہ گاہ بنانے کے لئے ایک سٹیج لگایا گیا تھا، جس کے دونوں طرف قریباً پچاس پچاس سائبان لگائے گئے تھے۔ حضور اقدسؑ کی گاڑی کے پیچھے میرا بھائی پہلوان کریم بخشؓ اور ڈاکٹر محمد اسماعیل خان گوڑیانوی بھی کھڑے تھے اور پولیس اور رسالے کا بھی کافی انتظام تھا۔

بیعت: آپ نے کتاب آئینہ کمالات اسلام سے متاثر ہو کر حضورؑ کی بیعت کی۔ ان دنوں آپ کڑیانوالا ضلع گجرات میں بطور سب اسسٹنٹ سرجن ڈیوٹی کر رہے تھے۔

دینی خدمات: افریقہ میں سلسلہ کی اشاعت کے لئے آپ نے بے حد کوشش کی۔ آپ فوجی خدمات پر ممباسہ کے گردونواح دیگر بندرگاہوں پر جاتے رہے آپ کو تبلیغ کے سلسلہ میں خاص مہارت تھی۔ مؤلف مجدد اعظم نے لکھا

ہے:۔

''ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خانصاحب جھجھر ضلع رہتک کے ایک پٹھان تھے جو حضرت اقدس مرزا صاحب کے مخلص مریدوں میں سے تھے۔ایک استفسار پر حضرت مرزا صاحب نے ۲۷ر جنوری ۱۸۹۹ء کو ایک اشتہار کے ساتھ ان فتاویٰ کو شائع کیا اور لکھا کہ کس طرح وہ پیشگوئی جَزَاءُ سَیِّئَۃٍ ......الخ جو ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء کو شائع کی گئی تھی واقعات کے رنگ میں پوری ہوگئی۔کیا استفسار میں درج کردہ عقیدہ وہی نہیں جو مولوی محمد حسین بٹالوی نے انگریزی رسالہ میں اپنا عقیدہ ظاہر کر کے انگریزوں سے زمین حاصل کرنی چاہی ہے۔'' (مجدد اعظم جلد دوم صفحہ ۵۹۷)

۱۸۹۸ء میں ہندوستان واپس آئے۔ہندوستان آنے کے بعد آپ کی ڈیوٹی پلیگ کی وباء پر ضلع جالندھر و ہوشیار پور میں لگا دی گئی۔اسی سلسلہ میں آپ ضلع گورداسپور میں بھی متعین رہے۔حضورؑ جب مقدمہ کے سلسلے میں گورداسپور جاتے تو آپ کے پاس بھی قیام فرماتے۔آپ ایک پر جوش داعی الی اللہ تھے۔

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے ایک رسالہ گورنمنٹ کو خوش کرنے اور زمینیں حاصل کرنے کے لئے لکھا جس میں لکھا کہ مسلمانوں کے آمد مہدی کے عقیدہ کی کوئی سند نہیں ہے اور اس سے انکار کیا۔ڈاکٹر محمد اسماعیلؓ یہ استفتاء دہلی اور امرتسر کے علما کے پاس لے گئے جنہوں نے لکھدیا کہ مہدی کے آنے کا منکر کافر ہے۔جب یہ فتویٰ شائع ہوا تو مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی علماء کے پاس جا کر روئے پیٹے۔تو اہلحدیث علما نے لکھ دیا کہ ہم نے جو فتویٰ دیا تھا وہ مرزا صاحب کے خلاف تھا مولوی محمد حسین بٹالوی کے متعلق نہ تھا۔لوگ ان علماء کی حرکت پر متعجب تھے لیکن حنفی علماء اس فتوے پر قائم رہے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے کتاب البریہ میں اپنی پر امن جماعت کے ضمن میں آپ کا ذکر فرمایا ہے۔

اولاد: آپ کی اولاد میں سے ایک بچی کا ذکر آتا ہے لیکن یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ وہاں کہاں پر تھی اور اس کی اولاد کہاں ہے۔

وفات: آپ نے ۹ر جون ۱۹۲۱ء میں وفات پائی اور آپ بلا وصیت بہشتی مقبرہ قادیان قطعہ نمبر ۳ حصہ نمبر ۲ میں دفن ہوئے۔آپ کی وفات والے دن صبح ہی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (مصلح موعودؓ) نے آپ کی وفات کے متعلق رؤیا دیکھی تھی۔

ماخذ: (۱) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ (۲) ذکر حبیب صفحہ ۵۱۔۵۲ (۳) لاہور تاریخ احمدیت صفحہ ۲۳۰ (۴) روزنامہ الفضل ربوہ ۲۲ر اپریل ۲۰۰۰ء۔(۵) مکتوبات احمد جلد ہفتم حصہ اوّل صفحہ ۳۷ (۶) مجدد اعظم صفحہ ۵۶۷

۶۹۔حضرت میاں کریم الدین صاحب مدرس قلعہ سوبھا سنگھ

بیعت:۲۹؍دسمبر۱۸۹۶ء۔وفات:۷؍اکتوبر۱۹۵۷ء

تعارف: حضرت میاں کریم الدین رضی اللہ عنہ موضع پنج گرائیں تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ ۱۸۹۵ء میں نارمل سکول لاہور سے امتحان پاس کیا اور مڈل سکول قلعہ سوبھا سنگھ میں نائب مدرس مقرر ہوئے۔

رؤیا میں راہنمائی: سکول میں ایک سیکنڈ ماسٹر جو سیّد تھے حضرت اقدسؑ کی کتاب ''ازالہ اوہام'' پڑھا کرتے تھے لیکن حضورؑ کی بیعت نہیں کی تھی۔ان ہی دنوں میں آپ نے حضرت اقدسؑ کو خواب میں دیکھا اور مصافحہ بھی کیا۔ بعدازاں آپ نے چوہدری نبی بخش صاحبؓ حوالدار کو خواب میں دیکھا کہ انہیں الہام ہوتا ہے اور وہ بیعت بھی کر چکے تھے۔اس کا ذکر آپ نے اس سید صاحب (سیکنڈ ماسٹر) سے کیا تو وہ ٹال گئے لیکن آپ کو یقین ہو گیا کہ جب حضرت اقدسؑ کے مریدوں کو الہام ہوتا ہے تو حضرتؑ کا دعویٰ بالکل درست ہے۔

بیعت: ۱۸۹۶ء میں پیدل قادیان پہنچے اور حضرت حکیم فضل الدین صاحب بھیرویؓ کی وساطت سے حضرت اقدسؑ سے ملاقات کی اور ۲۹؍دسمبر ۱۸۹۶ کو بیعت کر لی۔

وفات: ۷؍اکتوبر ۱۹۵۷ء کو وفات پائی۔آپ کی وصیت نمبر ۴۲۱۹ ہے آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ قادیان قطعہ نمبر ۷ حصہ نمبر ۲۵ ہے

اولاد: آپ کی اولاد سیالکوٹ،ملتان،جیکب آباد میں ہے آپ کے بیٹے عبدالکریم صاحب اور پوتے مقصود احمد انجینئر جیکب آباد اور دوسرے پوتے ڈینٹل سرجن ڈاکٹر جاوید احمد بھٹی کراچی میں ہیں (آپ نے مٹھی ضلع تھرپارکر اور نگر پارکر کے ہسپتال کے لئے واقف زندگی کے طور پر کام کیا ہے۔)

نوٹ: مزید سوانحی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱) رجسٹر روایات صحابہ نمبر ۸ صفحہ ۲۷۱ تا ۲۷۴ (۲) روزنامہ الفضل ربوہ ۹؍اکتوبر ۱۹۵۷ء (۳) روزنامہ الفضل ربوہ ۲۴؍اگست ۱۹۹۹ء (بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

☆

۷۰۔حضرت سید محمد اسمٰعیل صاحب دہلوی حال طالب علم قادیان

ولادت:۱۸؍جولائی۱۸۸۱ء۔بیعت:۱۵؍جون۱۸۹۱ء۔وفات:۱۸؍جولائی۱۹۴۷ء

تعارف: حضرت ڈاکٹر سید میر محمد اسمٰعیل رضی اللہ عنہ دہلی کے معروف سیّد خاندان سے تھے حضرت (نانا جان) میر ناصر نواب صاحبؓ کے فرزند ارجمند تھے۔آپ کی تاریخ ولادت ۲۸؍جولائی ۱۸۸۱ء ہے۔

بیعت: آپ نے بچپن میں ہی (اپنے والد صاحب کے ساتھ) ۱۵؍جون ۱۸۹۱ء کو بیعت کی۔نمبر۱۳۳پر حضرت میر ناصر نواب صاحب کی بیعت درج ہے جو رجسٹر بیعت اولیٰ مندرجہ تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ ۳۵۵ پر درج ہے۔

آپ کے بارہ میں ایک الہام: ۱۹۰۵ء میں جب کانگڑہ کا زلزلہ آیا۔آپ ان دنوں لاہور میڈیکل کالج میں پڑھ رہے تھے۔زلزلہ کے موقع پر آپ کے بارہ میں کوئی اطلاع نہ آئی تو حضرت اقدس علیہ السلام کو الہام ہوا ''اسسٹنٹ سرجن'' (جو منجانب اللہ کہ ایک بشارت تھی)۔چنانچہ اس سال آپ پنجاب بھر میں اول رہے اور اسسٹنٹ سرجن مقرر ہوئے۔۱۹۳۹ء میں سول سرجن کے عہدے سے ریٹائر ہوئے۔

حضرت اقدسؑ سے تعلق محبت: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آپ سے بڑی محبت تھی جب حضرت اقدسؑ نے خطبہ الہامیہ ارشاد فرمایا تو آپ نے اسے حفظ کر لیا۔۱۹۰۶ء میں حضرت اقدسؑ نے صدر انجمن احمدیہ کا ممبر مقرر کیا۔ ۱۹۲۴ء میں ناظر اعلیٰ مقرر کئے گئے۔پنشن یاب ہو کر آپ نے قادیان میں رہائش اختیار کر لی تھی۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: تحفہ قیصریہ میں جلسہ ڈائمنڈ جوبلی،کتاب البریہ اور آریہ دھرم میں پُر امن جماعت میں ذکر موجود ہے۔

دینی خدمات: آپ نے گیارہ کتابیں لکھیں۔جن میں سے ''بخار دل'' اور ''کرنہ کر'' بہت مقبول ہوئیں۔حضرت اقدسؑ کے فارسی کلام کا اردو ترجمہ بھی کیا۔تاریخ مسجد فضل لندن،مقطعات قرآنی،اربعین اطفال،تحفہ احمدیہ، ،حفاظت ریش،جامع الافکار اور آپ بیتی لکھیں۔آپ نہایت بلند پایا شاعر تھے اور صوفیانہ مزاج رکھتے تھے۔آپ کے مضامین الفضل میں بھی شائع ہوتے رہے۔آپ کے مضامین کا مجموعہ دو جلدوں میں شائع ہوا ہے۔بدرگاہ ذیشان خیر الانعام آپ کی معروف نعت ہے۔

وفات: آپ ۱۸؍جولائی ۱۹۴۷ء کو قادیان میں وفات پا گئے اور بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین ہوئی۔

اولاد: (۱) حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ (ام متین) حرم حضرت المصلح الموعودؓ (۲) محترمہ سیدہ امۃ اللہ بیگم صاحبہ اہلیہ پیر صلاح الدین صاحب (۳) محترمہ سیدہ طیبہ صدیقہ صاحبہ اہلیہ نواب مسعود احمد خان صاحب (۴) محترم سید محمد احمد صاحب ریٹائرڈ P.A.F. (۵) محترمہ سیدہ امۃ القدوس صاحبہ اہلیہ صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب موصوفہ کی ایک

بیٹی صاحبزادی امۃ العلیم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ پاکستان مکرم نواب منصور احمد خان وکیل التبشیر تحریک جدید ربوہ کی بیگم ہیں (۶) محترم سید احمد ناصر صاحب مرحوم۔ آپ کے بڑے بیٹے سید طاہر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر ایم ٹی اے اور دوسرے بیٹے سید مدثر احمد صاحب معاون ناظر ضیافت ربوہ ہیں (۷) محترمہ سیدہ امۃ الہادی صاحبہ اہلیہ پیر ضیاء الدین صاحب (۸) محترمہ امۃ الرفیق صاحبہ اہلیہ حضرت اللہ پاشا صاحب آپ کے ایک بیٹے سید حمید اللہ نصرت پاشا صاحب فضل عمر ہسپتال میں ڈینٹل سرجن ہیں۔ (۹) محترمہ سیدہ امۃ السمیع صاحبہ اہلیہ محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب مرحوم کے ایک بیٹے مکرم مرزا عبدالصمد احمد صاحب ناظر خدمت درویشاں ہیں (۱۰) محترم سید امین احمد صاحب۔

ماخذ: (۱) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد۱۲ (۲) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳ (۳) آریہ دھرم روحانی خزائن جلد۱۰ (۴) تاریخ احمدیت جلد اول (۵) تاریخ احمدیت جلد نہم (۶) مضامین حضرت ڈاکٹر سید میر محمد اسمٰعیل صاحب

☆

۷۱۔ حضرت بابو تاج الدین صاحب اکاؤنٹنٹ ...... لاہور

بیعت: ۶ر فروری ۱۸۹۲ء۔ وفات جون ۱۹۲۱ء

تعارف: حضرت منشی تاج الدین رضی اللہ عنہ اکاؤنٹنٹ دفتر ریلوے لاہور ابتدائی رفقاء میں سے تھے۔ محلّہ کوٹھی داراں لاہور میں ان کی رہائش تھی۔

بیعت: آپ کی بیعت ۱۸۹۲ء سے قبل کی ہے۔ آپ کی بیعت ۳۶۴ نمبر پر درج ہے۔ دعویٰ سے قبل حضرت اقدسؑ سے آپ کی ملاقات تھی۔ بہت وجیہہ انسان اور سلسلہ کے فدائی تھے۔ جب بھی ذرا فرصت ہوتی تو فوراً قادیان پہنچ جاتے۔

حضرت اقدس کی کتب میں ذکر: ۱۸۹۲ء کے جلسہ سالانہ میں بھی آپ شامل ہوئے تھے۔ ''آئینہ کمالات اسلام'' میں آپ کا نام جلسہ میں شامل ہونے والوں میں درج ہے۔

خدماتِ سلسلہ: سلسلہ کی خدمات کا آپ کو بہت موقع ملا۔ جو وفد حضرت مسیح موعودؑ نے ابتداءً چولہ بابا نانکؒ کی تحقیقات کے لئے ڈیرہ بابا نانک بھیجا تھا اس کے آپ بھی ممبر تھے۔ لاہور میں آپ کی بیٹھک سنہری مسجد کی سیڑھیوں کے سامنے تھی جہاں حضرت حکیم مولانا نورالدین (خلیفۃ المسیح الاوّلؓ) کی قیام گاہ ہوتی تھی۔ آپ بعض اوقات وہیں ٹھہرا کرتے تھے۔

آپ کے ہی مشورہ بغرض تحقیق سے حضرت مولوی محمد دین صاحبؓ (جو بعد میں صدر، صدر انجمن احمدیہ کے عہدوں پر فائز ہوئے) قادیان گئے تھے اور حضرت اقدس کی بیعت کر کے حضورؑ کے روحانی فرزندوں میں شامل ہو گئے۔

وفات: آپ کی وفات جون ۱۹۲۱ء بعمر ۸۴ سال کو ہوئی۔

اولاد: (۱) سردار محمد صاحب (۲) مظفر الدین صاحب (جو پشاور کی جماعت کے امیر بھی رہے)

ماخذ: (۱) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ (۲) رجسٹر بیعت اولیٰ مندرجہ تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ ۳۵۹ (۳) لاہور تاریخ احمدیت (۴) خطباتِ محمود جلد نمبر ۷ (۵) روزنامہ الفضل ربوہ ۲۱/ مارچ ۱۹۸۳ء۔

۷۲۔ جناب شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر لاہور

بیعت ۲۹/ مئی ۱۸۹۱ء۔ وفات ۱۰/ مارچ ۱۹۲۴ء

تعارف و بیعت: جناب شیخ رحمت اللہ صاحب ضلع گجرات کے رہنے والے تھے۔ آپ نے ۲۹/ مئی ۱۸۹۱ء کو بیعت کی۔ رجسٹر بیعت اولیٰ میں آپ کا نام ۲۲۹ نمبر پر ہے۔ آپ کے ایک بھائی شیخ عبدالرحمٰنؓ صاحب بھی ۳۱۳ رفقاء میں سے ہیں۔ جن کی بیعت ۱۷۶ نمبر پر رجسٹر بیعت اولیٰ میں درج ہے اور تاریخ بیعت ۲۷/ دسمبر ۱۸۹۱ء ہے۔ ستمبر ۱۸۹۱ء کو حضرت مسیح موعودؑ نے دہلی کا سفر اختیار فرمایا تو اس میں جناب شیخ رحمت اللہ صاحب حضورؑ کے ساتھ تھے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے ''ازالہ اوہام'' میں آپ کے متعلق لکھا:

''جواں صالح یک رنگ آدمی ہے ان میں فطرتی طور پر مادہ اطاعت اور اخلاص اور حسن ظن اس قدر ہے کہ جس کی برکت سے وہ بہت ہی ترقیات اس راہ میں کر سکتے ہیں۔''

آسمانی فیصلہ اور آئینہ کمالات اسلام میں جلسہ سالانہ ۱۸۹۱ء و ۱۸۹۲ء تحفہ قیصریہ میں جلسہ ڈائمنڈ جوبلی میں، آریہ دھرم، سراج منیر میں پُر امن جماعت کے ضمن میں نام درج ہے۔ ملفوظات کی تمام جلدوں میں مختلف رنگ میں ذکر ہے۔ ضمیمہ انجام آتھم میں خصوصی معاونت کرنے والوں میں آپ کا نام شامل ہے۔ حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں:

> ''حبّی فی اللہ شیخ رحمت اللہ صاحب گجراتی، شیخ رحمت اللہ جوان صالح، یک رنگ آدمی ہے ان میں فطرتی طور پر مادہ اطاعت اور اخلاص اور حسن ظن اس قدر ہے۔ جس کی برکت سے وہ بہت سی ترقیات اس راہ میں کر سکتے ہیں ان کے مزاج میں غُربت اور ادب بھی از حد ہے اور ان کے بشرہ سے علامات سعادت ظاہر ہیں۔ حتی الوسع وہ خدمات میں لگے رہتے ہیں......''

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۳۷)

لاہور انگلش وئیر ہاؤس کے نام سے آپ کا کپڑے کا بڑا کاروبار تھا آپ حضرت اقدسؑ کی خدمت میں گرم کپڑے تیار کر کے بڑے اخلاص سے پیش کیا کرتے تھے۔

آپ کے بھائی شیخ عبدالرحمٰن صاحبؓ اور بھتیجے عبدالرزاق صاحبؓ بیرسٹر نے بھی حضرت اقدسؑ کی بیعت کی۔

آپ کی وفات: حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی وفات کے بعد نظام خلافت سے وابستہ نہ رہے اور غیر مبائعین میں شامل ہو گئے۔ آپ کی وفات ۱۰؍ مارچ ۱۹۲۴ء کو ہوئی۔ مگر کبھی بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی مخالفت نہ کی۔

اولاد: آپ نے ایک یورپین خاتون سے بھی شادی کی تھی۔ جس سے ایک بیٹا پیدا ہوا حضرت اقدسؑ نے اس کا نام عبداللہ رکھا۔

ماخذ: (۱) ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد۳ (۲) آسمانی فیصلہ روحانی خزائن جلد۴ (۳) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد۵ (۴) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد۱۲ (۵) سراج منیر روحانی خزائن جلد۱۲ (۶) آریہ دھرم روحانی خزائن جلد۱۰ (۷) ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۲۹ (۸) رجسٹر بیعت اولیٰ مندرجہ تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ ۳۵۵-۳۷۶ (۹) لاہور تاریخ احمدیت

☆

۳۷۔ حضرت شیخ نبی بخش صاحب لاہور

ولادت: ۱۸۶۳ء۔ بیعت: ۲۷؍ دسمبر ۱۸۹۱ء۔ وفات: ۱۹۴۴ء

تعارف: حضرت شیخ نبی بخش رضی اللہ عنہ کا تعلق علاقہ کشتوار راجستھان کے راجپوتوں سے تھا۔ (جو مذہباً ہندو تھے) بعد میں حضرت شیخ صاحب موصوف کا تعلق مستقل لاہور سے ہے۔ آپؓ کے والد صاحب کا نام عبدالصمد صاحب تھا۔ آپ انٹرنس کے امتحان میں اول رہے اور اس طرح وظیفہ کے حقدار ٹھہرے۔

بیعت کا پس منظر: آپ نے ستمبر ۱۸۸۲ء میں حضرت اقدسؑ کو خواب میں دیکھا تھا۔ جو ۲۷؍ دسمبر ۱۸۹۱ء کو پورا ہوا۔ رؤیا میں ایک پیر مرد نورانی صورت آپ کے سامنے آیا ہے۔ اس کا تمام و کمال حلیہ آپؓ کے دل پر نقش ہوا آپؓ بیدار ہو گئے۔

''براہین احمدیہ'' کے بار بار مطالعہ سے آپ کے دل میں ایک امنگ پیدا ہوئی کہ خود قادیان جا کر حضرت اقدسؑ سے ملاقات کی جائے۔ ۱۳؍ جون ۱۸۸۶ء میں پنڈت لیکھرام کا بیان صاحبزادی عصمت بیگم کی ولادت کے موقع پر حضرت اقدسؑ کی پیشگوئی پسرِ موعود کے خلاف شائع ہوا۔ آپ نے اُس پر ایک استفسار حضور سے کیا جس کا ذکر اشتہار محک الاخیار و الاشرار پر ہے۔ اکتوبر ۱۸۸۶ء میں آپ قادیان گئے اور حضرت اقدسؑ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔

حضرت اقدسؑ کے رسالہ ''فتح اسلام'' اور ''توضیح مرام'' کی اشاعت پر ہندوستان میں ایک سخت مخالفت کا طوفان برپا ہوا۔ حضرت اقدسؑ کو ایک جلسہ کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اُس پر آپ کو بھی حضرت اقدسؑ نے دو مکتوب لکھے۔

بیعت: ۲۷؍ دسمبر ۱۸۹۱ء کو حضرت مولوی عبدالکریمؓ صاحب ''آسمانی فیصلہ'' سنانے کیلئے مقرر کیے گئے لیکن آپ نے جب حضرت اقدسؑ کے رُوئے مبارک اور لباس کی طرف دیکھا تو وہی حلیہ تھا اور وہی لباس زیب تن تھا جس کو

ایام طالب علمی میں آپ نے ۱۸۸۲ء کی رؤیا میں دیکھا تھا۔ جلسہ برخاست ہونے پر آپ نے بیعت کر لی۔ رجسٹر بیعت اولیٰ میں آپ کا نام ۵۷ انمبر پر درج ہے جہاں ساکن راولپنڈی حال ملازم دفتر ا یگزامینر صاحب بہادر لاہور تحریر ہے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: آسمانی فیصلہ، آئینہ کمالات اسلام، جلسہ سالانہ ۱۸۹۱ء، ۱۸۹۲ء میں شمولیت اور مالی تحریکات میں ذکر ہے۔ تحفہ قیصریہ میں جلسہ ڈائمنڈ جوبلی، کتاب البریہ اور آریہ دھرم میں پُرامن جماعت کے سلسلہ میں ذکر ہے۔ اسی طرح حضرت شیخ نبی بخشؓ کا ذکر مجموعہ اشتہارات میں بھی آیا ہے۔

دینی خدمات: تین سال تک مشرقی افریقہ بطور امیر ممباسہ رہنے کے بعد ہندوستان آئے تو دفتر ''ریویو آف ریلیجنز'' میں بطور کلرک کام کرتے رہے۔ حضرت اقدسؑ کی استجابت دعا سے کئی بار مستفید ہوئے۔ آپ نے مینارۃ المسیح کی تحریک میں یکصد روپے چندہ دیا جب کہ آپ ممباسہ میں پہلے امیر کے طور پر بھی خدمت کرتے رہے۔

آپ انجمن حمایت اسلام کے مہتمم کتب خانہ بھی رہے جہاں آپ ہی کے زیر اہتمام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک مضمون ''ایک عیسائی (جیمز) کے تین سوالوں کا جواب'' شائع ہوا تھا۔ حضرت صوفی نبی بخش کی حضرت اقدسؑ کے سامنے نظم پڑھنے کی بھی روایت ملتی ہے۔ جو اخبار البدر قادیان میں شائع ہوئی۔ اس کے چودہ بند تھے۔ حضورؑ نے اس کے شوکت الفاظ کی بہت تعریف کی۔ آپ نے حضرت سید محمد احسن امروہی کی تعمیر مکان کے سلسلہ میں مالی معاونت بھی کی۔ اسی طرح آپ نے تعلیم الاسلام ہائی سکول کی مالی تحریک میں بھی حصہ لیا۔ (مجموعہ اشتہارات جلد سوم)

وفات: آپ کی وفات ۱۹۴۴ء میں ہوئی۔

اولاد: آپ کی اولاد میں چھ بیٹے اور چھ بیٹیاں تھی۔ آپ کی اہلیہ حضرت غلام فاطمہؓ نے لوائے احمدیت کی تیاری کیلئے سوت تیار کیا تھا جس میں آپ کی بیٹی حضرت حمیدہ بیگمؓ اہلیہ حضرت وزیر خانؓ نے بھی حصہ لیا۔ آپ کی ساری اولاد حضرت اقدسؑ کے رفقاء میں شامل تھی۔ حضرت تاج الدینؓ کا نام ۱۸۹۷ء کی ایک فہرست میں ہے جو حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانیؓ نے تیار کی تھی۔ آپ کے ایک بیٹے حضرت راجہ محمد شریف صاحبؓ (ذوالقرنین) تھے۔ اسی طرح حضرت راجہ عبدالعزیزؓ، حضرت راجہ عبدالسلامؓ، حضرت راجہ عبدالحمیدؓ کی عمریں دس سال سے زائد تھی۔ ان کے سب سے چھوٹے بیٹے راجہ عبدالقدیر ۱۹۰۶ میں پیدا ہوئے۔ حضرت مہتاب بیگمؓ حضرت آمنہ بیگمؓ کی نسل میں سے ایک بیٹے سردار مجید الدین احمد صاحب اور سردار منیر الدین احمد صاحب تھے۔ سردار مجید الدین کی اولاد میں سے سردار ناصر الدین صاحب، سردار ظہیر الدین بابر صاحب انصار اللہ پاکستان ربوہ میں بطور ہومیو پیتھک ڈاکٹر خدمت سرانجام دے رہے ہیں اور تیسرے بیٹے سردار نصیر الدین ہمایوں صاحب عملہ حفاظت خاص لندن میں خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ حضرت آمنہ بیگم کے پوتے اور حضرت راجہ عبدالسلام صاحب کے نواسے ہیں۔ حضرت حمیدہ بیگمؓ حضرت اقدس کی بیعت میں شامل تھے۔

ماخذ: (۱) آسمانی فیصلہ روحانی خزائن جلد ۴ (۲) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ (۳) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد ۱۲ (۴) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ (۵) آریہ دھرم روحانی خزائن جلد ۱۰ (۶) سُرمہ چشم آریہ روحانی خزائن جلد نمبر ۲ (۷) تبلیغ رسالت جلد دوم ص ۱۱۸ (۸) رجسٹر بیعت اولیٰ مندرجہ تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ ۳۵۶ (۹) لاہور تاریخ احمدیت (۱۰) تاریخ احمدیت راولپنڈی (۱۱) اخبار الحکم قادیان ۱۹۰۱ء ۱۹۰۲ء (۱۲) اخبار بدر ۱۹۰۰ء (۱۳) تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد اول (۱۴) مکتوب راجہ عبدالجبار فرینکفورٹ جرمنی

☆

۴۷۔ حضرت منشی معراج الدین صاحب لاہور

ولادت: ۱۸۷۸ء۔ بیعت: ۱۲/ جولائی ۱۸۹۱ء۔ وفات: ۲۱/ جولائی ۱۹۴۰ء

تعارف: حضرت منشی معراج الدین رضی اللہ عنہ وارث میاں محمد سلطان صاحب میاں عمر دین کے بیٹے تھے جن کے والد میاں الٰہی بخش ولد میاں قادر بخش تھے۔ آپ کے دادا میاں الٰہی بخش کے بھائی میاں محمد سلطان ٹھیکیداری کا کام کرتے تھے۔ جنہوں نے لاہور ریلوے اسٹیشن، ضلع کچہری اور سرائے سلطان تعمیر کروائی تھی۔ آپ کی ولادت سال ۱۸۷۸ء کو ہوئی۔

بیعت: حضرت منشی صاحب حضرت مولوی رحیم اللہؓ کی تبلیغ سے حضرت مسیح موعودؑ کے سلسلہ بیعت میں داخل ہوئے اور آپ کی بیعت کے چند سال کے اندر اندر سارا خاندان سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو گیا۔ شہر لاہور کے پرانے باشندوں میں یہ ایک بڑا خاندان ہے جس نے سب سے پہلے احمدیت قبول کی۔ رجسٹر بیعت اولیٰ میں آپ کی بیعت ۱۲/ جولائی ۱۸۹۱ء کی ہے۔ (تاریخ احمدیت جلد اوّل صفحہ ۲۵۵)

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: تحفہ قیصریہ میں جلسہ ڈائمنڈ جوبلی، کتاب البریہ آریہ دھرم میں پُر امن جماعت اور حقیقۃ الوحی میں نشانات کے گواہ کے طور پر آپ کا ذکر ہے۔

دینی خدمات: آپ کو تحریر کا خوب ملکہ تھا اور ایک قابل انشاء پرداز تھے۔ براہین احمدیہ ہر چہار حصص کی ایک اشاعت پر آپ نے اس کا دیباچہ لکھا جس میں حضرت اقدسؑ کے حالات درج کئے۔ حضرت اقدس کی تائید میں ٹریکٹ وغیرہ لکھ کر شائع کرواتے تھے۔ آپ کی کتب میں ''صداقت مریمہ'' ''تقویم جنتری (۱۸۷۳ء تا ۱۹۰۷ء)'' (The Crusufixion by an eye witness) (ترجمہ) شامل ہیں۔ آپ اخبار بدر قادیان کے مالک رہے۔

وفات: آپ کی وفات ۲۱/ جولائی ۱۹۴۰ء کو بعمر باسٹھ سال ہوئی اور بہشتی مقبرہ قادیان قطعہ نمبر ۵ حصہ میں تدفین ہوئی۔

اولاد: آپ کے ۱۲ بیٹے اور بیٹیاں تھے جن میں سے میاں نذیر احمد صاحب بطور اسسٹنٹ ایڈیٹر الفضل خدمات بجا لاتے رہے۔

ماخذ: (۱) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد ۱۲ (۲) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ (۳) آریہ دھرم روحانی خزائن جلد ۱۰ (۴) حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ (۵) رجسٹر بیعت اولیٰ اُولیٰ مندرجہ تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ ۳۵۶ (۶) لاہور تاریخ احمدیت۔

۷۵۔حضرت شیخ مسیح اللہ صاحب شاہجہان پوری

بیعت: ۱۸۹۵ء۔وفات: ۶ رنومبر ۱۹۰۶ء

تعارف: حضرت شیخ مسیح اللہ رضی اللہ عنہ بھارتی صوبہ اتر پردیش کے مشہور شہر شاہجہانپور سے تعلق رکھتے تھے۔

احمدیت سے تعارف: خیال ہے آپ تک احمدیت کا پیغام حضرت مرزا نیاز بیگ صاحب (والد حضرت مرزا ایوب بیگ صاحب) کے ذریعہ پہنچا جو ان دنوں محکمہ انہار ملتان میں ضلعدار تھے اور ۱۸۹۷ء میں وہاں سے پنشن یاب ہوئے۔اس وقت حضرت شیخ صاحب بطور خانساماں مہتم محکمہ انہار ملتان میں تھے۔

بیعت: ستمبر ۱۸۹۵ء میں حضورؑ نے حکومت کے نام ایک اشتہار شائع کیا جس کے آخر میں اپنی جماعت کے قریباً ۷۰۰ افراد کے نام درج فرمائے۔حضرت شیخ مسیح اللہ صاحبؓ کا نام بھی اُن احباب میں شامل ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ۱۸۹۵ء تک آپ سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو چکے تھے۔حضورؑ کا یہ اشتہار ''آریہ دھرم'' میں درج ہے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: سراج منیر میں چندہ مہمان خانہ میں اور کتاب البریہ میں پُرامن جماعت کے ضمن میں نام درج ہے۔حضرت اقدسؑ نے ایک اشتہار میں مخالفین کی طرف سے گورنمنٹ کو پہنچائی گئی خلاف واقعہ اطلاعات کی تردید کرتے ہوئے اپنے خاندان اور سلسلہ کے صحیح حالات بیان فرمائے۔ چنانچہ ۲۴ رفروری ۱۸۹۸ء کو دیئے گئے اشتہار میں آپ کا نام بھی شامل ہے۔نمبر ۲۸۳ رمسیح اللہ خاں صاحب ملازم ایگزیکٹو انجینئر صاحب ملتان۔

دینی خدمات: حضرت شیخ مسیح اللہ ہجرت کر کے مسیح الزماں کے قدموں میں قادیان آ گئے۔آپ کا سن ہجرت معلوم نہیں ہوسکا۔قادیان آ کر مدرسہ تعلیم الاسلام کے بورڈنگ میں ملازم رہے پھر ایک دوکان کھول لی۔اس کے علاوہ قادیان میں بھی بطور خانساماں خدمت کی توفیق پائی۔۱۷ رنومبر ۱۹۰۱ء کی صبح کو حضورؑ سیر سے واپس تشریف لائے تو ایک برطانوی سیاح ڈی ڈی ڈکسن تشریف لائے اور بتایا کہ سیاحت کرتے ہوئے صرف ایک دن کے قیام کا پروگرام لے کر آئے ہیں۔حضورؑ نے مزید دن ٹھہرنے کو کہا مگر اصرار کے باوجود صرف ایک رات کے رہنے پر

رضا مند ہوئے۔ حضرت اقدسؑ نے ہدایت فرمائی کہ شیخ مسیح اللہؓ خانساماں ان کے حسب منشاء کھانا تیار کریں اور انہیں گول کمرہ میں ٹھہرایا جائے۔

وفات: آپ قادیان میں ہجرت کے دن گزار رہے تھے کہ واپسی کا پیغام آ گیا اور آپ ۶ رنومبر ۱۹۰۶ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی ہی میں عالمِ آخرت کو سدھار گئے۔ آپ کی وفات پر اخبار البدر نے یہ خبر شائع کی۔

''شیخ مسیح اللہ صاحب ساکن شاہجہانپور ۶ رنومبر ۱۹۰۶ء کی صبح کو ستر اسی (سال) کی عمر میں فوت ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ شیخ صاحب مرحوم مدت تک انگریزوں کی خانسامہ گیری کرنے کے بعد بالآخر قادیان میں آ کر بیٹھ گئے تھے۔ چند سال مدرسہ تعلیم الاسلام کے بورڈنگ میں ملازم رہے اور آج کل گوشت روٹی کی دوکان کرتے تھے۔ آپ کو مقبرہ بہشتی میں دفن کیا گیا اللہ تعالیٰ مغفرت کرے۔ شیخ صاحب ایک چھوٹا سا بچہ یتیم چھوڑ گئے جو مدرسے سے وظیفہ پاتا ہے۔''

ماخذ: (۱) تبلیغ رسالت جلد ہفتم (۲) آریہ دھرم روحانی خزائن جلد ۱۰ (۳) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ (۴) سراج منیر روحانی خزائن جلد ۱۲ (۵) البدر ۸ رنومبر ۱۹۰۱ء (۶) ریویو آف ریلیجنز ۱۹۰۳ء جلد ۲ نمبر ۱۱-۱۲ (۷) اخبار الحکم ۳۰ راپریل ۱۹۰۵ء (۸) اخبار البدر ۸ رنومبر ۱۹۰۶ء (۹) ذکر حبیب۔

تین سو تیرہ

تین سو تیرہ وہ رکھتے تھے مثالی زندگی
اُن میں سے ہر ایک تھا عشق و محبت کا رُباب

دیکھ نُور الدّینؓ کو اَور دیکھ تُو عبدالکریمؓ
دوسرا ہے گر ستارہ، تو ہے پہلا ماہتاب

باغِ احمدؑ کے عنادِل آئے نزد و دُور سے
اِفتخارؓ از لُدّھیانہ، دِلّی سے ناصؔر نوابؓ

شیخ نُوراحمدؓ از امرتسر تھا دیوانہ اگر
تھا جالندھر کا بھی گوہرؓ دِل میں رکھتا اِضطراب

سُرخ چھینٹوں کا جو گذرا تھا انوکھا ماجرا
عینی شاہد تھا سنوریؓ برآں کشفِ لاجواب

مولوی بُرہانؓ از جہلم تھا پروانہ اگر
تو خوشابی مولویؓ تھا عشق احمدؑ میں کباب

وہ رئیسِؓ کوٹلہ، وہ ''حق تعالیٰ کی دلیل''
حضرتِ صادقؓ زِ بھیرہ اِک مہکتا سا گُلاب

(مکرم عبدالسلام اسلاؔم)

☆

۷۶۔ حضرت منشی چوہدری نبی بخش صاحب مع اہلبیت بٹالہ

ولادت: ۱۸۲۷ء۔ بیعت: ۲۸؍جون ۱۸۸۹ء۔ وفات: ۲؍جولائی ۱۹۳۸ء

تعارف: حضرت منشی چوہدری نبی بخش رضی اللہ عنہ بٹالہ میں ذیلدار تھے۔ آپ کا اصل نام عبدالعزیز تھا۔ آپ کے والد صاحب کا نام محمد بخش صاحب تھا۔ آپ کی ولادت سال ۱۸۲۷ء میں ہوئی۔ آئینہ کمالات اسلام میں آپ کا نام ۱۶۸نمبر پر مہر نبی بخش صاحب نمبردار ومیونسپل کمشنر بٹالہ لکھا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ایک مکتوب مورخہ ۱۱؍مئی ۱۸۸۸ء بنام چوہدری رستم علی صاحب جالندھر تحریر فرمایا۔ ’’بشیر احمد سخت بیمار ہو گیا تھا۔ اس لئے یہ عاجز ڈاکٹر کے علاج کے لئے بٹالہ میں آ گیا ہے۔ شاید ماہ رمضان بٹالہ میں بسر ہو۔...... نبی بخش ذیلدار کے مکان پر جو شہر کے دروازہ پر ہے فروکش ہوں‘‘

۲۸؍مئی ۱۸۸۸ء کے مکتوب بنام حکیم مولوی نورالدین صاحب جموں (خلیفۃ المسیح الاولؓ) کو لکھا۔

’’یہ عاجز بمقام بٹالہ نبی بخش ذیلدار کے مکان پر اترا ہوا ہے‘‘ اسی طرح ۳؍جون اور ۴؍جون ۱۸۸۸ء کے مکتوبات میں تحریر فرمایا ہے۔ ’’یہ عاجز اب تک بٹالہ میں ہے۔‘‘

پھر ۵؍جون ۱۸۸۸ء کے مکتوب میں تحریر فرمایا: ’’یہ عاجز اخیر رمضان تک اس جگہ بٹالہ میں ہے غالباً عید پڑھنے کے بعد قادیان جاؤں گا۔‘‘

گویا حضرت اقدسؑ چوہدری نبی بخشؓ بٹالہ کے پاس اوائل مئی سے اواخر جون ۱۸۸۸ء تک بسلسلہ علاج بشیر اول قیام فرما رہے۔

بیعت: آپ کی بیعت ۲۸؍جون ۱۸۸۹ء کی ہے۔ رجسٹر بیعت اولیٰ میں آپ کا نام یوں درج ہے۔ نمبر۱۰۲ منشی عبدالعزیز معروف نبی بخش ولد میاں محمد بخش ساکن بٹالہ ہاتھی دروازہ پیشہ زمینداری۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضور نے آپ کا نام آئینہ کمالات اسلام میں جلسہ سالانہ ۱۸۹۲ء اور چندہ دہندگان سراج منیر، چندہ مہمان خانہ تحفہ قیصریہ، جلسہ ڈائمنڈ جوبلی اور کتاب البریہ اور آریہ دھرم میں پُرامن جماعت کے ضمن میں ذکر ہے۔ نیز انجام آتھم میں حضرت اقدسؑ نے آپ کا نام درج فرمایا ہے۔

وفات: آپ نے ایک سو گیارہ سال کی عمر میں ۲؍جولائی ۱۹۳۸ء میں وفات پائی۔

ماخذ: (۱) مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر۳ صفحہ ۸۱ تا ۸۳ (۲) مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر۲ (۳) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ (۴) سراج منیر روحانی خزائن جلد ۱۲ (۵) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد ۱۲ (۶) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ (۷) آریہ دھرم روحانی خزائن جلد ۱۰ (۸) ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ (۹) ملفوظات جلد سوم (۱۰) رجسٹر بیعت اولیٰ مندرجہ تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ ۳۴۸ (۱۱) تاریخ احمدیت جلد ہشتم

☆

۷۷۔ حضرت میاں محمد اکبر صاحب...... بٹالہ

بیعت: ۱۸۸۹ء وفات ۲۳؍جولائی ۱۹۰۰ء

تعارف و بیعت: حضرت میاں محمد اکبر رضی اللہ عنہ بٹالہ میں دوکانداری/ٹھیکیداری کرتے تھے۔ آپ کے والد منشی محمد ابراہیم صاحب تھے۔ آپ کے تین اور بھائی بھی تھے۔ آپ کی بیعت ۱۸۸۹ء کی ہے۔ براہین احمدیہ میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر پڑھ کر احمدی ہوئے۔

حضرت اقدسؑ سے تعلق اخلاص: آخری بیماری میں قادیان آ گئے۔ حضرت مسیح موعودؑ آپ کی عیادت کو بھی تشریف لے گئے۔ آپ بہت مخلص اور شیدائی احمدی تھے۔ حضرت مولانا شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ نے آپ کو بٹالہ کا آدم قرار دیا۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: براہین احمدیہ میں آپ کا ذکر موجود ہے۔ آئینہ کمالات اسلام میں جلسہ سالانہ کی فہرست، آریہ دھرم میں دستخط کنندگان اور سراج منیر میں چندہ مہمان خانہ تحفہ قیصریہ میں جلسہ ڈائمنڈ جوبلی کتاب البریہ میں پُرامن جماعت کے ضمن میں ذکر ہے۔

دینی خدمات: قادیان جانے والے مہمان آپ کے ہاں ٹھہرتے تھے۔ آپ ان کی مہمان نوازی کرتے تھے۔ اسی طرح قادیان کی ریلوے بلٹیاں اور دیگر تعمیراتی وسامان خوردونوش آپ قادیان پہنچاتے تھے۔

وفات: آپ کی وفات ۲۳؍جولائی ۱۹۰۰ء کو ہوئی۔ حضرت اقدسؑ نے آپ کا جنازہ پڑھایا اور قادیان میں تدفین ہوئی۔

ذکر خیر: حضرت اقدسؑ اپنے پیاروں کی جدائی پر غمگین ہو جایا کرتے تھے۔ حضرت میاں محمد اکبرؓ کی وفات کے بارہ میں حضرت میاں خیر الدین صاحب سیکھوانیؓ بیان کرتے ہیں:

’’حضورؑ اپنے خادموں کی جدائی (وفات وغیرہ) پر صدمہ محسوس فرماتے تھے۔ چنانچہ جس روز میاں محمد اکبر صاحب تاجر چوب بٹالہ فوت ہوئے۔ وہ جمعہ کا دن تھا۔ مولوی عبداللہ صاحب کشمیری (جو آج کل کشمیری ہائی کورٹ میں وکیل ہیں) نے مسجد اقصیٰ میں بعد نماز جمعہ حضورؑ کی خدمت میں ایک نظم خود تیار کردہ سنانے کے لئے عرض کی تو حضورؑ نے فرمایا کہ ’’آج محمد اکبر فوت ہو گیا ہے۔ اس وقت میری طبیعت سننا نہیں چاہتی۔‘‘

(سیرت المہدی حصہ چہارم روایت نمبر ۱۲۶۲)

آپ کی اولاد: آپ کے تین بیٹے (۱) حضرت میاں محمد ابراہیم صاحب (۲) حضرت محمد اسمٰعیل صاحب (ان کے ایک بیٹے مکرم محمد جمال صاحب سابق انسپکٹر مال رہے ہیں) (۳) حضرت محمد یعقوب صاحب۔

آپ حضرت مولوی محمد حسینؓ صاحب سبز پگڑی والے کے تایا تھے۔ آپ کی اہلیہ حضرت امام بی بیؓ نے ۲۹؍جولائی ۱۹۵۷ء

کو وفات پائی جو لجنہ اماء اللہ کی ابتدائی فعال رکن تھیں۔

ماخذ: (۱) براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد اول (۲) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ (۳) آریہ دھرم روحانی خزائن جلد ۱۰ (۴) سراج منیر روحانی خزائن جلد ۱۲ (۵) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد ۱۲ (۶) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ (۵) سیرۃ المہدی جلد سوم (۵) اخبار الحکم ۱۶ راگست ۱۹۰۰ء (۶) رجسٹر روایات نمبر ۱۱، ۱۴

☆

۷۸۔ حضرت شیخ مولا بخش صاحب...... ڈنگہ گجرات

بیعت: ابتدائی زمانہ میں

حضرت شیخ مولا بخش رضی اللہ عنہ ڈنگہ ضلع گجرات کے تاجر چرم تھے۔ آپ کی بیعت ابتدائی زمانہ کی ہے۔ ضمیمہ انجام آتھم میں آپ کا نام ۳۱۳ ر اصحاب صدق وصفا میں درج ہے۔ حضرت اقدسؑ نے کتاب سراج منیر میں چندہ مہمان خانہ دینے والوں میں اور تحفہ قیصریہ میں جلسہ ڈائمنڈ جوبلی میں اور کتاب البریہ میں پُر امن جماعت میں آپ کا ذکر فرمایا ہے۔

نوٹ: تفصیلی سوانحی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱) سراج منیر روحانی خزائن جلد ۱۲ (۲) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ (۳) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد ۱۲ (۴) انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱

☆

۷۹۔ حضرت سید امیر علی شاہ صاحب سارجنٹ سیالکوٹ

ولادت: ۱۸۴۱ء۔ بیعت: ۲۹ رمئی ۱۸۹۱ء

تعارف: حضرت سید امیر علی شاہ رضی اللہ عنہ مالو کے مہے تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے تھے۔ اصل نام علاؤ الدین عرف امیر علی شاہ تھا۔ والد ماجد کا نام سید ہدایت علی شاہ صاحب تھا۔ آپ کے بھائی حضرت سید خصیلت علی شاہؓ انسپکٹر پولیس یکے از ۳۱۳ رفقاء حضرت اقدسؑ میں سے تھے۔ آپ کی ولادت ۱۸۴۱ء کو ہوئی۔ آپ کی شادی حضرت حکیم میر حسام الدینؓ کی بیٹی سے ہوئی تھی۔

حضرت اقدسؑ سے تعلق: واقعات مباحثہ دہلی میں حضرت پیر سراج الحق نعمانیؓ تحریر کرتے ہیں کہ ''حضرت اقدسؑ کا قیام نواب لوہارو کی کوٹھی پر تھا۔ آپ کے پہنچنے پر آپ کو بالا خانے پر بلوایا گیا وہاں جناب سید امیر علی شاہؓ سیالکوٹی اور حضرت غلام قادر فصیحؓ سیالکوٹی تھے اور ایک اشتہار چھپوانے کی تجویز کرتے تھے......''

بیعت: آپ نے ۲۹رمئی ۱۸۹۱ء کو بیعت کی۔ رجسٹر بیعت اولیٰ میں ۲۳۱ نمبر پر آپ کا نام درج ہے۔ اس وقت آپؓ سیالکوٹ میں مقیم تھے۔ آپ کی اہلیہ محترمہ محمودہ بیگم (بنت حضرت حکیم میر حسام الدینؓ) کی بیعت ۷رفروری ۱۸۹۲ء کی ہے جو رجسٹر بیعت اولیٰ میں ۲۳۷ نمبر پر ہے۔

کتاب تذکرۃ المہدی میں ذکر: مباحثہ دہلی کے دوران ایک روز مرزا حیرت دہلوی بناوٹی انسپکٹر بنے اور حضرت اقدس علیہ السلام سے کہا میں انسپکٹر ہوں سرکار سے حکم ہوا ہے کہ یہاں سے چلے جاؤ ورنہ تمہارے حق میں اچھا نہ ہوگا۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے ان کے کہنے پر بالکل خیال تک بھی نہ کیا اور کوئی جواب نہ دیا۔ صرف سید امیر علی شاہؓ نے جو کہ اہلکار پولیس تھے ایک بات کی تو مرزا حیرت صاحب حیرت زدہ ہوگئے اور چل دیئے۔ دہلی میں مخالفت کا ایک اور واقعہ ہے:۔

''ایک روز دہلی والے شرارت کی راہ سے حضرت اقدس علیہ السلام پر حملہ آور کئی سو آدمی آ گئے چونکہ دروازہ زینہ کا تنگ تھا۔ اس سے ایک ایک کر کے چڑھنے لگے اتنے میں سید امیر علی شاہ صاحب آ گئے انہوں نے نہ آنے دیا وہ لوگ زور سے گھسنے لگے مگر شاہ صاحب ایک قوی الجثہ آدمی تھے ان کا وہ کیا مقابلہ کر سکتے تھے۔ ایک ہی دھکے میں سب ایک دوسرے پر گرتے گئے اور فرار ہو گئے اور گالیاں دینے اور ٹھٹھا بازی کرنے کے سوا کچھ نہ کر سکے۔''

ماخذ: (۱) ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد ۳ (۲) رجسٹر بیعت اولیٰ مندرجہ تاریخ احمدیت جلد ا صفحہ ۳۵۵۔۳۵۸ (۳) ''تذکرۃ المہدی'' (۴) ملفوظات جلد اوّل و چہارم (۵) سیرت احمد صفحہ ۱۲۴ (۶) الحکم ۲۴ر اکتوبر ۱۹۰۱ء۔

☆

۸۰۔ جناب میاں محمد جان صاحب......وزیر آباد

بیعت: ۲۷ر دسمبر ۱۸۹۱ء۔ وفات: ۲۷ر اپریل ۱۹۳۸ء

تعارف: حضرت میاں محمد جان رضی اللہ عنہ ولد محمد بخش صاحب وزیر آباد کے رہنے والے تھے اور اہلحدیث میں شامل تھے۔ لیکن جب حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے دعویٰ سے اطلاع ہوئی تو آپ نے تحقیق شروع کر دی اور حضرت اقدسؑ کی صداقت کے قائل ہو گئے۔

بیعت: آپ نے حضرت مولانا حکیم نور الدین (خلیفۃ المسیح الاوّلؓ) کی معیّت میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی بیعت کی تھی اور ابتدائی رفقاء میں شامل تھے اور وزیر آباد کے ابتدائی بیعت کنندگان میں شامل تھے۔ آپ کی بیعت ۲۷ر دسمبر ۱۸۹۱ء کی ہے۔ رجسٹر بیعت اولیٰ میں آپ کا نام ۱۸۲ نمبر پر یوں درج ہے۔

''حضرت شیخ محمد جان سکنہ وزیر آباد ملازم محل چوب بردار راجہ امر سنگھ صاحب جموں۔''

حضرت اقدس کی کتب میں ذکر: آپ جماعت احمدیہ کے پہلے جلسہ سالانہ ۱۸۹۱ء میں بھی شامل ہوئے۔ آسمانی فیصلہ، آئینہ کمالات اسلام میں شمولیت جلسہ سالانہ ۱۸۹۱ء، ۱۸۹۲ء اور سراج منیر چندہ مہمانخانہ، تحفہ قیصریہ میں

جلسہ ڈائمنڈ جوبلی اور کتاب البریہ میں پُر امن جماعت میں ذکر ہے۔

وفات: آپ کی وفات ۲۷/اپریل ۱۹۳۸ء کو ہوئی۔

ماخذ: (۱) آسمانی فیصلہ روحانی خزائن جلد ۴ (۲) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ (۳) سراج منیر روحانی خزائن جلد ۱۲ (۴) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد ۱۲ (۵) یادرفتگان حصہ دوم صفحہ ۶۸ تا ۷۰ (۶) تاریخ احمدیت جلد ہشتم (۷) رجسٹر بیعت اولیٰ مندرجہ تاریخ احمدیت جلد اوّل صفحہ ۳۵۷

☆

۸۱۔ حضرت میاں شادی خاں صاحب ...... سیالکوٹ

ولادت: ۱۸۵۶ء۔ بیعت یکم فروری ۱۸۹۲ء۔ وفات: ۱۹/ مارچ ۱۹۲۸ء

تعارف و بیعت: حضرت میاں شادی خان رضی اللہ عنہ کے والد ماجد کا نام جیون خان صاحب تھا۔ آپ کی ولادت ۱۸۵۶ء کی ہے۔ آپ سیالکوٹ کے رہنے والے تھے بیعت کے دنوں میں راجہ امر سنگھ جموں کے ملازم تھے۔ آپ کا نام رجسٹر بیعت اولیٰ میں ۲۱۸ نمبر پر درج ہے اور بیعت یکم فروری ۱۸۹۲ء کی ہے۔ ۲۳۸ نمبر پر زینب بی بی زوجہ مولانا عبدالکریمؓ کی بیعت درج ہے جو کہ مولانا سیالکوٹی کی پہلی بیوی تھیں۔

قابل قدر اخلاص اسوۂ صدیقیت: منارۃ المسیح بنانے کی تجویز حضرت اقدسؑ کے زیر غور تھی۔ ان دنوں آپ راجہ امر سنگھ جموں کے ہاں ملازم تھے۔ حضرت اقدسؑ نے دس ہزار کا تخمینہ لگایا اور دس ہزار کو سو، سو کے حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ حضرت منشی شادی خانؓ کے ذمہ بھی روپیہ لگا تھا۔ انہوں نے اپنے گھر کا تمام سامان بیچ کر تین سو روپیہ پیش کر دیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ''شادی خان صاحب سیالکوٹی نے بھی وہی نمونہ دکھایا ہے جو حضرت ابوبکرؓ نے دکھایا تھا کہ سوائے خدا کے اپنے گھر میں کچھ نہیں چھوڑا۔'' جب حضرت میاں شادی خان صاحب رضی اللہ عنہ نے یہ سنا تو گھر میں جو چارپائیاں تھیں ان کو بھی فروخت کر ڈالا اور ان کی رقم حضرت صاحبؑ کے حضور پیش کر دی......

حضرت منشی شادی خانؓ کی والدہ محترمہ حضرت اقدسؑ کے گھر میں خدمت کرتی تھیں اور ''دادی'' کے نام سے مشہور تھیں۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: آئینہ کمالات اسلام، تحفہ قیصریہ، سراج منیر اور کتاب البریہ اور ملفوظات جلد دوم چہارم اور پنجم میں ذکر ہے۔

وفات: آپ کی وفات ۱۹/ مارچ ۱۹۲۸ء کو بعمر ۷۳ ہوئی آپ کی وصیت نمبر ۶۶ ہے آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ قادیان قطعہ نمبر ۳ حصہ نمبر ۴ میں ہوئی۔

اولاد: آپ کے ایک بیٹے عبدالرحمٰن جو روزنامہ الفضل میں کارکن تھے۔ ۱۹۴۱ء میں وفات پا گئے۔ آپ کی بیٹی

حضرت عائشہ بی بی کی شادی حضرت مولوی عبدالکریم سیالکوٹیؓ سے ہوئی۔حضرت مولوی عبدالکریم کے وصال کے بعد انہی کی شادی سیدنا حضرت مسیح موعود السلام نے حضرت صوفی غلام محمدؓ یکے از تین سو تیرہ (مبلغ ماریشس) سے کروا دی جن سے اولاد ہوئی جن کا ذکر حضرت صوفی غلام محمد صاحب کے حالات میں کیا گیا ہے۔ دوسری بیٹی کی شادی حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ سے ہوئی۔

ماخذ: (۱) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ (۲) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد۱۲ (۳) سراج منیر روحانی خزائن جلد۱۲ (۴) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳ (۵) رجسٹر بیعت مندرجہ تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ ۳۵۸ (۶) ملفوظات جلد دوم چہارم پنجم (۷) انوار العلوم جلد نمبر ۵ (۸) اصحاب احمد جلد ششم (۹) تاریخ احمدیت جلد دوم (۱۰) روزنامہ الفضل قادیان ۱۹۴۱ء۔

☆

۸۲۔جناب میاں محمد نواب خان صاحب تحصیلدار۔جہلم

بیعت: ۱۸۹۵ء

تعارف و بیعت: میاں محمد نواب خان صاحب ہریانہ ہوشیار پور کے رہنے والے تھے۔آپ کی بیعت ۱۸۹۵ء کی ہے۔آپ نے حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانی کے مکان کی تعمیر و توسیع میں بھی چندہ دیا۔ جب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام مولوی کرم دین سکنہ بھیں (ضلع جہلم) کی طرف سے دائر کردہ مقدمہ ازالہ حیثیت عرفی کے سلسلہ میں جہلم تشریف لے گئے تو آپ گجرات میں تحصیل دار تھے۔ گجرات کے ریلوے اسٹیشن پر حضرت چوہدری نواب خاںؓ نے کھانا پیش کیا۔ چونکہ اس قدر وقت نہ تھا کہ حضرت اقدس اور آپ کے خدام وہاں ٹھہر کر کھانا تناول کرتے اس لئے حضرت نواب صاحب نے کھانا اور برتن ساتھ ہی دے دیئے اور احباب نے کھانا ریل میں ہی کھایا۔آپ جناب اقدسؑ کے لئے ایک خاص قسم کی فرنی بھی تیار کر کے لائے تھے۔حضرت اقدسؑ نے ''فرنی'' کا یہ پیالہ حضرت مولوی فضل دینؓ کو دے دیا۔(انہوں نے ابھی کھانا نہیں کھایا تھا)

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ کی تحریر کے مطابق آپ بھیرہ میں بھی تحصیلدار رہے ہیں۔اسی طرح آپ پھالیہ ضلع گجرات (حال ضلع منڈی بہاؤالدین) میں بھی تحصیلدار رہے۔حضرت نواب محمد دین صاحبؓ (ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر) آف تلونڈی عنایت خاں ضلع سیالکوٹ (جنہوں نے مرکز احمدیت ربوہ کی زمین کے انتخاب و خرید میں حصہ لیا تھا) کے مطابق میاں محمد نواب خاں صاحب خلافت ثانیہ کے وقت غیر مبائعین میں شامل ہو گئے۔ حضرت نواب محمد دینؓ صاحب کے ساتھ حضرت میاں صاحب کی ملاقات وزیر آباد ریلوے اسٹیشن پر ہوئی تھی۔(باجوہ خاندان)

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: سراج منیر تحفہ قیصریہ اور کتاب البریہ میں حضرت اقدسؑ نے چندہ مہمانخانہ،

جلسہ ڈائمنڈ جوبلی اور پُرامن جماعت کے ضمن میں ذکر کیا ہے۔

ماخذ: (۱) سراج منیر روحانی خزائن جلد۱۲ (۲) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد۱۲ (۳) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳ (۴) ''سیرت حضرت مسیح موعودؑ'' جلد سوم (۵) تاریخ احمدیت جلد دوم (۶) حیات قدسی (۷) باجوہ خاندان از غلام اللہ باجوہ (۸) اخبار الحکم ۲۴/اکتوبر ۱۸۹۹ء (۹) یادرفتگان جلد اوّل۔

☆

۸۳۔ جناب میاں عبداللہ خانصاحب برادر نواب خانصاحب جہلم

بیعت: ابتدائی زمانہ

تعارف و بیعت: میاں عبداللہ خان ہریانہ ضلع ہوشیارپور حضرت چوہدری نواب خانؓ (یکے از ۳۱۳) کے بھائی تھے۔ آپ کی بیعت ابتدائی زمانہ کی ہے۔ ضمیمہ انجام آتھم میں آپ کا نام ۳۱۳ اصحاب صدق وصفا میں درج ہیں۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: کتاب البریہ میں حضورؑ نے آپ کا نام راجہ عبداللہ خان صاحب رئیس ہریانہ لکھا ہے۔ سراج منیر میں آپ کا چندہ مہمانخانہ دینے کا ذکر ہے۔

متفرق حالات: آپ جولائی ۱۹۴۰ء میں اپنے داماد مکرم رانا عبدالحمید صاحب وکیل منٹگمری کے پاس مقیم تھے۔ حضرت ملک نیاز محمدؓ صاحب (والد محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے مؤلف ''اصحاب احمد'') جو ۱۹۴۰ء میں ضلع منٹگمری میں انچارج ڈسپنسری تھے نے ان کی روایات قلم بند کیں۔ آپ نے ۱۸۹۷ء کی عیدالاضحیٰ قادیان میں ادا کی۔ حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں لیکھرام کے قتل کی سب سے پہلے اطلاع آپ ہی نے دی۔

(نوٹ) خلافت اُولیٰ کے بعد نظام خلافت سے وابستہ نہ رہے اور غیر مبائعین میں شامل ہوگئے۔

ماخذ: (۱) ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد۱۱ (۲) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳ (۳) سراج منیر روحانی خزائن جلد۱۲ (۴) رجسٹر روایات (۵) لاہور تاریخ احمدیت (۶) یادرفتگان جلد دوم۔

۸۴۔حضرت مولوی برہان الدین صاحب جہلم

ولادت:۱۸۳۰ء۔بیعت:۲۰/جولائی۱۸۹۲ء۔وفات:۳/دسمبر۱۹۰۵ء

تعارف: حضرت مولوی برہان الدین رضی اللہ عنہ کے والد صاحب کا نام مولوی یٰسین صاحب تھا۔آپ کی قوم گکھڑ تھی۔آپ کی ولادت ۱۸۳۰ء ہوئی آپ للیانی نزد چک سکندر ضلع گجرات کے رہائشی تھے (بوریانوالی میں زرعی زمین تھی) وہاں سے جہلم شہر میں آ گئے جہاں آپ امام الصلوٰۃ تھے۔آپ پچیس سال کی عمر میں دہلی تشریف لے گئے۔

علم کی جستجو: آپ نے سید نذیر حسین دہلوی سے علم حدیث حاصل کیا۔۱۸۵۶ء میں واپس جہلم آ کر تحریک اہلحدیث کے پُر جوش کارکن کے طور پر کام کرتے رہے۔زبان میں بہت اثر تھا۔آپ طبیب بھی تھے۔لوگوں میں خاصی عزت و شہرت تھی۔جہلم، گجرات، گوجرانوالہ اور سیالکوٹ میں اہلحدیث محرک اور معروف عالم تھے اور اس کی اشاعت کرتے رہے۔آپ کو ظاہری علوم کے ساتھ ساتھ باطنی علم کی بھی جستجو رہتی تھی۔کئی سال حضرت مولوی عبداللہ غزنویؒ کی صحبت میں رہے بعدازاں حضرت پیر صاحب کوٹھہ شریفؒ کی مریدی اختیار کی لیکن روحانی تسکین حاصل نہ ہوسکی۔

حضرت اقدسؑ سے تعلق: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب براہین احمدیہ پڑھ کر زیارت کا شوق اور یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ شخص آئندہ کچھ بننے والا ہے اس لئے اسے دیکھنا چاہئے۔اس ارادہ سے قادیان پہنچے لیکن حضرت اقدس ہوشیار پور بغرض چلہ کشی مقیم تھے۔آپ بھی ہوشیار پور گئے اور خادم کے ذریعہ اطلاع بھجوائی۔جب خادم اندر گیا تو الہام ہوا کہ جہاں آپ نے پہنچنا تھا پہنچ گئے ہیں اب یہاں سے مت ہٹیں۔خادم نے واپس آ کر معذرت کی کہ اس وقت فرصت نہیں۔اس لئے پھر کسی وقت تشریف لائیں۔حضرت مولوی صاحب نے خادم سے کہا میرا گھر دور ہے میں انتظار میں یہیں دروازہ پر ہی بیٹھتا ہوں۔خادم پھر اندر گیا اور حضور کو جواب سے مطلع کیا۔اس وقت حضور کو الہام ہوا کہ مہمان آئے تو اس کی مہمان نوازی کرنی چاہئے۔جس پر حضور نے خادم کو جلدی سے دروازہ کھول کر مہمان کو اندر لے کر آنے کا حکم دیا۔جب حضرت مولوی صاحب اندر ملاقات کیلئے گئے تو حضور بڑی خندہ پیشانی سے ملے اور فرمایا ابھی الہام ہوا ہے حضرت مولوی صاحب نے عرض کی کہ مجھے بھی الہام ہوا تھا کہ یہاں سے مت ہٹیں۔جہاں پہنچنا تھا آپ پہنچ گئے۔

حضرت مولوی صاحب تمام دینی علوم تفسیر حدیث فقہ نحو وغیرہ کے معتبر عالم تھے۔طبِ یونانی میں خاص ملکہ تھا۔اردو، فارسی، عربی، پشتو کے ماہر اور تقریر و تحریر میں یکتائے روزگار تھے۔

حضرت اقدسؑ کی بیعت: حضرت مولوی صاحب چند روز ہوشیار پور رہے۔آپ کا تعارف مرزا اعظم بیگ

ہوشیار پوری سے ہوا جو ان دنوں وہاں مہتمم بندوبست تھے۔ مولوی صاحب وہاں حضرت اقدسؑ کے معمولات کا مشاہدہ کرتے رہے۔ حضرت اقدسؑ سے بیعت کی درخواست کی لیکن حضورؑ نے انکار فرما دیا کہ ابھی بیعت لینے کا حکم نہیں ملا اور بعد ازاں آپ نے ۲۰ر جولائی ۱۸۹۲ء کو بیعت کی رجسٹر بیعت میں آپ کا نام ۳۴۵ نمبر پر درج ہے۔

(رجسٹر بیعت اولیٰ مندرجہ تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ ۳۶۲)

دینی خدمات: بیعت کے بعد حضرت مولوی صاحب کثرت سے قادیان جاتے اور روحانی چشمہ سے سیراب ہو کر واپس لوٹتے۔ قادیان میں زائرین کو دعوت الی اللہ کرتے اور کتب کی طباعت کے کام میں مدد دیتے اور پروف کی تصحیح کرتے۔ ایک مرتبہ حضرت اقدسؑ نے مولوی صاحب کو خطبہ کے لئے ارشاد فرمایا۔ آپ نے پنجابی زبان میں خطبہ دیا جسے لوگوں نے پسند کیا اور بہت سے لوگوں نے حضرت اقدس کی بیعت کر لی۔

حضرت اقدسؑ سے عاشقانہ تعلق فدائیت: حضرت اقدسؑ کے عشق میں گداز تھے۔ حضرت اقدسؑ سیر کر کے جب واپس آتے تو آپ آگے بڑھ کر حضور کی نعلین مبارک اپنے کندھے والی چادر (پرناں) سے صاف کرتے۔ مستری نظام الدین صاحب سیالکوٹی سنایا کرتے تھے کہ حضرت مولوی صاحب کا اخلاص جنون کی حد تک پہنچا ہوا تھا۔ جب حضرت اقدسؑ سیالکوٹ گئے اور حضرت مولوی صاحب سڑک پر آ رہے تھے کہ کسی عورت نے کھڑکی سے حضور پر راکھ ڈالی۔ حضور آگے نکل چکے تھے۔ اس لئے راکھ مولوی صاحب کے سر پر پڑی۔ اس سے مولوی صاحب وجد میں آ گئے اور محویت کے عالم میں پنجابی میں کہا۔ ''پا اے مائے پا''

یعنی اے محترمہ! اور راکھ ڈالو تا کہ حق کے راستہ میں اس قسم کے سلوک سے میں پوری طرح لطف اندوز ہو سکوں۔

سیالکوٹ میں ایک موقع پر حضرت اقدسؑ کی رہائش گاہ پر واپس آتے ہوئے آپ بڑھاپے کے باعث پیچھے رہ گئے تو بعض شریروں نے آپ کی بے عزتی کی بلکہ پکڑ کر مٹی گوبر وغیرہ منہ میں ٹھونس دیا تو آپ پر پھر وجد کی کیفیت طاری ہو گئی اور فرمایا:۔ ''واہ برہانا ایہہ نعمتاں کتھوں''

یعنی برہان الدین یہ نعمتیں روز روز اور ہر شخص کو کہاں نصیب ہوتی ہیں۔

آپ کے شاگرد: علم حدیث میں آپ کے بہت سے شاگرد ہوئے جن میں جناب مولوی مبارک علی صاحب سیالکوٹی، حضرت مولوی عبدالرحمٰنؓ کھیوال اور حضرت مولوی محمد قاریؓ معروف تھے۔ (ضلع چکوال تاریخ احمدیت)

حضرت اقدسؑ کی کتب میں تذکرہ: ان کو یہ بھی سعادت حاصل ہوئی کہ حضرت مسیح موعودؑ سے قرآن شریف پڑھا۔ حضرت اقدسؑ نے حضرت مولوی صاحبؓ کی وفات پر فرمایا:۔

''وہ اول ہی اول ہوشیار پور میں میرے پاس آ گئے۔ ان کی طبیعت میں حق کیلئے ایک سوزش اور جلن تھی۔ مجھ سے قرآن شریف پڑھا۔ بائیس برس سے میرے پاس آتے تھے۔ صوفیانہ مذاق تھا۔ جہاں فقراء کو دیکھتے وہیں چلے جاتے۔ میرے ساتھ بڑی محبت رکھتے تھے۔ میں چاہتا ہوں کہ ماتم پرسی کیلئے لکھ دوں۔ بہتر ہے کہ ان کا جولڑکا ہو

وہ یہاں آجاوے تاکہ وہ بھی باپ کی جا بجا ہو۔‘‘ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۵۸۵۔۵۸۶)

آئینہ کمالات اسلام میں جلسہ کے شرکاء میں آپ کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ سراج منیر، تحفہ قیصریہ اور کتاب البریہ میں چندہ مہمان خانہ جلسہ ڈائمنڈ جوبلی اور پُرامن جماعت کے ضمن میں ذکر ہے۔ اسی طرح ملفوظات میں مختلف رنگ میں بھی بارہاذکر ہے۔ ضمیمہ انجام آتھم میں آپ کا خدمت حضرت اقدسؑ میں مصروف احباب میں نام درج ہے۔

وفات: آپ کی وفات سے قبل حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو الہام ہوا ’’دوشہتیر ٹوٹ گئے‘‘ انہیں دنوں حضرت مولوی عبدالکریم سیالکوٹیؓ اور حضرت مولوی برہان الدین جہلمیؓ کی وفات ہوئی۔ آپ کی وفات ۳/دسمبر ۱۹۰۵ء کو ہوئی اور آپ کی تدفین جہلم کے قبرستان میں ہوئی۔ مدرسہ احمدیہ کی بنیاد ان ہر دو علماء کی وفات کے بعد ان کی یاد میں اور نئے علماء پیدا کرنے کے لئے رکھی گئی۔

اولاد: آپ کی اولاد میں حضرت مولوی عبدالمغنی رضی اللہ عنہ تھے جن کا اسم گرامی ۳۱۳ کی فہرست ’’انجام آتھم‘‘ میں درج ہے حضرت مولوی عبدالمغنیؓ ایک لمبا عرصہ امیر جماعت احمدیہ جہلم رہے۔

ماخذ: (۱) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ (۲) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد ۱۲ (۳) سراج منیر روحانی خزائن جلد ۱۲ (۴) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ (۵) ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۳۱ روحانی خزائن جلد ۱۱ (۶) ملفوظات جلد چہارم (۷) رجسٹر روایات (۸) تفسیر کبیر جلد نہم (۹) الفضل ربوہ ۲۸/جولائی ۲۰۰۱ء (۱۰) عالم روحانی کے لعل و جواہر از الفضل ربوہ ۱۱/جون ۲۰۰۱ء (۱۱) ’’ماہنامہ انصاراللہ‘‘ بجون ۱۹۹۵ء (۱۲) ’’روزنامہ الفضل‘‘ ربوہ مورخہ ۲۱/جنوری ۱۹۸۹ء۔ (۱۲) رجسٹر بیعت اولیٰ مندرجہ تاریخ احمدیت جلد ۱ (۱۴) ضلع چکوال تاریخ احمدیت۔

☆

۸۵۔ حضرت شیخ غلام نبی صاحب......راولپنڈی

بیعت: ۱۸۹۲ء وفات ۱۶/اپریل ۱۹۳۰ء

تعارف و بیعت: حضرت شیخ غلام نبی رضی اللہ عنہ موضع کوٹھیاں ضلع چکوال کے رہنے والے تھے جو بعد میں بسلسلہ تجارت راولپنڈی چلے گئے آپ کے والد کا نام شیخ فضل دین تھا خواجگان برادری تجارت کلکتہ بنگال سیٹھی فیملی سے تعلق رکھتے تھے۔ جب حضرت مولوی عبدالکریم سیالکوٹیؓ کے چچا چوہدری محمد بخشؓ سیالکوٹی راولپنڈی گئے تو اُن دنوں حضرت شیخ غلام نبی صاحبؓ راولپنڈی میں تھے۔ چوہدری محمد بخش صاحب نے ذکر کیا کہ حضرت مرزا غلام احمد نے مسیح ومہدی ہونے کا دعویٰ کر دیا ہے۔ حضرت شیخ صاحب کا اس سے قبل حضرت حافظ حکیم مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ (خلیفۃ المسیح الاوّل) اور مولوی عبدالکریم سیالکوٹیؓ سے قریبی رابطہ معلوم ہوتا ہے۔ اس لیے آپ نے موصوف سے پوچھا کہ مولوی نورالدین صاحبؓ (خلیفۃ المسیح الاوّل) اور مولوی عبدالکریم سیالکوٹیؓ کا کیا حال ہے انہوں نے آپ

سے کہا کہ دونوں قادیان گئے ہیں۔ چنانچہ آپ کی درخواست پر چوہدری صاحب کارڈ لے آئے (حضرت شیخ صاحب بخار میں مبتلا تھے۔) بیعت کا کارڈ انہوں نے ہی لکھا اور آپؓ نے **آمنا و صدقنا فاکتبنا مع الشاھدین** لکھ کر دستخط کر دیئے۔ سیٹھی غلام نبیؓ کے احمدیت قبول کرنے پر بھائیوں میں اختلاف ہوا اور کاروبار الگ الگ ہو گیا۔

آپ کی قادیان روانگی: تھوڑی مدت کے بعد آپ قادیان گئے تو حضرت اقدسؑ کے بالا خانے پر حضرت اقدسؑ کے خادم حضرت حافظ حامد علیؓ کے ساتھ ملاقات ہوئی۔ حضرت اقدسؑ کھڑے رہے اور آپ کو چارپائی پر بیٹھنے کو کہا اور خود ایک بکس میں سے مصری نکالی اور خود شربت بنا کر آپ کو پلایا۔ مذکورہ ملاقات میں آپ نے حضرت اقدسؑ سے براہین احمدیہ مانگی جو ختم ہو چکی تھی صرف ایک نسخہ حضرتؑ کے استعمال کا تھا جسے آپؑ نے سیٹھی صاحب کو دے دیا۔ واپسی پر آپ بھیرہ حضرت حکیم مولانا نورالدینؓ (خلیفۃ المسیح الاول) سے ملاقات کر کے گھر واپس آئے۔ ایک روایت کے مطابق آئینہ کمالات اسلام توسیع کے زیر تصنیف کے ۸۰ صفحات حضرت اقدس نے آپ کو دیئے۔

حضرت اقدسؑ سے تعلق۔ بیٹوں کی ولادت کی خبر: حضرت سیٹھی صاحب کی اہلیہ محترمہ کو اٹھرا کی بیماری تھی۔ جب حضرت حکیم مولانا نورالدینؓ (خلیفۃ المسیح الاول) قادیان تشریف لائے تو بغرض علاج سیٹھی صاحب بھی بمع اہلیہ قادیان تشریف لے گئے۔ ایک دن حضرت اقدسؑ اور اہل خانہ اپنے باغ میں گئے اور مالی سے شہتوت لانے کو فرمایا۔ حضرت سیٹھی صاحب کی اہلیہ شہتوت توڑ لائیں۔ جو مالی شہتوت لایا وہ صاف نہیں تھے۔ جب حضرت اقدسؑ کے پاس رکھے گئے تو آپ نے فرمایا مالی والے شہتوت صاف نہیں اور یہ صاف ہیں۔ حضرت اماں جان نے فرمایا کہ یہ غلام نبی کی بیوی توڑ کر لائی ہے۔ حضورؑ نے اوپر دیکھا تو فرمایا خدا اس کو بیٹا دے۔ جب حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحبؓ (خلیفۃ المسیح الاوّل) مطب پر آئے تو آپ نے سیٹھی صاحب کو مبارک دی کہ اب کسی دوائی کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ حضورؑ نے یہ لفظ فرمائے ہیں جو پورے ہوں گے۔ چنانچہ سیٹھی صاحب کے ہاں بیٹا پیدا ہوا مگر ڈیڑھ سال کا ہو کر فوت ہو گیا۔ حضرت اقدسؑ کو اطلاع دی گئی تو آپ نے فرمایا دوسرے کا انتظار کرو۔ پھر لڑکا پیدا ہوا جس کا نام کرم الٰہی رکھا گیا۔ حضور کی دعا کے مطابق بڑی عمر والا ہوا۔ سیرت المہدی میں ہے کہ حضرت اقدس نے ایک مرتبہ اپنا کرتہ تبرک دیا اور ایک دفعہ مصری کا شربت تیار کر کے پلایا۔ آپ نے مختلف مالی تحریکات میں بھی حصہ لیا۔

ایک دفعہ سیٹھی صاحب کا قیام حضرت مولانا حکیم نورالدینؓ (خلیفۃ المسیح الاوّل) کے گھر ہوا۔ رات کے بارہ بجے کسی نے دروازے پر دستک دی۔ دیکھا کہ ایک ہاتھ میں لیمپ اور ایک ہاتھ میں گلاس دودھ کا لئے حضرت مسیح موعودؑ کھڑے ہیں اور فرمایا بھائی صاحب کہیں سے دودھ آ گیا تھا تو میں آپ کے لئے لے آیا۔ (آپ راولپنڈی میں تجارت کرتے تھے۔ آپ ۱۹۲۴ء میں قادیان ہجرت کر کے آ گئے اور دارالرحمت میں مکان لیا)

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: کتاب البریہ میں پُرامن جماعت کے ضمن میں ذکر ہے۔

وفات: آپ ۱۶/اپریل ۱۹۳۰ء کو وفات پا گئے اور بہشتی مقبرہ قادیان میں حضرت چوہدری نصر اللہ خان صاحبؓ کے

پہلو میں دفن ہوئے۔ چکوال میں کاروبار نہ چلنے کی وجہ سے آپ قادیان چلے گئے تھے۔

شادی اور اولاد: آپ کی پہلی شادی سہگل برادری میں ہوئی تھی اس کی وفات کے بعد دوسری شادی محترمہ شہزادی بیگم صاحبہ سے ہوئی۔ آپ کی ایک دو بیٹیاں عائشہ بیگم اور حلیمہ بیگم تھی آپ کا ایک بیٹا فضل الٰہی جو آٹھ سال کی عمر میں فوت ہو گیا تھا۔ آپ کے ایک بیٹے سیٹھی کرم الٰہیؓ تھے۔ ایک پوتے سیٹھی حمید احمد ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر لاہور اور پوتی محترمہ حمیدہ بیگم سیٹھی صاحبہ احمدیہ ہائی سکول کبوترانوالی سیالکوٹ کی ہیڈ مسٹرس تھیں۔

ماخذ: (۱) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ (۲) سیرۃ المہدی جلد سوئم (۳) خود نوشت ''میں کیونکر احمدی ہوا'' حضرت سیٹھی غلام نبی صاحب از سیٹھی کرم الٰہی صاحب سیالکوٹ مطبوعہ روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ ۱۴ ر جون ۱۹۴۷ء

☆

۸۶۔ حضرت بابو محمد بخش صاحب ہیڈ کلرک...... چھاؤنی انبالہ

بیعت: ۱۸۸۹ء وفات ۱۵ ر مارچ ۱۹۳۲ء

تعارف: حضرت بابو محمد بخش رضی اللہ عنہ انبالہ کے رہنے والے تھے اور امرتسر کے معروف خدا رسیدہ عالم مولوی عبداللہ غزنویؒ کے ساتھ عقیدت رکھنے والوں میں سے تھے۔

حضرت اقدسؑ سے تعلق اور بیعت: حضرت بابو محمد بخش صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ابتدائی زمانہ کے فدائیوں میں شامل تھے۔ آپ کی بیعت ابتدائی سال ایام ۱۸۸۹ء کی ہے۔ ہر خدمت کو بجالانا اپنی سعادت اور خوش بختی سمجھتے تھے۔ حضرت منشی محمد بخش صاحب ''براہین احمدیہ'' کی اشاعت کیلئے بدل وجان مصروف رہے۔ اس کا ذکر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مکتوب بنام حضرت منشی احمد جانؓ صاحب (مورخہ ۱۵ ر مارچ ۱۸۸۴ء) میں فرمایا ہے۔

حضرت بابو صاحب کے دیگر چند ساتھی منشی الٰہی بخش اور منشی عبدالحق جو (حضرت صوفی منشی احمد جان صاحبؓ کے مریدوں میں سے تھے) حضرت اقدسؑ سے تعلق کو قائم نہ رکھ سکے۔ جبکہ آپ نے حضرت اقدسؑ سے اس تعلقِ اخوّت کو آخر دم تک قائم رکھا۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اپنے مکتوب مورخہ ۱۰ ر ستمبر ۱۸۸۸ء بنام حکیم مولوی نورالدین صاحبؓ (خلیفۃ المسیح الاول) میں حضرت بابو صاحب کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:۔

''......اس عاجز سے ارادت اور محبت رکھتا ہے اور وہ بہت عمدہ آدمی ہے۔ اس کے مال سے ہمیشہ آج تک مجھ کو مدد پہنچتی رہی ہے۔''

ازالہ اوہام میں چندہ دہندگان میں بھی آپ کا ذکر ہے۔ آئینہ کمالات اسلام میں جلسہ سالانہ ۱۸۹۲ء کے

شرکاءجلسہ میں آپ کا ذکر ہے۔

وفات: آپ کی وفات ۱۵/مارچ ۱۹۳۲ءکو ہوئی آپ کی وصیت نمبر۱۰۴۲ ہے آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ قادیان قطعہ نمبر۷ حصہ نمبر۴ میں ہوئی۔

ماخذ: (۱)مکتوباتِ احمدیہ جلد پنجم نمبر۶ (۲)ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد۳ (۳) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد۵۔

☆

۸۷۔حضرت منشی رحیم بخش صاحب میونسپل کمشنر......لدھیانہ

بیعت: ابتدائی ایام میں

تعارف و بیعت: حضرت منشی رحیم بخش رضی اللہ عنہ کے بارہ میں حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام نے اپنا ایک رؤیا میرعباس علی سے بیان کیا۔ جسے بیان کر کے حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ شاید وہ تمہارا لدھیانہ ہی نہ ہو۔ پھر وہ رؤیا حضرت منشی رحیم بخش صاحبؓ کے مکان پر پورا ہوا۔ وہ رؤیا حضرت اقدس بیان فرماتے تھے کہ:

''ہم کسی شہر میں گئے ہیں اور وہاں کے لوگ ہم سے برگشتہ ہیں اور انہوں نے کچھ اپنے شکوک دریافت کئے۔جن کا جواب دیا گیا لیکن وہ ہمارے خلاف ہی رہے نماز کے لئے کہا کہ آؤ تم کو نماز پڑھائیں تو جواب دیا کہ ہم نے پڑھی ہوئی ہے اور خواب میں یہ واقعہ ایسی جگہ پیش آیا تھا جہاں ہماری دعوت تھی۔اس وقت ہمیں ایک کھلے کمرہ میں بٹھایا گیا۔لیکن اس میں کھانا نہ کھلایا گیا پھر بعد میں ایک تنگ کمرہ میں بٹھایا گیا اور اس میں بڑی دقت سے کھانا کھایا گیا۔'' (سیرت المہدی جلد سوم)

یہ رؤیا یوں پوری ہوئی کہ حضرت صاحب لدھیانہ تشریف لے گئے اور منشی رحیم بخش صاحب کے مکان پر دعوت ہوئی۔ جہاں پہلے ایک کھلے کمرہ میں بٹھا کر پھر ایک تنگ کمرہ میں کھانا کھلایا گیا۔ پھر وہاں ایک شخص مولوی عبدالعزیز صاحب کی طرف سے منشی احمد جانؓ کے پاس آیا اور آ کر کہا کہ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ قادیان والے مرزا صاحب ہمارے ساتھ آ کر بحث کرلیں یا کوتوالی چلیں۔اس پر منشی صاحب نے کہا کہ...... ''اگر کسی نے اپنے شکوک رفع کروانے ہیں تو محلّہ صوفیاں میں آجائے۔ جہاں حضرت صاحب ٹھہرے ہوئے ہیں۔اس رؤیا کے پورا ہونے پر لالہ ملاوا مل نے شہادت دی تھی کہ واقعی رؤیا پورا ہو گیا۔''

اس دعوت میں حضرت میر عنایت علی شاہ لدھیانوی بھی شریک تھے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے کتاب البریہ میں پُرامن جماعت میں آپ کا نام درج فرمایا ہے۔

ماخذ: (۱)انجام آتھم روحانی خزائن جلد۱۱ (۲) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳ (۳) سیرت المہدی جلد سوم

☆

۸۸۔حضرت منشی عبدالحق صاحب کرانچی والہ۔لدھیانہ

بیعت:۲۳/مارچ۱۸۸۹ء

تعارف: حضرت منشی عبدالحق رضی اللہ عنہ لدھیانہ کے رہنے والے تھے۔حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام کے مکتوب مورخہ ۲۹/ستمبر۱۸۹۱ء بنام حضرت چوہدری رستم علی صاحبؓ میں حضرت منشی عبدالحق صاحبؓ کرانچی والہ لدھیانہ کا ذکر ہے جو آپؑ نے کوٹھی نواب لوہارو (واقع بازار بلّی ماراں دہلی) سے لکھا تھا۔

''آج یہ عاجز بخیر وعافیت دہلی میں پہنچ گیا ہے۔ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ انشاء اللہ القدیر ایک ماہ تک اسی جگہ رہوں۔کوٹھی نواب لوہارو جو بلّی ماراں والے بازار میں ہے رہنے کے لئے لی ہے۔آپ ضرور آتی دفعہ ملیں اور میں نہایت تاکید سے آپ کو سفارش کرتا ہوں کہ آپ شیخ عبدالحق کرانچی والے کی نوکری کی نسبت ضرور کوشش فرماویں کہ وہ میرے بہت مخلص ہیں۔زیادہ خیریت''

بیعت: آپ نے ۲۳/مارچ ۱۸۸۹ء کو بیعت کی۔رجسٹر بیعت اولیٰ میں آپ کی بیعت ۱۶ نمبر پر درج ہے۔'' عبدالحق خلف عبدالسمیع لدھیانہ محلّہ رنگریزاں، پیشہ نوکری (رجسٹر بیعت اولیٰ مندرجہ تاریخ احمدیت جلداوّل) جماعت احمدیہ کراچی کے صدسالہ جوبلی سوونیئر وغیرہ میں صفحہ ۲۴۷ اور ''کراچی تاریخ احمدیت'' میں آپ کا تعارف درج ہے۔

آپ کی مہمان نوازی کے بارہ میں روایت: اخبار الحکم ۱۹۰۲ء کی ایک شائع شدہ روایت میں حضرت اقدسؑ کی مہمان نوازی کا خاص طور پر ذکر ہے ''حضرتؑ قریباً روزانہ منشی عبدالحق کو سیر سے واپس لوٹتے وقت یہ فرماتے کہ آپ مہمان ہیں آپ کو جس چیز کی تکلیف ہو مجھے بے تکلف کہیں۔''

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے ازالہ اوہام، آسمانی فیصلہ اور آئینہ کمالات اسلام میں اپنے مخلصین، جلسہ سالانہ میں شرکت و چندہ دہندگان اور سراج منیر میں چندہ مہمان خانہ دینے والوں میں ذکر کیا ہے۔حضرت اقدسؑ نے ازالہ اوہام میں آپ کے بارہ میں فرمایا۔

> ''میاں عبدالحق (خلف) عبدالسمیع یہ ایک اوّل درجہ کا مخلص اور سچا ہمدرد اور محض للہ محبت رکھنے والا دوست اور غریب مزاج ہے......میں سچ سچ کہتا ہوں کہ دولت مندوں میں ایسے لوگ بہت کم ہیں کہ اس سعادت کا عشر بھی حاصل کر سکیں......ایک عاشق صادق کی طرح محض للہ خدمت کرتا رہتا ہے۔اور اس کی یہ خدمات اس آیت کا مصداق اُس کو ٹھہرا رہی ہیں۔ ''يُؤثِرُونَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ (الحشر:۱۰) ''
>
> (ازالہ اوہام روحانی خزائن جلدسوم صفحہ ۵۳۷)

ماخذ: (۱) ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد۳ (۲) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد۵ (۳) آسمانی فیصلہ روحانی

خزائن جلد۲ (۴) سراج منیر روحانی خزائن جلد۱۲ (۵) ''مکتوبات احمدیہ'' جلد پنجم نمبر۳ (۶) رجسٹر بیعت اُولیٰ مندرجہ تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ۳۴۲ (۷) صد سالہ سوونیئر جماعت کراچی ۱۹۸۹ء صفحہ۲۴۷ (۸) کراچی تاریخ احمدیت

☆

۸۹۔ جناب حافظ فضل احمد صاحب۔ لاہور

بیعت: ۲۷؍دسمبر۱۸۹۱ء

تعارف و بیعت: حافظ فضل احمد صاحب گجرات کے رہنے والے تھے۔ آپ کے والد صاحب کا نام میاں نور احمد صاحب تھا آپ کا ذکر رجسٹر بیعت میں ۲۷؍دسمبر۱۸۹۱ء کی ہے جہاں آپ کی بیعت ۲۴۷ نمبر پر درج ہے جہاں پورا تعارف یوں ہے حافظ فضل احمد ولد میاں نور احمد ساکن گجرات پنجاب حال وارد و ملازم دفتر اگزامین ریلوے محلّہ سیٹیاں دروازہ بھاٹی لاہور آفس میں کلرک۔ (رجسٹر بیعت اُولیٰ مندرجہ تاریخ احمدیت جلد اول)

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے آسمانی فیصلہ میں جلسہ سالانہ ۱۸۹۱ء میں اور آئینہ کمالات اسلام میں جلسہ سالانہ ۱۸۹۲ء میں شامل ہونے والوں کی فہرست میں آپ کا نام درج فرمایا ہے نیز تحفہ قیصریہ، کتاب البریہ اور آریہ دھرم میں چندہ دہندگان جلسہ ڈائمنڈ جوبلی اور پُرامن جماعت میں بھی ذکر ہے۔

(نوٹ) آپ کا تعلق جناب شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر سے تھا۔ خلافتِ اُولیٰ کے بعد نظام خلافت سے وابستہ نہ رہے اور غیر مبائعین میں شامل ہو گئے۔

ماخذ: (۱) آسمانی فیصلہ روحانی خزائن جلد۴ (۲) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ (۳) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد۱۲ (۴) آریہ دھرم روحانی خزائن جلد۱۰ (۵) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳ (۶) لاہور تاریخ احمدیت (۷) رجسٹر بیعت اُولیٰ مندرجہ تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ ۳۵۶۔

۹۰۔ حضرت قاضی امیر حسین صاحب۔ بھیرہ

ولادت۔ ۱۸۴۸ء۔ بیعت۔ مئی؍۱۸۹۳ء۔ وفات۔ ۲۴؍اگست ۱۹۳۰ء

تعارف: حضرت قاضی امیر حسین رضی اللہ عنہ بخاری سید تھے۔ مغلوں کے عہد میں آپ کے آباء کو قاضی کا جلیل القدر عہدہ ملا تھا۔ حصول تعلیم کا آغاز جوانی کے عالم میں ہوا۔ اس سے قبل اپنے والد صاحب کے ساتھ گھوڑوں کی تجارت کرتے تھے۔ سہارن پور کے مدرسہ مظہر العلوم سے تعلیم کی تکمیل کی۔ جب واپس بھیرہ تشریف لائے تو محلّہ

قاضیاں میں اپنی خاندانی مسجد میں حدیث کا درس دیا کرتے تھے۔

حضرت خلیفہ المسیح الاوّلؓ سے تعلق: حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ ان دنوں بھیرہ میں تھے اور اُن کی سخت مخالفت ہو رہی تھی۔ انہی دنوں آپ کی شادی حضرت حکیم مولانا نورالدینؓ صاحب کی بھانجی سے ہوئی تھی۔ آپ نے ''مدرسۃ المسلمین'' امرتسر میں ملازمت کا آغاز کیا۔

بیعت: مئی ۱۸۹۳ء میں جنگ مقدس (مباحثہ پادری عبداللہ آتھم) امرتسر کے دوسرے روز آپ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے عرض کی کہ میری دعوت منظور فرماویں حضرتؑ نے آپ کی دعوت کو حضرت شیخ نور احمد صاحبؓ کی منظوری پر رکھا۔ حضرت قاضی صاحب نے دعوت کی حضرت اقدسؑ نے منظوری دے دی۔ اس دعوت کے بعد حضرت قاضی صاحب نے بیعت کر لی۔

دینی خدمات: آپ امرتسر سے ملازمت چھوڑ کر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان آگئے۔ آپ کے شاگردوں میں حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد (خلیفۃ المسیح الثانیؓ) اور حضرت میر محمد اسحاقؓ شامل تھے۔ ''جہیر الصوت'' ہونے کے باوجود کلام الٰہی کی تلاوت آہستہ آہستہ کرتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ آپ کی قرآن فہمی کی اکثر داد دیتے تھے۔ اور ان کے قرآنی نکات کی قدر کرتے تھے۔ آپ حضرت مسیح موعودؑ کے عشق و محبت اور آپ کی اطاعت میں گداز تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو خدا تعالیٰ کی ایک آیت رحمت یقین کرتے تھے۔ آپ کے تلامذہ میں سے حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحبؓ اور حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ آپ کے بعض علمی مضامین الحکم اور الفضل میں شائع ہوتے رہے۔

حضرت اقدس کی کتب میں ذکر: آئینہ کمالات اسلام میں سالانہ جلسہ ۱۸۹۲ء میں شریک ہونے والوں اور چندہ دہندگان میں ذکر ہے۔

حضرت مصلح موعود سے تعلق: حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ سے آپ کا تعلق استاد کی حیثیت سے تھا۔

وفات: آپ نے ۲۴؍اگست ۱۹۳۰ء کو وفات پائی آپ کا وصیت نمبر ۲۱۲۵ ہے۔ اور آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ قادیان میں ہوئی۔

ماخذ: (۱) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ (۲) رسالہ ''نور احمد'' (۳) ذکر حبیب (۴) روزنامہ الفضل ۲۹؍نومبر ۱۹۵۰ء (۵) تاریخ احمدیت بھیرہ۔

☆

۹۱۔حضرت مولوی حسن علی صاحب مرحوم...... بھا گلپور

ولادت:۲۲/اکتوبر۱۸۵۲ء۔بیعت:۱۸۹۴ء۔وفات:فروری۱۸۹۶ء

تعارف: حضرت مولوی حسن علی رضی اللہ عنہ بھاگلپوری پٹنہ بہار میں ٹیچر تھے۔آپ کی ولادت ۲۲/اکتوبر۱۸۵۲ءکو ہوئی۔حضرت مسیح موعودؑ کی پہلی ملاقات کے لئے ۱۸۸۷ء میں قادیان آئے۔آپ حضور اقدسؑ سے اپنی ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''میں مرزا صاحب سے رخصت ہوا۔چلتے وقت انہوں نے اس کمترین کو''براہین احمدیہ''اور''سرمہ چشم آریہ'' کی ایک ایک جلد عنایت کی۔انہیں میں نے پڑھا۔ان کے پڑھنے سے مجھے معلوم ہوا کہ جناب مرزا صاحب بہت بڑے رتبے کے مصنف ہیں۔خاص کر براہین احمدیہ میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر دیکھ کر مجھ کو کمال درجہ کی حیرت مرزا صاحب کی ذہانت پر ہوئی۔''

بیعت: آپؓ حضور کی دوسری ملاقات کے لئے ۱۸۹۴ء میں قادیان آئے اور بیعت کر لی۔

دینی خدمات: آپ کی مساعی سے برٹش انڈیا میں بہت سی سعید روحیں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں شامل ہوئیں۔پروفیسر آرنلڈ (Prof.Arnold) لنڈن یونیورسٹی نے اپنی کتاب''پریچنگ آف اسلام'' (Preaching of Islam) ۱۹۱۳ء صفحہ ۳۸۳ پر آپ کی خدمات کو زبردست خراج تحسین ادا کیا ہے۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے ۱۸۹۴ء میں آپ کو مغربی ممالک کے اولین واعظ کی حیثیت سے منتخب فرمایا۔مگر افسوس زندگی نے وفا نہ کی۔آپ نے ایک کتاب''تائید حق'' تصنیف فرمائی جسے حضرت سیٹھ عبدالرحمٰن صاحبؓ آف مدراس نے پنجاب پریس سیالکوٹ سے زیر اہتمام حضرت منشی غلام قادر فصیحؓ شائع کرایا۔آپ پٹنہ (بہار) ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر تھے۔آپ فصیح البیان واعظ تھے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: کتاب البریہ میں پُرامن جماعت کے ضمن میں آپ کا ذکر ہے۔

وفات: آپ نے فروری ۱۸۹۶ء میں وفات پائی۔بھاگلپور شہر کے شاہ جنگی قبرستان میں تدفین ہوئی۔

ماخذ: (۱) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳ (۲) رسالہ نور احمد (۳) رسالہ تائید حق (۴) اصحاب احمد جلد دہم

۹۲۔حضرت مولوی فیض احمد صاحب لنگیاں والی۔گوجرانوالہ

بیعت: ۸ر ستمبر ۱۸۹۲ء

تعارف و بیعت: حضرت (ڈاکٹر) مولوی فیض احمد رضی اللہ عنہ لنگیانوالی ضلع گوجرانوالہ کے رہنے والے تھے لیکن بیعت کے دنوں میں ضلع جہلم میں بطور ویکسی نیٹر (vaccinator) کام کر رہے تھے۔ رجسٹر بیعت اولیٰ میں آپ کی بیعت ۳۵۱ نمبر پر ہے جو ۸ر ستمبر ۱۸۹۲ء کی ہے۔

حضرت مولانا جلال الدین شمسؓ صاحب کی ایک تقریر میں آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے معاصر علمائے کرام میں شامل کیا گیا ہے۔ آپ کے ایک بڑے بھائی حضرت میاں حسن احمد صاحبؓ کی وفات کا ذکر الحکم ۲۴ر جولائی ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۳ کالم ۳ پر موجود ہے۔

اولاد: مکرم ناصر احمد صاحب جموں آپ کے بیٹے تھے جو ۸ر اکتوبر ۱۹۹۳ء کو وفات پا گئے۔

(نوٹ) آپ کے مزید سوانحی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱) رجسٹر بیعت اولیٰ مندرجہ تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ ۳۵۶ (۲) اخبار الحکم قادیان جولائی ۱۹۰۱ء (۳) ''صداقت حضرت مسیح موعودؑ تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۶۴ء''

☆

۹۳۔حضرت سید محمود شاہ صاحب مرحوم۔سیالکوٹ

بیعت: ۲۷ر مارچ ۱۸۹۱ء

تعارف: حضرت سید محمود شاہ رضی اللہ عنہ حضرت حکیم میر حسام الدینؓ کے بیٹے تھے۔ آپ کے بڑے بھائی حضرت سید میر حامد شاہؓ بھی ۳۱۳ صحابہؓ میں شامل تھے۔ آپکے خاندان کے بزرگوں سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے قریبی دوستانہ مراسم تھے۔

بیعت: آپ اتفاق سے لدھیانہ گئے ہوئے تھے۔ وہیں آپ نے بیعت کر لی۔ آپ کی بیعت کے بعد حضرت میر حامد شاہ صاحبؓ اور ان کے بہنوئی حضرت سید خصیلت علی شاہ صاحبؓ نے بیعت کی۔ آپ کے خاندان میں آمدِ ''امام'' کا پہلے سے تذکرہ تھا۔ حضرت چنانچہ سید خصیلت علی شاہ صاحبؓ کی ایک خالہ نے ایک رات آپ کے والد کو آواز دے کر کہا کہ سن لو امام سات سال کا ہو گیا ہے۔

آپ کی بیعت ۲۷ ؍مارچ ۱۸۹۱ء کی ہے جو ۲۲۲ نمبر پر رجسٹر بیعت اولیٰ میں درج ہے جہاں میر محمود احمد شاہ ولد میر حسام الدین صاحب ساکن سیالکوٹ تحریر ہے۔ رجسٹر بیعت اولیٰ میں آپ کی اہلیہ حضرت صغریٰ بی بیؓ کی بیعت ۲۴۲ نمبر پر درج ہے۔ تاریخ بیعت ۷؍فروری ۱۸۹۲ء ہے۔ (رجسٹر بیعت اولیٰ مندرجہ تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ ۳۵۸)

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے ازالہ اوہام میں اپنے مخلصین، آئینہ کمالات اسلام میں جلسہ ۱۸۹۲ء کے شرکاء میں آپ کا ذکر کیا ہے۔

وفات: حضرت سید محمود شاہ صاحب اور آپ کی اہلیہ صاحبہ چالیس روز کے وقفے سے عین ایام جوانی میں وفات پا گئے۔

اولاد: آپ کی یادگار محترم میر عبدالسلام صاحب (امیر جماعت احمدیہ سیالکوٹ) تھے جن کی صاحبزادی محترمہ تنویر الاسلام صاحبہ محترم صاحبزادہ مرزا حفیظ احمد صاحب ابن حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی بیگم ہیں۔ محترم میر عبدالسلام صاحب لندن (انگلستان) میں فوت ہوئے اور وہیں آپ مدفون ہیں۔

ماخذ: (۱) رجسٹر بیعت اولیٰ مندرجہ تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ ۳۵۴ (۲) ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد ۳ (۳) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ (۴) مضمون ''حضرت میر عبدالسلام صاحب'' مطبوعہ الفضل ۲۴ ؍اپریل ۱۹۸۹ء

☆

۹۴۔ حضرت مولوی غلام امام صاحب عزیز الواعظین منی پور۔ آسام

بیعت: ۷؍جون ۱۸۹۲ء۔ وفات: ۱۹۱۹ء کے بعد

تعارف: حضرت مولوی غلام امام رضی اللہ عنہ منی پور آسام کے تھے۔ آپ کے والد صاحب کا نام شاہ محمد بن محمود شاہ تھا ساکن جمال پور تھے۔ آپ چھوٹے سے قد کے دُبلے پتلے، غریب، منکسر المزاج، کم گو، متقی اور صاف باطن شخصیت کے مالک ''عزیز الواعظین'' کا لقب پانے والے تھے۔ حضرت مولوی غلام امام صاحبؓ اصل میں شاہجہانپور کے رہنے والے تھے لیکن اپنی ملازمت کے سلسلے میں بھارتی صوبہ آسام کے شہر منی پور میں سکونت اختیار کر گئے اور وہیں اپنی ساری عمر گزاری۔

بیعت: رجسٹر بیعت اولیٰ کے ریکارڈ میں آپ کی بیعت ۷؍جون ۱۸۹۲ء کی ہے جو ۳۲۷ نمبر پر ہے جہاں آپ کو مولوی غلام امام عزیز الواعظین ابن شاہ محمد بن محمود شاہ ساکن جمال پوری حال منی پور ملازم صاحب لکھا گیا ہے۔ آپ منی پور میں ایک انگریز ایگزیکٹو انجینئر مسٹر مچل کے ہاں بطور خانساماں ملازم تھے اور ان کے تمام گھر کا انتظام کرتے تھے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: تبلیغ رسالت جلد ہشتم میں مندرجہ ایک اشتہار میں حضورؑ نے اپنی جماعت

کے مخلصین کا تذکرہ فرمایا ہے اور ان کے اخلاص کو تعریفی کلمات سے نوازا ہے۔ان مخلصین میں آپ کا نام بھی شامل ہے۔اسی طرح آئینہ کمالات اسلام (حصہ عربی) میں حضورؑ اپنے مریدوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''ومِنَ الاحِبَّاءِ فی اللہ أخی المولوی غلام امام منی پور۔''

حضرت اقدس نے سراج منیر میں جلسہ ڈائمنڈ جوبلی کے شرکاء اور کتاب البریہ میں پُر امن جماعت کے ضمن میں آپ کا ذکر فرمایا ہے۔

صاحب الہام ورؤیا وجود: آپ ایک صاحبِ الہام ورؤیا صادقہ بزرگ تھے خود انگریز انجینئر آپ کی بزرگی کا قائل تھا۔آپ دو دفعہ منی پور آسام سے قادیان گئے۔حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت تک رسائی کا بڑا ذریعہ خود آپ کے کشوف و رؤیا صادقہ ہوئے۔اس امر کو حضرت غلام امام صاحبؓ نے قادیان کے مجمع میں بھی بیان کیا تھا۔آپ فرماتے ہیں۔

''......میں نے بہت دفعہ حضرت اقدسؑ کو رؤیا میں دیکھا ہے اور کئی مرتبہ حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کی تصدیق کی ہے کہ یہ شخص یعنی حضرت مرزا صاحب اپنے دعویٰ میں بالکل سچا ہے......''

دینی خدمات: بھارت کے دور دراز صوبے آسام میں آپ کے ذریعے احمدیت کو بہت فروغ ملا اور بہت سے افراد آپ کے ذریعہ احمدی ہوئے۔سلسلے کی مالی تحریکات میں بھی مسابقت کا رنگ رکھتے تھے۔آپ منی پور میں صدر انجمن کے سیکرٹری رہے اور نہایت محنت سے اس ذمہ داری کو نبھایا۔رپورٹ صدر انجمن احمدیہ قادیان ۱۲۔۱۹۱۱ء میں ذکر ہے کہ:

''منی پور واقعہ آسام......سیکرٹری مولوی غلام امام صاحب عزیز الواعظینؓ، اس جگہ مولوی صاحب کا وجود غنیمت ہے اور آپ ہی کی کوشش کا نتیجہ یہ ہے۔مولوی صاحب کو سلسلہ سے بڑا اخلاص ہے اور بڑی محنت سے تکلیف اٹھا کر کام کرتے ہیں۔جزاہ اللہ خیراً۔''

آپ حضرت مسیح موعودؑ کو ایک معقول رقم سے چندہ ادا کرتے۔حضرت مسیح موعودؑ کا پہلا تبلیغی اشتہار جو انگریزی اور اردو میں تھا آپ ہی کی توسط سے آسام کے مولانا محمد امیر صاحب کے پاس پہنچا۔خلافت ثانیہ کے انتخاب پر آپ نے غیر مبائعین کے رویہ پر نہایت تاسف کا اظہار فرمایا اور انہیں امام کا دامن پکڑنے کی تلقین فرمائی۔

ماخذ: (۱) رجسٹر بیعت اولیٰ مندرجہ تاریخ احمدیت جلد ۱ صفحہ ۳۶۱ (۲) تاریخ احمدیت صفحہ ۲۵۲ جلد چہارم (۳) تاریخ احمدیت جلد دوم (بار اوّل) (۴) رجسٹر روایات صحابہ نمبر ۱۱ (۵) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ (۶) تبلیغ رسالت (۷) سراج منیر روحانی خزائن **جلد ۱۲** (۸) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ (۹) عسل مصفّٰی (۱۰) رپورٹ صدر انجمن احمدیہ ۱۹۱۱ء (۱۱) الفضل ۱۳؍اپریل ۱۹۱۴ء صفحہ ۳۔

۹۵۔حضرت رحمٰن شاہ صاحب ناگپور ضلع چاندہ۔روڈڑہ

بیعت: ابتدائی زمانہ میں

تعارف و بیعت: حضرت رحمٰن شاہ رضی اللہ عنہ ناگپور ضلع چاندہ روڈڑہ کے رہنے والے تھے۔حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے آپ کا نام چنداحباب جماعت کی فہرست ''کتاب البریہ'' میں صفحہ۲۳۴ پر درج فرمایا ہے۔ضمیمہ انجام آتھم میں آپ کا نام ۳۱۳ ر اصحاب کی فہرست میں شامل ہے۔

(نوٹ) آپ کے تفصیلی سوانحی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳ (۲) انجام آتھم روحانی خزائن جلد۱۱۔

☆

۹۶۔حضرت میاں جان محمد صاحب مرحوم۔قادیان

بیعت: ۱۴ر جون ۱۸۸۹ء۔وفات: ۱۸۹۶ء

تعارف و بیعت: حضرت میاں جان محمد رضی اللہ عنہ کے والد صاحب کا نام میاں ساگر صاحب تھا۔کشمیر کے رہنے والے تھے۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کا نام براہین احمدیہ (حصہ اول) کے مالی معاونین میں بھی درج فرمایا ہے۔آپ کی بیعت ۱۴ر جون ۱۸۸۹ء کی ہے۔رجسٹر بیعت اولیٰ میں آپ کا نام ۹۸ نمبر پر درج ہے۔جہاں تعارف امام مسجد کلاں لکھا ہے۔بیت اقصیٰ حضرت اقدسؑ کے والد ماجد نے انہیں امام الصلوٰۃ مقرر فرمایا تھا۔سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ تحریر فرماتے ہیں:

''میاں جان محمد صاحب کشمیری قادیان کی مسجد اقصیٰ کے امام ہوا کرتے تھے۔ہمارے دادا صاحب نے انہیں مقرر کیا ہوا تھا۔وہ ہمارے گھر کا کام کاج بھی کرتے تھے۔'' (تفسیر کبیر جلد ہفتم صفحہ ۴۱۳)

حضرت میاں جان محمد صاحب حضرت صاحب کے پرانے دوستوں میں سے تھے۔اور حضورؑ کے بعض سفروں میں ساتھ بھی رہے۔حضرت میر عنایت علی صاحب لدھیانوی (بیعت ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء) بیان کرتے ہیں۔

''جب اول ہی اول حضور اقدس لدھیانہ تشریف لائے تھے تو صرف تین آدمی ہمراہ تھے۔میاں جان محمد صاحب وحافظ حامد علی صاحب اور لالہ ملاوامل صاحب......غالباً تین روز حضور لدھیانہ میں ٹھہرے''

(سیرت المہدی جلد دوم روایت نمبر ۱۵۳)

آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ ۱۸۸۴ء میں لدھیانہ گئے تھے۔ابھی براہین احمدیہ لکھی بھی نہیں گئی تھی کہ حضرت میاں جان محمد صاحب نے ایک خواب دیکھا کہ ان کی والدہ کے بطن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے ہیں جب براہین احمدیہ لکھی گئی اور مجددیت کا دعویٰ کیا تو یہ تعبیر معلوم ہوئی کہ یہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام ہی ہیں۔آپ کا گھر اور مرزا غلام مرتضٰی کا گھر دو گھر نہیں ہیں اور آپ بچپن سے حضرت اقدس کی والدہ کو ماں کہا کرتے تھے۔حضرت اقدسؑ کے پاس جب میاں جان محمد صاحب آجاتے تو آپ سب کام چھوڑ کر ملتے۔حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ اس پر بہت رشک کرتے تھے۔حضرت میاں جان محمد صاحب حضرات سیکھوانی برادران کے ماموں تھے۔ چنانچہ سیکھوانی برادران کی روایات میں ان کا ذکر خیر موجود ہے۔

حضرت اقدسؑ کی پیشگوئی کے شاہد: حضرت اقدسؑ نے تریاق القلوب میں آپ کا ذکر پیشگوئیوں کے گواہ کے طور پر بھی فرمایا ہے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں تذکرہ: ازالہ اوہام میں مخلصین کے ضمن میں، آسمانی فیصلہ اور آئینہ کمالات اسلام میں جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والوں میں اور کتاب البریہ میں پُر امن جماعت کے طور پر ذکر ہے۔

حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانی نے اپنی کتاب تذکرۃ المہدی میں آپ کا بڑی محبت اور اخلاص سے ذکر کیا ہے۔

وفات: آپکی وفات ۱۸۹۶ء میں ہوئی۔آپ کا جنازہ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے خود پڑھایا تھا اور نماز جنازہ بہت لمبی ہوگئی تھی۔اس کے بارہ میں حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانیؓ تحریر کرتے ہیں:

> ''جب مرحوم کا جنازہ قبرستان گیا تو حضرت اقدس علیہ السلام نے نماز جنازہ پڑھائی اور خود امام ہوئے۔نماز میں اتنی دیر لگی کہ ہمارے مقتدیوں کے کھڑے کھڑے پیر دکھنے لگے......اور یوں بگڑا کہ کبھی ایسا موقع مجھے پیش نہیں آیا کیونکہ ہم نے دو منٹ میں نماز جنازہ ختم ہوتے دیکھی ہے۔پھر مجھے ہوش آیا آیا تو سمجھا کہ نماز تو یہی نماز ہے۔پھر تو میں مستقل ہوگیا اور ایک لذت اور سرور پیدا ہونے لگا۔ ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضور! اتنی دیر نماز میں لگی کہ تھک گئے۔حضور کا کیا حال ہوا ہوگا۔یعنی آپ بھی تھک گئے ہوں گے۔
>
> حضرت اقدس علیہ السلام: ہمیں تھکنے سے کیا تعلق ہم تو اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے تھے۔اس سے مرحوم کی مغفرت مانگتے تھے۔مانگنے والا بھی تھکا کرتا ہے۔جو مانگنے سے تھک جاتا ہے وہ رہ جاتا ہے۔ہم مانگنے والے اور وہ دینے والا پھر تھکنا کیسا۔

(تذکرۃ المہدی حصہ اول، طبع جدید، صفحہ ۱۷۶۔۱۷۷)

اولاد: آپ کے ایک لڑکے کا نام میاں دین محمد عرف میاں بگا تھا جنہیں قادیان کے اکثر لوگ جانتے تھے۔ میاں غفارا یکہ حضرت میاں جان محمد صاحبؓ کے بھائی تھے۔اوران پڑھ تھے۔ابتداء میں حضرت اقدسؑ کے بعض

سفروں میں بھی جاتے رہے۔ بعد میں یکہ بانی کرتے رہے۔ بوجہ ان پڑھ ہونے کے انہوں نے بیعت نہ کی۔ بعد میں خلافت ثانیہ میں آپ نے بیعت کی۔

ماخذ: (۱) ''براہین احمدیہ'' حصہ اول روحانی خزائن جلد ۱ (۲) ازالہ اوہام روحانی خزائن ۳ (۳) آسمانی فیصلہ روحانی خزائن جلد ۴ (۴) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ (۵) کتاب البریہ (۶) تریاق القلوب (۷) ملفوظات جلد دوم (۸) سیرت المہدی جلد اول روایت نمبر ۱۹۲، ۱۶۳ (۹) تذکرۃ المہدی (۱۰) تاریخ احمدیت جلد اول (۱۱) سیکھوانی برادران مولفہ احمد طاہر مرزا غیر مطبوعہ۔

۹۷۔حضرت منشی فتح محمد مع اہلبیت بُزدار لیہّ ۔ڈیرہ اسماعیل خان

بیعت: ۱۸۹۵ء سے قبل۔ وفات: اپریل ۱۹۰۵ء

تعارف: حضرت منشی فتح محمد خان رضی اللہ عنہ بلوچ بُزدار خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کے والد ماجد کا نام محمد خان بزدار تھا آپ لیّہ کے رہنے والے تھے جو ان دنوں ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خاں میں شامل تھا۔ آپ گورنمنٹ انگریزی کے محکمہ ڈاک میں بطور اسسٹنٹ پوسٹماسٹر ملازم تھے۔

بیعت: آپ کی بیعت کا زمانہ ۱۸۹۵ء سے قبل کا معلوم ہوتا ہے۔ آپ کی ہمشیرہ محترمہ غلام فاطمہ صاحبِ کشف و الہام تھیں۔ انہیں حضرت اقدسؑ کے دعویٰ مسیحیت و مہدویت کی خبر ملی اس کی شہادت حضرت فتح محمد بزدارؓ نے ایک اشتہار میں ۱۲؍ مئی ۱۸۹۷ء کو شائع کرائی۔ ستمبر ۱۸۹۵ء میں حضرت مسیح موعودؑ نے حکومت کے نام ایک اشتہار شائع کیا جس کے آخر میں اپنی جماعت کے تقریباً ۷۰۰ افراد کے نام درج فرمائے حضرت منشی فتح محمد خان صاحب کا نام بھی بلاد متفرقات کے تحت شامل ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ۱۸۹۵ء تک آپ سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو چکے تھے حضورؑ کا یہ اشتہار کتاب ''آریہ دھرم'' میں درج ہے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: سراج منیر کے آخر میں ''فہرست چندہ برائے طیاری مہمان خانہ و چاہ وغیرہ'' کے تحت شامل اسماء میں آپ کا چندہ پانچ روپے اور تحفہ قیصریہ میں جلسہ ڈائمنڈ جوبلی ۱۸۹۷ء کے تحت آپ کے ایک روپیہ چندے کا ذکر ہے۔ کتاب البریہ میں بھی آپ کا نام فہرست احباب میں درج ہے۔

وفات: آپ علاقہ ڈیرہ اسماعیل خان میں نمایاں احمدی تھے۔ آپ کی وفات ۱۹۰۵ء میں اپریل کے آخری ہفتے میں ہوئی۔ آپ کے بھائی مکرم محمد حسین صاحب بلوچ نے اخبار کے نام مرسلہ مکتوب میں آپ کی وفات کی اطلاع دیتے ہوئے لکھا:

''افسوس کہ نیاز مند کا بزرگ بھائی فتح محمد خان بلوچ بزدار اس دنیائے دوں سے عالم بالا کو چل بسے ہیں اگرچہ برادر موصوف دنیاوی معاملات کے علاوہ مذہبی خیالات میں بھی بندہ سے کچھ مختلف تھے ان کی وفات نے

میرے شیشہ دل پر پتھر کا کام کیا۔ کیا کہوں! مختصر یہ کہ اب غم والم نا قابل برداشت ہے۔ بھائی صاحب متقی، پرہیزگار اور ہمارے سر کے سرتاج تھے ان کی وفات کی عجیب کہانی ہے کنگھڑ علاقہ ڈیرہ غازی خان میں احمدی مشن کی تبلیغ بڑے زور سے کر رہے تھے اور اس علاقہ کی احمدی جماعت (جو کہ بے یارو مددگار دشمن کے منہ کا شکار تھی) میں ایک نئی روح پھونک دی تھی۔ کوہ سلیمان میں مدفون ہوئے۔ ہر چند کہ ان کی موت قابل رشک ہے لیکن دوار مان دل کے اندر رہ ہی گئے ایک تو یہ کہ ان کا مزار بے ٹھکانہ ہے دوسرے بسبب بعد مسافت کے ان سے زندگی میں ملنا تو درکنار جنازہ میں بھی شامل نہ ہو سکا۔

۷؍دسمبر ۱۹۰۵ء کو حضرت مسیح موعودؑ نے وفات پا جانے والے چند اصحاب کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرمایا:

”......سال گذشتہ میں ہمارے کئی دوست جدا ہو گئے......اللہ تعالیٰ نے اپنے ارادہ میں کوئی مصالح رکھے ہوں گے اس سال میں حُزن کے معاملات دیکھنے پڑے۔“

البدر ۱۲؍جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۸ نے بھی پچھلے سال کے فوت شدہ مخلصین کا ذکر کیا ہے جس میں آپ کا نام بھی شامل ہے۔

اولاد: سردار محمد عنایت اللہ خان حیرت لیّہ آپ کے پوتے تھے۔ جنھوں نے قادیان تعلیم پائی اور خاندان حضرت اقدسؑ میں تربیت پائی (جن کا انتقال ۱۶؍دسمبر ۱۹۸۶ء کو ہوا۔) مکرم منشی فتح محمدؓ کے دو بیٹے تھے۔ مکرم عبداللہ خان صاحب اور مکرم عبدالرحمٰن صاحب۔ مکرم عبداللہ خان صاحب میں سے چھ بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں جن میں سے صرف سردار محمد عنایت اللہ صاحب احمدی تھے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کو حیرت کا خطاب دیا۔ مکرم سردار محمد عنایت اللہ خان صاحب کو حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا تھا کہ آپ کے خاندان سے احمدیت ختم نہ ہوگی۔ چنانچہ آپ کے 4 بیٹے اور 4 بیٹیاں خدا کے فضل سے احمدی ہیں۔ مکرم منور اقبال صاحب بلوچ آپ کے بیٹے سابق امیر ضلع لیہ ہیں۔ (ان کے بیٹے مکرم ڈاکٹر احمد عمران صاحب فضل عمر ہسپتال میں خدمات بجالا رہے ہیں۔)

ماخذ: (۱) آریہ دھرم روحانی خزائن جلد ۱۰ (۲) سراج منیر روحانی خزائن جلد ۱۲ (۳) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد ۱۲ (۴) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ (۵) اخبار البدر ۱۲؍جنوری ۱۹۰۶ء (۶) روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ ۱۱؍جون ۱۹۹۴ء مضمون محترم سردار محمد عنایت اللہ خان حیرت (۷) عسل مصفّٰی حصہ دوم صفحہ ۴۶۸ تا ۴۷۰ ایڈیشن دوم ۱۹۱۴ء۔

☆

۹۸۔حضرت شیخ محمد صاحب......مکّی

بیعت: ۱۰؍جولائی ۱۸۹۱ء۔

تعارف: حضرت شیخ محمد رضی اللہ عنہ (بن شیخ احمد) مکہ میں شعب بنی عامر میں رہائش رکھتے تھے۔ جہاں مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مولد حضرت علی رضی اللہ عنہ اور بنو ہاشم کے مکانات واقع تھے۔

سلسلہ احمدیہ سے رابطہ اور بیعت: آپ بغرض سیر وسیاحت بلاد ہند میں تشریف لائے تھے۔آپ نے خواب میں دیکھا کہ عیسیٰ آسمان سے نازل ہو گیا اور دل میں کہا کہ انشاء اللہ القدیر اپنی زندگی میں عیسیٰ کو دیکھ لیں گے۔ جموں میں احمدیت کا پیغام ملا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام پر ۴؍اپریل ۱۸۸۵ء کو الہام نازل ہوا: ”یَدْعُوْنَ لَکَ اَبْدَالُ الشَّامِ وَعِبَادُ اللّٰہِ مِنَ الْعَرَبِ“ یعنی تیرے لئے ابدال شام اور عرب کے نیک بندے دعا کرتے ہیں۔اس آسمانی خبر کے ساڑھے پانچ سال بعد لدھیانہ میں ۱۰؍جولائی ۱۸۹۱ء کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر آپ نے بیعت کر لی۔ آپ کی بیعت ۱۴۱ نمبر پر رجسٹر بیعت اولیٰ میں درج ہے۔ جہاں پورا نام یوں درج ہے ”شیخ محمد بن شیخ احمد مکی بن حارہ شعب عامر“ (رجسٹر بیعت اولیٰ مندرجہ تاریخ احمدیت جلد ۱ صفحہ ۳۵۵)

کچھ عرصہ برکات سے مستفید ہونے کے بعد ۱۸۹۳ء کے وسط میں مکہ شریف بخیریت واپس پہنچ گئے۔ فریضہ حج کی بجا آوری کے بعد ۴؍اگست ۱۸۹۳ء کو حضرت اقدسؑ کی خدمت میں تفصیلی کوائف و حالات لکھے۔ نیز شعب عامر کے ایک تاجر السید علی طالع تک پیغامِ حق پہنچانے اور انہیں عربی تصانیف بھجوانے کی نسبت عرضداشت کی۔ چنانچہ حضرت اقدسؑ نے ”حمامۃ البشریٰ“ (عربی) مکہ معظّمہ بھجوائی جس میں حضور نے دعویٰ مسیحیت، دلائل وفات مسیح اور نزول مسیح اور خروج دجال کا تذکرہ فرمایا۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے ازالہ اوہام میں فرمایا

”حبی فی اللہ محمد ابن احمد مکی من حارہ شعب عامر یہ صاحب عربی ہیں اور خاص مکہ معظّمہ کے رہنے والے صلاحیت اور رشد اور سعادت کے آثار ان کے چہرہ پر ظاہر ہیں“

حضرت اقدسؑ نے ازالہ اوہام میں آپ کے دو رویاء کا ذکر فرمایا ہے۔ان کا کہنا ہے کہ جب میں آپ کی نسبت برے اور فاسد ظنون میں مبتلا تھا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص مجھے کہتا ہے محمد اَنْتَ کذّابٌ یعنی اے محمد کذاب تو ہی ہے ان کا یہ بھی بیان ہے کہ تین برس ہوئے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ عیسیٰ آسمان سے نازل ہو گیا ہے اور میں نے اپنے دل میں کہا تھا کہ انشاء اللہ القدیر میں اپنی زندگی میں عیسیٰ کو دیکھ لوں گا۔ (صفحہ ۵۳۹)

وفات: آپ کی وفات کی تاریخ کا حتمی طور پر علم نہیں ہو سکا۔

ماخذ: (۱)ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد۳ (۲) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد۵ (۳) حمامۃ البشریٰ روحانی خزائن جلد۷ (۴) رجسٹر بیعت اولیٰ مندرجہ تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ ۳۵۵ (۵) مضمون ''حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی مالی تحریکات'' روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ ۴ رجنوری ۲۰۰۲ء (۶) روزنامہ الفضل ۱۹ رمئی ۱۹۸۳ء

☆

۹۹۔حضرت حاجی منشی احمد جان صاحب مرحوم ۔لودیانہ

ولادت: ۱۲۳۰ھ ۔وفات: ۲۷ ردسمبر ۱۸۸۵ء

تعارف: حضرت منشی احمد جان رضی اللہ عنہ لدھیانہ کے صوفی بزرگ اور پیشوا تھے۔آپ کوچہ محمد دہلی میں ۱۲۳۰ھ میں پیدا ہوئے۔بھیرہ کے پاس ایک گاؤں چک ساہو جواب اُجڑ چکا ہے آپ کا آبائی وطن تھا۔آپ کے والد حافظ الٰہی بخش تھے۔دادا کا نام مولوی محمد عاقل صاحب تھا لال قلعہ کی مغل شاہی خاندان کی بیگمات ان کی مرید تھیں۔آپ کپڑے کا کاروبار کرتے تھے۔والدین کے فوت ہونے کے بعد بچپن میں پرورش دہلی کے ایک رئیس الٰہی بخش نے کی۔

آپ بالکل بچپن میں دلی سے نکل آئے۔خواجہ آتش دہلوی سے نسبت تلمذ تھی۔سولہ برس کی عمر میں فقہ کی کتاب مصنفہ قاضی ثناء اللہ صاحب کو اردو میں منظوم کیا جو طریقۃ الصلوٰۃ کے نام سے طبع ہو چکی ہے۔جب آپ نے ملازمت ترک کر دی تو پھرتے پھراتے ایک بزرگ مولوی الٰہی بخش بمقام پاٹلی (پٹیالہ) کے کہنے پر ضلع گورداسپور موضع رتڑ چھتڑ میں حضرت امام علی شاہ (طریقہ نقشبندیہ) کے پاس آ کر مرید ہو گئے۔یہاں پر مجاہدات شاقہ کئے۔آپ ایک فانی فی اللہ بزرگ تھے۔آپ کی پاک فطرت نے حضرت اقدسؑ کا مقام شناخت کر لیا تھا۔ چنانچہ آپ کا یہ یادگار شعر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی شان اقدس کو ظاہر کرنے والا اور آپ کی روحانی بصیرت سے شناخت کی دلالت کرتا ہے ؎

ہم مریضوں کی ہے تمہی پہ نگاہ   تم مسیحا بنو خدا کے لئے

ازالہ اوہام میں تذکرہ:

حضرت اقدس مسیح موعودؑ حضرت صوفی صاحب کی بابت تحریر فرماتے ہیں کہ:

''حاجی صاحب مرحوم و مغفور ایک جماعت کثیر کے پیشوا تھے اور ان کے مریدوں میں آثار رشد و سعادت و اتباع سنت نمایاں ہیں۔اگرچہ حضرت موصوف اس عاجز کے سلسلہ بیعت سے پہلے ہی وفات پا چکے لیکن یہ امر ان کے خوارق میں سے دیکھتا ہوں کہ انہوں نے بیت اللہ کے قصد سے چند روز پہلے اس عاجز

کو ایک خط ایسے انکسار سے لکھا جس میں انہوں نے درحقیقت اپنے تئیں اپنے دل میں سلسلہ بیعت میں داخل کر لیا۔ چنانچہ انہوں نے اس سے سیرۃ صالحین پر اپنا توبہ کا اظہار کیا اور اپنی مغفرت کے لئے دعا چاہی اور لکھا کہ میں آپ کی للّٰہی ربط کے زیر سایہ اپنے تئیں سمجھتا ہوں اور پھر لکھا کہ میری زندگی کا نہایت عمدہ حصہ یہی ہے کہ میں آپ کی جماعت میں داخل ہو گیا ہوں اور پھر کسرِ نفسی کے طور پر اپنے گذشتہ ایام کا شکوہ لکھا اور بہت سے رقت آمیز ایسے کلمات لکھے جن سے رونا آتا تھا۔ اس دوست کا وہ آخری خط جو ایک دردناک بیان سے بھرا ہے اب تک موجود ہے مگر افسوس کہ حج بیت اللہ سے واپس آتے وقت اس مخدوم پر بیماری کا ایسا غلبہ طاری ہوا کہ اس دور افتادہ کو ملاقات کا اتفاق نہ ہوا بلکہ چند روز کے بعد ہی وفات کی خبر سنی گئی اور خبر سنتے ہی ایک جماعت کے ساتھ قادیان میں نماز جنازہ پڑھی گئی۔ حاجی صاحب اظہارِ حق میں بہت بہادر آدمی تھے۔ بعض نافہم لوگوں نے حاجی صاحب موصوف کو اس عاجز سے تعلق ارادت رکھنے سے منع کیا کہ اس میں آپ کی کسرِ شان ہے۔ لیکن انہوں نے فرمایا کہ مجھے کسی شان کی پرواہ نہیں اور نہ مریدی کی حاجت......'' (ازالہ اوہام جلد دوم صفحہ ۵۳۸، ۵۶۹)

براہین احمدیہ چھپی تو حضرت منشی صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تعارف ہوا۔ آپ نے اس کی تائید میں ایک طویل اشتہار شائع کیا جس میں ایک شعر تھا ؎

ہم مریضوں کی ہے تمہی پہ نگاہ　　تم مسیحا بنو خدا کے لئے

حضرت صوفی صاحب کا تذکرہ از حضرت مصلح موعودؓ:

''حضرت مسیح موعودؑ ایک دفعہ لدھیانہ تشریف لے گئے حضرت خلیفہ اولؓ کے خسر صوفی احمد جانؓ جو ایک مشہور پیر اور بزرگ انسان تھے اور جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب ''براہین احمدیہ'' بھی پڑھی ہوئی تھی۔ انہوں نے آپ کی تشریف آوری کی خبر سنی تو بڑے خوش ہوئے اور ایک مرید سے جو کابل کے شہزادوں میں سے تھے آپ کی دعوت کروائی۔ حضرت مسیح موعودؑ ان کے مکان پر تشریف لے گئے اور جب کھانے سے فارغ ہوئے تو صوفی صاحب آپ کو مکان تک پہنچانے کے لئے آپ کے ساتھ ہی چل پڑے۔ صوفی احمد جانؓ رتڑ چھتڑ والوں کے مرید تھے (رتڑ چھتڑ گورداسپور کے علاقہ میں ہے) حضرت مسیح موعودؑ نے راستہ میں دریافت فرمایا کہ صوفی صاحب سنا ہے رتڑ چھتڑ والوں کی آپ نے بارہ سال تک خدمت کی ہے۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ آپ نے ان کی صحبت سے کیا فیض حاصل کیا؟ انہوں نے کہا حضور! وہ بڑے بزرگ اور باخدا انسان تھے۔ میں بارہ سال ان کی صحبت میں رہا اور بڑا فائدہ حاصل کیا۔ پھر انہوں نے ایک شخص کی طرف اشارہ کیا جو ان کے پیچھے آ رہا تھا اور کہا حضور! ان کی برکت سے اب مجھ میں اتنی طاقت پیدا ہو چکی ہے کہ اگر میں اس شخص کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھوں تو فوراً زمین پر گر پڑے اور تڑپنے لگ جائے حضرت مسیح موعودؑ

یہ سنتے ہی کھڑے ہو گئے۔تھوڑی دیر خاموش رہے اور پھر اس سوٹی کو جو آپ کے ہاتھ میں تھی زمین پر رگڑتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ میاں صاحب پھر اس کا آپ کو کیا فائدہ پہنچا اور اگر ایسا ہو جائے تو اس شخص کو کیا فائدہ پہنچے گا؟ وہ چونکہ اہل اللہ میں سے تھے اس لئے آپ نے ابھی اتنا ہی فقرہ کہا تھا کہ وہ فوراً سمجھ گئے اور کہنے لگے حضور میں وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ میں ایسا نہیں کروں گا۔میں سمجھ گیا ہوں کہ یہ ایک بے فائدہ چیز ہے۔اس کا دین اور روحانیت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں''

(تفسیر کبیر جلد پنجم صفحہ ۳۴۲)

نشہ پلا کے گرانا تو سب کو آتا ہے مزہ تو جب ہے کہ گرتے کو تھام لے ساقی

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ نے آپ کے بارے میں لکھا:

''آپ ہی وہ بزرگ تھے جن کی معرفت آموز اور حقیقت شناس آنکھوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جھکی ہوئی نیم باز آنکھوں میں اللہ تعالیٰ کی تجلی کا ایک خاص نور مسیحیت، مہدویت اور نبوت کے دعوے سے پیشتر ہی دیکھ لیا تھا جو زُہرہ کی تابانی سے چمک رہا تھا۔''

طب روحانی: سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے آپ کی تصنیف ''طب روحانی'' کا تعارف رسالہ نشان آسمانی دیا ہے اور اسے پڑھنے کی تحریک فرمائی ہے۔

وفات: حضرت صوفی احمد جانؓ کی وفات ۱۹؍ربیع الاوّل ۱۳۰۴ھ کو ہوئی لدھیانہ کے قبرستان ''گور غریباں'' میں تدفین ہوئی۔

اولاد: آپ کی اہلیہ حضرت قمر جان صاحبہ نے ۱۳؍جنوری ۱۹۱۶ء کو وفات پائی جن سے آپ کے دو بیٹے اور دو بیٹیاں پیدا ہوئی۔آپ کی ایک بیٹی حضرت صغریٰ بیگمؓ المعروف حضرت اماں جی'' حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے عقد میں آئیں۔جنہوں نے خواتین میں سب سے پہلے بیعت کی۔دوسری بیٹی حضرت غفور بیگم صاحبہ نے ۱۴؍اپریل ۱۹۵۷ء کو وفات پائی۔آپ کے بیٹے حضرت پیر افتخار احمد صاحبؓ اور حضرت منظور محمد صاحبؓ رفقاء ۳۱۳ میں شامل ہیں۔آپ کی اہلیہ حضرت قمر جانؓ اور ساری اولاد کو حضرت اقدسؑ کی بیعت کا شرف حاصل ہوا اور حضرت ملک جانؓ اہلیہ حضرت پیر افتخار احمدؓ اور حضرت محمدی بیگم اہلیہ پیر منظور محمد صاحبؓ اور ان کی اولاد کو رفقاء میں شامل ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت صوفی احمد جانؓ کی اولاد لاہور، فیصل آباد، کراچی اور ربوہ میں آباد ہے۔

ماخذ: (۱) ''ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد ۳ (۲) حیات احمد جلد سوم (۳) تفسیر کبیر جلد پنجم (۴) مضمون ''حضرت منشی احمد جان صاحب لدھیانوی''، مطبوعہ ''ریویو آف ریلیجنز (اردو) ستمبر ۱۹۴۷ء۔

۱۰۰۔حضرت منشی پیر بخش صاحب مرحوم......جالندھر

بیعت:۱۸۹۵ء سے قبل۔وفات:۱۸۹۷ء سے قبل

تعارف: حضرت منشی پیر بخش رضی اللہ عنہ جالندھر شہر کے محلّہ پوتیاں سو کے رہنے والے تھے۔ارائیں قوم سے تعلق تھا۔ضمیمہ انجام آتھم میں حضورؑ نے انہیں ''مرحوم'' تحریر فرمایا ہے۔گویا اس وقت آپ قبول احمدیت کی سعادت پا چکے تھے۔

نوٹ: آپ کے تفصیلی حالات حاصل نہیں ہو سکے۔

اولاد: آپ کے بیٹے حضرت محمد ابراہیم صاحب نے ۱۸۹۷ء میں بیعت کی۔آپ ان دنوں جہلم میں محکمہ ویکسی نیشن میں ملازم تھے۔(ان کی اہلیہ کا نام حضرت جنت بی بی تھا۔ہر دو کا وصیت نمبر ۹۴۴۔۹۴۵ ہے۔)

ماخذ: (۱) الفضل قادیان ۱۵؍جولائی ۱۹۱۵ء (۲) تاریخ احمدیت جلد اول۔

☆

۱۰۱۔حضرت شیخ عبدالرحمٰن صاحب نومسلم قادیان

ولادت: یکم جنوری ۱۸۷۹ء۔بیعت: اکتوبر ۱۸۹۵ء۔وفات: ۵؍جنوری ۱۹۶۱ء

تعارف: حضرت شیخ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ (ہریش چندر موہیال) کنجروڑ دتّاں تحصیل شکر گڑھ ضلع گورداسپور (حال ضلع نارووال) میں یکم جنوری ۱۸۷۹ء کو پیدا ہوئے۔آپ موہیال قبیلہ کے چشم و چراغ تھے۔ہندو مذہب میں سابق نام ہریشچندر موہیال تھا۔آپ کے والد صاحب کا نام مہتہ گوراندتہ مل تھا۔آپ کے آباء ممدوٹ کے کاروبار حکومت میں بڑا دخل رکھتے تھے۔خاندان میں سے کسی نے اظہار اسلام کر دیا تو پوری قوم نے ریاست ممدوٹ کے نواب سے اسے واپس کرنے کو کہا لیکن نواب صاحب نے اسے واپس نہ کیا تو یہ لوگ برسر پیکار ہو گئے اور آخر نقل مکانی کر کے کنجروڑ میں دتّ برادری کے پاس بُود و باش اختیار کی۔

اسلام کی طرف رغبت: ہندوانہ رسوم کے زیر اثر شیخ صاحب کے والدین نے آپ کے کان چھدوا رکھے تھے۔دیوی دیوتا کے سامنے نہایت عقیدت اور شوق سے اپنے جسم کا خون گراتے۔ایک پنڈت سے وید منتر یاد کر رکھے تھے۔تالاب پر جا کر پڑھ پڑھ کر پوجا پاٹھ اور پرارتھنا کرتے۔یہ اس زمانہ کی باتیں ہیں جب آپ کی عمر نو دس یا گیارہ سال کی

تھی اور زمانہ ۱۸۸۸ء یا ۱۸۸۹ء کا تھا۔ آپ پانچویں کلاس میں پڑھتے تھے اور اس زمانہ کے مدارس کے نصاب میں ایک کتاب ''رسومِ ہند'' شامل تھی۔ جو طلباء کو سبقاً سبقاً پڑھائی جاتی تھی۔ اس کتاب نے آپ پر مقناطیسی اثر کیا۔ آپ ظلمات کی گھٹا سے نکل کر اُجالے میں آ گئے اور آپ کے خیالات نے ایسا پلٹا کھایا کہ بت پرستی کے موروثی جذبہ پر بت شکنی اور وحدانیت کا فطرتی نور غالب آ گیا۔ ۱۸۹۱ء میں ضلع قصور کے عیسائی مشنریوں نے چونیاں کے علاقہ پر بھی دھاوا بول دیا تھا۔ لوگ ان کی طرف مائل تھے۔ صرف مسلمان ہی تھے جو بغیر دولہا کی برات تھے۔ منتشر اور بکھری ہوئی بھیڑوں کی طرح ان کو جو چاہتا اُچک لیتا کوئی نگران تھا نہ پاسبان۔ بعض خاندانی لوگ عیسائیت کا شکار ہو گئے اور بعض آرین خیالات کی وجہ سے دہریہ بن گئے۔ آپ ان ہر دو مجالس میں شامل ہوتے لیکن یہ بات کہ اسلام ہی سچا مذہب ہے آپ کے دل میں میخ فولادی کی مانند گڑ گئی تھی۔

احمدیت سے تعارف: ۱۸۹۴ء کے ماہ رمضان میں مہدی آخر الزمانؑ کے ظہور کی مشہور علامت یعنی کسوف و خسوف پوری ہوئی تو آپ کے سکول کے ہیڈ ماسٹر مولوی جمال الدین صاحب نے کمرہ جماعت میں بتایا کہ ''مہدی آخرالزمان کی اب تلاش کرنا چاہئے وہ ضرور کسی غار میں پیدا ہو چکے ہیں کیونکہ ان کے ظہور کی بڑی علامت آج پوری ہوگئی ہے'' اس خبر نے آپ کے دل پر عجیب اثر کیا اور آپ کو مہدی آخرالزماں کی زیارت کی تڑپ پیدا ہوگئی۔

یہ سلسلہ جاری تھا کہ چونیاں میں ڈاکٹر سید میر حیدر صاحب حکمت خداوندی سے تعینات ہوئے۔ وہ حضرت میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹیؓ کے رشتہ دار تھے۔ ڈاکٹر صاحب کے ایک صاحبزادے سید بشیر حیدر آپ کے کلاس فیلو تھے۔ وہ آپ سے بہت محبت سے پیش آیا کرتے تھے۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا نام ابھی تک آپ نے نہ سنا تھا۔ پہلی بار ایک لڑکا جو لاہور گیا تو اس نے واپسی پر بتایا کہ ''ایک مسلمان مولوی نے جو بڑا عالم ہے ایک انگریز کی موت کی پیشگوئی کی اور وہ پوری ہوگئی اور وہ دور کہیں روس کی سرحد پر رہتا ہے۔ اس دوران آپ کے والد صاحب تبدیل ہو کر کہیں دور لائل پور کے علاقہ میں چلے گئے۔ حضرت بھائی جیؓ کی سید بشیر حیدر صاحب سے خط و کتابت جاری تھی جس کا آپ کے والدین برا مناتے اور سمجھتے کہ یہ مسلمان ہو چکا ہے اس لئے آپ کو اس تعلق سے منع کرتے تھے۔ آپ کو والدین نے تلاش روزگار کے لئے بھجوایا۔ کاریگری آپ جانتے تھے یعنی پارے کا گلاس بنانا جو آپ نے اپنے والد صاحب سے سیکھا تھا۔ اس دوران آپ حسب وعدہ بذریعہ خط و کتابت سید بشیر حیدر کے پاس سیالکوٹ پہنچے۔

قادیان میں آمد اور بیعت: ایک دن سید بشیر حیدر صاحب کی کتابوں میں آپ کو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی کتابیں ''نشانِ آسمانی'' اور ''انوار الاسلام'' ملیں جو آپ نے بالاستیعاب پڑھیں۔ ان کے بارے میں سید بشیر حیدر صاحب کے بالاخانہ پر روزانہ بحث ہوا کرتی تھی چونکہ آپ کتب کے دلائل سے متاثر تھے اس لئے ان کی تائید میں دلائل دیتے جس سے ہندو آپ کے خیالات کا برا مناتے تھے۔ اس طرح آپ کو حضرت اقدس مسیح موعودؑ اور آپ

کے دعویٰ سے متعلق تفصیلی تعارف ہوگیا اور آپ کے دل میں قادیان جانے کی آرزو مچلنے لگی۔حضرت سید میر حامد شاہؓ کے پاس ماجرا عرض کیا گیا تو آپ نے کہا قادیان چلے جاؤ اور ایک رقعہ حضرت مولوی عبدالکریم سیالکوٹیؓ کے نام لکھ دیا۔آپ قادیان گئے تو حضرت مولوی صاحب نے حضرت اقدسؑ کی خدمت میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا یہ لڑکا نابالغ ہے ایسا نہ ہو کہ ہندو کوئی فتنہ کھڑا کردیں۔مولوی صاحب نے عرض کیا لڑکا سمجھدار اور خوب سوچ کے آیا ہے۔ اس پر آپ کھڑے ہو گئے اور عرض کیا کہ میں نے حضور کی کتاب ''انوار الاسلام'' اور ''نشانِ آسمانی'' کو اچھی طرح پڑھا ہے مجھے اسلام کا شوق ہے میں جوان اور بالغ ہوں وغیرہ وغیرہ۔

چنانچہ بھائی جی بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔یہ اکتوبر ۱۸۹۵ء کا زمانہ تھا۔پھر ایک لمبے عرصہ تک ابتلاء وامتحان میں گزرے بڑی اذیتیں برداشت کیں۔مگر ہر امتحان میں ثابت قدم رہے۔

خدمات دینیہ: آپ حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہؑ کے دور میں پہرہ دینے، بٹالہ سے ڈاک لانے اور لے جانے اسی طرح لنگر کے لئے آٹا فراہم کرنے کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔جلسہ مذاہب عالم سے پہلے اشتہارات لے کر آپ ہی قادیان سے لاہور گئے۔پھر لاہور ہی میں حضرت اقدسؑ کی آخری علالت میں جہاں حضرت اقدسؑ کی خدمت کا موقع ملا وہاں آخری زیارت کرانے کی ذمہ داری بھی آپ نے سرانجام دی۔ ہر مالی تحریک میں نمایاں حصہ لیا۔آپ حضرت اقدسؑ کے عاشق صادق تھے اور اپنے نام کے ساتھ ہمیشہ قادیانی لکھا کرتے تھے۔آپ کو ''بھائی جی'' پکارا جاتا تھا۔اسطرح آپکا پورا نام بھائی جی عبدالرحمٰن قادیانی پڑ گیا۔آپ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے رکن تھے اور کئی دفعہ امیر مقامی اور قائم مقام ناظر اعلیٰ بھی رہے۔حضرت اقدس مسیح موعود کا یہ جملہ آپ کی قدر ومنزلت کو ظاہر کرتا ہے۔جب بیعت کے وقت حضرت اقدسؑ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی تشویش پر فرمایا:

''ہمارا ہے تو آجائے گا''

۱۹۲۴ء میں آپ کو سفر انگلستان میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے رفیق سفر اور ڈائری نویس ہونے کا شرف ملا اور آپ روئیداد سفر پر ڈائری مرتب کر کے قادیان بھجواتے رہے جو قادیان میں پڑھ کر سنائی جاتی رہی۔

وفات وتدفین: آپ نے ۵رجنوری ۱۹۶۱ء بعمر ۸۲ سال دورانِ سفر کراچی بمقام خانیوال وفات پائی۔لاہور اور ربوہ میں جنازہ ہوا۔آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ قادیان میں ہوئی۔

اولاد: حضرت بھائی جی کی شادی ڈنگہ ضلع گجرات کے ایک مخلص احمدی شیخ محمد دین کی بیٹی محترمہ زینب بیگم صاحبہ سے ہوئی۔جن سے آپ کی نرینہ اولاد (۱) مکرم مہتہ عبدالخالق صاحب (لاہور) معروف جیالوجسٹ (حکومت پاکستان کے مشیر رہے ہیں) (۲) مکرم مہتہ عبدالسلام صاحب (۳) مکرم مہتہ عبدالقادر صاحب (کراچی) ہیں۔

ماخذ: (۱) ملفوظات حضرت اقدسؑ (۲) سیرت وسوانح حضرت بھائی جی عبدالرحمٰن صاحبؓ قادیانی (۳) الفضل ۱۹رنومبر ۲۰۰۱ء (۴) اصحاب احمد جلد نہم (۵) ماہنامہ انصار اللہ صد سالہ جوبلی نمبر ۱۹۸۹ء (۶) سفر یورپ ۱۹۲۴ء۔

۱۰۲۔حضرت حاجی عصمت اللہ صاحب لودیانہ

بیعت:۱۸۹۲ء۔وفات:۱۷رمئی ۱۹۳۶ء

تعارف و بیعت: حضرت حاجی عصمت اللہ رضی اللہ عنہ لودھیانہ سے تعلق رکھتے تھے۔آپ کی بیعت ابتدائی زمانہ کی ہے۔آپ جلسہ ۲۸رد سمبر۱۸۹۲ء میں شریک ہوئے تھے۔حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے آپ کا ذکر شرکاء جلسہ میں اپنی کتاب آئینہ کمالات اسلام میں کیا جس سے آپ کے پیشے کا بھی پتہ چلتا ہے یعنی

''۰۷۔میاں عصمت اللہ صاحب مستری لودھیانہ بازارخرادیاں۔''

نوٹ: مزید سوانحی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱)ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد۱۱ (۲) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد۵ صفحہ ۶۱۹

☆

۱۰۳۔حضرت میاں پیر بخش صاحب لودیانہ

بیعت:۱۸۹۲ء۔وفات:۱۸۹۷ء

تعارف و بیعت: حضرت میاں پیر بخش صاحب رضی اللہ عنہ لودھیانہ کے رہنے والے تھے۔آپ کی بیعت ابتدائی زمانہ کی ہے۔آپ جلسہ۱۸۹۲ء میں شریک تھے۔آپ کے نام کے اندراج سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ زمیندار پیشہ تھے یعنی:۔''۸۵۔میاں پیر بخش صاحب کھیر وریاست پٹیالہ (زمیندار)''

حضرت مسیح موعودؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے آئینہ کمالات اسلام تحفہ قیصریہ میں جلسہ ڈائمنڈ جوبلی میں شرکت کے سلسلے میں آپ کا ذکر فرمایا ہے۔

نوٹ مزید تفصیلی سوانحی حالات دستیاب نہیں ہوسکے۔

ماخذ: (۱) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ (۲) ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ (۳) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد ۱۲

۱۰۴۔حضرت منشی ابراہیم صاحب لودیانہ

بیعت ۱۸۹۱ء وفات دسمبر/۱۹۰۹ء

تعارف و بیعت: حضرت منشی ابراہیم رضی اللہ عنہ کا اصل وطن ہوشیار پور تھا لیکن سکھا شاہی کی تکالیف اور مصائب دیکھ کر لودھیانہ چلے گئے۔آپ کی ابتدائی تعلیم مشن سکول لدھیانہ سے ہوئی۔آپ کا تعلق مذہبی گھرانے سے تھا۔آپ ۶۰ سال کی عمر میں حضرت صوفی احمد جانؓ کے مریدوں میں داخل ہوئے۔حضرت صوفی احمد جانؓ نے ایک اشتہار حضرت مجدد زمان کی تائید میں دیا اس سے متاثر ہو کر آپ نے حضرت اقدسؑ کی بیعت کر لی۔بیعت کے بعد لدھیانہ کے علماء نے آپ کی شدید مکالفت کی لیکن حضرت منشی صاحب نے کمال ہمت اور اسقلال سے مقابلہ کیا۔ازالہ اوہام میں آپ کا نام چندہ دہندگان میں درج ہے اور آئینہ کمالات اسلام میں ۱۸۹۲ء کے جلسہ سالانہ میں شرکت کرنے والوں میں نام درج ہے۔آپ کی بیعت ابتدائی زمانہ ۱۸۹۱ء کی ہے۔آپ السابقون الاولون میں سے تھے۔آپ مطب بھی کرتے رہے اور کچھ عرصہ مشین پریس میں کام کرتے رہے۔تجارت بھی آپ کا شغل رہا۔بیعت کے بعد آپ کی عبادت میں حقیقی حسن پیدا ہو گیا۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے ازالہ اوہام میں چندہ دہندگان اور آئینہ کمالات اسلام میں جلسہ سالانہ ۱۸۹۲ء میں شامل ہونے والوں اور کتاب البریہ میں پُر امن جماعت کے سلسلہ میں ذکر فرمایا ہے۔

وفات: حضرت منشی ابراہیمؓ صاحب نے ۱۱۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔آپ ۱۹۰۸ء میں نظام وصیت میں شامل ہوئے۔ (اخبار البدر ۱۷/دسمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۸)

اولاد: آپ کے بیٹے حضرت منشی قمر الدینؓ تھے جو یکے از ۳۱۳ رفقاء میں سے تھے۔ایک پوتے بابو غلام حسین صاحبؓ ۳۵ سال تک جماعت احمدیہ دہلی کے سیکرٹری مال رہے۔۱۵/دسمبر ۱۹۵۳ء کو کراچی میں وفات پا گئے۔

ماخذ: (۱) ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد ۳ (۲) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ (۳) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ (۴) ''المصلح'' کراچی ۷/دسمبر ۱۹۵۳ء صفحہ ۱ (۵) الحکم قادیان ۲۱/اپریل ۱۹۳۴ء (۶) ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ (۷) اخبار بدر قادیان ۱۷/دسمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۸۔

☆

۱۰۵۔حضرت منشی قمر الدین صاحب۔لودیانہ

ولادت:۱۸۵۶ء۔بیعت:۱۸۹۱ء۔وفات:۲۲رنومبر ۱۹۲۶ء

تعارف و بیعت: حضرت منشی قمر الدین رضی اللہ عنہ لودھیانہ کے رہنے والے تھے۔آپ کا سن ولادت ۱۸۵۶ء ہے۔آپ کے والد صاحب کا نام حضرت منشی محمد ابراہیمؓ (نمبر۱۰۴) تھا۔آپ نے دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ انگریزی تعلیم بھی حاصل کی۔منشی فاضل کا امتحان پاس کر کے محکمہ تعلیم سے وابستہ ہو گئے۔۱۸ سال کی عمر میں محکمہ تعلیم کی نوکری مل گئی اور ایک لمبا عرصہ محکمہ تعلیم میں ملازم رہے۔آپ کی مخالفت کے باوجود مدرس کے طور پر آپ کا تقرر بحال رکھا گیا۔آپ تقریباً ۲۰ سال تک جماعت احمدیہ لدھیانہ کے محاسب،سیکرٹری اور صدر رہے۔معاند احمدیت سعد اللہ لدھیانوی جب اپنی نظموں میں جماعت احمدیہ کے خلاف گندہ دہنی کرتے تو آپ مومنانہ طور پر اس کا جواب دیتے رہے۔۱۹۱۴ء میں نظام خلافت کے استحکام کے لئے موثر کوشش کی اور ہر قسم کے فتنوں کا مقابلہ کیا۔

حضرت اقدسؑ نے کتاب البریہ میں پُر امن جماعت کے ضمن میں آپ کا ذکر فرمایا ہے۔

وفات: آپ نے ۲۲رنومبر ۱۹۲۶ء کو ۷۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔

اولاد: آپ کے بیٹے حضرت بابو شیخ غلام حسین صاحبؓ جماعت احمدیہ دہلی کے ۳۵ سال تک سیکرٹری مال رہے جو ۱۵ردسمبر ۱۹۵۳ء کو کراچی میں وفات پا گئے۔عمر ۶۰ سال تھی۔حضرت بابو صاحب اور آپ کے والد اور ان کے والد رفقاء بانی سلسلہ احمدیہ تھے یعنی والد اور دادا ۳۱۳ رفقاء میں شامل تھے۔آپ کی اولاد ایک بیٹا اور چھ بیٹیاں ہیں۔

ماخذ: (۱) ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ (۲) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ (۳) المصلح کراچی ۷ار دسمبر ۱۹۵۳ء۔

☆

۱۰۶۔حضرت حاجی محمد امیر خان صاحب۔سہارنپور

بیعت:۲۱رفروری ۱۸۹۲ء

تعارف: حضرت حاجی محمد امیر خان رضی اللہ عنہ سہارنپور ریاست پٹیالہ کے تھے۔اور آپ کے والد کا نام مکرم چوہڑ خان صاحب تھا حضرت صاحبزادہ پیر افتخار احمدؓ لدھیانوی کی روایت کے مطابق جب ان کے والد ماجد حضرت صوفی احمد جان رضی اللہ عنہ حج بیت اللہ کے لئے گئے تو ان کے ساتھ تقریباً بیس افراد کا قافلہ تھا۔جس میں حضرت محمد امیرؓ بھی شامل تھے اور جو عبارت (حج بیت اللہ میں) حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے پڑھی جاتی تھی۔

اس میں آپ بھی شریک تھے۔ (افتخار الحق یا انعامات خداوندی)

بیعت: آپ کی بیعت ۲۱ رفروری ۱۸۹۲ء بمقام کپورتھلہ مطابق رجسٹر بیعت نمبر ۲۹۵ درج ہے۔ رجسٹر بیعت میں مقیم سہارنپور تحریر ہے۔ آپ کے ذریعہ شیخ عبدالوہاب صاحب نے ہندوؤں میں سے اسلام قبول کیا انہوں نے غنیۃ الطالبین ،فتوح الغیب ،اکسیر ہدایت ،اوراحیاء العلوم پڑھی (وفات ۱۰ راکتوبر ۱۹۵۴ء) حضرت اقدسؑ نے آپ کا نام کتاب البریہ میں پُر امن جماعت میں تحریر کیا ہے۔

وفات: آپ ۵ رجنوری ۱۹۰۸ء کو وفات پا گئے اور آپ بہشتی مقبرہ قادیان میں مدفون ہوئے۔ آپ کی بیوہ محترمہ عسکری بیگم صاحبہ کا بعد میں راجہ مدد خان صاحب کے ساتھ عقد ہوا۔

اولاد: آپ کی اولاد ایک لڑکا اور ایک لڑکی تھی۔

ماخذ: (۱) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ (۲) رجسٹر بیعت مطبوعہ تاریخ احمدیت جلد ا صفحہ ۳۶۰ (۳) رجسٹر روایات نمبر ۷ صفحہ ۳ (۴) الحکم ۱۵ور ۶ رجنوری ۱۹۰۸ء۔ (۴) افتخار الحق یا انعامات خداوندی۔

☆

۱۰۷۔حضرت حاجی عبدالرحمٰن صاحب مرحوم ۔لودیانہ

بیعت: ۹۱-۱۸۹۰ءوفات: ۱۸۹۷ء سے قبل

تعارف و بیعت: حضرت حاجی عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ لودھیانہ کے رہنے والے تھے۔ حضرت اقدسؑ نے نشانِ آسمانی اور آئینہ کمالات اسلام میں آپ کا ذکر کیا ہے۔ آپ کی بیعت ابتدائی زمانہ ۹۱-۱۸۹۰ء کی ہے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے آپ کا ذکر آئینہ کمالات اسلام میں جلسہ سالانہ ۱۸۹۲ء میں شامل ہونے والوں میں کیا ہے۔ اسی طرح نشان آسمانی اور کتاب البریہ میں چندہ دہندگان اور پُر امن جماعت کے ضمن میں ذکر ہے۔

وفات: آپ ۱۸۹۷ء سے قبل وفات پا گئے۔

نوٹ آپ کے تفصیلی سوانحی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ (۲) نشان آسمانی روحانی خزائن جلد ۲ (۳) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳۔

☆

۱۰۸۔حضرت قاضی خواجہ علی صاحب۔لودیانہ

بیعت:۲۳/مارچ ۱۸۸۹ء۔وفات:۲۴/اگست ۱۹۱۲ء

تعارف: حضرت قاضی خواجہ علی رضی اللہ عنہ حضرت اقدسؑ کے ایک مخلص اور عاشق صادق ،لدھیانہ کے رہنے والے تھے۔

حضرت اقدس سے تعلق اخلاص: حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ازالہ اوہام میں حضرت قاضی خواجہ علی رضی اللہ عنہ کو اپنے منتخب دوستوں میں شمار کیا ہے اور لکھا کہ قاضی صاحب ہمیشہ خدمت میں لگے رہتے ہیں اور ایام سکونت لودھیانہ میں ایک بڑا حصہ مہمانداری کا خوشی کے ساتھ اپنے ذمے لے لیتے ہیں۔حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں:

> ''موصوف اس عاجز کے منتخب دوستوں میں سے ہیں۔محبت وخلوص ووفا وصدق وصفا کے آثار ان کے چہرہ پر نمایاں ہیں۔خدمت گزاری میں ہر وقت کھڑے رہتے ہیں۔......حقانیت کی روشنی ایک بے غرضانہ خلوص اور للّٰہی محبت میں دمبدم ان کو ترقی دے رہی ہے......وہ دنیوی طور سے ایک صحیح اور باریک فراست رکھتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل نے اس عاجز کی روحانی شناسائی کا بھی ایک قابل قدر حصہ انہیں بخشا ہے۔''
>
> (ازالہ اوہام۔روحانی خزائن جلد۳ صفحہ ۵۲۹۔۵۳۰)

آپ مشہور رفیق (یکے از ۳۱۳) حضرت ڈاکٹر محمد اسماعیل خان صاحب گوڑیانیؓ کے سُسر تھے۔

بیعت: لدھیانہ میں ۲۳/مارچ ۱۸۸۹ء کو حضرت قاضی خواجہ علیؓ کو تیسرے نمبر پر بیعت کرنے کی سعادت ملی۔

خدمت سلسلہ: آپ عمر کے آخری حصہ میں قادیان آ گئے تھے اور مہتم لنگر خانہ کے فرائض نہایت درجہ استقلال کے ساتھ ادا کرتے رہے۔

جب علماء نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے بارے میں کفر کا فتویٰ دیا تو آپ نے ایک نکتہ لطیف سے غلام دستگیر قصوری علماء میں سے ایک کے قصوری ہونے کا ذکر فرمایا کہ ایسے قصوری کا فتویٰ کیسے درست ہوسکتا ہے۔

وفات: آپ ۲۴/اگست ۱۹۱۲ء کو لدھیانہ میں فوت ہوئے اور بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔

ماخذ: (۱)ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد۳ صفحہ ۵۲۹ (۲) سیرت المہدی حصہ دوم روایت نمبر ۳۰۹ (۳) تاریخ احمدیت جلد اصفحہ ۳۹ (۴) ذکر حبیب (۵) رجسٹر روایات صحابہ نمبر ۸ صفحہ ۳ بروایت حضرت مولانا محمد ابراہیم بقاپوریؓ۔

۱۰۹۔حضرت منشی تاج محمد خان صاحب۔لودیانہ

۱۵؍جون بیعت:۱۸۹۱ءوفات:۷۰۔۱۹۰۶ء

تعارف و بیعت: حضرت منشی تاج محمد خان رضی اللہ عنہ لدھیانہ کے رہنے والے تھے۔آپ کے والد کا نام نجم الدین صاحب تھا۔آپ کا اصل وطن موضع سیر بانڈی ریاست پونچھ متصلہ ریاست کشمیر تھا۔وہاں سے ہجرت کر کے بھوکڑی ضلع لدھیانہ میں مقیم ہو گئے۔رجسٹر بیعت کے مطابق آپ کی بیعت ابتدائی ۱۵؍جون ۱۸۹۱ء کی ہے اور کوائف میں پیشہ وعظ و مولویت تحریر ہے۔لدھیانہ میں آپ میونسپل کمیٹی کے کلرک بھی رہے جیسا کہ حضرت اقدسؑ نے ''آریہ دھرم'' میں کتاب البریہ میں آپ کے نام ساتھ تحریر فرمایا ہے۔حضرت اقدسؑ نے ازالہ اوہام اور آئینہ کمالات اسلام میں چندہ دہندگان میں آپ کا ذکر فرمایا ہے۔احباب لاہور اور لدھیانہ نے جو خط علمائے وقت کے نام حضرت مسیح موعودؑ سے براہین احمدیہ کے بارے میں ظاہری و باطنی مباحثہ سے تصفیہ کے لئے لکھا تھا آپ اس کے دستخط کنندگان میں شامل تھے۔آپ کے نام کا اندراج اس طرح سے ہے:۔

''مولوی تاج محمد ساکن بھوکڑی علاقہ لودہیانہ''

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت منشی تاج محمد خاں رضی اللہ عنہ کا ذکر حضرت اقدسؑ نے ازالہ اوہام میں اپنے مخلصین میں فرمایا ہے نیز آئینہ کمالات اسلام میں چندہ دہندگان اور کتاب البریہ میں پُرامن جماعت کے ضمن میں ذکر فرمایا۔

اولاد: آپ کے بیٹے حضرت محمد حسن تاج صاحبؓ ۱۸۹۹ء میں پیدا ہوئے۔حضرت مولوی تاج محمد خانؓ صاحب کی وفات حضورؑ کی زندگی میں ہوئی تھی۔حضورؑ کے ارشاد پر انکے بیٹے کو جماعت لدھیانہ سے قادیان بھجوا دیا گیا جہاں آپ محلّہ دارالرحمت میں سکونت پذیر رہے۔ان کی روایات رجسٹر روایات نمبر 7 میں محفوظ ہیں۔

ماخذ: (۱) ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد۳ (۲) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد۵ (۳) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳ (۴) ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد۱۱۔(۵) آریہ دھرم (۶) رجسٹر بیعت اولی مندرجہ تاریخ احمدیت جلد اوّل طبع جدید ایڈیشن (۷) رجسٹر روایات نمبر ۷ صفحہ ۳۵۵۔

☆

۱۱۰۔حضرت سید محمد ضیاء الحق صاحب روپڑ

بیعت: ابتدائی زمانہ میں

تعارف: حضرت سید محمد ضیاء الحقؓ آپ کا تعلق روپڑ سے تھا۔روپڑ ضلع انبالہ میں واقع ہے۔

بیعت: انجام آتھم کی فہرست ۳۱۳ میں آپ کا ذکر آیا ہے۔آپ کی بیعت ابتدائی زمانہ کی ہے۔

نوٹ آپ کے سوانحی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱۔

۱۱۱۔حضرت شیخ محمد عبدالرحمٰن صاحب عرف شعبان۔کابلی

بیعت: ابتدائی زمانہ میں۔شہادت ۲۰؍جون ۱۹۰۱ء

تعارف: حضرت شیخ محمد عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا آبائی وطن قریہ کندر خیل تھا۔یہ بستی گردیز سے متصل ہے جو آج کل صوبہ پکتیا کا ہیڈ کوارٹر ہے۔آپ کی قوم منگل تھی اور آپ کا قبیلہ احمد زئی تھا۔

بیعت اور قیامِ قادیان: آپ ۱۸۹۷ء سے قبل قادیان آ چکے تھے اور بیعت کر لی تھی۔آپ قادیان میں دو یا تین دفعہ آئے تھے۔ہر دفعہ کئی کئی مہینہ قادیان میں حضرت اقدسؑ کی صحبت میں رہے اور آپؑ کی تعلیم اور براہین سے مستفیض ہوتے رہے۔

مخالفت اور ابتلاء: آخری دفعہ جب آپ واپس گئے تو آپ کی سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے کی خبر امیر عبدالرحمٰن شاہ افغانستان کو بعض پنجابیوں نے پہنچائی جو آپ کے ساتھ ملازمت میں تھے۔امیر اس بات کو سُن کر سخت برافروختہ ہو گیا اور آپ کو قید کرنے کا حکم دے دیا۔

حضرت اقدسؑ کی پیشگوئی کے مصداق اور شہادت کا تذکرہ: مزید تحقیقات سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ قید کے دوران آپ کی گردن میں کپڑا ڈال کر حبسِ دم کر کے شہید کر دیا گیا۔اس طرح آپ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے الہام ''شَاتَانِ تُذْبَحَانِ'' کے اولین مصداق ٹھہرے جو حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب براہین احمدیہ میں درج ہے اور یہ ۲۰؍جون ۱۹۰۱ء کا دن تھا جب ایک دوست نے قادیان آ کر ان کی شہادت کی اطلاع دی۔

حضرت اقدسؑ نے تذکرۃ الشہادتین میں پیشگوئی۔ شَاتَانِ تُذْبَحَانِ

یعنی دو بکریاں ذبح کی جائیں گی کا مصداق قرار دیا۔اور فرمایا:

''اور یہ پیشگوئی شہید مرحوم مولوی محمد عبداللطیف اور اُن کے شاگرد عبدالرحمٰن کے بارے میں ہے کہ جو براہین احمدیہ کے لکھے جانے کے بعد پورے تئیس برس بعد پوری ہوئی۔اب تک لاکھوں کروڑوں انسانوں نے اس پیشگوئی کو میری کتاب براہین احمدیہ کےصفحہ ۵۱۱ میں پڑھا ہوگا۔'' (تذکرۃ الشہادتین روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۷۲)

حضرت اقدسؑ حقیقۃ الوحی میں حضرت مولوی عبدالرحمٰنؓ کے بارہ میں فرماتے ہیں:

''اسی طرح شیخ عبدالرحمٰن کو بھی کابل میں ذبح کیا گیا اور دم تک نہ مارا اور یہ نہ کہا کہ مجھے چھوڑ دو میں بیعت کو توڑتا ہوں۔ یہی سچے مذہب اور سچے اسلام کی نشانی ہے کہ جب کسی کو اس کی پوری معرفت حاصل ہو جاتی ہے اور ایمان کی شیرینی دل وجان میں رچ جاتی ہے تو ایسے لوگ اس راہ میں مرنے سے نہیں ڈرتے۔''

(حقیقۃ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ نمبر ۳۶۰)

کربلا کے خون ناحق سے ہوا یہ آشکار ۔۔۔ موت بھی ہوتی ہے دنیا میں بجائے زندگی
مقتلِ عشق ہوتا ہے چشمۂ آبِ بقا ۔۔۔ ابتلائے زندگی ہے اصطفائے زندگی

ماخذ: (۱) براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد ۱ (۲) تذکرۃ الشہادتین روحانی خزائن جلد ۲۰ (۳) حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ (۴) حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب کابل مطبوعہ الفضل ۱۳ر مئی ۲۰۰۲ء (۵) ''اخبار الحکم'' ۱۷ر ستمبر ۱۹۰۱ء (۶) شیخ عجم (۷) مضمون حضرت مولوی عبدالرحمٰن خان صاحب مطبوعہ ''انصار اللہ'' ماہ جولائی، اگست ۲۰۰۱ء (۸) مسودہ سید محمود احمد افغانی بزبان پشتو ''تاریخ احمدیت افغانستان'' (۹) ذکر حبیب (۱۰) چشم دید حالات۔

☆

۱۱۲۔جناب خلیفہ رجب دین صاحب تاجر۔لاہور

بیعت: ۱۸۹۲ء اندازاً۔ وفات: ۱۹۱۴ء کے بعد

تعارف: جناب خلیفہ رجب دین صاحب کا مسکن لاہور تھا۔آپ جماعت اہلحدیث سے تعلق رکھتے تھے اور جناب خواجہ کمال الدین صاحب (یکے از ۳۱۳) کے خسر تھے۔آپ اپنی شکل وشباہت، جبہ ودستار اور علمی ودینی قابلیت اور بات چیت وغیرہ سے بڑی اہمیت کے حامل تھے۔

ڈپٹی نذیر احمد دہلوی جب لاہور آتے تو جناب خلیفہ صاحب کو ضرور یاد کرتے۔ایک دفعہ ڈپٹی صاحب نے پوچھا خلیفہ جی! میرے ترجمہ قرآن کے متعلق حکیم نورالدین صاحب کی کیا رائے ہے۔خلیفہ صاحب نے کہا وہ کہتے ہیں کہ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ کا ترجمہ کرنے میں ڈپٹی صاحب لوگوں سے ڈر گئے ہیں۔ڈپٹی صاحب نے کہا تو کیا میں مسیح کی وفات کا ترجمہ کر کے کفر کا فتویٰ لے لیتا؟

بیعت: آپ کی بیعت ۱۸۹۲ء کی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ جب اپنے آخری ایام زندگی میں لاہور تشریف لائے تو جمعہ کی نماز پڑھنے کے بعد خلیفہ صاحب نے حضرت صاحب سے سوال کیا اس پر حضرت اقدسؑ نے ایک تقریر فرمائی جو بعد میں ''حجۃ اللہ'' کے نام سے شائع ہو گئی۔

۱۹۱۳ء میں جب اخبار ''پیغامِ صلح'' جاری ہوا تو خلیفہ صاحب کو اس کا مینیجر اور پرنٹر و پبلشر مقرر کیا گیا۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے آپ کا ذکر آئینہ کمالات اسلام، آسمانی فیصلہ میں جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والوں میں، تحفہ قیصریہ میں جلسہ ڈائمنڈ جوبلی اور کتاب البریہ میں پُرامن جماعت کے ضمن میں کیا ہے۔

وفات: آپ کی وفات ۱۹۱۴ء میں ہوئی۔ خلافت اُولیٰ کے بعد غیر مبائعین میں شامل ہو گئے۔

ماخذ: (۱) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد۵ (۲) آسمانی فیصلہ روحانی خزائن جلد۴ (۳) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد۱۲ (۴) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳ (۵) لاہور تاریخِ احمدیت صفحہ ۱۴۶ (۶) ''یادرفتگان'' صفحہ ۲۱ تا ۲۶

☆

۱۱۳۔ حضرت پیر جی خدا بخش صاحب مرحوم۔ ڈیرہ دون

بیعت: ۲۴ رمئی ۱۸۸۹ء۔ وفات: ۱۸۹۷ء سے قبل

تعارف: حضرت پیر جی خدا بخش رضی اللہ عنہ کے والد میاں محمد رمضان اصل ساکن نجیب آباد ضلع بجنور بعدہٗ مستقل سکونت دھامانوالہ ڈیرہ دون محلّہ میں تھی۔ آپ ڈیرہ دون (یوپی) انڈیا میں اسلحہ کے ایک بڑے سوداگر تھے۔ آپ پہلے حنفی مسلک اور مذہباً دیو بندی مکتب فکر سے تعلق رکھتے تھے پھر اہل حدیث ہو گئے۔ آپ اپنے زہد وعبادت اور تقویٰ کی وجہ سے عوام وخواص میں پیر جی کے نام سے مشہور تھے۔

حضرت اقدسؑ کے دعویٰ کی تحقیق: جب آپ نے سنا کہ قادیان (پنجاب) میں کسی شخص نے امام مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے تو کہا امام مہدی کے ظہور کا زمانہ تو یہی ہے اور اپنے دوست حکیم حافظ مولوی محمد یعقوب خان صاحب کے مشورہ سے چند سوالات حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی خدمت میں بھجوائے۔ قادیان سے حضرتؑ کا جواب آیا تو آپ کی تسلی ہو گئی لیکن آپ کے دوست حکیم صاحب نے کہا کہ ہمیں عجلت سے کام نہیں لینا چاہئے قادیان چل کر مزید تحقیق کر لیں۔

آپ نے اپنی آمد کی اطلاع حضرت اقدسؑ کی خدمت میں بھجوائی۔ ڈیرہ دون سے بٹالہ پہنچے اور بٹالہ سے یکہ پر سوار ہو کر قادیان آ رہے تھے کہ ادھر سے کچھ گرد وغبار سا نظر آیا۔ جب بالکل قریب پہنچے تو یکہ سے اتر پڑے۔ حضرت خدا بخش صاحبؓ نے اپنی فراست سے پہچان لیا کہ یہ مرزا صاحب ہیں۔ چنانچہ آپ نے آگے بڑھ کر مصافحہ کیا۔ حضرت حکیم حافظ مولوی یعقوب صاحبؓ نے حضرت حکیم مولوی نور الدین صاحبؓ کو مرزا صاحب سمجھ کر مصافحہ

کیا تو حضرت مولوی صاحب نے کہا مرزا صاحب وہ ہیں تو پھر حضرت حکیم حافظ مولوی یعقوب صاحبؓ نے حضرت اقدسؑ سے مصافحہ کیا۔ پیر جی نے حضرت اقدسؑ سے عرض کیا ہم ڈیرہ دون سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ حضورؑ نے فرمایا ہم بھی آپ حضرات کے استقبال ہی کے لئے آئے ہیں۔

بیعت: حضرت حکیم مولانا نورالدینؓ (خلیفۃ المسیح الاوّل) کوئی سوال کرتے اور حضورؑ اس پر مدلل ومبسوط تسلی بخش جواب دیتے۔ تین روز تک حضورؑ نے مزید تحقیق استخارہ وغیرہ کا مشورہ دیا اور چوتھے روز دونوں دوستوں کو شرفِ بیعت عطا فرمایا۔ رجسٹر بیعت اُولیٰ میں آپ کی بیعت ۹۵ نمبر پر ہے۔ آپ کی بیعت ۲۴ رمئی ۱۸۸۹ء کی ہے۔

وفات: آپ ۱۸۹۷ء سے قبل وفات گئے تھے۔

اولاد:

ماخذ: (۱) رجسٹر بیعت اُولیٰ مطبوعہ تاریخ احمدیت جلد ا صفحہ ۳۴۸ (۲) کتاب ''عالمگیر برکات مامور زمانہ'' صفحہ ۱۴۶ تا ۱۵۶ (۳) روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ ۷ رجنوری ۲۰۰۰ء۔

۱۱۴۔ حضرت حافظ مولوی محمد یعقوب خان صاحب ڈیرہ دون

بیعت: ۲۴ رمئی ۱۸۸۹ء۔ وفات: ۱۹۱۴ء کے بعد

تعارف: حضرت حافظ مولوی محمد یعقوب خان رضی اللہ عنہ ولد حافظ محمد سعید خاں موضع برتھ کائنہ نواح سہارنپور کے رہنے والے تھے۔ آپ کی قبول احمدیت کا حضرت خدا بخش صاحب مرحوم پیر جی ڈیرہ دون میں ذکر آ چکا ہے۔

بیعت: رجسٹر بیعت اُولیٰ میں آپ کی بیعت ۲۴ رمئی ۱۸۸۹ کی ہے اور ۹۴ نمبر پر درج ہے۔ جہاں آپ کی ولدیت حافظ محمد سعید خان اصل سکونت موضع برتھ کائنہ نواح سہارنپور بعدہٗ مستقل سکونت ڈیرہ دون محلّہ دھامانوالہ تحریر ہے۔

جب حکیم حافظ صاحبؓ نے مولوی محمد سعید شامی طرابلسی کے ازا۳۱۳ کو ڈیرہ دون میں ''آئینہ کمالات اسلام'' سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہؑ کا مطبوعہ عربی قصیدہ دکھلایا تو پڑھ کر مولوی محمد سعید شامی طرابلسی بے ساختہ پکار اُٹھے ''کہ عرب بھی اس سے بہتر کلام نہیں لا سکتے خدا کی قسم میں ان اشعار کو حفظ کروں گا''۔ قادیان سے واپسی پر سخت مخالفت کا سامنا کرنا پڑا اور پھر اسی حالت میں وفات ہوگئی۔

نوٹ: آپ کے مزید سوانحی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱) رسالہ سچائی کا اظہار صفحہ ۵۔۶ طبع اول مئی ۱۸۹۳ء (۲) رجسٹر بیعت اُولیٰ مندرجہ تاریخ احمدیت جلد اوّل صفحہ ۳۴۸ (۳) روزنامہ الفضل ربوہ ۲۱ رجولائی ۲۰۰۱ء (۴) عالمگیر برکات مامور زمانہ صفحہ ۱۶۱

☆

۱۱۵۔ حضرت شیخ چراغ علی نمبردار صاحب۔ تھہ غلام علی

بیعت: ۴؍اگست ۱۸۸۹ء

تعارف: حضرت شیخ چراغ علی رضی اللہ عنہ تھہ غلام نبی ضلع گورداسپور کے تھے آپ کے والد عطا محمد صاحب تھے جو زمیندارہ کرتے تھے۔ آپ حضرت شیخ حامد علی صاحبؓ خادم حضرت مسیح موعودؑ کے چچا تھے۔

بیعت: رجسٹر بیعت اُولیٰ میں آپ کی بیعت ۱۰۸ نمبر پر درج ہے۔ جو ۴؍اگست ۱۸۹۹ء کی ہے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: ازالہ اوہام میں مخلصین میں آپ کا ذکر ہے۔ آئینہ کمالات اسلام میں چندہ دہندگان کی فہرست میں شرکاء جلسہ سالانہ، اسی طرح آسمانی فیصلہ میں پہلے جلسہ سالانہ کے شرکاء تحفہ قیصریہ سراج منیر اور کتاب البریہ میں ذکر ہے۔

نوٹ: آپ کے مزید سوانحی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱) ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد۳ (۲) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد۵ (۳) آسمانی فیصلہ روحانی خزائن جلد۴ (۴) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد۱۲ (۵) سراج منیر روحانی خزائن جلد۱۲ (۶) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳ (۶) رجسٹر بیعت اُولیٰ مندرجہ تاریخ احمدیت جلد۱ صفحہ ۳۴۹ (۷) ذکر حبیب صفحہ ۳۰۱ (۸) سیرت المہدی جلد دوم صفحہ ۲۵۸

☆

۱۱۶۔ جناب محمد اسمٰعیل غلام کبریا صاحب فرزند رشید مولوی محمد احسن صاحب امروہی

بیعت ۱۸۹۲ء سے قبل

تعارف: جناب محمد اسمٰعیل غلام کبریا، حضرت مولانا محمد احسن امروہیؓ کے بیٹے تھے۔

حضرت اقدس علیہ السلام کے مکتوب میں تذکرہ: حضرت نواب محمد علی خان صاحب نے حضرت مولوی محمد احسن امروہی صاحب کا وظیفہ مقرر کر رکھا تھا جو موصوف کو اور آپ کے بیٹے کو بھجوایا جاتا تھا۔ اس کا تذکرہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مکتوب بنام نواب محمد علی خان صاحب میں مذکور ہے۔ حضرت اقدسؑ تحریر فرماتے ہیں۔

''......جو کچھ وظیفہ آپ نے مولوی صاحب (مولانا محمد احسن صاحب امروہی۔ ناقل) کا مقرر فرما رکھا

ہے۔اس میں سے مبلغ ۲۰ آنے ان کے نام قادیان میں بھیج دیں اور باقی ان کے صاحبزادہ کے نام سید محمد اسمٰعیل کو بمقام امروہہ شاہ علی سرائے روانہ فرماویں......''

نوٹ: ۱۹۱۶ء میں غیر مبائعین میں شامل ہو گئے اور نظام خلافت سے تعلق نہ رہا۔

ماخذ: (۱)ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ (۲) ''مکتوباتِ احمدیہ'' مکتوب مورخہ ۱۲/دسمبر ۱۹۰۰ء (۳) اصحاب احمد جلد ہفتم حصہ اوّل ۔

☆

۱۱۷۔ جناب احمد حسن صاحب فرزند رشید مولوی محمد احسن صاحب امروہی

بیعت: ابتدائی زمانہ میں

تعارف: احمد حسن حضرت مولوی محمد احسن امروہی کے بیٹے تھے۔مزید سوانحی حالات دستیاب نہیں ہو سکے۔

نوٹ: ۱۹۱۴ء میں غیر مبائعین میں شامل ہو گئے اور نظام خلافت سے تعلق نہ رہا۔

ماخذ: ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱۔

۱۱۸۔ حضرت سیٹھ احمد صاحب عبدالرحمٰن حاجی اللہ رکھا تاجر مدراس

بیعت: ۱۸۹۴ء

تعارف و بیعت: حضرت سیٹھ احمد عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ مدراس کے تاجر خاندان سے تھے۔آپ کا ذکر حضرت اقدسؑ کے بعض مکتوبات میں ہے۔حضرت اقدسؑ کے ان مکتوبات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی بیعت ۱۸۹۴ء کی ہے۔

حضرت سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراسیؓ کے نام بعض مکتوبات میں حضورؑ نے حضرت سیٹھ احمد عبدالرحمٰن صاحب کا بھی ذکر کیا ہے۔حضرت سیٹھ صاحب کی اہلیہ بیمار ہوئیں حضورؑ کو دعا کے لئے لکھا گیا تو حضورؑ نے جواباً فرمایا

''عزیزی سیٹھ احمد عبدالرحمٰن صاحب کی اہلیہ کیلئے بھی دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ ہر ایک ابتلا سے بچاوے۔آمین۔'' (مکتوب نمبر ۴۲)

خدا تعالیٰ کی قدرت کہ تقریباً ایک سال بعد وہ وفات پا گئیں۔حضورؑ نے حضرت سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراسیؓ کے نام تحریر فرمایا:

''آج آپ کی تار کے ذریعہ یکدفعہ غم کی خبر یعنی واقعہ وفات عزیزی سیٹھ احمد صاحب کی بیوی کا سن کر دل کو بہت غم اور صدمہ پہنچا انا للہ و انا الیہ راجعون۔ دنیا کی ناپائیداری اور بے ثباتی کا یہ نمونہ ہے کہ ابھی تھوڑے دن گزرے ہیں کہ عزیز موصوف کی اس شادی کا اہتمام ہوا تھا اور آج وہ مرحومہ قبر میں ہے...... اللہ تعالیٰ صبر جمیل عطا فرمائے اور نعم البدل عطا کرے اور عزیز سیٹھ احمد صاحب کی عمر لمبی کرے آمین ثم آمین اس خبر کے پہونچنے پر ظہر کی نماز میں جنازہ پڑھایا گیا اور نماز میں مرحومہ کی مغفرت کے لئے بہت دعا کی گئی۔''

پھر ایک اور خط میں آپ نے تحریر فرمایا:۔

''خداوند تعالیٰ عزیزی سیٹھ احمد کی عمر دراز کرے اور اس کی عوض میں بہتر صورت عطا فرمائے......مناسب ہے کہ اب کی دفعہ ایسے خاندان سے رشتہ نہ کریں جن میں یہ بیماری ہے......''

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت سیٹھ احمدؓ کا ذکر کتاب البریہ میں پُرامن جماعت کے ضمن میں ہے۔

ماخذ: (۱) ضمیمہ انجامِ آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ (۲) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ (۳) مکتوبات احمدیہ

☆

۱۱۹۔ حضرت سیٹھ صالح محمد صاحب حاجی اللہ رکھا تاجر مدراس

بیعت: ۱۸۹۲ء

تعارف و بیعت: حضرت سیٹھ صالح محمد رضی اللہ عنہ کا تعلق بھی مدراس کے تاجر خاندان سے ہے۔ آپ کا حضرت اقدسؑ کے مکتوبات میں ذکر ہے۔ ان مکتوبات سے آپ کی بیعت ۱۸۹۲ء کی معلوم ہوتی ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے مکتوبات جو آپ نے حضرت سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراسیؓ کے نام تحریر فرمائے ہیں آپ کا ذکر ملتا ہے ان کے نام مکتوبات میں حضورؑ اکثر حضرت سیٹھ صالح محمد صاحب کو بھی سلام بھجواتے۔ ایک مکتوب نمبر ۷۱ میں حضورؑ فرماتے ہیں۔ (مکتوبات احمد جلد دوم ص ۳۵۴)

''بخدمت محبی سیٹھ صالح محمد صاحب السلام علیکم

''جو آپ نے کپڑے اور کڑے لڑکی کے لئے بھیجے تھے وہ سب پہونچ گئے ہیں باقی خیریت ہے۔

والسلام خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ''

حضورؑ نے جب چندہ توسیع مسجد کی تحریک فرمائی تو حضرت سیٹھ صالح محمد صاحبؓ نے چندہ حضور کی خدمت میں بھجوایا۔ اسی طرح آپ نے حضور کی خدمت میں جاپان کا سفر اختیار کرنے کے متعلق استخارہ کی درخواست کی حضور نے فرمایا ''بعد سلام علیکم میری دانست میں سفر جاپان مناسب نہیں۔'' (مکتوب نمبر ۶)

۱۸۹۷ء میں آپ کے ایک بیٹے کی وفات پر حضورؑ نے تحریر فرمایا: ’’یہ عاجز اب تک آنکھوں کے آشوب سے بیمار رہا اس لئے واقعہ وفات فرزند مرحوم اخویم سیٹھ صالح محمدؓ صاحب پر عزا پُرسی نہ کر سکا اور نہ آپ کی طرف کوئی خط لکھ سکا......ہمیں وفات فرزند دلبند سیٹھ صالح محمد صاحب کا سخت رنج ہے اللہ تعالیٰ ان کو صبر عطا فرماوے۔‘‘

حضرت سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراسی رضی اللہ عنہ کے ایک چھوٹے بھائی کا نام محمد صالحؓ تھا۔ حضرت سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب فرماتے ہیں: ’’میرا چھوٹا بھائی محمد صالحؓ جو ایک روز پہلے سے بنگلور آیا ہوا تھا وہاں آ گیا اور ایک کتاب بھی ساتھ لایا اور وہ یوں کہنے لگا کہ یہ کتاب مجھے سیالکوٹ (پنجاب) سے غلام قادر فصیحؓ نے بھیجی ہے اور قابل پڑھنے اور سننے کے ہے یہ کہہ کر انہوں نے اس کو پڑھنا شروع کر دیا اور وہ کتاب حضور اقدس کی پہلی کتاب دعویٰ مسیحیت اور مہدویت کے بعد کی تھی جس کا مبارک نام ’’فتح اسلام‘‘ ہے۔‘‘

اس کتاب کے کوئی دو ورق پڑھے گئے ہوں گے کہ سیٹھ عبدالرحمٰنؓ کے دل پر اس کا عجیب اثر ہوا۔ آپ کے بھائی زکریا مرحوم جو اس وقت بیمار تھے ایک جوش کے ساتھ بہ آواز بلند پکار اٹھے کہ ’’خدا کی قسم یہ بیشک وہی ہیں اور ان کا کلام اس کی پوری شہادت دے رہا ہے۔‘‘

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: کتاب البریہ میں حضرت اقدسؑ نے آپ کا ذکر پُرامن جماعت کے ضمن میں کیا ہے۔

شہادت تصدیق صاحب العلم: حضرت پیر رشید الدینؓ صاحب العلم (پیر جھنڈے والے) کی تصدیق جو انہوں نے اپنے ایک رؤیا اور کشف میں کی اس وقت آپ بھی حضرت اسمٰعیل آدم کے ساتھ تھے۔ اس طرح حضرت پیر صاحبؓ کے بیان کے آپ بھی شاہد تھے۔

ماخذ: (۱) مکتوبات احمدیہ جلد پنجم (۲) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳ (۳) تحفہ گولڑویہ روحانی خزائن جلد۱۷ (۴) حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد۲۲ (۵) ماہنامہ انصاراللہ مارچ ۱۹۹۷ء۔

☆

۱۲۰۔ حضرت سیٹھ ابراہیم صاحب صالح محمد حاجی اللہ رکھا تاجر مدراس

بیعت: ۱۸۹۴ء

تعارف و بیعت: حضرت سیٹھ ابراہیم صالح محمد رضی اللہ عنہ کا تعلق بھی مدراس کے اسی خاندان سے تھا۔ آپ سیٹھ صالح محمد صاحب اللہ رکھا تاجر مدراس (یکے از ۳۱۳) کے فرزند تھے۔

حضرت سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراس (یکے از ۳۱۳) کے نام ایک مکتوب میں حضرت مسیح موعودؑ نے سیٹھ

ابراہیم صاحب صالح محمد (یکے از ۳۱۳) کی وفات پر مورخہ ۹/اکتوبر ۱۸۹۷ء کو تعزیت کی۔ آپ ابتدائی بیعت کرنے والوں میں سے تھے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: کتاب البریہ میں حضرت اقدسؑ نے اپنی پُر امن جماعت میں ان کا ذکر کیا ہے۔

نوٹ: آپ کے مزید سوانحی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱) ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ (۲) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ (۳) مکتوباتِ احمدیہ جلد پنجم حصہ اول صفحہ ۱۰۔

۱۲۱۔ حضرت سیٹھ عبدالحمید صاحب حاجی ایوب حاجی اللہ رکھا تاجر مدراس

بیعت: ۱۸۹۴ء

تعارف و بیعت: حضرت سیٹھ عبدالحمید رضی اللہ عنہ بھی مدراس کے اسی تاجر خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ حضرت سیٹھ عبدالرحمٰن صاحبؓ (یکے از ۳۱۳) کے بھانجے تھے۔ آپ حضرت سیٹھ صاحبؓ کی زندگی میں ہی وفات پا گئے تھے۔ آپ ابتدائی بیعت کرنے والوں میں سے تھے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: کتاب البریہ میں حضرت اقدسؑ نے پُر امن جماعت کے ضمن میں ذکر کیا ہے۔

نوٹ: آپ کے مزید سوانحی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱) ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ (۲) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ (۳) آپ بیتی مصنفہ حضرت سیٹھ عبدالرحمٰن صاحبؓ مدراس شمولہ ''مکتوباتِ احمدیہ'' جلد پنجم حصہ اوّل صفحہ ۴۵۔

۱۲۲۔ حضرت حاجی مہدی صاحب عربی بغدادی نزیل مدراس

بیعت: ابتدائی ایام

تعارف و بیعت: حضرت حاجی مہدی رضی اللہ عنہ کا تعارف عربی بغدادی کے طور پر ہوا ہے۔ حضرت اقدس کے ۳۱/جولائی ۱۸۹۷ء کے مکتوب بنام حضرت سیٹھ عبدالرحمٰنؓ مدراس میں ذکر ہے کہ آپ نے ایک فضیلت والی مسجد کے

لئے چندہ کی تحریک کی تھی۔ جس کا تذکرہ براہین احمدیہ میں ہے۔ اس پر حضرت حاجی مہدیؓ نے بھی چندہ دیا۔ اس کا حضرت اقدسؑ نے اپنے ۹؍اکتوبر ۱۸۹۷ء کے مکتوب میں ذکر فرمایا ہے۔ مزید برآں آپ نے ۲۲؍نومبر ۱۸۹۸ء کے خط میں حضرت حاجی مہدیؓ کے پچاس روپیہ بھجوانے کی رسید لکھی ہے۔ آپ مدراس میں وارد ہوئے۔ اور مدراس کے دیگر مبائعین کے ساتھ ہی حضرت اقدسؑ کی بیعت کی۔ آپ کا نام ضمیمہ انجام آتھم میں ۳۱۳ اصحاب احمد صدق صفا میں ہے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: آپؓ کا ذکر حضرت اقدسؑ نے سراج منیر میں چندہ دہندگان کے ضمن میں کیا ہے۔

ماخذ: (۱) ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ (۲) سراج منیر روحانی خزائن جلد ۱۲ (۳) ذکر حبیب (۴) مکتوباتِ احمدیہ جلد پنجم حصہ اوّل صفحہ ۱۰، ۲۲

۱۲۳۔ حضرت سیٹھ محمد یوسف صاحب حاجی اللہ رکھا۔ مدراس

بیعت: ابتدائی ایام

تعارف و بیعت: حضرت سیٹھ محمد یوسف رضی اللہ عنہ مدراس کے اسی مخلص خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کا نام ضمیمہ انجام آتھم میں ۳۱۳ اصحاب احمد صدق صفا میں ہے۔ آپ حضرت سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراس (یکے از ۳۱۳) کے بھائی تھے۔ حضرت سیٹھ عبدالرحمٰن صاحبؓ کے چھ بھائی تھے (مکتوبات احمدیہ جلد پنجم حصہ اوّل صفحہ ۱۴) جن کے نام کتاب مذکور سے واضح ہیں۔ (۱) حضرت سیٹھ حاجی ایوب صاحب (۲) حضرت سیٹھ زکریا صاحب (۳) حضرت سیٹھ صالح محمد صاحب (۴) حضرت سیٹھ عالی محمد صاحب (۵) حضرت سیٹھ محمد یوسف صاحب اور (۶) خود حضرت سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: آپ ابتدائی بیعت کرنے والوں میں سے تھے۔ حضرت اقدسؑ نے کتاب البریہ میں اپنی پُرامن جماعت میں ذکر کیا ہے۔

نوٹ آپ کے مزید سوانحی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱) ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ (۲) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ (۳) مکتوبات احمدیہ جلد پنجم

۱۲۴۔حضرت مولوی سلطان محمود صاحب میلا پور۔مدراس

بیعت:۱۸۹۴ء۔وفات:دسمبر ۱۹۱۷ء

تعارف و بیعت: حضرت مولوی سلطان محمود رضی اللہ عنہ میلا پور مدراس کے رہنے والے تھے۔مدراس میں جب احمدیت کا چرچا ہوا اور حضورؑ کے دعویٰ کی اطلاع پہنچی تو حضرت سلطان محمود صاحب بھی اس طرف متوجہ ہوئے۔آپ کی بیعت ۱۸۹۴ء کی ہے۔حضرت سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراسی فرماتے ہیں۔

''......سلطان محمود صاحب اوران کے برادر زادہ اپنی جگہ پر باہم اس بارے میں بحث کرتے تھے اور آخر وفات عیسیٰ پر دونوں کا اتفاق ہوگیا اور سلطان محمود صاحب نے مجھے خط لکھا اور حضور کی کتابوں کی خواہش ظاہر کی اس خط کے طرز تحریر سے یہ پتہ لگ گیا کہ حضور کی جانب ان کا حسن ظن ہے۔غرض میرے پاس جو کتابیں موجود تھیں وہ تو بھیج دیں اور آئینہ کمالات اسلام ایک مولوی کو دی تھی ان سے لینے کو لکھ دیا اور پھر بعد میں ملاقات کی اور میرے سے زیادہ ان کا میلان حضور کی طرف پایا اور اس وقت تک وفات عیسیٰ پر مجھے کامل یقین نہ ہوا تھا مگر......ان کا حضور کی طرف رجوع کرنا بڑی تقویت کا باعث ہوگیا اور قلیل عرصہ میں ایک چھوٹی سی جماعت طیار ہوگئی......''

حضرت سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراسیؓ فرماتے ہیں جب میں پہلی مرتبہ بمع حضرت مولوی حسن علی صاحبؓ قادیان حضورؑ کی بیعت اور زیارت کر کے تقریباً ایک مہینہ کے بعد مدراس پہنچا تو حضرت مولوی سلطان محمود صاحب نے بڑا ہی اہتمام فرمایا تھا اسٹیشن سے سیدھا میلا پور لے گئے اور پر تکلف دعوت دی ساتھ ہی اس ناچیز کو ایک ایڈریس بھی دیا۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت مسیح موعودؑ حضرت سیٹھ عبدالرحمٰن مدراسی صاحبؓ کے نام مکتوبات میں حضرت سلطان محمود صاحب کو بھی سلام بھجواتے تھے۔کتاب البریہ میں حضرت اقدسؑ نے اپنی پُر امن جماعت کے ضمن میں آپ کا ذکر کیا ہے۔

وفات: آپ نے دسمبر ۱۹۱۷ء میں مدراس میں وفات پائی۔

حضرت اقدسؑ کے مکتوبات میں آپ کا ذکر پایا جاتا ہے۔

ماخذ: (۱) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ (۲) مکتوبات احمدیہ جلد پنجم حصہ اول (۳) الفضل ۱۵/دسمبر ۱۹۱۷ء صفحہ ۲

۱۲۵۔حضرت حکیم محمد سعید صاحب میلا پور۔مدراس

بیعت:ابتدائی زمانہ میں

تعارف و بیعت : حضرت حکیم محمد سعید رضی اللہ عنہ میلا پور مدراس سے تعلق رکھتے تھے۔آپ کی بیعت ابتدائی زمانہ کی ہے۔میلا پور میں آپ کی رہائش میلا پور روڈ پر تھی۔۱۹۲۴ء کے ایام میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اتحاد بین المسلمین پر اپنے خطابات وخطبات میں بہت تحریک فرمائی۔البتہ بعض اوقات ''پیغام صلح'' نے اس پر تنقید کی۔ایک موقعہ پر حضرت حکیم محمد سعید صاحبؓ نے پیغام صلح کے جواب میں بعنوان ''ہمارے بچھڑے ہوئے بھائی اور اتحاد'' لکھا جس میں ''پیغام صلح'' کے نظریات کا باحسن رد کیا۔یہ مضمون ۱۲فروری ۱۹۲۴ء کے الفضل میں شائع ہوا۔

اس سے مترشح ہوتا ہے کہ حضرت حکیم صاحب اس وقت بھی میلا پور میں ہی مقیم تھے۔کیونکہ آپ کے نام ساتھ یہ تحریر ہے کہ:حکیم محمد سعید چودہری۔میلا پور روڈ مدراس۔آپ کی وفات کا حتمی طور پر علم نہیں ہوسکا۔

ماخذ: (۱)ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد۱۱ (۳)الفضل قادیان ۱۲فروری ۱۹۲۴ء۔

☆

۱۲۶۔حضرت منشی قادر علی صاحب میلا پور۔مدراس

بیعت ابتدائی زمانہ میں

تعارف و بیعت : حضرت منشی قادر علی رضی اللہ عنہ میلا پور مدراس کے رہنے والے تھے اور ابتدائی بیعت کرنے والوں میں تھے۔آپ مدراس میں کسی جگہ کلرک متعیّن تھے۔آپ کے نام کا اندراج حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے کتاب البریہ میں بھی احبابِ جماعت کی فہرست میں کیا ہے۔

نوٹ: آپ کے مزید سوانحی حالات دستیاب نہیں ہوسکے۔

ماخذ: (۱)ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد۱۱ (۲) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳

۱۲۷۔حضرت منشی غلام دستگیر صاحب میلا پور۔مدراس

بیعت:ابتدائی زمانہ میں

تعارف و بیعت: حضرت منشی غلام دستگیر رضی اللہ عنہ میلا پور مدراس سے تعلق رکھتے تھے۔آپ کی بیعت ابتدائی زمانہ کی ہے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: کتاب البریہ میں حضرت اقدسؑ نے ۱۶۹نمبر پر اپنی پُرامن جماعت کے ضمن میں ذکر فرمایا ہے۔اورآپ کے نام کے ساتھ لفظ سلوتری کا اضافہ فرمایا ہے۔

نوٹ آپ کے مزید سوانحی حالات دستیاب نہیں ہو سکے۔

ماخذ: (۱)ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد۱۱ (۲) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳

☆

۱۲۸۔حضرت منشی سراج الدین صاحب ترمل کھیڑی۔مدراس

بیعت:ابتدائی زمانہ میں۔وفات:۱۹۵۷ء سے قبل

تعارف و بیعت: حضرت منشی سراج الدین رضی اللہ عنہ کی ابتدائی زمانہ کی بیعت ہے۔آپؓ کے بارہ میں روایت ہے کہ حضرت منشی صاحب یوپی والوں کے پاس حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی ایک تصویر تھی۔جس میں حضورؑ نے سر پر لدھیانوی لنگی باندھی ہوئی تھی۔جو حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب نے آپ کے پاس دیکھی تھی۔ آپ ترمل کھیڑی میں کلرک تھے۔حضرت منشی صاحب کا انتقال (مغربی) پاکستان میں ہوا۔پیدائش اندازاً ۱۸۵۷ء سے قبل کی ہے۔

نوٹ: آپ کے مزید سوانحی حالات دستیاب نہیں ہو سکے۔

ماخذ: (۱)ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد۱۱ (۲)اصحاب احمد جلد پنجم حصہ اوّل صفحہ ۴۹

☆

۱۲۹۔حضرت قاضی غلام مرتضٰی صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر مظفر گڑھ حال پنشنر

بیعت:۱۹؍ستمبر ۱۸۸۹ء

تعارف: حضرت قاضی غلام مرتضٰی رضی اللہ عنہ کے والد قاضی محمد روشن دین صاحب تھے۔آپ کا اصل وطن احمد پور سیال ضلع جھنگ تھا۔ بیعت کے وقت آپ اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر مظفر گڑھ تھے۔اس وقت آپ سکنہ قریہ دین پور نزد مظفر گڑھ میں مقیم تھے۔

حضرت اقدسؑ سے تعلق: آپ کا یہ تعلق براہین احمدیہ کے زمانہ سے ہے۔۱۸۷۰ کے عشرہ میں جب آپ مظفر گڑھ میں اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر محکمہ بندوبست تھے تو آپ نے براہین احمدیہ کی پیشگی قیمت ارسال کر دی

بیعت: آپ نے ۱۹؍ستمبر ۱۸۸۹ء میں بیعت کی۔رجسٹر بیعت اُولیٰ میں آپ کی بیعت ۱۴۵ نمبر پر درج ہے۔حضرت اقدسؑ نے کتاب البریہ میں آپ کا ذکر پُرامن جماعت کے ضمن میں فرمایا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مکتوب ۲۵؍فروری ۱۸۹۰ء بنام حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحبؓ (خلیفۃ المسیح الاوّل) میں حضرت قاضی غلام مرتضیٰؓ صاحب کا ذکر فرمایا ہے۔

> ''طبیعت اس عاجز کی بفضلہٖ تعالیٰ اب کسی قدر صحت پر ہے۔گھر میں بھی طبیعت اصلاح پر آ گئی ہے۔میرا ارادہ تھا کہ اس حالت میں آپ کے دوست کے لئے چندروز بجد وجہد جیسا کہ شرط ہے توجہ کروں۔مگر افسوس کہ بباعث آمد قاضی غلام مرتضٰی کے میں مجبور ہو گیا۔وہ برابر دس روز تک اس جگہ رہیں گے چونکہ بہت خرچ اٹھا کر آئے ہیں اور دور سے خرچ کثیر کر کے آئے ہیں۔اس لئے بالکل نامناسب ہے کہ ان کی طرف توجہ نہ ہو۔پھر ان کے ساتھ ہی سید امیر علی شاہ صاحب لاہور سے آنے والے ہیں وہ برابر پندرہ روز تک رہیں گے۔ان کے جانے کے بعد انشاء اللہ العزیز توجہ کامل کروں گا۔''

حضرت اقدسؑ کی دعا سے اولاد: حضرت اقدسؑ کی خدمت میں آپ نے اولاد کے لئے دعا کی درخواست کی اور عرض کی کہ چند نکاح کر چکا ہوں۔دعا کریں میرے اندھیرے گھر میں کوئی چراغ پیدا کرے۔مصنف عسل مصفّٰی لکھتے ہیں۔''اس پر حضرت فانی فی اللہ اُن کے لئے دعا کا خاص انتظام کر کے دعا کرنے لگے چند روز میں اللہ تعالیٰ سے الہام پا کر خبر دی کہ اللہ تعالیٰ بہت جلد آپ کو اولاد عطا کرے گا۔''

چنانچہ ایک لڑکا پیدا ہوا اس کے بعد اور بھی اولاد پیدا ہوئی۔

ماخذ: (۱) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ (۲) مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۲ ص ۷۶ (۳) رجسٹر بیعت اُولیٰ (۴) عسل مصفّٰی جلد دوم ص ۵۵۹ (۵) انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ (۶) رجسٹر روایات جلد سوم روایات حضرت چوہدری عبدالعزیز سیالکوٹی۔

۱۳۰۔ حضرت مولوی عبدالقادر خانصاحب جمالپور۔لودیانہ

بیعت: ۲۴/مارچ ۱۸۸۹ء

تعارف: حضرت مولوی عبدالقادر خان رضی اللہ عنہ موضع چنگن تحصیل لدھیانہ کے رہنے والے تھا۔ آپ کے والد مامون خاں تھے۔ آپ بسلسلہ ملازمت مدرس موضع جمال پور ضلع تحصیل لودھیانہ میں مقیم تھے۔

بیعت: رجسٹر بیعت اولیٰ کے مطابق آپ نے ۲۴ مارچ ۱۸۸۹ء کو بیعت کی اور آپکی بیعت کا اندراج ۶۷ نمبر پر ہے۔ آپ علماء کی مخالفت کے طوفان کے وقت ثابت قدم رہے بلکہ دعوتِ حق کرتے رہے اور اوّل المؤمنین میں داخل رہے۔ ایک تھوڑی سے تنخواہ پر گزارہ تھا لیکن حضرت اقدسؑ کی خدمت میں امداد بھجواتے تھے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کے بارے میں گلاب شاہ کی شہادت کے ذکر میں لکھا ہے اس کا اندراج ازالہ اوہام میں ہے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: آسمانی فیصلہ، ازالہ اوہام، آئینہ کمالات اسلام اور کتاب البریہ میں آپکا ذکر جلسہ سالانہ ۱۸۹۱ء و ۱۸۹۲ء کے شرکاء اور چندہ دہندگان میں اور پُرامن جماعت کے ضمن میں کیا ہے۔

ماخذ: (۱) آسمانی فیصلہ روحانی خزائن جلد ۲ (۲) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ (۳) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ (۴) ازالہ اوہام صفحہ ۵۳۸ روحانی خزائن جلد ۳ (۵) اصحابِ احمد جلد دوم صفحہ ۱۳۔۱۶ (۶) رجسٹر بیعت اُولیٰ مندرجہ تاریخ احمدیت جلد ا صفحہ ۳۵۴۔

۱۳۱۔ حضرت مولوی عبدالقادر صاحب۔خاص لودیانہ

ولادت: ۱۸۴۰ء۔ بیعت: ۱۸۹۲ء سے قبل۔ وفات: ۳۱/دسمبر ۱۹۲۰ء

تعارف و بیعت: حضرت مولوی عبدالقادر رضی اللہ عنہ خاص لودھیانہ کے رہنے والے تھے۔ آئینہ کمالات اسلام میں جلسہ سالانہ ۱۸۹۲ء میں شامل ہونے والوں کی فہرست میں آپ کا نام ہے۔ گویا اس وقت آپ حضرت اقدسؑ کی بیعت میں شامل تھے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کے بعد آپ کو بہت سی مالی و دیگر قربانیاں دینی پڑیں لیکن آپ چٹان کی طرح اپنے عقیدہ پر تا دمِ آخر قائم رہے۔ سیدنا حضرت اقدسؑ نے آپ کو بیعت کی اجازت بھی دے

رکھی تھی۔آپ بڑے پایہ کے حنفی عالم اور صاحبِ درس تھے اور صرف ونحو کے بڑے عالم تھے۔حضرت مولانا محمد ابراہیم بقاپوریؓ آپ کے شاگرد تھے۔تبلیغ کے بہت شائق تھے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے آپ کا ذکر آئینہ کمالات اسلام میں جلسہ سالانہ کے شرکاء اور کتاب البریہ میں پُرامن جماعت کے ضمن میں کیا ہے۔

وفات: آپ کی وفات ۸۰ سال کی عمر میں ۳۱ر دسمبر ۱۹۲۰ء کو ہوئی۔آپ کی وفات پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے خطبہ جمعہ کے بعد فرمایا کہ حضرت مولوی صاحب حضرت اقدسؑ کے مخلص دوست تھے۔آج فوت ہوگئے ہیں میں جمعہ پڑھنے کے بعد ان کا جنازہ پڑھنے کے لئے جاؤں گا احباب بھی چلیں۔چنانچہ ایک بہت بڑی جماعت کے ساتھ جس میں جلسہ سالانہ کے مہمان بھی شامل تھے حضورؓ نے آپ کا جنازہ پڑھایا اور مقبرہ بہشتی قادیان کے اس حصہ میں تدفین ہوئی جو بزرگان سلسلہ کے لئے مخصوص ہے۔

اولاد: آپ نے تین شادیاں کیں اور صاحب اولاد تھے۔آپ کی اولاد میں حضرت حکیم محمد عمر صاحب بھی تھے۔دوسرے حضرت محمد شریف خاں صاحب جن کی تاریخ پیدائش ۱۸۹۸ء اور پیدائشی احمدی تھے۔آپ بیان کا ہے:

’’میں لدھیانہ میں دوسری جماعت میں تھا کہ حضرت مسیح موعود (علیہ الصلوۃ والسلام) کو سب جماعت سٹیشن لدھیانہ پر استقبال کے لئے گئی۔ریل کا ڈبہ کاٹ کر سائیڈنگ میں لگا دیا گیا۔اور حضور کے لئے گھوڑا گاڑی تیاری تھی۔پھر والدہ صاحبہ مجھے حضور کی زیارت کے لئے لے گئی میں حضور کے سامنے بیٹھا تھا اور دیکھتا تھا کہ حضور مستوارات میں بالکل آنکھیں بند کر کے بیٹھے تھے۔حضور کا ایک احاطہ میں لیکچر ہوا اور برادرم حکیم محمد عمر خانصاحب حضور کے پیچھے بطور پہرہ دار کھڑے تھے۔جب میں چوتھی جماعت میں ہوا۔تو لدھیانہ میں حضور کی وفات کی خبر پہنچی۔‘‘

حضرت محمد شریف خاں صاحب بعد میں قادیان آگئے اور بطور ٹیوٹر خدمات بجالاتے رہے۔

ماخذ: (۱) آئینہ کمالات اسلام (۲) کتاب البریہ (۳) خطباتِ محمود جلد نمبر ۴ صفحہ ۵۸۰ (۴) تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ ۳۹ (۵) اصحاب احمد جلد دوم صفحہ ۱۴۔۱۶۔۱۷۔۵۲۸۔(۶) الفضل قادیان ۱۷ر۲۰ اپریل ۱۹۲۲ء (۷) رجسٹر روایات جلد پنجم روایات محمد شریف خاں ولد مولوی عبدالقادر لدھیانہ۔

☆

۱۳۲۔حضرت مولوی رحیم اللہ صاحب مرحوم لاہور

ولادت: ۱۸۱۳ء۔بیعت: ۳۰ر اگست ۱۸۹۱ء۔وفات: ۱۸۹۴ء

تعارف: حضرت مولوی رحیم اللہ رضی اللہ عنہ کے والد صاحب کا نام حبیب اللہ صاحب تھا۔حضرت مولوی رحیم اللہ صاحبؓ مرحوم کی ولادت ۱۸۱۳ء کی ہے آپ راجپوت قوم کے چشم و چراغ تھے۔حضرت مولوی صاحب مسجد کوچہ

سیٹھاں بالمقابل تالاب آب رسانی لنگے منڈی بازار لاہور کے امام الصلوٰۃ تھے۔ میاں چراغ دین صاحب رئیس لاہور کے دادا میاں الٰہی بخش صاحب نے یہ مسجد بنوائی تھی اور مولوی صاحب کو امام الصلوٰۃ مقرر کیا تھا۔

حضرت اقدسؑ سے عقیدت اور بیعت: حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جب بیعت لینے کا اعلان فرمایا تو حضور کے ساتھ عقیدت رکھنے کی وجہ سے بیعت پر آمادہ ہو گئے مگر بیعت کرنے سے قبل پرانے وفات یافتہ بزرگوں کے مزاروں پر جاتے تھے۔ حضرت اقدس کے دعاوی کے متعلق استخارہ کیا تو جواب میں ایک ڈولا ''پالکی'' آسمان سے اُترتے دیکھا اور آپ کے دل میں خیال ہوا کہ حضرت مسیحؑ آسمان سے اتر رہے ہیں۔ جب پالکی کا پردہ اُٹھا کر دیکھا تو اس کے اندر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پایا۔ آپ نے حضرت اقدسؑ کے بارہ میں دریافت کیا۔ تصدیق ہونے پر پاپیادہ قادیان پہنچے اور جا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام پہنچایا اور بیعت کر لی۔ رجسٹر بیعت اُولیٰ میں آپ کی بیعت ۲۵۲ نمبر پر ۳۰/اگست ۱۸۹۱ء کی ہے۔ کچھ زبانی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے بیعت لدھیانہ میں کی تھی۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: آسمانی فیصلہ میں جلسہ سالانہ کے شرکاء اور کتاب البریہ میں پُرامن جماعت کے ضمن میں آپ کا ذکر کیا ہے۔

اوصافِ حمیدہ: آپ بہت نیک اور متقی بزرگ تھے۔ حضرت مرزا ایوب بیگ صاحب پروفیسر چیفس کالج لاہور آپ کے درس میں شامل ہوا کرتے تھے۔ آپ کی مسجد میں حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے بھی نمازیں ادا کی ہیں۔

حضرت مولوی صاحب حافظ قرآن بھی تھے۔ اس زمانہ کے رواج کے مطابق غرارہ (کھلے پائنچہ کا پاجامہ) پہنا کرتے تھے۔ آپ حضرت میاں عبدالعزیز المعروف مغل کے استاد تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ مولوی صاحب پہلے کثرت سے مثنوی مولانا روم پڑھا کرتے تھے مگر بالآخر قرآن مجید اس کثرت سے اُنہوں نے پڑھنا شروع کیا کہ جب بھی آپ کو دیکھا آپ تلاوت قرآن میں مشغول ہوتے۔ مولوی صاحب کی چار بیویاں تھیں وہ ان کی وفات سے پہلے ایک ہی ماہ میں فوت ہوگئیں۔ اُن بیویوں سے آپ کی کوئی اولاد نہ تھی۔ اہل اللہ سے بہت محبت تھی چنانچہ حافظ غلام رسول صاحب قلعہ والے اور مولوی عبداللہ غزنوی سے اکثر میل جول تھا۔

وفات: آپ ۱۸۹۴ء میں بعمر ۸۰ سال وفات پا گئے۔

ماخذ: (۱) آسمانی فیصلہ (۲) کتاب البریہ (۳) رجسٹر بیعت اُولیٰ مطبوعہ تاریخ احمدیت جلد اصفحہ ۳۵۶ (۴) لاہور تاریخِ احمدیت صفحہ ۸۱ تا ۸۳ (۵) روزنامہ الفضل ۲۵/جنوری ۱۹۸۹ء مضمون مکرم عبدالعزیز صاحب ابن مکرم چراغ الدین صاحب (۶) اصحاب احمد جلد اول صفحہ ۴۹ تا ۵۴۔

☆

۱۳۴۔ حضرت مولوی غلام حسین صاحب۔ لاہور

ولادت: ۱۸۴۲ء۔ بیعت: ۱۸۹۱ء۔ وفات: یکم فروری ۱۹۰۸ء

تعارف و بیعت: حضرت مولوی غلام حسین رضی اللہ عنہ کا تعلق لاہور سے تھا۔ آپ کی ولادت ۱۸۴۲ء کی ہے آپ کو میاں محمد شریف صاحب ریٹائرڈ ای۔اے۔سی نے دیکھا ہوا تھا۔ اُن کا بیان ہے کہ موصوف دُبلے پتلے گورے رنگ کے تھے۔ عمامہ باندھتے تھے۔ قد درمیانہ تھا۔ آپ گمٹی بازار والی مسجد کے امام اور متولّی تھے۔ آپ کی بیعت ۱۸۹۱ء کی ہے۔ آسمانی فیصلہ میں آپ ان ۷۵ خوش نصیبوں میں شامل تھے جنہوں نے پہلے جلسہ سالانہ ۱۸۹۱ء میں شرکت کی تھی۔

اوصافِ حمیدہ: حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ بیان فرمایا کہ ''مولوی صاحب مرحوم ایک بڑے عالم اور نیک انسان تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے رفقاء میں سے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ اور مولوی صاحب گویا کتابوں کے کیڑے تھے۔ حافظہ زبردست تھا۔ ایک دفعہ حضرت مولانا نورالدینؓ کے سامنے آپ ایک صفحہ پر نظر ڈالتے اور اسے الٹ دیتے پھر دوسرے پر نظر ڈالتے اور اسے چھوڑ دیتے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے انہیں اس حالت میں دیکھ کر کہا کہ مولوی صاحب آپ کتاب پڑھیں تو سہی۔ وہ کہنے لگے مجھ سے کوئی بات پوچھ لیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے پوچھنے پر آپ نے کتاب کا مضمون بتا دیا۔''

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: آپ کا ذکر آسمانی فیصلہ میں جلسہ سالانہ ۱۸۹۱ء کے شرکاء اور کتاب البریہ میں پُرامن جماعت کے ضمن میں ذکر ہے۔

وفات و تدفین: کتابوں کے شوق میں کلکتہ کسی کتاب کے لئے گئے اور وہیں سے بیمار ہو کر واپس آئے اور یکم فروری ۱۹۰۸ء کو فوت ہو گئے۔ جب جنازہ قادیان لے کر گئے تو معترضین نے اعتراض کیا کہ آپ موصی نہیں تھے تدفین بہشتی مقبرہ میں نہیں ہو سکتی۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو علم ہوا تو حضورؑ نے فرمایا ان کی وصیت کی کیا ضرورت ہے؟ وہ تو مجسم وصیت ہیں۔ یہ ہوئے خلیفہ ہدایت اللہ لاہوری ہوئے۔ ایسے لوگوں کو (وصیت کی) کیا ضرورت ہے؟ آپ کا جنازہ حضرت مسیح موعودؑ نے پڑھایا اور جنازہ کو کندھا دیا۔

آپ کے اخلاص کا تذکرہ: حضرت مسیح موعودؑ مسجد مبارک میں تشریف رکھتے تھے کہ انبیاء کے متبعین کا ذکر آیا۔ حضورؑ نے فرمایا کہ عام طور پر انبیاء کے ماننے والے ان سے کم عمر کے لوگ ہوتے ہیں۔ بڑے بوڑھے بہت کم مانتے ہیں۔ مگر مولوی غلام حسین لاہوریؓ بابا ہدایت اللہ شاعر لاہوریؓ یہ دونوں ہیں جو بڑے بوڑھے ہو کر ایمان لائے۔

ماخذ: (۱) آسمانی فیصلہ روحانی خزائن جلد ۲ (۲) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ (۳) لاہور تاریخِ احمدیت صفحہ ۸۵ تا ۹۰

۱۳۴۔حضرت مولوی غلام نبی صاحب مرحوم خوشاب شاہ پور

بیعت:۲۹؍مئی ۱۸۹۱ء۔وفات:۱۸۹۷ء سے قبل

تعارف: حضرت مولوی غلام نبی رضی اللہ عنہ موضع ناڑی نزد نلی ضلع شاہ پور کے رہنے والے تھے۔(اب یہ موضع ضلع خوشاب میں ہے۔ناقل) آپ کا نام مولوی عبدالغنی تھا مگر آپ مولوی غلام نبیؓ کے نام سے معروف ہوئے۔آپ کے والد صاحب کا نام سید احمد صاحب تھا۔آپ نے دو شادیاں کیں اور دونوں بیویوں سے اللہ تعالیٰ نے اولاد عطا کی۔ناڑی سے قریب قصبہ نلی آپ کے خاندان ہی کی وجہ سے مشہور تھا۔آپ کے بزرگوں کے ہاتھ کے لکھے ہوئے قرآن پاک کے نسخے کچھ عرصہ پہلے تک نلی میں موجود تھے۔

حضرت اقدسؑ کے دعویٰ کی تحقیق اور بیعت: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قیام مئی ۱۸۹۱ء میں لدھیانہ میں تھا۔مولوی صاحب نے حضرت اقدسؑ کا ذکر سن رکھا تھا اور اپنے علمی زُعم میں انہی ایام میں لدھیانہ چلے آئے۔ مولوی صاحب ہر گلی میں تھوڑی تھوڑی دیر آپؑ کے خلاف ہرزہ سرائی کرتے تھے۔ایک روز وہ اس کوچہ میں بھی آ گئے جس میں حضرت اقدس کا قیام تھا۔اس مکان کی بیٹھک سڑک کے کنارہ پر تھی اور زنانہ حصہ مکان کے عقب میں تھا اور زنانہ حصہ سے بیٹھک کے اندر جانے کے لئے سڑک پر سے گزرنا ہوتا تھا۔اتفاق ایسا ہوا کہ مولوی صاحب اس کوچہ میں باتیں کر رہے تھے۔حضورؑ عقبی حصہ مکان سے بیٹھک کی طرف تشریف لا رہے تھے۔جب مولوی صاحب نے برکاتِ انوارِالٰہیہ سے روشن حضورؑ کے روئے مبارک کو دیکھا تو تاب نہ لا سکے اور ایسا معجزانہ تصرف الٰہی ہوا کہ یا تو وہ حضور کے برخلاف کئی روز سے بول رہے تھے یا حضور کا مبارک چہرہ دیکھتے ہی فوراً حضور پُر نور کی طرف لپکے اور تقریر وغیرہ سب بھول گئے۔حضورؑ نے مصافحہ کے لئے اپنا ہاتھ دے دیا۔وہ حضورؑ کا ہاتھ پکڑے حضور کے ساتھ اندر بیٹھک میں داخل ہو گئے اور پاس بیٹھ گئے اور عقیدت کا اظہار کرنے لگے۔آپ کے تمام ساتھی باہر گلی میں کھڑے اس ماجرے کو دیکھ کر حیران و ششدر رہ گئے اور باہر کھڑے انتظار کرتے رہے مگر مولوی صاحب تھے کہ اندر سے باہر نہ آتے تھے۔ادھر مولوی صاحب تائب ہو کر ایمان لے آئے اور ان کی درخواست پر حضور اقدسؑ نے ان کی بیعت قبول فرمالی۔ان کے ساتھیوں نے جو برابر باہر انتظار میں تھے مولوی صاحب کو بلانے کے لئے اندر پیغام بھیجا۔مگر یہاں سماں ہی کچھ اور تھا۔یہ علم ہونے پر ان کے تمام ساتھی مولوی صاحب کو گالیاں دیتے ہوئے منتشر ہو گئے۔

حضرت اقدسؑ سے گفتگو کی تفصیل:

حضرت اقدسؑ سے مولوی صاحب کی گفتگو کی تفصیل یہ ہے کہ انہوں نے پوچھا کہ حضرت! آپ نے

وفاتِ مسیح کا مسئلہ کہاں سے لیا ہے؟ فرمایا قرآن شریف حدیث اور علمائے ربانی کے اقوال سے۔ مولوی صاحب کے دریافت کرنے پر دو آیات دکھائیں اور بتایا کہ وفی اور توفّی الگ الگ باب سے ہیں آپ غور کریں۔ مولوی صاحب دو چار منٹ سوچ کر کہنے لگے صاف فرمائیے۔ آپ نے جو فرمایا وہ صحیح ہے قرآن مجید آپ کے ساتھ ہے۔ حضورؑ نے پوچھا جب قرآن مجید ہمارے ساتھ ہے تو آپ کس کے ساتھ ہیں۔ اس پر مولوی صاحب کے آنسو جاری ہو گئے اور ان کی ہچکی بندھ گئی اور انہوں نے عرض کی کہ یہ خطا کار بھی حضورؑ کے ساتھ ہے۔

مولوی صاحب حضرت اقدسؑ کا چہرہ دیکھتے رہتے۔ حضرت اقدسؑ نے سورۃ الزلزال کی تفسیر سے کچھ فرمایا تو وجد میں آ گئے۔

بیعت: آپ نے ۲۹ رمئی ۱۸۹۱ء میں بیعت کی۔ رجسٹر بیعت اُولیٰ کے مطابق آپ کی بیعت ۲۳۰ نمبر پر ہے۔

اخلاص ومحبت میں ترقی:

''بیعت کے بعد مولوی صاحب کو ایک مرتبہ خط آیا کہ جلد آ جائیں ورنہ ملازمت جاتی رہے گی۔ لیکن مولوی صاحب نے کہا کہ بیعت میں شرط دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی ہے۔ مجھے ملازمت کی پرواہ نہیں۔ ایک روز اس کا ذکر ہونے پر حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ خود ملازمت ترک کرنا ناشکری ہے۔ آپ کو ملازمت پہ ضرور چلے جانا چاہیئے چنانچہ دوبارہ بیعت کر کے مجبوراً روانہ ہو گئے۔ لیکن پھر ہنستے ہوئے واپس آ گئے کہ ریل گاڑی کے آنے میں وقت تھا۔ میں نے کہا کہ جتنی دیر اسٹیشن پر لگے گی اتنی دیر حضرت صاحب کی صحبت میں رہوں تو بہتر ہے۔ یہ صحبت کہاں میسّر ہے۔ حضور نے فرمایا۔ جزاک اللہ۔ یہ خیال بہت اچھا ہے۔ اس میں کچھ حکمت الٰہی ہے۔ یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ دوسرا خط آیا کہ اپنی ملازمت پر حاضر ہو جائیں یا درخواست رخصت بھیج دیں میں کوشش کر کے رخصت دلوا دوں گا۔ حضرت اقدسؑ نے فرمایا ریل کے نہ ملنے میں یہ حکمت الٰہی تھی۔ حضور کے ارشاد پر مولوی صاحب نے رخصت کی درخواست دے دی جو منظور ہو گئی اور مولوی صاحب کو بہت روز تک حضرت اقدسؑ کی خدمت میں رہنے اور فیض صحبت حاصل کرنے کا موقع ملا۔''

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: آپ کا ذکر ازالہ اوہام میں مخلصین کے طور پر ہے۔

''(۷) حبّی فی اللہ مولوی عبدالغنی صاحب معروف مولوی غلام نبی خوشابی دقیق فہم اور حقیقت شناس ہیں اور علوم عربیہ تازہ بتازہ ان کے سینہ میں موجود ہیں اوائل میں مولوی صاحب موصوف سخت مخالف الرائے تھے۔ جب ان کو اس بات کی خبر پہنچی کہ یہ عاجز مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کر رہا ہے اور مسیح ابن مریم کی نسبت وفات کا قائل ہے۔ تب مولوی صاحب میں پورانے خیالات کے جذبہ سے ایک جوش پیدا ہوا اور ایک عام اشتہار دیا کہ جمعہ کی نماز کے بعد اس شخص کے ردّ میں ہم وعظ کریں گے۔ شہر لودھیانہ کے صدہا آدمی وعظ کے وقت

موجود ہو گئے ۔تب مولوی صاحب اپنے علمی زور سے بخاری اور مسلم کی حدیثیں بارش کی طرح لوگوں پر برسانے لگے اور صحاح ستّہ کا نقشہ پُرانی لکیر کے موافق آگے رکھ دیا۔اُن کے وعظ سے سخت جوش مخالفت کا تمام شہر میں پھیل گیا کیونکہ ان کی علمیّت اور فضیلت دلوں میں مسلّم تھی لیکن آخر سعادت ازلی کشاں کشاں اُن کواس عاجز کے پاس لے آئی اور مخالفانہ خیالات سے توبہ کر کے سلسلہ بیعت میں داخل ہوئے۔اب اُن کے پُرانے دوست اُن سے سخت ناراض ہیں مگر وہ نہایت استقامت سے اس شعر کے مضمون کا وِرد کر رہے ہیں۔

حضرت ناصح جو آویں دیدہ و دل فرش راہ　　　پر کوئی مجھ کو تو سمجھاوے کہ سمجھائیں گے کیا

وفات: آپ کی وفات ۱۸۹۷ء سے قبل ہوئی۔

اولاد: آپ کے ایک پوتے (ر) صوبیدار فضل حق صاحب خلافت ثانیہ کے دور میں ربوہ مرکز سلسلہ آئے تھے اور سلسلہ سے اپنی عقیدت کا اظہار کرتے تھے۔انہوں نے وہ نسخہ بھی محفوظ رکھا ہوا تھا جس میں مولوی غلام نبیؓ کا ذکر تھا آپ نے ۱۹۸۳ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے ربوہ آکر ملاقات کی۔

ماخذ: (۱) ازالہ اوہام حصہ دوم (۲) رجسٹر بیعت اُولیٰ مطبوعہ تاریخ احمدیت جلد ا صفحہ ۳۵۵ (۳) مضمون ''حضرت مولوی غلام نبی خوشابیؓ کی بیعت'' مطبوعہ روزنامہ الفضل ربوہ ۲۷/جنوری ۲۰۰۱ء (۴) تبلیغ رسالت جلد دوم (۵) اصحاب احمد جلد دہم صفحہ ۱۰۹ بحوالہ رسالہ نور احمد نمبر ا صفحہ ۱۳ واصحاب احمد جلد دہم صفحہ ۱۰۲۔۱۰۹ بحوالہ تذکرۃ المہدی (۶) حیات احمد جلد سوم صفحہ ۱۳۷ و ۱۴۲ (۷) ماہنامہ انصار اللہ ربوہ ماہ اکتوبر ۱۹۹۵ء (۸) مضمون ''حضرت مولوی غلام نبی خوشابیؓ کی قبول احمدیت کی عظیم الشان داستان'' مطبوعہ تشحیذ الاذہان ربوہ جنوری ۲۰۰۲ء (۹) انٹرویو مکرم رانا عطاء اللہ صاحب لندن (۱۱) مکرم ظفر اقبال خاں صاحب آف خوشاب حال ربوہ۔

☆

۱۳۵۔حضرت مولوی محمد حسین صاحب علاقہ ریاست کپورتھلہ

بیعت: ۴/جون ۱۸۹۱ء

تعارف: حضرت مولوی محمد حسینؓ بھاگورائے کے رہنے والے تھے۔آپ کے والد صاحب کا نام روڑا خاں تھا۔

بیعت: آپ نے ۴/جون ۱۸۹۱ء کو بیعت کی رجسٹر بیعت اُولیٰ کے مطابق بیعت ۲۳۲ نمبر پر درج ہے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر:

ازالہ اوہام میں مخلصین، آسمانی فیصلہ میں جلسہ سالانہ ۱۸۹۱ء کے شرکاء اور آئینہ کمالات اسلام میں چندہ و جلسہ سالانہ کے ضمن میں، تحفہ قیصریہ میں جلسہ ڈائمنڈ جوبلی اور کتاب البریہ میں پُرامن جماعت میں آپ کا ذکر ہے۔

۱۸۹۲ء کے جلسہ سالانہ کے مقاصد میں مطبع خانے کا قیام اور ایک اخبار کا اجراء بھی تھا۔ مطبع کے لئے چندہ دینے والوں کی فہرست میں آپ نے دو روپیہ سالانہ چندہ لکھوایا تھا۔

ماخذ: (۱) ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد۳ (۲) آسمانی فیصلہ روحانی خزائن جلد۲ (۳) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد۵ (۴) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد۱۲ (۵) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳ (۶) رجسٹر بیعت اُولیٰ مندرجہ تاریخ احمدیت جلد اول (۷) اصحاب احمد جلد چہارم صفحہ ۹۔۲۷۔۲۸

☆

۱۳۶۔ حضرت مولوی شہاب الدین صاحب غزنوی۔ کابلی

بیعت: ابتدائی زمانہ میں

تعارف و بیعت: حضرت مولوی شہاب الدین غزنوی رضی اللہ عنہ کی بیعت ابتدائی زمانہ کی ہے۔ مولوی عبدالستار خانؓ صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت صاحبزادہ عبداللطیفؓ شہید صاحب کے شاگرد براستہ ہندوستان حج کے لئے روانہ ہوئے۔ جب دہلی پہنچے تو کسی شخص نے ان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی اطلاع دی اور حضور کی بہت تعریف وتوصیف کی۔ آپ کے دل میں اشتیاق پیدا ہوا اور آپ قادیان آ گئے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملے آپ کی باتیں سن کر اتنا متاثر ہوئے کہ انہوں نے حضور کی بیعت کر لی۔

جب وہ اپنے ملک واپس جانے لگے تو حضرت مسیح موعود سے افغانستان کے امیر عبدالرحمٰن خان کے نام ایک تبلیغی خط لکھنے کی آرزو کی۔ حضور نے پہلے تو فرمایا کہ وہ ایمان نہیں لائے گا لیکن اس شاگرد کے اصرار پر حضورؑ نے انہیں ایک خط فارسی زبان میں لکھ دیا...... جب یہ شاگرد خوست پہنچے تو انہوں نے حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحبؓ شہید کو وہ خط دے دیا تو آپ نے فرمایا یہ بات تو سچی ہے اور یہ کلام ایک عظیم الشان کلام ہے لیکن امیر عبدالرحمٰن خان اتنی سمجھ نہیں رکھتا کہ وہ اسے سمجھ سکے اور ایمان لے آئے اسے یہ خط بھجوانا بے سود ہوگا۔ یہ خط حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحبؓ شہید کے پاس پڑا رہا...... خیال ہے۔ یہ وہی شاگرد ہیں جن کا نام مولوی شہاب الدین صاحب غزنوی کابلی تھا......۔

نوٹ: مزید تفصیلی حالات دستیاب نہیں ہو سکے۔

ماخذ: (۱) انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ (۲) ''شیخ عجم'' از سید میر مسعود احمد صاحب، (۳) خالد اکتوبر ۲۰۰۳ء

☆

۱۴۷۔حضرت مولوی سید محمد تفضّل حسین صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ علی گڑھ ضلع فرخ آباد

بیعت: ۷/اپریل ۱۸۸۹ء

تعارف: حضرت مولوی سید تفضّل حسین رضی اللہ عنہ کا اصل وطن اٹاوہ تھا۔آپ کے والد ایک بزرگ عارف باللہ مولوی الطاف حسین مرحوم کے خلف الرشید تھے۔آپ فطرتاً صالحیت اپنے اندر رکھتے تھے۔

حضرت اقدس سے تعلق عقیدت: جس زمانہ میں آپ تحصیلدار تھے تو آپ کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب ''براہینِ احمدیہ'' کے ساتھ خاص عقیدت تھی۔وہ کئی مرتبہ حضرت اقدسؑ کی خدمت میں علی گڑھ تشریف لانے کی درخواست کر چکے تھے۔جسے حضورؑ نے قبول فرمایا۔

بیعت: حضرت اقدسؑ اپریل ۱۸۸۹ء میں لدھیانہ سے علی گڑھ تشریف لے گئے۔اس سفر میں حضورؑ کے ہمراہ آپ کے خدام میں حضرت مولوی عبداللہ سنوریؓ اور حضرت حافظ حامد علیؓ بھی تھے۔حضرت اقدسؑ سید محمد تفضّل حسین صاحب (تحصیلدار) کے ہاں ٹھہرے۔جوان دنوں دفتر ضلع میں سپرنٹنڈنٹ تھے۔

بیعت: حضرت مولوی صاحب نے ۷/اپریل ۱۸۸۹ء کو بیعت کی۔آپ کی بیعت ۸۷ نمبر پر درج ہے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: ازالہ اوہام میں مخلصین اور کتاب البریہ میں پُرامن جماعت میں آپ کا ذکر ہے۔

رسالہ نور الدینؓ میں آپ کا ذکر: آپ کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ تحریر کرتے ہیں:

''ہمارے مکرم معظم دوست سید تفضّل حسین ڈپٹی کلکٹر جب آخر کے اوراق چھپ رہے تھے قادیان تشریف لائے اور اس رسالہ نورالدین کو پڑھا اور فرمایا کہ سوال نمبر ۲۸ کا جواب ادھورا رہ گیا۔میں نے عرض کیا کہ ہر ایک پہلو پر گفتگو کرنا اور اس میں توسیع اس رسالہ کی شان نہیں

اَلْیَومَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ کی صدا کے لئے انسان کامل چاہئیے مگر ان کی خاطر ایک طرف دیباچہ کا آخری صفحہ خالی نظر آیا۔ایک طرف اس واسطے یہ چند سطور گزارش ہیں۔''

(''رسالہ نورالدین بجواب ترک اسلام'' صفحہ ۶۲)

حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحبؓ نے حضرت اقدسؑ کے معاصر علماء میں آپ کا ذکر کیا ہے جنہوں نے حضرت اقدسؑ کی بیعت کی۔

ماخذ: (۱) ازالہ اوہام صفحہ ۵۴۳ (۲) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ (۳) رسالہ نورالدین بجواب ترک اسلام صفحہ ۶۲ (۴) مضمون ''براہین احمدیہ کے مطالعہ سے......'' روزنامہ الفضل ۲۴/اپریل ۲۰۰۲ء صفحہ ۴ (۵) رجسٹر بیعت اُولیٰ تاریخِ احمدیت جلد اول صفحہ ۳۴۷۔(۶) صداقت حضرت مسیح موعودؑ تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۶۴ء۔

☆

۱۳۸۔حضرت منشی صادق حسین صاحب مختار۔اٹاوہ

بیعت:۱۱/اپریل۱۸۸۹ء۔وفات:۶/اکتوبر۱۹۴۹ء

تعارف: حضرت منشی صادق حسین رضی اللہ عنہ کے والد صاحب کا نام حکیم وارث علی تھا۔ بیعت سے قبل آپ اہل تشیع تھے۔آپ ایک کامیاب وکیل اور پختہ قلم کار تھے۔آپ ایک رسالہ ماہنامہ ''صبحِ صادق'' نکالا کرتے تھے۔جس میں آپ کی نگرانی میں ہونے والے ماہانہ مشاعرہ کی روداد چھپتی تھی۔اس مشاعرہ میں داغ دہلوی اور امیر مینائی بھی اپنا کلام پیش کرتے تھے۔

بیعت: رجسٹر بیعت میں آپ کی بیعت ۸۰ نمبر پر ہے۔آپ کی بیعت ۱۱/اپریل ۱۸۸۹ء کی ہے۔

علمی خدمات: آپ کی پوری زندگی قلمی جہاد میں گزری۔آپ کی تصنیفات میں مندرجہ ذیل کتب شامل ہیں۔ صادق کلمات، ثنائی ہفوات، ازالۃ الشکوک (ردِ آریہ سماج) الحق دہلی، تصدیق کلام ربانی (ردِ آریہ) مثنوی پیام صادق، تحفۃ الشیعی نمبر ا نمبر ۲ نمبر ۳، سیف اللہ القہار علی رؤس الاشرار، صمصام الحق (ردِ شیعہ تحریک) اٹاوہ میں شیعہ سنی تحریری مباحثہ، بند صادق (منظوم)، کشف الاسرار (قبر مسیح)۔آپ کے کئی علمی مضامین ریویو اردو، تشحیذ الاذہان اور الحکم میں شائع ہوتے رہے۔آپ کا منظوم کلام بھی سلسلہ کے جرائد میں شائع ہوتا رہا۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے تحفہ قیصریہ اور کتاب البریہ میں آپ کا نام ڈائمنڈ جوبلی کے جلسہ اور پُر امن جماعت میں ذکر کیا ہے۔

وفات: آپ کی وفات ۶/اکتوبر ۱۹۴۹ء کو ہوئی۔آپ کی وصیت نمبر ۱۲۰۷ ہے۔

ماخذ: (۱) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد ۱۲ (۲) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ (۳) رجسٹر بیعت مندرجہ تاریخ احمدیت جلد ا صفحہ ۳۴۷ (۴) تاریخ احمدیت جلد دہم صفحہ ۸۳ تا ۸۵۔(۵) الحکم قادیان۔رسالہ ریویو۔تشحیذ الاذہان

☆

۱۳۹۔حضرت شیخ مولوی فضل حسین صاحب احمد آبادی۔جہلم

ولادت:۱۸۷۵ء۔بیعت:۱۸۹۶ء۔وفات:۲۵/اگست ۱۹۵۷ء

تعارف و بیعت: حضرت شیخ فضل حسین صاحب رضی اللہ عنہ کا اصل نام مولوی فضل الٰہیؓ صاحب تھا یہ درستی پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کے ذریعہ ہوگئی تھی۔ (لاہور تاریخ احمدیت صفحہ ۱۹۴)

حضرت مولوی فضل الٰہی صاحبؓ بھیروی کے والد ماجد کا نام میاں کرم دین (میاں کرم الٰہی) تھا۔آپ خاندان مغلیہ میں سے تھے۔آپ کی ولادت ۱۸۷۵ء میں ہوئی۔۱۸۵۷ء کے غدر میں دلّی چھوڑ کر پنجاب آ گئے تھے اوراحمد آباد میں دریائے جہلم کے دوسرے کنارے (بھیرہ کے شمال مغربی جانب) آباد ہوئے اور باقی عمر یادالٰہی میں گزاری۔میاں کرم دین (میاں کرم الٰہی) کے ہاں ایک یہی لڑکا ہوا جسے حضرت اقدسؑ کے ابتدائی (رفقاء) میں شامل ہونے کا شرف حاصل ہوا۔آپ کی بیعت ۹۳۔۱۸۹۲ء کی ہے۔

دینی خدمات: آپ نے اورینٹل کالج لاہور میں تعلیم حاصل کی۔تعلیم کے بعد سرگودھا میں ٹھیکیداری کا کام شروع کیا تھا جس میں نمایاں کامیابی ہوئی۔اپنے مکان کے ساتھ مسجد احمدیہ بنوائی۔اردگرد کے چکوک میں جماعتیں قائم کیں بعد میں آپ قادیان آ گئے اور تقسیم ہند کے بعد پاکستان آ گئے اور لاہور میں مقیم ہوئے۔قادیان میں تعمیرات کے فرائض سرانجام دیئے۔

وفات: آپ کی وفات ۲۵/اگست ۱۹۵۷ء کو بعمر ۸۲ سال ہوئی۔آپ کا وصیت نمبر ۲۱۴۶ ہے آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ قطعہ نمبر ۱۵ میں ہوئی۔

اولاد: آپ کے تین بیٹے فضل الرحمٰن صاحب، عطاء الرحمٰن صاحب چغتائی جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ ماڈل ٹاؤن اور برکات الرحمٰن نسیم ہیں۔بیٹیوں میں مکرمہ حمیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ مولوی غلام احمد ارشاد صاحب، امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ اور امۃ المجید بیگم صاحبہ ہیں۔مکرم عطاء الرحمٰن چغتائی کے ایک بیٹے مکرم شاہد احمد چغتائی پاکستان ٹیلی ویژن میں پروڈیوسر ہیں۔اور مکرم ماجد احمد چغتائی بیرون ملک ہیں آپ کی ایک بیٹی مکرمہ نعیمہ فردوس صاحب اہلیہ چوہدری محمد سلیم احمد صاحب چرغہ ہاؤس ربوہ ہیں۔

ماخذ: (۱) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ (۲) لاہور تاریخ احمدیت صفحہ ۱۹۵۔۱۹۶۔

۱۴۰۔حضرت میاں عبدالعلی موضع عبدالرحمٰن ضلع شاہ پور

ولادت: ۱۸۷۴: بیعت: ابتدائی زمانہ

تعارف: حضرت میاں عبدالعلی رضی اللہ عنہ ضلع سرگودھا کے ایک گاؤں ادرحمہ (موضع عبدالرحمٰن سابق ضلع شاہ پور) کی جٹ رانجھا برادری میں سے تھے۔آپ کے والد صاحب کا نام مولوی نظام الدین صاحب تھا۔(اوراصل متوطن چادہ نزد بھیرہ کے تھے۔پرورش کیلئے ادرحمہ میں اپنے ننھیال رانجھا برادری کے پاس آ گئے تھے۔) آپ کی ولادت ۱۲۹۰ھ میں ہوئی۔والدہ بھی حافظہ قرآن تھیں اور آپ خود بھی حافظ قرآن تھے۔اورسات سال کی عمر میں قرآن شریف حفظ کرلیا۔ابتدائی تعلیم کے بعد آپ اپنے چھوٹے بھائی حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کے ساتھ گورنمنٹ ہائی

سکول بھیرہ گئے۔ پھر مزید تعلیم علی گڑھ یونیورسٹی سے حاصل کی۔ بعدہ لاہور سے لاء کی تعلیم حاصل کی۔

بیعت: حضرت حافظ صاحب کے خاندان میں سب پہلے آپ کے چچا حضرت مولوی شیر محمد صاحبؓ ہجن (یکے از ۳۱۳) نے احمدیت قبول کی۔ حضرت مولوی شیر محمد صاحب کی مسلسل نو سال کی تبلیغ سے حضرت حافظ صاحب کے والد صاحب نے احمدیت قبول کی اور قادیان جا کر حضرت اقدسؑ کی بیعت کی۔ آپ کی والدہ حضرت گوہر بی بیؓ ان سے پہلے بیعت کر چکی تھیں۔ انکے علاوہ حضرت حکیم فضل الدین بھیرویؓ اور حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب (خلیفۃ المسیح الاولؓ) کے ذریعے بھی حقیقت سے آگاہی ہوئی۔ علی گڑھ جانے سے پیشتر حضرت اقدسؑ کی بیعت کر چکے تھے۔ حضرت حافظ صاحب کے چھوٹے بھائی حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ نے ۱۸۹۷ء میں بیعت کی۔

حضرت اقدسؑ سے تعلق اخلاص: ایک دفعہ ۱۸۹۸ء کے موسم گرما میں ظہر سے پہلے تخلیہ میں چھوٹی مسجد میں حضور نے آپ سے ایک کتاب (انگریزی) سنی۔ جو کسی یہودی نے عیسائیت کے ردّ میں لکھی تھی۔ حضرت مولوی صاحب بوقت خطبہ الہامیہ مجلس میں موجود تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ حضورؑ کی آواز اس وقت بدلی ہوئی تھی۔ ۱۹۰۴ء میں یا پہلے حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے مسجد اقصیٰ میں خطبہ پڑھا۔ آپؑ نے فرمایا ایک آدمی درد بھری داستان سن کر رو سکتا ہے اور ایسا ہی ایک درد بھرا منظر دیکھ کر آنسو بہا سکتا ہے مگر خدا کے حضور وہ رونا قابلِ قدر ہے جو اس کی خشیت کے ماتحت رویا جاوے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے کتاب البریہ میں آپ کا ذکر پُرامن جماعت میں کیا ہے۔

خدمات سلسلہ: آپ ضلع سرگودھا میں پہلے مسلمان وکیل تھے۔ امیر جماعت احمدیہ ضلع سرگودھا کے طور پر آپ کو خدمت کی توفیق ملی۔

اولاد: (۱) مکرم چوہدری عبدالمالک صاحب مرحوم (ان کی اولاد مکرم کیپٹن اعجاز السمیع صاحب، مکرم فرحت الطاف اہلیہ ڈاکٹر الطاف الرحمٰن صاحب، مکرم چوہدری شاہد مصطفیٰ صاحب، چوہدری وقار مصطفیٰ صاحب، چوہدری انوار السمیع صاحب PAF کراچی) (۲) مکرمہ مبارکہ بیگم اہلیہ ثانی چوہدری علی اکبر مرحوم (سابق نائب ناظر تعلیم) (ان کی اولاد نعیم الرحمٰن صاحب، لیفٹیننٹ کرنل ڈاکٹر الطاف الرحمٰن صاحب (ر) مقصود الرحمٰن صاحب، احسان الرحمٰن مرحوم کارکن تحریک جدید، انوار الرحمٰن مرحوم اور افضال الرحمٰن مرحوم ہیں۔ ان سے ایک نواسی اہلیہ طاہر مہدی امتیاز احمد صاحب پرنٹر و پبلشر روزنامہ الفضل ربوہ۔ اور ایک نواسی اہلیہ منیر الرحمٰن باجوہ صاحب آف فورٹ عباس ہیں) (۳) مکرمہ فاطمہ بیگم مرحوم اہلیہ مخدوم بشیر احمد مرحوم (۴) مکرمہ روشن بخت اہلیہ قریشی غلام احمد صاحب مرحوم (۵) مکرمہ غلام حفصہ اہلیہ چوہدری نذیر احمد مرحوم (۶) مکرمہ زیب النساء اہلیہ ڈاکٹر محمد سعید مرحوم (ان کے بیٹے چوہدری مبشر احمد صاحب AVP ریٹائرڈ MCB مقیم اسلام آباد ہیں۔

ماخذ: (۱) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ (۲) مضمون حضرت مولوی شیر علی صاحب از چوہدری علی محمد صاحب بی اے بی ٹی الفضل ۱۷ رفروری ۱۹۹۴ء (۳) رجسٹر روایات صحابہ نمبر ۱۱ (۴) بیان مکرم چوہدری مطیع الرحمٰن صاحب نائب ناظر امور عامہ (۵) بیان لیفٹیننٹ کرنل ڈاکٹر الطاف الرحمٰن (ر) فضل عمر ہسپتال ربوہ۔

☆

۱۴۱۔حضرت منشی نصیرالدین صاحب لونی۔حیدرآباد

بیعت:ابتدائی زمانہ میں

تعارف و بیعت: حضرت منشی نصیرالدین لونی رضی اللہ عنہ کی بیعت ابتدائی زمانہ کی ہے۔ضمیمہ انجام آتھم کے ۳۱۳ اصحاب صدق وصفا میں آپ کا نام درج ہے۔

حضرت اقدس کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے کتاب البریہ میں پُرامن جماعت میں آپ کا ذکر کیا ہے۔

نوٹ: آپ کے تفصیلی سوانحی حالات نہیں مل سکے۔(البتہ اتنا معلوم ہوا ہے کہ آپ ریاست حیدرآباد کے ریونیو بورڈ میں پیشکار تھے)

ماخذ: (۱)ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد۱۱ (۲) کتاب البریہ صفحہ ۳۵۱

☆

۱۴۲۔حضرت قاضی محمد یوسف صاحب۔قاضی کوٹ۔گوجرانوالہ

بیعت:ابتدائی زمانہ میں

تعارف و بیعت: حضرت قاضی محمد یوسف رضی اللہ عنہ کوٹ قاضی جان محمد گوجرانوالہ کے رہنے والے تھے اور گاؤں کی ایک پتی کے نمبردار کے بھائی تھے۔آپ کی بیعت ابتدائی زمانہ کی ہے۔آپ حضرت قاضی ضیاءالدین صاحبؓ کی تبلیغ سے حلقہ بگوشِ احمدیت ہوئے تھے۔۱۹۰۱ء میں ریویو آف ریلیجنز کے اجراء پر ابتدائی خریداروں میں سے تھے۔

حضرت اقدس کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے تحفہ قیصریہ، سراج منیر اور کتاب البریہ میں آپ کا ذکر کیا ہے۔جلسہ ڈائمنڈ جوبلی، چندہ دہندگان اور پُرامن جماعت میں ذکر کیا ہے۔

(نوٹ) آپ کے مزید سوانحی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱)ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد۱۱ (۲) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد۱۲ (۳) سراج منیر روحانی خزائن جلد۱۲ (۴) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۲ (۵)اصحاب احمد جلد ششم صفحہ۲۔

۱۴۳۔حضرت قاضی فضل الدین صاحب۔قاضی کوٹ گوجرانوالہ

بیعت:ابتدائی زمانہ میں

تعارف و بیعت: حضرت قاضی فضل الدین رضی اللہ عنہ قاضی کوٹ حضرت قاضی سراج الدین صاحب کے بھائی تھے۔آپ کی بیعت ابتدائی زمانہ کی ہے آپ بھی حضرت قاضی ضیاء الدین صاحبؓ کی تبلیغ سے حلقہ بگوشِ احمدیت ہوئے تھے۔

(نوٹ) آپ کے مزید سوانحی حالات نہیں مل سکے

ماخذ: (۱)ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد۳ (۲)اصحاب احمد جلد ششم صفحہ ۲۰

☆

۱۴۴۔حضرت قاضی سراج الدین صاحب۔قاضی کوٹ گوجرانوالہ

بیعت:ابتدائی زمانہ میں

تعارف و بیعت: حضرت قاضی سراج الدین رضی اللہ عنہ بھی کوٹ قاضی کے رہنے والے تھے اور حضرت قاضی فضل الدینؓ کے بھائی تھے۔حضرت قاضی ضیاءالدین صاحبؓ کی تبلیغ سے حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام کی بیعت کی تھی۔آپ گاؤں کی ایک پتی کے نمبردار تھے۔آپ کی بیعت ابتدائی زمانہ کی ہے۔حضرت اقدس نے آپ کا ذکر ۳۱۳ رفقائے صدق وصفا میں کیا ہے۔

(نوٹ) آپ کے تفصیلی سوانحی حالات نہیں مل سکے۔رفقائے احمد جلد ششم میں آپ کا ذکر ہے۔

ماخذ: (۱)ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ (۲) اصحاب احمد جلد ششم صفحہ ۲۰

☆

۱۴۵۔حضرت قاضی عبدالرحیم صاحب فرزند رشید قاضی ضیاءالدین صاحب کوٹ قاضی گوجرانوالہ

ولادت ۲۳/جون ۱۸۸۱ء۔بیعت ۱۸۸۹ء۔وفات ۲۹/اکتوبر ۱۹۵۳ء

تعارف و بیعت: حضرت قاضی عبدالرحیم رضی اللہ عنہ قاضی کوٹ گوجرانوالہ میں حضرت قاضی ضیاء الدین

رضی اللہ عنہ (یکے از ۳۱۳) کے ہاں ۲۳؍جون ۱۸۸۱ء میں پیدا ہوئے اور اپنے والد گرامی کے ہمراہ ۱۸۸۹ء میں حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ ابتداً جموں میں ملازم تھے۔ ستمبر ۱۹۰۱ء میں ہجرت کر کے قادیان تشریف لے آئے۔ محرر کی آسامی پر کام کرتے رہے۔ حضرت اقدسؑ کی صحبت میں رہنے کو سعادت سمجھتے تھے۔

خدماتِ سلسلہ: قادیان میں جب تعمیرات کے شعبے کا کام شروع ہوا تو آپ کو تعمیرات کا کام کرنے کی سعادت ملی اور آپ کو عظیم الشان عمارات بنوانے کا موقع ملا۔ ۱۹۴۷ء کے فسادات میں حضرت مسیح موعودؑ کی قبر کی حفاظت آپ کے سپرد تھی۔ ربوہ میں پانی آپ ہی کی زیر نگرانی بورنگ کے ذریعہ نکلا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے اس الہام کو پورا کرنے کا آپ کو وسیلہ بنایا کہ

ع ''پاؤں کے نیچے سے مرے پانی بہا دیا''

اس طرح مسجد مبارک ربوہ اور دفاتر صدر انجمن احمدیہ کی تعمیر کا کام آپ کی زیرِ نگرانی ہوا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کے کاموں پر اظہار خوشنودی فرمایا۔

اولاد: قاضی بشیر احمد۔ قاضی عبدالسلام نیروبی والے (دارالصدر شمالی)، قاضی منصور احمد اور قاضی مبارک احمد ہیں۔ حضرت قاضی صاحب کی اولاد مختلف ممالک میں ہے جو احمدیت سے مخلصانہ تعلق رکھتی ہے۔ حضرت قاضی عبدالرحیمؓ کی ایک پوتی مکرمہ امۃ الباسط صاحبہ بنت قاضی عبدالسلام بھٹی (زوجہ مولانا عطاء الکریم شاہد صاحب) ہیں۔

وفات: آپ کا انتقال ربوہ میں ۲۹؍اکتوبر ۱۹۵۳ء کو ہوا اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں قطعہ نمبر ۸ حصہ نمبر ۲۳ میں تدفین ہوئی۔

ماخذ: (۱) اصحاب احمد جلد ششم صفحہ ۲۱ (۲) مضمون حضرت قاضی عبدالرحیم صاحبؓ از الفضل ۱۷؍دسمبر ۱۹۹۹ء

☆

۱۴۶۔ حضرت شیخ کرم الٰہی صاحب کلرک ریلوے۔ پٹیالہ

ولادت: ۱۸۵۶ء۔ بیعت: ۲۸؍فروری ۱۸۹۰ء۔ وفات: ۹؍جون ۱۹۵۳ء

تعارف: حضرت شیخ کرم الٰہی صاحب رضی اللہ عنہ راجپورہ ریاست پٹیالہ میں ریلوے کے ریکارڈ کلرک تھے۔ آپ کے والد صاحب کا نام شیخ اللہ بخش صاحب تھا۔ ولادت سال ۱۸۵۶ء کو ہوئی۔

بیعت: آپ نے ۲۸؍فروری ۱۸۹۰ء کو بیعت کی اور رجسٹر بیعت اولیٰ میں ۱۷۴ نمبر پر بیعت درج ہے۔ جہاں آپ کا نام محمد کرم الٰہی صاحب ریکارڈ کلرک راجپورہ اسٹیشن ڈاک بنگلہ سرکار لکھا ہے۔

ازالہ اوہام میں ذکر: حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں:

''بابو صاحب متانت شعار مخلص آدمی ہیں وہ اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں کہ اگرچہ آپ کے رسالوں کو پڑھنے کے بعد

بعض علماء طرح طرح کے توہمات میں مبتلا ہو گئے ہیں مگر الحمدللہ میرے دل میں ایک ذرّہ بھی شک راہ نہیں پایا۔ سو میں اس کا شکریہ ادا نہیں کرسکتا۔ کیونکہ ایسے طوفان کے وقت میں شکوک اور شبہات سے بچنا بشر کے اختیار میں نہیں۔ میری تنخواہ بہت کم ہے مگر تاہم کم سے کم ایک روپیہ ماہواری آپ کے سلسلہ کی امداد کے لئے بھیجا کروں گا کیونکہ تھوڑی خدمت میں بھی شریک ہو جانا بکلی محروم رہنے سے بہتر ہے۔ فقط۔ سو بابو صاحب نہایت اخلاص اور محبت سے ایک روپیہ ماہواری بھیجتے رہتے ہیں۔ جزا ھم اللہ خیر الجزاء ۔ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۳۸)

ایک روایت: آپ کی ایک روایت حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے رضی اللہ عنہ نے سیرۃ المہدی میں درج فرمائی ہے کہ ایک شخص محمد حسین جو پٹیالہ کا باشندہ تھا اس نے لوگوں کو وعظ میں بتایا کہ ایک دفعہ وہ حضرت مرزا صاحب کی ملاقات کو گیا۔ وہاں اندر سے ان کے واسطے کھانا آیا جو صرف ایک دو آدمیوں کی مقدار کا کھانا تھا مگر مجلس میں حاضر سب نے کھایا اور سیر ہو گئے حالانکہ دس بارہ آدمی تھے۔ دعویٰ مسیحیت پر اس شخص کو ٹھوکر لگی تھی۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے ازالہ اوہام، تحفہ قیصریہ، سراج منیر اور کتاب البریہ میں اپنے مخلصین، ڈائمنڈ جوبلی کے جلسہ میں شرکت، چندہ دہندگان اور پُرامن جماعت میں ذکر کیا ہے۔

وفات: آپ کی وصیت الفضل ۱۲/مارچ ۱۹۴۴ء صفحہ ۵ پر درج ہے آپ نے ۹۷ سال کی عمر میں ۹/جون ۱۹۵۳ء کو وفات پائی۔ قطعہ صحابہ بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہیں۔ آپ کا وصیت نمبر ۱۹۰۷ ہے۔

ماخذ: (۱) ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد ۳ (۲) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد ۱۲ (۳) سراج منیر روحانی خزائن جلد ۱۲ (۴) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ (۵) سیرۃ المہدی جلد اول صفحہ ۱۴۹ (۶) رجسٹر بیعت اُولیٰ مطبوعہ تاریخ احمدیت جلد ۱ صفحہ ۳۵۲۔

☆

۱۴۷۔ حضرت میرزا عظیم بیگ صاحب مرحوم۔ سامانہ، پٹیالہ

بیعت: ۱۸۸۹ء۔ وفات: ۱۸۹۰ء

تعارف: حضرت میرزا عظیم بیگ رضی اللہ عنہ حضرت مرزا محمد یوسف بیگؓ سامانہ پٹیالہ کے حقیقی بھائی تھے۔

بیعت: حضرت میرزا عظیم بیگ کی بیعت ۱۸۸۹ء کی ہے۔ خاندان کے دیگر افراد بھائیوں اور بیٹی نے ۱۸۸۹ء میں ہی بیعت کی تھی۔

فتح اسلام میں محبت بھرا ذکر: حضرت اقدسؑ نے فتح اسلام میں فرمایا۔

''میرے نہایت پیارے بھائی اپنی جدائی سے ہمارے دل پر داغ ڈالنے والے میرزا عظیم بیگ صاحب مرحوم ومغفور رئیس سامانہ علاقہ پٹیالہ کے ہیں جو دوسری ربیع الثانی ۱۳۰۸ھ میں اس جہان فانی سے انتقال کر

گئےاِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ.. اَلْعَیْنُ تَدْمَعُ وَالْقَلْبُ یَحْزَنُ وَاِنَّا بِفِراقِہٖ لَمَحْزُوْنُوْنَ میرزا صاحب مرحوم جس قدر مجھ سے محض للہ محبت رکھتے اور جس قدر مجھ میں فنا ہو رہے تھے میں کہاں سے ایسے الفاظ لاؤں تا اس عشقی مرتبہ کو بیان کرسکوں اور جس قدر ان کی بے وقت مفارقت سے مجھے غم واندوہ پہنچا ہے میں اپنے گزشتہ زمانہ میں اس کی نظیر بہت ہی کم دیکھتا ہوں۔ وہ ہمارے فرط اور ہمارے میر منزل ہیں جو ہمارے دیکھتے دیکھتے ہم سے رخصت ہوگئے۔ جب تک ہم زندہ رہیں گے ان کی مفارقت کا غم ہمیں کبھی نہیں بھولے گا۔

دردیست در دلم کہ گر از پیش آبِ چشم　　　　بردارم آستیں برود تا بدامنم

اُن کی مفارقت کی یاد سے طبیعت میں اُداسی اور سینہ میں قلق کے غلبہ سے کچھ خلش اور دل میں غم اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ ان کا تمام وجود محبت سے بھر گیا تھا۔ میرزا صاحب مرحوم محبانہ جوشوں کے ظاہر کرنے کے لئے بڑے بہادر تھے۔ انہوں نے اپنی تمام زندگی اسی راہ میں وقف کر رکھی تھی۔ مجھے امید نہیں کہ انہیں کوئی اور خواب بھی آتی ہو۔ اگرچہ میرزا صاحب بہت قلیل البضاعت آدمی تھے مگر ان کی نگاہ میں دینی خدمتوں کے محل پر جو ہمیشہ کرتے رہتے تھے خاک سے زیادہ مال بے قدر تھا۔ اسرارِ معرفت کے سمجھنے کے لئے نہایت درجہ کا فہم سلیم رکھتے تھے۔ محبت سے بھرا ہوا یقین جو اس عاجز کی نسبت وہ رکھتے تھے خدا تعالیٰ کے تصرفِ تام کا ایک معجزہ تھا ان کے دیکھنے سے طبیعت ایسی خوش ہو جاتی تھی جیسے ایک پھولوں اور پھلوں سے بھرے ہوئے باغ کو دیکھ کر طبیعت خوش ہوتی ہے۔''

(فتح اسلام۔ روحانی خزائن جلد۳ صفحہ ۳۹)

ازالہ اوہام میں حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں۔

''......ان دونوں بزرگوار بھائیوں (مرزا عظیم بیگ مرحوم و مرزا محمد یوسف بیگ) کی نسبت میں ہمیشہ حیران رہا کہ اخلاق اور محبت کے میدانوں میں زیادہ کس کو قرار دوں۔''

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد۳ صفحہ ۵۳۰)

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے فتح اسلام، ازالہ اوہام میں اپنے مخلصین میں اور تحفہ قیصریہ میں جلسہ ڈائمنڈ جوبلی کے شرکاء میں آپ کا ذکر فرمایا ہے۔

وفات: آپ کی وفات ۱۳۰۸ھ بمطابق ۱۸۹۰ء میں ہوئی۔

ماخذ: (۱) فتح اسلام صفحہ ۶۷ (۲) ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد۳ (۳) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد۱۲ (۴) ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۳۳۹۔

۱۴۸۔حضرت میرزاابراہیم بیگ صاحب مرحوم۔سامانہ۔پٹیالہ

بیعت:۲۳/مارچ ۱۸۸۹ء۔وفات:۱۸۹۷ء سے قبل

تعارف: حضرت میرزاابراہیم بیگ رضی اللہ عنہ بھی سامانہ پٹیالہ کے رہنے والے تھے۔حضرت مرزامحمد یوسف بیگؓ صاحب یکے از ۳۱۳رفقاء کے فرزندرشید تھے۔

بیعت: آپ نے ۲۳/مارچ ۱۸۸۹ء کولدھیانہ میں حضرت اقدسؑ کی بیعت کی۔رجسٹر بیعت اُولیٰ کے مطابق آپ کی بیعت کا چالیسواں نمبر ہے۔آپ کے والد حضرت مرزا یوسف بیگ کا بیعت نمبر ۳۹ اور ان کے بھائی مرزا سعادت بیگ کا نمبر بیعت ۳۸ ہے۔(تاریخ احمدیت جلد ا صفحہ ۳۴۵) جبکہ اسی خاندان (یعنی حضرت مرزا یوسف بیگ) کی دس خواتین کی بیعت بھی ۱۸۸۹ء کی ہے۔

نزول المسیح میں آپ کا ذکر: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کشفاً آپ کی وفات کی اطلاع دی گئی تھی۔حضورؑ فرماتے ہیں:۔

''ہمارے ایک مخلص دوست مرزا محمد یوسف بیگ صاحب ہیں جو سامانہ علاقہ پٹیالہ کے رہنے والے ہیں......ایک دفعہ ان کا لڑکا مرزاابراہیم بیگ مرحوم بیمار ہوا تو انہوں نے میری طرف دعا کے لئے خط لکھا۔ہم نے دعا کی تو کشف میں دیکھا کہ ابراہیم ہمارے پاس بیٹھا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے بہشت سے سلام پہنچادو،اس کے معنے یہی دل میں ڈالے گئے کہ اب ان کی زندگی کا خاتمہ ہے۔اگرچہ دل نہیں چاہتا تھا تاہم بہت سوچنے کے بعد میرزا محمد یوسف بیگ صاحب کو اس حادثہ کی اطلاع دی گئی اور تھوڑے دنوں کے بعد وہ جوان غریب مزاج فرمانبردار بیٹا ان کی آنکھوں کے سامنے اس جہان فانی سے چل بسا۔''

وفات: ۱۸۹۷ء سے قبل اپنے والد صاحب کی زندگی میں آپ کی وفات ہو چکی تھی۔

ماخذ: (۱)نزول المسیح روحانی خزائن جلد ۱۸ (۲) رجسٹر بیعت اولیٰ مطبوعہ تاریخ احمدیت جلد اول۔

☆

۱۴۹۔حضرت میاں غلام محمد طالب علم پچھرالہ لاہور

ولادت ۱۸۸۱ء۔بیعت مئی ۱۸۹۵ء۔وفات اکتوبر ۱۹۴۷ء بمقام لاہور

تعارف و بیعت: حضرت میاں غلام محمد رضی اللہ عنہ صاحب صوفی غلام محمد صاحب (ماریشس) کے نام سے مشہور

ہوئے۔آپ کے والد کا نام دل محمد صاحب تھا۔آپ کی ولادت ۱۸۸۱ء کی ہے۔آپ کا گاؤں مچھرالہ موجودہ ضلع شیخوپورہ میں واقع ہے۔آپ ابھی بچہ ہی تھے کہ باپ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا اور حضرت چوہدری رستم علیؓ کورٹ انسپکٹر کی کفالت میں آ گئے اور انہی کے خرچ پر قادیان میں تعلیم پائی۔خودنوشت سوانح کے مطابق حضرت چوہدری صاحب کے ہمراہ دسمبر ۱۸۹۳ء کا جلسہ قادیان دیکھا اور مئی ۱۸۹۵ء میں حضرت اقدسؑ کی بیعت کی سعادت حاصل کی۔آپ بیان کرتے ہیں کہ:

''۱۸۹۴ء کو چاند گرہن اور سورج گرہن ایک ہی رمضان کی ۲۸ کو سورج گرہن ہوا تھا۔وہ میں نے اپنی آنکھ سے منٹگمری میں دیکھا۔چاند گرہن مغرب کی نماز کے بعد ہی لگ گیا تھا۔اس وقت یہی تذکرہ تھا کہ یہ چاند گرہن مہدی کا نشان حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمایا ہے۔'' (الحکم قادیان ۲۱ ستمبر/۱۴/ اکتوبر ۱۹۳۴ء)

ابتدائی تعلیم مدرسہ تعلیم الاسلام سے ہی حاصل کی۔بعدہ ایم۔اے۔او کالج علیگڑھ سے تعلیم حاصل کی اور ۱۹۱۲ء میں پنجاب یونیورسٹی سے بی اے کیا۔

خدماتِ سلسلہ: ۱۹۰۶ء میں جب حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے وقفِ زندگی کی تحریک کی تو آپ نے اپنا نام پیش کر دیا۔ ۱۹۰۷ء میں آپ اسسٹنٹ ایڈیٹر ریویو مقرر کئے گئے اور پھر مدرسہ احمدیہ قادیان میں خدمات کی توفیق پائی۔

مجاہد ماریشس: آپکا بیان ہے: بی۔اے کا امتحان پاس (کرنے) کے بعد میں نے خلیفہ اولؓ سے پوچھا کہ قرآن شریف یاد کروں کہ ایم۔اے کا امتحان دوں۔فرمایا قرآن یاد کرو ایم۔اے کیا ہوتا۔سو میں نے چھ ماہ میں قرآن شریف یاد کیا اور جب میں نے خلیفہ اولؓ کو لکھا کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عہد کیا تھا۔کہ میں اپنی زندگی دین کیلئے وقف کرتا ہوں۔اس لئے مجھے آپ جہاں چاہیں بھیج دیں۔آپ چونکہ ان کے خلیفہ برحق ہیں اس لئے مجھے تبلیغ کے لئے بھیج دیں۔آپ کے ارشاد کے ماتحت میں نے پاسپورٹ کی درخواست دی۔نیروبی والوں نے عربی انگریزی دان قرآن پڑھانے والے کے متعلق درخواست دی تھی۔حضور خلیفہ اول نے فرمایا تھا کہ ایسٹ افریقہ کینیا کالونی کے لئے پاسپورٹ کی درخواست دیدو۔ایسٹ افریقہ کیلئے میرا پاسپورٹ منظور نہ ہؤا۔کیونکہ لڑائی شروع ہوگئی (تھی)۔تب میں نے ماریشس کیلئے درخواست دی جو منظور ہوگئی اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا وصال ہوگیا۔دسمبر ۱۹۱۴ء میں میری منظوری پاسپورٹ کی آ گئی اور ۲۰ فروری ۱۹۱۵ء میں میں یہاں قادیان سے روانہ ہؤا۔ ۱۴ مارچ ۱۹۱۵ء کو کولمبو پہنچا۔میں وہاں پونے تین ماہ رہا۔وہاں احمدیہ ایسوسی ایشن کولمبو قائم کی۔سیلون آئی لینڈ کولمبو جماعت کا مرکز بن گیا اور میں سب سے پہلا آنریری پریذیڈنٹ مقرر ہؤا۔۶ جون ۱۹۱۵ء کو روانہ ہؤا اور ۱۵ جون ۱۹۱۵ء کو ماریشس پہونچا۔پورٹ لوئی بندرگاہ پر اترا۔روز ہل میں مقیم ہؤا۔روز ہل کے مقدمہ کی ستر نشستیں پونے دوسال میں ختم ہوئیں۔سارے جزیرہ میں احمدیت کی دھاک بیٹھ گئی۔ماریشس میں پونے چار لاکھ آبادی ہے۔احمدی مرد و زن صغیر و کبیر چھ سات سو کے درمیان ہیں۔بارہ سال وہاں گزارے۔۱۹۲۶ء میں دو ہفتے کیلئے مڈغاسکر گیا۔وہاں تبلیغ کیلئے وسیع میدان ہے۔۳ یا ۴ مارچ ۱۹۲۷ء کو ماریشس سے چلا اور ۱۲ یا ۱۳ کو بمبئی پہنچا۔۱۶ مارچ

کو قادیان میں داخل ہؤا۔ مئی ۱۹۲۷ء کو مدرسۃ البنات میں لگا دیا گیا اور ۱۹۳۰ء میں تعلیم الاسلام ہائی سکول میں تبدیل کیا گیا۔ یکم اپریل ۱۹۳۷ء سے پنشنر بن گیا۔ (رجسٹر روایات صحابہ جلد ہفتم)

آپ کی دو مختصر تالیفات بھی ہیں۔ ''روئیداد مباحثہ دربارہ حیات و وفات مسیح علیہ السلام'' جو ماریشس کا مشہور مباحثہ ہے اور ایک کتابچہ ''لا الہ الا اللہ''

آپ نہایت خوش خلق، شیریں بیان اور متحمل مزاج بزرگ تھے۔ حافظ قرآن تھے اور آپ کی تلاوت سے پرانے اصحاب کے بیان کے مطابق حضرت مولانا عبدالکریم سیالکوٹیؓ کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔

وفات: ہجرت کے بعد لاہور میں اکتوبر ۱۹۴۷ء میں وفات پائی اور میانی صاحب کے قبرستان میں دفن ہوئے بعد ازاں دارالہجرت ربوہ کے بہشتی مقبرہ میں تابوت لے جا کر دفن کیا گیا۔

شادی و اولاد: ۱۹۰۶ء حضرت مسیح موعودؑ نے آپ کی شادی حضرت منشی شادی خاںؓ کی بیٹی حضرت عائشہ بیگم صاحبہ (بیوہ حضرت مولانا عبدالکریمؓ سیالکوٹی) کرائی۔ آپ کی اہلیہ بعد میں نومبر ۱۹۱۷ء میں ماریشس پہنچیں اور وہاں خدمات سلسلہ کی توفیق پائی۔ حضرت صوفی صاحب کی اہلیہ کا انتقال ۱۶ جنوری ۱۹۲۸ء میں قادیان میں ہوا اور بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین ہوئی۔ جن سے ایک بیٹی اور پانچ بیٹے پیدا ہوئے۔

(۱) مکرمہ آمنہ بیگم صاحبہ۔ ان کی تین بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے۔ (۲) ڈاکٹر احمد صاحب مرحوم آف کراچی (جن کی بیٹی مکرمہ غزالہ مسعود مکرم مسعود احمد طاہر، طاہر فوٹو سٹوڈیو ربوہ حال کینبرا آسٹریلیا کی زوجہ ہیں)

(۳) صوفی محمد صاحب۔ (۴) صوفی محمود صاحب۔ (۵) صوفی حامد صاحب (جن کی بیٹی محترمہ سلمیٰ جاوید صاحبہ اہلیہ مکرم ملک منور احمد جاوید نائب ناظر ضیافت ربوہ ہیں) (۶) ایک بیٹا بچپن میں وفات پا گیا۔

آپ کی دوسری شادی ۱۴ مارچ ۱۹۲۸ء کو استانی فاطمہ بیگم کے ساتھ ہوئی جس سے چار بچے پیدا ہوئے۔ (۱) مکرمہ نسیمہ بیگم صاحبہ (۲) مکرمہ نعیمہ بیگم صاحبہ (۳) وسیمہ صاحبہ بچپن میں وفات۔ (۴) صوفی حمید احمد صاحب آف کراچی۔ (ان کی تین بیٹیاں ہیں مکرمہ آمنہ صاحبہ، مکرمہ نسیمہ صاحبہ، مکرمہ نعیمہ صاحبہ)

ماخذ: (۱) لاہور تاریخ احمدیت صفحہ ۱۹۳۔۱۹۴ (۲) انٹرویو مکرم ملک منور احمد جاوید صاحب (۳) مجاہد ماریشس مؤلفہ مکرم احمد طاہر مرزا (غیر مطبوعہ) (۴) (رجسٹر روایات صحابہ جلد ہفتم) (۵) (الحکم قادیان ۲۱ ستمبر/۱۴ اکتوبر ۱۹۳۴ء)

☆

۱۵۰۔ مولوی محمد فضل صاحب چنگا۔ گوجر خاں

بیعت: ابتدائی زمانہ میں۔ وفات: جون ۱۹۳۸ء

تعارف و بیعت: مولوی محمد فضل صاحب چنگا بنگیال گوجر خان ضلع راولپنڈی سے تعلق تھا۔ ابتدائی زمانہ میں

بیعت کی۔اور بعض مفید کتب بھی لکھیں۔جن میں ''اسرار شریعت'' معروف ہے۔
انجام: مولوی محمد فضل خاں چنگابنگیال نے بعد میں احمدیت سے ارتداد اختیار کیا اور یہ اعلان اخبار اہلحدیث امرتسر ستمبر۱۹۳۷ء میں شائع ہوا۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارہ میں نازیبا الفاظ کلمات کہے اور اسی حالت میں ہی وفات پائی۔
وفات: ۱۹۳۸ء میں وفات پائی۔
ماخذ: (۱) ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ (۲) اخبار اہلحدیث امرتسر ستمبر ۱۹۳۷ء (۳) تاریخ احمدیت جلد اوّل (۴) روزنامہ الفضل ربوہ ۱۱ر جولائی ۱۹۹۵ء۔

۱۵۱۔حضرت ماسٹر قادر بخش صاحب لودیانہ

ولادت: ۱۴ر اگست ۱۸۷۰ء۔بیعت: ۲۵ر ستمبر ۱۸۹۱ء۔وفات: ۱۰ر جولائی ۱۹۲۳ء

تعارف: حضرت ماسٹر قادر بخش رضی اللہ عنہ کے والد کا نام عظمت علی صاحب تھا۔آپ کی ولادت ۱۴ر اگست ۱۸۷۰ء کو ہوئی۔آپ مشن سکول لدھیانہ میں ملازم تھے۔مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے ابتدائی بزرگ اساتذہ میں سے تھے۔
آپ مولوی رحیم بخشؓ ایم۔اے (جو بعد میں مولانا عبدالرحیم دردؓ کے نام سے معروف ہوئے) کے والد ماجد تھے۔
بیعت: آپ نے ۲۵ر ستمبر ۱۸۹۱ء کو بیعت کی رجسٹر بیعت اُولیٰ میں آپ کا نام ۱۶۳ نمبر پر ہے۔
ایک روایت: حضرت ماسٹر صاحب بیان کرتے ہیں کہ آتھم کی پندرہ ماہ کی میعاد کے دنوں میں لدھیانہ میں لوئیس صاحب ڈسٹرکٹ جج تھا۔آتھم چونکہ لوئیس کا داماد تھا۔اس لئے لدھیانہ میں لوئیس صاحب کی کوٹھی پر آکر ٹھہرا کرتا تھا۔ایک دفعہ مَیں دوران میعاد آتھم لدھیانہ میں آیا۔ان دنوں آپ کا ایک غریب غیر احمدی رشتہ دار جو لوئیس صاحب کا نوکر تھا اور آتھم کے کمرے کا پنکھا کھینچا کرتا تھا۔اس سے ماسٹر صاحب نے پوچھا کہ تم نے آتھم کی رہائش پر کبھی اس کے ساتھ کوئی بات بھی کی ہے۔اس نے کہا صاحب (یعنی آتھم) رات کو روتا رہتا تھا۔تو ایک دفعہ اس نے پوچھنے پر بتایا کہ اسے تلواروں والے نظر آتے ہیں۔اس پر ملازم مذکور نے کہا کہ ان کو پکڑ کیوں نہیں لیتے تو صاحب نے کہا وہ صرف مجھے ہی نظر آتے ہیں اور کسی کو نظر نہیں آتے۔
حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: سراج منیر، تحفہ قیصریہ اور کتاب البریہ میں حضرت اقدسؑ نے آپ کا ذکر ڈائمنڈ جوبلی جلسہ اور پُر امن جماعت کے ضمن میں کیا ہے۔
وفات: حضرت ماسٹر صاحب کا انتقال ۱۰ر جولائی ۱۹۲۳ء کو لاہور میں ہوا۔
اولاد: حضرت ماسٹر قادر بخشؓ کی اولاد میں تین بیٹے (۱) حضرت مولانا عبدالرحیم دردؓ (۲) مکرم بابو برکت اللہ

صاحب ریٹائرڈ پوسٹ ماسٹر (۳) مکرم مصلح الدین سعدی صاحب اور دو بیٹیاں مکرمہ صغریٰ بیگم زوجہ صوفی عبدالقدیر نیاز سابق مبلغ جاپان (ابن حضرت مولوی عبداللہ سنوریؓ) اور مکرمہ کلثوم بیگم زوجہ حضرت چوہدری فتح محمد سیالؓ جو سابق مبلغ انگلستان و ناظر دعوۃ والتبلیغ و ناظر امور عامہ رہے ہیں۔

جب کہ حضرت مولانا عبدالرحیم دردؓ کی اولاد دو بیویوں سے چھ بیٹے اور آٹھ بیٹیاں ہیں۔ان میں مکرم مجیب الرحمٰن درد صاحب نائب ناظر امور عامہ (صنعت وتجارت) اور مکرم محمد عیسیٰ درد مرحوم ہیں اور بیٹیوں میں سے مکرمہ رضیہ درد صاحبہ سابق نائب صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ اہلیہ مکرم پروفیسر مسعود احمد عاطف مرحوم مکرمہ صالحہ درد صاحبہ جنرل سیکرٹری لجنہ اللہ لاہور، مکرمہ خاتم النساء درد صاحبہ (اہلیہ مکرم مولانا محمد شفیع اشرف مرحوم ناظر امور عامہ جن کے بیٹے ڈاکٹر محمد اشرف صاحب اور محمود احمد اشرف صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ ہیں) مکرمہ نعیمہ درد صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ سرگودھا (اہلیہ ملک رب نواز مجوکہ صاحب) ہیں۔

ماخذ: (۱) سراج منیر روحانی خزائن جلد۱۲ (۲) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳ (۳) رجسٹر بیعت اُولیٰ تاریخ احمدیت جلد ۱ صفحہ ۳۵۶ (۴) الحکم ۷رستمبر ۱۹۲۲ء (۵) سیرۃ المہدی جلد اول صفحہ ۱۸۴۔۱۸۵ (۶) الفضل ۱۱رجولائی ۱۹۸۳ء (۷) ''والد صاحب'' صفحہ ۵۵ تا ۶۳۔

☆

۱۵۲۔حضرت منشی الٰہ بخش صاحب۔لودیانہ

بیعت: ۲۲رمارچ ۱۸۸۹ء

تعارف: حضرت منشی اللہ بخش رضی اللہ عنہ لدھیانہ کے رہنے والے تھے۔

بیعت: آپ کی بیعت سیرت المہدی حصہ سوم کے مطابق پہلے دن کی ہے۔ بیعت اولیٰ کی فہرست میں آپ کی بیعت آٹھویں نمبر پر ہے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: ازالہ اوہام میں حضورؑ نے حضرت میاں کریم بخش صاحب آف جمالپور کی شہادت کے متعلق آپ کی گواہی بھی درج فرمائی ہے۔(صفحہ ۴۸۳)

نیز ازالہ اوہام ہی میں حضورؑ نے آپ کا نام ''حبی فی اللہ منشی اللہ بخش صاحب'' اپنے مخلصین میں لکھا ہے۔آئینہ کمالات اسلام میں جلسہ سالانہ کے شرکاء میں آپ کا نام درج ہے۔

ماخذ: (۱) ازالہ اوہام صفحہ ۴۸۳ روحانی خزائن جلد۳ (۲) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد۵ (۳) سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۹ (۴) تاریخ احمدیت جلد اول۔

۱۵۳۔ حضرت حاجی ملاّ نظام الدین صاحب ۔ لودیانہ

بیعت: ۱۸۹۱ء

تعارف: حضرت حاجی ملاّ نظام الدین رضی اللہ عنہ لدھیانہ کے رہنے والے تھے۔ آپ نے پہلے جلسہ سالانہ ۱۸۹۱ء میں شمولیت کی سعادت پائی۔

بیعت کا پس منظر: مباحثہ لدھیانہ (۲۰رمئی تا ۲۹رمئی ۱۸۹۱ء) سے پہلے میاں نظام الدین صاحب نے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سے پوچھا کہ حضرت مسیحؑ کی زندگی پر قرآن شریف میں کوئی آیت ہے تو مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے کہا کہ بیس آیات موجود ہیں۔ مولوی محمد حسین کی رضامندی سے میاں صاحب حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے پاس حاضر ہوئے اور وفاتِ عیسیٰ علیہ السلام کی دلیل طلب کی۔ حضرت اقدس نے فرمایا قرآن شریف ہے۔ میاں نظام الدین نے کہا اگر قرآن شریف میں حیاتِ مسیح ثابت ہو تو آپ مان لیں گے؟ حضرت اقدسؑ نے فرمایا ہاں ہم مان لیں گے۔ میاں نظام الدین صاحب نے اس پر کہا میں آپ کو بیس آیات حضرت مسیحؑ کی زندگی پر لا دوں گا۔ اس پر حضرت اقدس نے فرمایا بیس کیا تم ایک ہی آیت لا دو۔ میں قبول کرلوں گا اور اپنا دعویٰ مسیح موعود چھوڑ دوں گا۔

میاں نظام الدین چادر، جوتا اور ''دوپٹہ'' (پرنا) چھوڑ کر برہنہ پا دوڑتے ہوئے مولوی محمد حسین اور دیگر مولویوں کے پاس گئے اور کہا میں مرزا صاحب کو ہرا آیا ہوں۔ مولوی خوش ہوئے اور پوچھا کس طرح؟ بتایا کہ حیاتِ مسیح پر بیس آیات کا وعدہ کر آیا ہوں آپ حسب وعدہ مجھے بیس آیات نکال دیں۔

حضرت مولوی محمد حسین بٹالوی گھبرا کر کھڑے ہوئے اور عمامہ سر سے پھینک دیا اور کہا تو مرزا کو نہیں ہمیں ہرا آیا اور ہمیں شرمندہ کیا۔ میں مدت سے مرزا کو حدیث کی طرف کھینچتا ہوں اور وہ مجھے قرآن کی طرف لاتے ہیں۔ تب مولوی نظام الدین صاحب کی آنکھیں کھل گئیں تو کہا جب قران تمہارے ساتھ نہیں تو جدھر قرآن شریف ہے ادھر میں ہوں۔

بیعت حضرت اقدسؑ: مولوی نظام الدین یہ کہہ کر واپس چلنے لگے تو مولوی محمد حسین صاحب نے مولوی محمد حسن صاحب (جنکے مکان پر تمام مولوی ٹھہرے ہوئے تھے) سے کہا کہ اس کی روٹی بند کر دو لیکن مولوی نظام الدین پر حق آشکار ہو چکا تھا۔ انہوں نے اس تحریص کی کوئی پرواہ نہ کی اور حضرت اقدسؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرمندہ سے ہو کر رہ گئے۔ دو چار بار کے دریافت کرنے پر رو کر عرض کیا کہ حضرت وہاں یہ معاملہ گزرا میری روٹی بھی بند کر دی اب تو جدھر قرآن شریف ادھر میں۔ پھر مولوی صاحب نے بیعت کر لی ان کا بیعت کرنا تھا کہ مولویوں میں ایک شور مچ گیا۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے آسمانی فیصلہ اور آئینہ کمالات اسلام میں جلسہ سالانہ

۱۸۹۱ء و۱۸۹۲ء میں شامل ہونے والوں میں اور کتاب البریہ میں پُر امن جماعت میں آپ کا ذکر فرمایا ہے۔
حضرت اقدسؑ کی دلجوئی کا ایمان افروز واقعہ: ابتدائی زمانہ میں مسجد مبارک بہت چھوٹی تھی۔ایک دعوت کے موقع پر حضرت حاجی صاحب لوگوں کو جگہ دیتے دیتے جوتیوں والی جگہ پر پہنچ گئے۔کھانا شروع ہوا تو حضرت اقدسؑ کی دور بین نگاہ بھانپ چکی تھی۔حضور ایک پیالہ سالن کا لے کر آئے اور انہیں مخاطب کر کے فرمایا کہ ’’آؤ میاں نظام دین مَیں اور آپ اندر بیٹھ کر اکٹھے کھاتے ہیں۔‘‘

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی کی روایت کے مطابق اس دلجوئی کا ذکر ہے۔
ماخذ: (۱) آسمانی فیصلہ روحانی خزائن ۲ (۲) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ (۳) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ (۴) اصحاب احمد جلد چہارم۔

☆

۱۵۴۔حضرت عطاء الٰہی صاحب غوث گڑھ۔پٹیالہ

بیعت: ۲۵/جولائی ۱۸۹۰ء

تعارف: حضرت عطاء الٰہی رضی اللہ عنہ غوث گڑھ تھانہ کہمانوں تحصیل سرہند ریاست پٹیالہ کے رہنے والے تھے اور زمیندار تھے۔آپ کے والد ماجد کا نام فتح محمد صاحب تھا۔حضرت میاں عبداللہ سنوریؓ کے ذریعہ آپ کو احمدیت کی حقانیت کا علم ہوا۔
بیعت: آپ نے ۲۵/جولائی ۱۸۹۰ء کو بیعت کی تھی۔رجسٹر بیعت اُولیٰ میں آپ کی بیعت ۲۰۱ نمبر پر درج ہے۔

آپ کے علاوہ غوث گڑھ سے حضرت کرم الٰہی ثانی ولد ماوا نمبر ۲۰۰ اور حضرت نور محمدؓ ولد ہوشناک نمبر دار نمبر ۲۰۳ اور حضرت نور محمدؓ صاحب ولد لکھا نمبر دار نمبر ۱۷۸ ابھی ہیں، نے جولائی ۱۸۹۰ء میں حضرت اقدسؑ کی بیعت کی جن کا اندراج رجسٹر بیعت میں ہے۔چوہدری منیر احمد ایڈووکیٹ آپ کی ہی نسل سے ہیں۔
حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضورؑ نے آئینہ کمالات اسلام میں آپ کا نام جلسہ سالانہ ۱۸۹۲ء میں شرکت کرنے والوں میں درج فرمایا ہے۔
وفات: حضرت عطاء الٰہی صاحب کی وفات غوث گڑھ میں ہوئی اور وہیں مدفون ہیں۔
اولاد: (۱) آپ کے بیٹے چوہدری مبارک احمد صاحب چک نمبر ۳۸ جنوبی ضلع سرگودھا ہیں۔اشفاق احمد ڈرائیور دارالفضل ربوہ بھی آپ کی نسل سے ہی ہیں۔
ماخذ: (۱) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ (۲) رجسٹر بیعت اُولیٰ مندرجہ تاریخ احمدیت جلد اصفحہ ۳۵۳۔

۱۵۵۔حضرت مولوی نور محمد صاحب۔مانگٹ پٹیالہ

بیعت: ۱۷؍اپریل ۱۸۸۹ء

تعارف: حضرت مولوی نور محمد رضی اللہ عنہ موضع مانگٹ کے والد صاحب کا نام مولوی عبداللہ صاحب تھا۔ بیعت کے ریکارڈ کے مطابق مانگٹ ضلع لودھیانہ میں لکھا ہے۔

بیعت: آپ کی بیعت ۱۷؍اپریل ۱۸۸۹ء کی ہے اور آپ کا نام نمبر ۸۶ پر رجسٹر بیعت میں درج ہے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے ازالہ اوہام، آئینہ کمالات اسلام میں آپ کا نام درج فرمایا ہے۔

حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحبؓ نے حضرت اقدسؑ کے معاصر علماء میں آپ کا تذکرہ کیا ہے جنہوں نے حضرت اقدسؑ کی بیعت کر لی تھی۔

ماخذ: (۱) ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد ۳ (۲) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ (۳) رجسٹر بیعت اُولیٰ مندرجہ تاریخ احمدیت جلد ا صفحہ ۳۴۷ (۴) صداقت حضرت مسیح موعودؑ تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۶۴ء۔

☆

۱۵۶۔حضرت مولوی کریم اللہ۔امرتسر

بیعت: ۱۸۹۱ء

تعارف: حضرت مولوی کریم اللہ رضی اللہ عنہ کا تعلق امرتسر سے تھا۔

بیعت: آپ کا ذکر آئینہ کمالات اسلام میں جلسہ میں شرکت کرنے والوں میں ۲۸۲ نمبر پر ہے۔ لہٰذا آپ کی بیعت ۱۸۹۲ء سے پہلے کی ہے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: آئینہ کمالات اسلام میں حضرت اقدسؑ نے آپ کا ذکر کیا ہے۔

آپ کا تذکرہ مولانا جلال الدین صاحب شمسؓ نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک تقریر میں ان علماء کرام میں کیا ہے جنہوں نے حضرت اقدسؑ کی بیعت کر لی تھی۔

ماخذ: (۱) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ (۲) صداقت حضرت مسیح موعودؑ تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۶۴ء۔

☆

۱۵۷۔حضرت سید عبدالہادی صاحب۔سولن شملہ

بیعت:۴/مارچ ۱۸۹۰ء

تعارف: حضرت سید عبدالہادی رضی اللہ عنہ اوورسیئر تھے۔آپ کے والد کا نام سید شاہنواز صاحب تھا۔آپ کا اصل وطن ماچھی واڑہ ہے۔لدھیانہ شہر سے ۲۲ میل پر قصبہ سمرالہ تحصیل ہیڈکواٹر ہے جس کے آگے قصبہ ماچھی واڑہ ہے۔رجسٹر بیعت اولیٰ کے کوائف کے مطابق آپ سب اوورسیئر ملٹری پولیس بلیلی علاقہ کوئٹہ میں ملازمت کررہے تھے۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آنے سے قبل آپ کے حضرت اقدسؑ سے روابط تھے۔آپ کی طبیعت فقر وتصوف کی طرف مائل تھی۔حضرت اقدسؑ کی بڑی سرگرمی سے خدمت کرتے تھے۔ (آپ پہلے مولوی محمد حسین بٹالوی کے بھی معتقد تھے۔)

حضرت اقدسؑ کی بیعت: آپ کو ۴/مارچ ۱۸۹۰ء کو بیعت کرنے کی سعادت ملی۔رجسٹر بیعت اُولیٰ میں آپ کا نام ۱۷۷ نمبر پر ہے۔بیعت کے وقت آپ سب اوورسیئر (ملٹری پولیس جیل کوئٹہ) میں تھے۔

ازالہ اوہام حصہ دوم میں حضرت اقدسؑ نے سید عبدالہادی صاحب کے بارہ میں فرمایا

’’یہ سیّد صاحب انکسار اور ایمان اور حُسن ظن اور ایثار اور سخاوت کی صف میں حصہ وافر رکھتے ہیں۔وفادار اور متانت شعار ہیں......وعدہ اور عہد میں پختہ ہیں۔حیا کی قابل تعریف صفت اُن پر غالب ہے......‘‘

(روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۳۳)

ایک اہم واقعہ میں ذکر: مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے حضرت سید عبدالہادی صاحب کو لکھا کہ وہ لدھیانہ سے دریائے ستلج بذریعہ کشتی پار کر کے ماچھی واڑہ آرہے ہیں۔سید عبدالہادی صاحب گھر آئے کہ اب حضرت مسیح موعودؑ کا مرید ہوں۔مولوی صاحب آئیں گے تو میرے ساتھ الجھ پڑیں گے۔انہوں نے قادیان حضور کو خط لکھا کہ مجھے بہت گھبراہٹ ہے۔حضورؑ سے دعا کے لئے درخواست کی۔حضورؑ نے جواب دیا کہ آپ مطلق نہ گھبرائیں۔محمد حسین ماچھی واڑہ میں نہیں آئے گا۔مقررہ دن شہر میں مولوی صاحب کے استقبال کے لئے خوب تیاریاں شروع ہو گئیں اور جامع مسجد میں ان کے استقبال اور وعظ کے لئے بڑا مجمع ہو گیا۔چند آدمیوں کو ایک پالکی دے کر دریا پر بھجوا دیا گیا۔مولوی صاحب نے کشتی سے اُتر کر اِدھر اُدھر دیکھا۔ان لوگوں سے دریافت کیا کہ کیا میرے آنے کی شہر والوں کو خبر نہ تھی۔ان لوگوں نے کہا جناب خبر تھی اس لئے تو یہ پالکی آپ کے لئے بھجوائی ہے۔اس میں سوار ہو جائیں۔ہم آپ کو شہر لے چلیں گے وہاں تمام شہر کے لوگ جمع ہیں۔وہاں مسجد میں استقبال ہوگا۔

مولوی محمد حسین صاحب سخت برہم ہوئے اور ناراضگی سے اس کشتی میں بیٹھ کر واپس لدھیانہ شہر کو چلے گئے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے آپ کا ذکر ازالہ اوہام میں مخلصین اور آئینہ کمالات اسلام میں چندہ دہندگان اور جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والوں اور کتاب البریہ میں پُر امن جماعت میں فرمایا ہے۔
خاندان میں احمدیت: آپ کے بڑے بھائی حضرت سید شاہ محمد صاحب پرشین ٹیچر گورنمنٹ سکول سمرالہ بھی صحابی تھے۔
ماخذ: (۱) ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد۳ (۲) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد۵ (۳) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳ (۴) مضمون ''سید محمد محسن شاہ کی یاد میں'' مندرجہ۔الفضل ربوہ یکم فروری ۱۹۸۳ء صفحہ۴ (۵) رجسٹر بیعت مندرجہ تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ ۳۵۲۔ (۶) الفضل ربوہ ۱۲؍اپریل ۱۹۸۹ء۔

☆

۱۵۸۔حضرت مولوی عبداللہ خان صاحب۔پٹیالہ

بیعت: ۴؍مئی ۱۸۸۹ء۔وفات: ۱۹۳۵ء

تعارف: حضرت مولوی محمد عبداللہ خاں رضی اللہ عنہ مہندر کالج پٹیالہ میں عربی کے پروفیسر تھے۔آپ کے والد میاں بہرام علی صاحب تھے۔وزیر ریاست پٹیالہ خلیفہ محمد حسن جیسے اعلیٰ پایہ کے لوگ انہیں اپنی مجلس کی زینت سمجھا کرتے تھے۔
بیعت: حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے نہایت ابتدائی زمانہ میں جب چاروں طرف مخالفت کی آگ بھڑک رہی تھی تو آپ نے شرف بیعت حاصل کیا۔رجسٹر بیعت اُولیٰ میں آپ کی بیعت ۹۲ نمبر پر ہے جہاں مولوی محمد عبداللہ فخری کاندھلہ ضلع مظفر نگر شعبہ تدریس ملازمت تحریر ہے۔یہی پٹیالہ والے مولوی محمد عبداللہ صاحب ہیں۔آپ نے ۴؍مئی ۱۸۸۹ء کو بیعت کی۔پٹیالہ سے پنشن پا کر مستقل طور پر لاہور میں سکونت اختیار کر لی۔آپ کے فرزند مولانا مصطفٰے خان ماہنامہ ''ادب'' نکالا کرتے تھے۔آپ نے حضرت اقدسؑ سے اپنی سب سے پہلی ملاقات کے بارے میں ۱۳؍جون ۱۸۸۸ء کی خود نوشت میں ذکر کرتے ہیں:
''حضورؑ جب پٹیالہ سے متصل قصبہ سنور میں تشریف لائے تو مجھے آپ کی زیارت نصیب ہوئی میانہ قد' گندمی رنگ' کشادہ پیشانی' داڑھی خضاب کی ہوئی۔عمر چالیس سال کے قریب رکھتے تھے۔سلام کہہ کر مصافحہ کیا اور بیٹھ گیا۔بہت مخلوق آپ کے دیدار کے لئے آئی ہوئی تھی۔آپ کے چہرے سے بزرگی اور جلال الٰہی کے آثار نمایاں تھے۔آپ کا ظاہر احکام شریعت کے موافق اور باطن اللہ جانتا ہے۔حلم وحیا آپ پر غالب تھے۔نماز ظہر آپ کے پیچھے ادا کی۔ ہر چند کہ ایسے لوگوں کی استعداد شناخت نہیں رکھتا۔مگر ان کا وجود مبارک بمنزلہ رحمت الٰہی اور دین حق...... کے لئے غیر محدود قوت کا موجب ہے۔ان کے مجدد ہونے سے انکار سراسر جہل و نادانی ہے......''

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے نشان آسمانی میں مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کے فتویٰ کفر میں علماء کی فہرست میں عبداللہ پٹیالوی کا نام درج کیا تھا تو حضرت مولوی محمد عبداللہ صاحب نے فوراً ایک اشتہار شائع کیا کہ میرے ہم نام مولوی عبداللہ پٹیالوی اور شخص ہیں جو کبھی بھی مرزا صاحب کے معتقد نہ تھے اور نہ ہیں۔ باقی رہا نیازمند۔ اسی طرح فدائے قوم وکشتۂ اسلام کا معتقد اور نیازمند ہوں۔"

کتاب البریہ میں پُرامن جماعت میں آپ کا ذکر بھی ہے۔

اولاد: آپ کے فرزند مولانا مصطفیٰ خان ماہنامہ "ادب" شائع کرتے تھے۔

ماخذ: (۱) نشان آسمانی روحانی خزائن جلد۲ (۲) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳ (۳) یادرفتگان حصہ دوم صفحہ۱۰۳۔۱۰۵ (۴) رجسٹر بیعت اُولیٰ مندرجہ تاریخ احمدیت جلد۱ صفحہ۳۴۷۔

۱۵۹۔ ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب۔ پٹیالہ

بیعت: ابتدائی زمانہ میں

تعارف: آپ زمانہ طالب علمی سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے حسن ظن اور عقیدت رکھتے تھے۔ بیعت ابتدائی زمانہ کی تھی۔ بعد میں سلسلہ احمدیہ کے ساتھ کوئی تعلق نہ رہا۔ اور حضرت اقدسؑ کی مخالفت کرتے رہے۔ آپ انگریزی زبان میں مہارت رکھتے تھے۔

ماخذ: (۱) ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد۳ صفحہ۵۳۷ (۲) انجام آتھم روحانی خزائن جلد۱۱ (۳) تاریخ احمدیت جلد۲

☆

۱۶۰۔ حضرت ڈاکٹر بوڑے خان صاحب۔ قصور ضلع لاہور

بیعت: ۱۸۹۴ء۔ وفات: جولائی ۱۸۹۹ء

تعارف: حضرت ڈاکٹر بوڑے خان رضی اللہ عنہ قصور (ضلع لاہور) کے رہنے والے تھے۔ بہت مخلص اور فدائی احمدی تھے۔ آپ کے بیٹے مولوی غلام محی الدین قصوری ابھی بچہ تھے اور حضرت ڈاکٹر صاحب کے ساتھ قادیان جایا کرتے تھے۔ (بعد میں مولوی غلام محی الدین قصوری صاحب کا احمدیت سے تعلق نہ رہا۔)

بیعت: آپ کی بیعت سال ۱۸۹۴ء کی ہے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت مولوی غلام علی رہتاس کی بیماری کا تار موصول ہونے پر حضرت

اقدس مسیح موعودؑ نے فرمایا (جس میں ڈاکٹر صاحب کی وفات کا بھی ذکر ہے۔)

''ہماری جماعت جواب ایک لاکھ تک پہنچی ہے۔سب آپس میں بھائی ہیں۔اس لئے اتنے بڑے کنبہ میں کوئی دن ایسا نہیں ہوتا کہ کوئی نہ کوئی دردناک آواز نہ آتی ہو۔جو گزر گئے وہ بھی بڑے ہی مخلص تھے۔جیسے ڈاکٹر بوڑے خان، سید خصیلت علی شاہ، ایوب بیگ، منشی جلال الدین۔خدا ان سب پر رحم کرے۔''

ڈاکٹر صاحب جب آخری دفعہ قادیان آئے تو واپسی پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام آپ کو چھوڑنے کے لئے ساتھ ساتھ چلتے موڑ تک تشریف لے آئے۔یکہ خالی ساتھ ساتھ چلتا رہا۔ڈاکٹر صاحب نے رستہ میں ایک دفعہ اصرار بھی کیا کہ حضور اب واپس تشریف لے جائیں مگر حضور موڑ تک تشریف لے آئے۔

وفات: اس کے چند دن بعد حضرت ڈاکٹر بوڑے خانؓ صاحب کسی مریض کا آپریشن کر رہے تھے کہ ان کے ہاتھ پر نشتر لگ گیا اور اس نشتر کے زہر سے ان کی موت واقع ہوگئی۔آپ کی نماز جنازہ حضرت مسیح موعودؑ نے پڑھائی۔

حضرت مسیح موعودؑ اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں اپنے ایک نشان کے متعلق فرماتے ہیں:

''۲۴ نشان۔۳۰ر جون ۱۸۹۹ء میں مجھے یہ الہام ہوا پہلے بے ہوشی، پھر غشی پھر موت۔ساتھ ہی اس کے یہ تفہیم ہوئی کہ یہ الہام ایک مخلص دوست کی نسبت ہے جس کی موت سے ہمیں رنج پہنچے گا۔چنانچہ اپنی جماعت کے بہت سے لوگوں کو یہ الہام سنایا گیا...... پھر آخر جولائی ۱۸۹۹ء میں ہمارے ایک نہایت مخلص دوست ڈاکٹر محمد بوڑے خاں اسسٹنٹ سرجن ایک ناگہانی موت سے قصور میں گزر گئے۔اول بے ہوش رہے پھر یک دفعہ غشی طاری ہوگئی پھر اس ناپائیدار دنیا سے کُوچ کیا اور ان کی موت اور اس الہام میں صرف بیس بائیس دن کا فرق تھا۔''

حضرت اقدسؑ نے تحفہ قیصریہ میں ڈائمنڈ جوبلی جلسہ میں شرکت کرنے والوں میں بھی آپ کا نام تحریر فرمایا ہے۔

ماخذ: (۱) حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد۲۲ (۲) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد۱۲ (۳) سیرۃ المہدی حصہ سوم صفحہ۱۹۵ (۴) اخبار الحکم ۱۰/۱۷ کتوبر ۱۹۰۲ء ملفوظات جلد دوم۔

☆

۱۶۱۔حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب۔لاہور حال چکراتہ

ولادت: ۱۸۶۶ء۔بیعت: ۲ر جنوری ۱۸۹۲ء۔وفات: یکم جولائی ۱۹۲۶ء

تعارف: حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحبؓ کا حسب و نسب حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ملتا ہے۔یہ خاندان خلیفہ بدیع الدین کی سرکردگی میں ہندوستان آیا خاندان کا کچھ حصہ ممبئی میں اور باقی کا لاہور ٹھہرا۔آپ کے والد ماجد خلیفہ حمید الدین صاحب انجمن حمایت اسلام لاہور کے بانیوں میں سے تھے۔خلیفہ حمید الدین صاحب کی رہائش اندرون موچی گیٹ تھی۔آپ ہی کے وقت انجمن حمایت اسلام کے تعلیمی ادارے قائم ہوئے۔آپ انجمن کے صدر

رہے۔وفات کے بعد خلیفہ صاحب کو اسلامیہ کالج لاہور میں دفن کیا گیا۔

تعلیم: حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحبؓ حافظ قرآن تھے۔سکول کی تعلیم کے بعد آپ نے کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج میں تعلیم پائی۔اس خاندان کی خصوصیت تھی کہ سب لڑکے اور لڑکیاں حافظ قرآن تھے۔آپ نے زمانہ طالب علمی میں ینگ مین محمڈن ایسوسی ایشن (Young Men Mohammaden Association) کی بنیاد رکھی۔

بیعت: حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دستِ مبارک پر ۲؍جنوری ۱۸۹۲ء کو بیعت کی۔رجسٹر بیعت اُولیٰ میں آپ کا نام ۱۸۷ نمبر پر درج ہے۔

خدمت خلق: لاہور اور آگرہ کے میڈیکل کالج میں پروفیسر رہے۔ملازمت سے ریٹائر ہونے کے بعد آپ ہجرت کر کے مستقل طور پر قادیان آ گئے تھے اور نور ہسپتال میں کئی سال تک انچارج کے طور پر کام کیا۔آپ اپنے پیشہ سے اس قدر مخلص تھے کہ ایک دفعہ رات بارہ بجے ایک شخص اپنی بیوی کی تشویشناک حالت کے لئے دوائی لینے آیا آپ اس کی کیفیت کے پیش نظر اس کے ساتھ ہو لئے۔خود دوائی دی اور بتایا کہ اسے ایک گھنٹے بعد دوبارہ دورہ پڑے گا۔ باہر کہیں جانوروں کی جگہ انتظار کرتے رہے ٹھیک گھنٹہ بعد دوبارہ دوائی دینے کے لئے گئے۔اس وقت خاتون کی حالت خراب تھی۔آپ نے دوائی دی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے صحت دی۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے آپ کا ذکر ازالہ اوہام، آئینہ کمالات اسلام، سراج منیر، کتاب البریہ، تحفہ قیصریہ میں اپنے مخلصین چندہ دہندگان اور جلسہ ڈائمنڈ جوبلی میں شامل ہونے والوں میں کیا ہے۔ حضرت اقدسؑ نے آپ کے اخلاص کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

> ’’اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت اخلاص دیا ہے۔ان میں اہلیت اور زیرکی بہت ہے۔اور میں نے دیکھا ہے کہ ان میں نور فراست بھی ہے۔‘‘

آپ کی بڑی بیٹی حضرت رشیدہ المعروف حضرت محمودہ بیگم صاحبہ کی شادی ۱۹۰۳ء میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود صاحب سے ہوئی۔جو بعد میں ’’ام ناصر‘‘ کے نام سے معروف ہوئیں۔

’’اب ان کو قربانی کی ضرورت نہیں‘‘

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحبؓ کی مالی قربانی کے بارہ میں ۱۹۲۶ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر فرمایا:

> ’’اُن کی مالی قربانیاں اس حد تک بڑھی ہوئی تھیں کہ حضرت صاحب نے ان کو تحریری سند دی کہ آپ کو قربانی کی ضرورت نہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ زمانہ مجھے یاد ہے جبکہ آپؑ پر مقدمہ گورداسپور میں...... تھا اور اس میں روپیہ کی سخت ضرورت تھی۔حضرت صاحب نے دوستوں کو تحریک کی کہ چونکہ اخراجات بڑھ رہے ہیں۔لنگر خانہ تو دو جگہ پر ہو گیا ہے۔ایک قادیان میں اور دوسرا گورداسپور میں۔اس کے علاوہ اور

مقدمہ پر خرچ ہو رہا ہے۔ لہٰذا دوست امداد کی طرف توجہ کریں جب حضرت صاحب کی تحریک ڈاکٹر صاحب کو پہنچی تو اتفاق ایسا ہوا کہ اُسی دن اُن کو تنخواہ تقریباً ۴۵۰ روپے ملی تھی۔ وہ ساری کی ساری تنخواہ اسی وقت حضور کی خدمت میں بھیج دی۔ ایک دوست نے سوال کیا کہ آپ کچھ تو گھر کی ضروریات کیلئے رکھ لیتے تو انہوں نے کہا کہ خدا کا مسیح کہتا ہے کہ دین کیلئے ضرورت ہے تو پھر اور کس کیلئے رکھ سکتا ہوں۔ غرض ڈاکٹر صاحب تو دین کیلئے قربانیوں میں اس قدر بڑھے ہوئے تھے کہ حضرت صاحب کو انہیں روکنے کی ضرورت محسوس ہوئی اور انہیں کہنا پڑا کہ اب ان کو مالی قربانی کی ضرورت نہیں۔"

وفات: آپ کی وفات یکم جولائی ۱۹۲۶ء ہوئی۔ آپ کا وصیت نمبر ۵۳ ۷ہے۔ آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ قادیان میں قطعہ نمبر ۳ حصہ نمبر ۶ میں ہوئی۔

اولاد: آپ کے بیٹے بیٹیوں اور ان کی اولاد کی تعداد ۲۰۰ سے زائد ہے۔ آپ کی دو ازواج تھیں۔ اہلیہ اوّل حضرت عمدہ بیگم سے نو بیٹے بیٹیاں تھیں جن میں سے حضرت رشیدہ بیگم (المعروف حضرت محمودہ بیگمؓ سیدہ ام ناصر) حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے عقد میں آئیں۔ کرنل تقی الدین اور مکرم خلیفہ علیم الدین صاحب انہی کی اولاد تھے۔ اہلیہ ثانی حضرت مراد خاتون سے پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں محترم خلیفہ صلاح الدین صاحب اور خلیفہ منیر الدین صاحب (پاک بھارت جنگ ۱۹۶۵ء کے شہید (ستارہ جرأت) ان کی اولاد تھے۔ خلیفہ صلاح الدین مرحوم کے بیٹے خلیفہ صباح الدین مرحوم (مربی سلسلہ احمدیہ)، خلیفہ فلاح الدین اور خلیفہ رواح الدین لندن میں آپ کی نسل سے ہیں۔

ماخذ: (۱) ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد نمبر ۳ (۲) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد نمبر ۵ (۳) سراج منیر روحانی خزائن جلد نمبر ۲ (۴) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد نمبر ۱۲ (۵) رجسٹر بیعت اُولیٰ مندرجہ تاریخ احمدیت جلد ا صفحہ ۳۵۷ (۶) لاہور تاریخ احمدیت صفحہ ۱۴۶ ۔ ۱۴۷ (۷) مضمون مندرجہ روزنامہ الفضل ۲۳ رجون ۱۹۹۸ء (۷) ماہنامہ انصار اللہ ماہ ستمبر، اکتوبر ۱۹۹۵ء (۸) تاریخ لاہور از ڈاکٹر کنہیالال صفحہ ۵۲ (۹) روزنامہ الفضل ۱۱ رجنوری ۱۹۲۷ء۔

☆

۱۶۲۔ جناب مولوی غلام محی الدین خانصاحب فرزند ڈاکٹر بوڑے خانصاحب

بیعت مارچ ۱۸۹۷ء۔ وفات: ۱۹۶۴ء

حضرت اقدس سے تعلق اور بیعت: جناب مولوی غلام محی الدین خاں صاحب حضرت ڈاکٹر بوڑے خاں صاحبؓ قصوری کے بیٹے تھے چونکہ چھوٹی عمر سے ہی اپنے والد ماجد کے ساتھ قادیان جایا کرتے تھے۔ اس لئے ضمیمہ انجام آتھم میں ۳۱۳ کی فہرست میں نام درج ہے۔ آپ نے مارچ ۱۸۹۷ء میں بیعت کی تھی۔ حضرت ڈاکٹر صاحب تو بہت مخلص اور فدائی احمدی تھے مگر جناب مولوی صاحب کا احمدیت سے تعلق نہ رہا۔ پیشہ وکالت میں معروف

تھے۔آخری عمر میں انجمن حمایت اسلام لاہور کے صدر رہے۔

تاریخ احمدیت لاہور میں ہے کہ ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب' جناب چوہدری سر شہاب الدین صاحب اور مولوی غلام محی الدین قصوری صاحب اکٹھے قادیان گئے تھے اور ایک ہی روز انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی تھی۔

ماخذ: (۱)انجام آتھم روحانی خزائن جلد۱۱ (۲) لاہور تاریخ احمدیت جدید ایڈیشن صفحہ ۲۲۸۔۲۲۹۔

☆

۱۶۳۔حضرت مولوی صفدر حسین صاحب۔حیدر آباد دکن

بیعت:۲۷/اگست ۱۸۹۲ء

تعارف: حضرت مولوی صفدر حسین رضی اللہ عنہ کے والد کا نام محی الدین صاحب تھا آپ ریاست حیدر آباد دکن میں مہتمم تعمیرات تھے۔

بیعت: رجسٹر بیعت اُولیٰ میں آپ کا نام ۳۴۹ نمبر پر ہے کہ آپ نے ۱۴/اگست ۱۸۹۲ء کو بیعت کی۔رجسٹر بیعت میں نام ''مولوی منشی صفدر علی صاحب ولد محی الدین صاحب ساکن...... ضلع میدک علاقہ ملک سرکار نظام درج ہے۔

دینی خدمات: مولوی انوار اللہ خان صاحب افسر اعلیٰ امور مذہبی حیدر آباد دکن نے ''ازالہ اوہام'' کے جواب میں ''انوار الحق'' نامی ایک کتاب لکھی۔حضرت مولوی صفدر حسین صاحبؓ نے اس پر تنقیدی نظر ڈالی بعد میں حضرت مولانا مولوی میر محمد سعیدؓ نے ''انوار الحق'' کا جواب نہایت شرح وبسط سے تصنیف کیا۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے ازالہ اوہام، کتاب البریہ میں پُر امن جماعت میں ذکر فرمایا ہے۔

حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحبؓ نے حضرت اقدسؑ کے معاصر علماء میں آپ کا شمار کیا ہے جنہوں نے حضرت اقدسؑ کی بیعت کی۔

ماخذ: (۱) ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد۳ (۲) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳ (۳) رجسٹر بیعت اُولیٰ مندرجہ تاریخ احمدیت جلد ا صفحہ ۳۶۲ (۴) ''حیات حسن'' صفحہ ۲۱۔۲۳ (۵) صداقت حضرت مسیح موعودؑ تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۶۴ء۔

۱۶۴۔حضرت خلیفہ نور دین صاحب جمونی

ولادت:۵۲۔۱۸۵۱ء۔بیعت:۲۷/دسمبر ۱۸۹۱ء۔وفات:۲/ستمبر ۱۹۴۲ء

تعارف اور بیعت: حضرت خلیفہ نور دین صاحب جمونی رضی اللہ عنہ جلال پور جٹاں ضلع گجرات کے رہنے والے

تھے۔آپ کے والد کا نام میاں عبداللہ عرف میاں موجدین تھا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے دعویٰ سے قبل جب حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی عیادت کے لئے جموں تشریف لے گئے تو خلیفہ نوردین صاحب کے مکان پر ٹھہرے تھے۔حضرت خلیفہ نوردین صاحبؓ نے جلال پور جٹاں سے نقل مکانی کر کے جموں میں جا کر رہائش اختیار کر لی تھی۔ مناظرہ دہلی کے بعد حضرت اقدسؑ نے اپنے دوستوں کو قادیان بلایا۔حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ سیالکوٹ میں ایک سرائے میں ٹھہرے ہوئے تھے وہاں خلیفہ نوردین صاحبؓ کی آپ سے ملاقات ہوئی تو آپ بھی ساتھ ہو لئے اور قادیان پہنچ کر حضرت اقدسؑ کی بیعت کر لی۔آپ کی بیعت ۲۷رنومبر ۱۸۹۱ء کی ہے۔

آپ کو خلیفہ کا نام مہاراجہ کشمیر نے دیا۔ریاست میں اونچی اذان دینا ممنوع تھا۔ایک دفعہ جب آپ نے اونچی اذان دے دی تو مہاراجہ صاحب حضرت حکیم نورالدین صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ) کے ادب کی وجہ سے منع تو نہ کر سکے مگر کہا مولوی صاحب! آپ کا خلیفہ اونچی اونچی بانگیں دیتا ہے اس دن سے آپ خلیفہ نوردین مشہور ہو گئے۔

آتھم کے مباحثہ میں آپ بھی لکھنے والوں میں سے تھے۔آخری دن جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آتھم کے متعلق پیشگوئی کا اعلان فرمایا تو آتھم نے خوف زدہ ہو کر کانوں کی طرف ہاتھ اٹھائے اور دانتوں میں انگلی لی اور کہا میں نے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دجال نہیں کہا۔

انکشاف قبر مسیح: ایک دفعہ خلیفہ نوردین صاحبؓ کشمیر میں ہیضہ کے ایام میں گشت سرکاری کی ڈیوٹی پر تھے جس محلّہ میں جاتے مزاروں کے مجاوروں سے سوال کرتے اور حالات معلوم کرتے تھے۔محلّہ خانیار (سری نگر) میں ایک مزار کے بارے میں پوچھا تو مزار پر ایک بڑھیا اور بوڑھے نے بتایا کہ یہ قبر یوز آسف شہزادہ نبی اور پیغمبر صاحب کی قبر مشہور ہے۔

ایک عرصہ بعد حضرت مسیح موعودؑ نے ایک مجلس میں فرمایا کہ وَ اٰوَیۡنٰہُمَاۤ اِلٰی رَبۡوَۃٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّ مَعِیۡنٍ (المؤمنون:۵۱) سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ واقعہ صلیب کے بعد حضرت عیسٰیؑ کسی ایسے مقام کی طرف گئے جیسے کشمیر۔اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے خلیفہ نوردینؓ کو اس کی تحقیقات کرنے کا حکم دیا تو آپ نے کشمیر میں پھر کر ......علماء سے دستخط کروا کر حضور کی خدمت میں پیش کئے۔جسے حضور نے بہت پسند کیا۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضورؑ نے آپ کا ذکر آئینہ کمالات اسلام، آسمانی فیصلہ، تحفہ قیصریہ، سراج منیر، کتاب البریہ، راز حقیقت اور ملفوظات میں کیا ہے۔

وفات: آپ کی وفات ۲رستمبر ۱۹۴۲ء کو بعمر ۹۵ سال ہوئی آپ کا وصیت نمبر ۳۸۹ ہے۔آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ قادیان میں قطعہ نمبر ۵ حصہ نمبر ۳ میں ہوئی۔

اولاد: آپ کے اولاد نہیں ہوتی تھی۔خلیفہ صاحب نے چار شادیاں کی تھیں۔ان کی بیٹی کی شادی ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب (سابق مہر سنگھ) سے ہوئی تھی۔ان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاں خدمت کی توفیق ملی۔انہوں نے

اولاد کے بارے میں دعا کرائی تو حضرت اقدسؑ نے فرمایا ہاں ہم دعا کریں گے......خدا تعالیٰ کے فضل اور دعا کی برکت سے عبدالرحیم لڑکا پیدا ہوا۔آپ کی اولاد میں ان کے بیٹے خلیفہ عبدالرحیم صاحب اور خلیفہ عبدالرحمٰن صاحب کوئٹہ ہیں۔خلیفہ عبدالرحیم صاحب کے بیٹے خلیفہ عبدالوکیل اور خلیفہ عبدالوہاب صاحب سیکرٹری گورنمنٹ کشمیر ہیں۔ خلیفہ عبدالرحمٰن صاحب کے بیٹے خلیفہ طاہر احمد صاحب سابق صدر چیمبر آف کامرس بلوچستان اور خلیفہ جمیل احمد کوئٹہ تھے۔آپ کی اولاد سے خلیفہ عبدالعزیز صاحب نائب امیر کینیڈا اور خلیفہ عبدالباسط صاحب کینیڈا میں ہیں۔

ماخذ: (۱) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد۵ (۲) آسمانی فیصلہ روحانی خزائن جلد۲ (۳) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد۱۲ (۴) سراج منیر روحانی خزائن جلد۱۲ (۵) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳ (۶) راز حقیقت روحانی خزائن جلد۱۴ (۷) ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ (۸) سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ ۱۹۲ (۹) تذکرۃ المہدی صفحہ ۱۸۴۔۱۸۵ (۱۰) رجسٹر بیعت مندرجہ تاریخ احمدیت جلد ا صفحہ ۳۵۶ (۱۱) تاریخ احمدیت جموں وکشمیر (۱۲) تاریخ احمدیت جلد نہم صفحہ ۳۷۹ (۱۳) بھیرہ کی تاریخ احمدیت۔

☆

۱۶۵۔حضرت میاں اللہ دتّا صاحب جموں

بیعت:۱۸۹۲ء۔وفات:۱۲رجنوری ۱۹۱۵ء

تعارف: حضرت میاں اللہ دتہ رضی اللہ عنہ اصل سیالکوٹ کے رہنے والے تھے۔حضرت خلیفہ نوردین جمونی کے بہنوئی تھے۔

بیعت: آئینہ کمالات اسلام میں جلسہ ۱۸۹۲ء میں شامل ہونے والوں میں آپ کا ذکر ہے۔اس طرح بیعت ۱۸۹۲ء کی ہے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت میاں اللہ دتا صاحب رضی اللہ عنہ آف جموں جلسہ ڈائمنڈ جوبلی ۱۸۹۷ء قادیان میں شامل ہوئے۔جلسہ احباب میں آپ کے نام کے ساتھ تاجر کتب لکھا ہے۔کتاب آریہ دھرم میں حضور نے آپ کے نام کے ساتھ تاجر چرم لکھا ہے۔سراج منیر اور تحفہ قیصریہ میں آپ کے چندے اور جلسہ ڈائمنڈ جوبلی میں شرکت کا ذکر ہے۔

وفات: آپ ۱۲رجنوری ۱۹۱۵ء کو فوت ہوئے اور بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئے۔آپ کی اہلیہ حضرت مریم بیگم صاحبہ (وفات ۵رفروری ۱۹۴۹ء) بہشتی مقبرہ ربوہ رفقاء سلسلہ احمدیہ میں دفن ہیں۔

ماخذ: (۱) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد۵ (۲) سراج منیر روحانی خزائن جلد۱۲ (۳) آریہ دھرم روحانی خزائن جلد۱۰ (۴) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد۱۲۔

☆

۱۶۶۔حضرت منشی عزیزالدین صاحب۔کانگڑہ

ولادت۲۲جون ۱۸۸۸بیعت: پیدائشی احمدی۔وفات:۲۱رفروری ۱۹۶۳ء

تعارف و بیعت: آپ حضرت مولوی وزیرالدین صاحبؓ مکیریاں ضلع ہوشیار پور یکے از۳۱۳ رفقاء کے بیٹے ہیں۔جنہوں نے بیعت ۱۸۸۹ء کی۔حضرت منشی عزیزالدینؓ کا بیان ہے کہ میں پیدائشی احمدی ہوں۔حضرت خلیفة المسیح الثانیؓ نے آپ کا نام شیخ عزیزالدین ذکرفرمایا ہے۔حضرت مولوی وزیرالدین صاحب کی چھ بیٹیاں تھیں اور کوئی نرینہ اولادنہیں تھی۔حضرت مسیح موعودؑ کی دعا سے حضرت منشی عزیزالدین صاحب کی ولادت ہوئی۔آپ کا نام بھی حضرت اقدسؑ نے ہی رکھا۔میٹرک تک قادیان سے تعلیم حاصل کی اور لاہور سے دوران ملازمت طبیہ کالج سے طب کی تعلیم حاصل کی۔آپ ۱۹۰۵ء کے زلزلہ کانگڑہ کے عینی شاہد تھے۔خلافت سے والہانہ محبت رکھتے تھے۔آپ نے پانچویں حصہ جائیداد کی وصیت کی۔

آپ مکرم مولانا حکیم محمدالدین صاحب نائب ناظم وقف جدید قادیان کے والد ہیں۔آپ کے داماد مولانا چوہدری محمد صدیق صاحب ایم اے سابق انچارج خلافت لائبریری ربوہ ہیں۔آپ نے محکمہ ریلوے میں ملازمت کی اور۱۹۱۴ء کی جنگ کے دوران میسور سے بغداد وغیرہ جانے کا بھی اتفاق ہوا۔

وفات: آپ کی وفات ۲۱رفروری ۱۹۶۳ءکوبعمر ۷۵سال ہوئی آپ کا وصیت نمبر۸۳۷ ہے۔آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ قطعہ نمبر۷حصہ نمبر۲۶ میں ہوئی۔

اولاد: آپ نے دوشادیاں کیں۔اہلیہ اول محترمہ عائشہ بیگم۔اہلیہ ثانی محترمہ امینہ بیگم۔ایک بیٹی اور تین بیٹے ہیں۔مکرم علیم الدین صاحب سابق اسسٹنٹ فنانشل ایڈوائزرفنانس ڈیپارٹمنٹ پاکستان۔مولانا حکیم محمد الدین صاحب قادیان۔مکرم عطاءاللہ صاحب۔

ماخذ: (۱)ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد۱۱ (۲) خطبات محمود جلد نمبر۹صفحہ۸۴ (۳) الفضل ربوہ۲ تا۶ جولائی ۱۹۶۳ء

☆

۱۶۷۔ حضرت سیّد مہدی حسین صاحب علاقہ پٹیالہ

ولادت: ۷؍محرّم ۱۲۸۵ھ ۔ بیعت: مارچ ۱۸۹۳ء ۔ وفات: ۳۱؍اگست ۱۹۴۱ء

تعارف و بیعت: حضرت سیّد مہدی حسین رضی اللہ عنہ پٹیالہ کے گاؤں سیّد خیری میں ایک شیعہ خاندان میں ۷؍محرم ۱۲۸۵ ھ کو پیدا ہوئے۔ لدھیانہ میں علم خطاطی سے شناسائی حاصل کی۔ ''سرمہ چشم آریہ''، ''سبز اشتہار'' تصانیف حضرت اقدس مسیح موعودؑ پڑھنے کے بعد ایک خواب میں یہ تحریر پڑھی ''جَے حضرت مرزا صاحب'' اس سے حضرت اقدسؑ کی صداقت کے قائل ہو گئے اور ۱۸۹۳ء میں بیعت کر لی۔

قادیان آمد: آپ کا بیان ہے کہ:

''میں جب قادیان پہنچا تو سیدھا مسجد اقصیٰ میں گیا۔ ڈاکٹر فیض علی صاحب نے مجھے کہا کہ چلئے حضرت صاحب سے ملئے۔ میں آپ کو لے چلتا ہوں۔ میں نے کہا۔ میں دن کے وقت ملوں گا۔ اس وقت نہیں۔ انہوں نے کہا کہ ملنے کا یہ وقت ہے۔ دن کو حضرت صاحب کسی سے نہیں ملتے۔ پھر کل اسی وقت ملاقات ہو سکے گی۔ اس پر میں کچھ دھیما ہو گیا۔ اور وہ میری گٹھری اُٹھا کر مسجد مبارک کو چلے۔ اور مجھے کہا۔ کہ میرے پیچھے چلو۔ مجھے ناچار ان کے ساتھ چلنا پڑا۔ اب وہ مجھے مسجد مبارک میں لے کر پہنچے۔ اور حضرت اقدس مسجد میں تشریف رکھتے تھے۔ مجھے کہا کہ یہ حضرت صاحب تشریف رکھتے ہیں۔ میں نے غلطی سے مولوی عبدالکریم صاحب کی طرف رخ کیا۔ جو محراب میں بیٹھے تھے۔ اور مولوی صاحب نے مجھے حضرت صاحب کی طرف بھیج دیا۔ میں نے السلام علیکم کہہ کر حضور سے مصافحہ کیا۔ اس وقت مجھے اس قدر سرور حاصل ہوا کہ سب کلفت راہ کی بھول گئی۔ اور میں اپنے کو جنت میں پاتا تھا۔ یہ دسمبر ۱۹۰۰ء تھا۔ اور ۱۰ اور ۱۵ دسمبر کے درمیان کا کوئی وقت تھا۔ حضرت اقدس نے تھوڑی دیر کے بعد مجھ سے دریافت فرمایا۔ آپ کہاں سے آئے ہیں۔ میں نے جگہ کا نام بتلایا۔ تو مولوی عبدالکریم صاحب نے فرمایا کہ ہاں ان کے خطوط آتے ہیں۔ پھر تھوڑی دیر بعد حضور نے دریافت فرمایا۔ آپ نے کھانا کھایا ہے؟ میں نے عرض کی کہ حضور اس وقت تو میرا کھانا یہ چہرہ مبارک ہے۔ جس کے لئے میں سات سال ترس رہا تھا۔ مجھے اس سے بڑھ کر اور کوئی غذا نہیں چاہئے۔ جو مجھے اس وقت حاصل ہو رہی ہے۔'' (رجسٹر روایات جلد ۱۱ روایات میر مہدی حسین صفحہ ۲۶۶)

پھر بیان کیا:

''جب ۱۹۰۱ء میں میں ہجرت کر کے آیا۔ تو خدا تعالیٰ کی توفیق سے میں نے ایک نظم اپنی آمد متعلق الحکم میں شائع کی۔ جس کا پہلا مصرعہ یہ ہے: ''خدایا شکر ہے تیرا کہ مجھ کو قادیان لایا'' (رجسٹر روایات جلد ۱۱ روایات میر مہدی حسین)

دینی خدمات: ۱۹۰۱ء میں ہجرت کر کے قادیان آ گئے۔ حضرت میر مہدی حسین صاحب حضرت اقدسؑ کے کتب

خانہ کے مہتمم تھے اور حضرت صاحب کے دیکھنے کے بعد کبھی کبھی اپنے شوق سے کاپی اور پروف وغیرہ دیکھ لیا کرتے تھے۔اس طرح آپ کے سپرد لنگر خانہ کا انتظام بھی تھا۔اکتوبر ۱۹۳۴ء میں بغرض تبلیغ ایران تشریف لے گئے اور چھ ماہ تک اعلائے کلمۃ اللہ میں مصروف رہنے کے بعد ۱۲؍مئی ۱۹۳۵ء کو واپس آئے۔

وفات: ۳۱؍اگست ۱۹۴۱ء کو وفات پائی۔آپ بہشتی مقبرہ قادیان میں مدفون ہیں۔

ماخذ: (۱) سیرت المہدی جلد دوم صفحہ ۱۳۸ (۲) عالم روحانی کے لعل و جواہر از الفضل یکم جولائی ۲۰۰۰ء (۳) تاریخ احمدیت جلد اوّل طبع جدید صفحہ ۴۹۷ (۴) تاریخ احمدیت جلد نہم صفحہ ۲۷۹ (۵) ذکر حبیب (۶) رجسٹر روایات جلد ۱۱ روایات میر مہدی حسین۔

☆

۱۶۸۔حضرت مولوی حکیم نور محمد صاحب موکل

بیعت: ابتدائی زمانہ میں

تعارف و بیعت: حضرت ڈاکٹر نور محمد رضی اللہ عنہ احمدی مالک نوری شفا خانہ موکل ضلع لاہور (حال ضلع قصور) مخلص فدائی وجود تھے۔آپ کی بیعت ابتدائی زمانہ کی ہے۔اخبار البدر کے اجراء پر جب حضورؑ کے روزانہ کے معمولات چھپنے لگے تو آپ کو بہت خوشی ہوئی، چنانچہ آپ نے ایڈیٹر صاحب کو لکھا۔

''مبارک! صد مبارک! مبارک! میرا دلی منشا تھا کہ قادیان شریف میں ایسا اخبار ہو جس میں حضرت اقدسؑ کے روزانہ اقوال و افعال کا حال پورا درج ہو......خدا تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ آپ نے القادیان (البدر کا پہلا شمارہ ''القادیان'' کے نام سے شروع ہوا) جاری فرما کر میری دلی تمنا پوری کر دی مجھے بزمرہ خریداران درج فرماویں۔''

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے تحفہ قیصریہ میں جلسہ ڈائمنڈ جوبلی، سراج منیر میں چندہ دہندگان اور کتاب البریہ میں پُرامن جماعت میں آپ کا ذکر کیا ہے۔

آپ کا تذکرہ مولانا جلال الدین صاحب شمس نے ان علماء کی فہرست میں کیا ہے جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں آپ کی بیعت کی تھی۔آپ کا خاندان آجکل موکل میں آباد ہے جو احمدیت میں نہیں ہیں۔

ماخذ: (۱) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد ۱۲ (۲) سراج منیر روحانی خزائن جلد ۱۲ (۳) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ (۴) اخبار البدر ۱۴؍نومبر ۱۹۰۲ء (۵) صداقت حضرت مسیح موعود۔تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۶۴ء۔(۴) مکتوب مکرم عبدالواسع عابد مربی ضلع قصور محررہ ۲۲؍فروری ۲۰۰۳ء۔

۱۶۹۔حضرت حافظ محمد بخش مرحوم،کوٹ قاضی

بیعت:ابتدائی زمانہ میں

تعارف و بیعت: حضرت حافظ محمد بخش رضی اللہ عنہ کوٹ قاضی کے تھے۔حضرت قاضی ضیاء الدینؓ (یکے از ۳۱۳) کے ذریعہ سلسلہ احمدیہ سے تعارف ہوا اور بیعت کی۔آپ کی بیعت ابتدائی زمانہ کی ہے۔

نوٹ: آپ کے مزید سوانحی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱۔

۱۷۰۔حضرت چوہدری شرف الدین صاحب کوٹلہ فقیر،جہلم

بیعت:۱۸۹۲ء

تعارف: حضرت چوہدری شرف الدین رضی اللہ عنہ کوٹلہ فقیر جہلم کے رہنے والے تھے۔آپ کے بیٹے چوہدری قطب الدینؓ (یکے از ۳۱۳) کا نام انجام آتھم میں ۱۸۶ نمبر پر ہے۔

بیعت: آپ کی بیعت ۱۸۹۲ء کی ہے۔آپ ۱۸۹۲ء کے جلسہ سالانہ میں شامل ہوئے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: آئینہ کمالات اسلام میں جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والوں،تحفہ قیصریہ میں جلسہ ڈائمنڈ جوبلی اور کتاب البریہ میں پُرامن جماعت میں حضرت اقدسؑ نے ذکر فرمایا۔

نوٹ: آپ کے مزید سوانحی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ (۲) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد ۱۲ (۳) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳۔

۱۷۱۔حضرت میاں رحیم بخش صاحب امرتسر

بیعت: ابتدائی زمانہ میں۔وفات: ۲؍جولائی ۱۹۳۲ء

تعارف و بیعت: حضرت میاں رحیم بخش رضی اللہ عنہ کو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی ماموریت سے قبل زیارت و ملاقات کا شرف حاصل تھا۔آپ کے والد کا نام رانجھا خان تھا۔بیعت سے قبل حضرت مولوی عبداللہ صاحب غزنوی کے مرید تھے۔آپ کی بیعت ابتدائی زمانہ کی ہے۔آپ کی وفات 2 جولائی 1932ء کو ہوئی۔

نوٹ: آپ کے مزید سوانحی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱) تاریخ احمدیت جلد ہشتم صفحہ ۲۷۵ (۲) روزنامہ الفضل ۱۵؍اگست ۱۹۳۴ء۔

۱۷۲۔حضرت مولوی محمد افضل صاحب کملہ۔گجرات

بیعت: ابتدائی زمانہ میں

تعارف و بیعت: حضرت مولوی محمد افضل رضی اللہ عنہ کملہ ضلع گجرات کے رہنے والے تھے۔کملہ ڈنگہ سے مشرقی جانب چند میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔آپ کی بیعت ابتدائی زمانہ کی ہے۔حضرت مولانا جلال الدین شمسؓ صاحب نے آپ کا نام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہمعصر علماء کرام میں شامل کیا ہے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے کتاب البریہ میں پُرامن جماعت میں ذکر کیا ہے۔

اولاد: آپ کے بیٹے حضرت محمد اکرمؓ صاحب بھی رفیق بانی سلسلہ تھے۔

نوٹ: آپ کے مزید سوانحی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱) انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ (۲) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ (۳) صداقت حضرت مسیح موعودؑ تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۶۴ء۔

☆

۱۷۳۔ حضرت میاں اسمٰعیل صاحب امرتسری

بیعت: ابتدائی زمانہ میں۔ وفات ۲۷/اکتوبر ۱۹۳۵ء

تعارف و بیعت: حضرت میاں اسمٰعیل رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعودؑ کے رشتے داروں میں سے تھے آپ کا نام مرزا اسمٰعیل بیگ تھا آپ کے والد کا نام مرزا بڈھا بیگ قادیان تھا۔ آپ کے جدا مجد بھی مرزا ہادی بیگ (جد امجد حضرت مسیح موعود) کے ساتھی تھے۔ انہی کے ساتھ ثمر قند کے ساتھ قادیان پہنچے تھے۔ اس خاندان کا حضرت مسیح موعود کے ساتھ خادمانہ تعلق تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ کی حرم اول محترمہ حرمت بی بی آپ کی رشتہ میں پھوپھی زاد بہن تھی۔ آپ چھاپہ خانہ میں (press man) رہے۔ اپنے بھائی مرزا احمد بیگ کی اہلیہ کی وفات پر ان کی اولاد کی پرورش کی۔ آپ خاموش طبع تھے آپ کے نام کا لاحقہ امرتسری اس دور کی یادگار رہے جب حضرت مسیح موعود کے حکم پر امرتسر میں لیتھو پرنٹنگ کے پرانے طریق کار دھاتی پلیٹ پر چھپائی کی ٹریننگ کیلئے امرتسر میں مقیم تھے۔ (آپ کے بھائی مرزا احمد بیگ کے پوتے مرزا سلیم بیگ ابن مرزا رشید احمد دارالعلوم غربی میں مقیم ہیں)۔ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ لکھتے ہیں کہ حضرت حافظ معین الدین صاحب (جو حضرت اقدسؑ کے بہت ابتدائی خدام میں سے تھے) کے زمانہ کے قریب مرزا محمد اسماعیل بیگ صاحب بھی تھے جنہوں نے بعد میں قادیان میں ایک دوکان بنائی تھی وہ حضرت اقدسؑ کی خدمت میں رہا کرتے تھے۔ آپ کی بیعت ابتدائی زمانہ کی ہے۔

ماخذ: (۱) انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ (۲) روزنامہ الفضل ۱۵/مئی ۱۹۹۵ء صفحہ ۳۔

(نوٹ) حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ۳۱۳ رفقاء کی فہرست کے ساتھ ان کی سکونت کا ذکر فرمایا ہے مگر چند رفقاء کی سکونت کا ذکر نہیں فرمایا بلکہ ان کے وطن مالوف کی نسبت کا ذکر فرمایا ہے۔ گمان غالب ہے کہ یہ لوگ اپنے حالات کے لحاظ سے قادیان میں ہی سکونت رکھتے تھے اور اپنے وطنوں کو چھوڑ کر حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے در پر دھونی رمائے بیٹھے تھے اس لئے حضرت اقدسؑ نے ان کی دلداری کیلئے ان کے وطن کا ذکر ان کے نام کے ساتھ مذکورہ فہرست میں کیا مثلاً نمبر ۷۵ پر جیسے حضرت شیخ مسیح اللہ صاحب شاہجہانپوری ہیں۔ اسی طرح حضرت میاں اسمٰعیل صاحب کے ساتھ امرتسری تحریر فرمایا ہے۔

☆

۱۷۴۔ حضرت مولوی غلام جیلانی صاحب گھڑونواں۔ جالندھر

بیعت: ۲۶/اپریل ۱۸۹۰ء

تعارف: حضرت مولوی غلام جیلانی رضی اللہ عنہ کے والد ماجد کا نام میاں غوث علی صاحب ساکن نوہون تحصیل روپڑ ضلع انبالہ پیشہ مدرسی سکونت عارضی گھڑونوہہ علاقہ ریاست پٹیالہ۔

بیعت: رجسٹر بیعت اُولیٰ میں آپ کی بیعت ۱۹۰ نمبر پر درج ہے اور تاریخ ۲۶/اپریل ۱۸۹۰ء ہے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے ازالہ اوہام میں ذکر کردہ اپنے مخلص مبائعین میں آپ کا نام ''حبی فی اللہ مولوی غلام جیلانی صاحب'' لکھا ہے۔ مزید سوانحی حالات دستیاب نہیں ہو سکے۔ البتہ حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمسؓ نے آپ کا تذکرہ اپنی تقریر صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (جلسہ سالانہ ۱۹۶۴ء) میں حضرت اقدسؑ کے ہم عصر علماء کے اسماء گرامی کے ساتھ کیا ہے۔

نوٹ: آپ کے مزید سوانحی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ (۲) ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد ۳ (۳) رجسٹر بیعت اُولیٰ مندرجہ تاریخ احمدیت جلد ۱ صفحہ ۳۵۳ (۴) صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۶۴ء۔

☆

۱۷۵۔ حضرت منشی امانت خان صاحب۔ نادون۔ کانگڑہ

بیعت: ۱۸۹۰ء

تعارف و بیعت: حضرت منشی امانت خان رضی اللہ عنہ کے والد صاحب کا نام امان خان صاحب تھا۔ آپکا یوسف زئی خاندان سے تعلق تھا اور نادون کانگڑہ کے رہنے والے تھے۔ قادیان کے صحابہ کی فہرست تاریخ احمدیت جلد ہشتم میں بطور ضمیمہ درج کی گئی ہے۔ یہ فہرست حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمدؓ کی زیر نگرانی مرتب کی گئی تھی۔ حضرت امانت خانؓ نادون، حضرت شہامت خانؓ نادون کے بھائی تھے جو ۳۱۳ میں شامل ہیں۔ آپ کے ایک اور بھائی حضرت منشی دیانت خانؓ کی بیعت بھی سال ۱۸۹۲ء کی ہے۔ حضرت منشی دیانت خانؓ کے ایک پوتے مکرم ظہیر احمد خاں صاحب ولد رشید احمد خاں مربی سلسلہ حال لندن خدمات سرانجام دے رہے ہیں جبکہ دوسرے پوتے مکرم طلحہ محمود خاں ابن لطیف احمد خاں لاہور میں مربی سلسلہ ہیں اور ایک پوتے مکرم شاہد محمود خاں ولد لطیف احمد خاں واقف زندگی جامعہ احمدیہ میں تعلیم حاصل

کررہے ہیں۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے کتاب البریہ میں آپ کا ذکر پُرامن جماعت میں کیا ہے۔

ماخذ: (۱) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد۵ (۲) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳ (۳) رجسٹر روایات صحابہؓ نمبر۶ (غیر مطبوعہ)، منشی دیانت خانؓ (بیعت ۱۸۹۲ء) ولد امان خان صاحب نادون ضلع کانگڑہ دارالفضل قادیان۔

☆

۱۷۶۔ حضرت قاری محمد صاحب۔ جہلم

بیعت: ابتدائی ایام میں۔ وفات ۱۰/اکتوبر ۱۹۰۹ء

تعارف: حضرت قاری محمد رضی اللہ عنہ جہلم شہر میں امام مسجد تھے۔ آپ کے والد کا نام نور حسین صاحب تھا۔

حضرت اقدسؑ کا تعارف اور بیعت: جہلم میں ایک مسجد حضرت حافظ قاری محمد صاحب کی تھی جو قصاباں والی کہلاتی تھی۔ آپ نے جہلم میں ابتدائی ایام میں احمدیت قبول کی۔ آپ حضرت مولوی برہان الدینؓ کے شاگرد بھی تھے۔ آپ کی بیعت ابتدائی زمانہ کی ہے۔ لوگوں نے متولی سے شکایت کی کہ مولوی قاری کافر ہو گئے ہیں انہیں الگ کیا جائے اور اس جگہ کا اور امام مقرر کیا جائے۔ متولی نے دریافت کیا کہ قاری صاحب کیا شہادت دیتے ہیں تو انہوں نے کہا شہادت تو یہی دیتے ہیں کہ اشھد ان محمد رسول اللہ. پھر پوچھا اذان کس طرح دیتے ہیں اور نماز کس طرح پڑھتے ہیں تو جب اسے جواب مل گئے کہ یہ سب کچھ وہی ہے جو پہلے تھا تو متولی نے ان لوگوں کو جواب دیا کہ ان حالات میں میں اسے الگ نہیں کر سکتا۔ تمہاری مرضی ہے تو نماز پڑھو ورنہ نہ پڑھو۔

وفات: آپ کی وفات ۱۰/اکتوبر ۱۹۰۹ء جہلم میں ہوئی اور جہلم میں ہی آپ مدفون ہیں۔ آپ کا وصیت نمبر ۳۴۵ ہے۔ آپ کا کتبہ قطعہ صحابہ بہشتی مقبرہ قادیان میں نصب ہے۔

اولاد: آپ کے بیٹے حضرت میاں محمد یوسف خان تھے جو خلافت ثانیہ میں پرائیویٹ سیکرٹری رہے۔ ان کی بیٹی حضرت حیدر شاہ صاحب ۱۹۰۴ میں وفات پا گئیں۔

ماخذ: (۱) ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن ۱۱ (۲) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد۱۲ (۳) سراج منیر روحانی خزائن جلد ۱۲ (۵) آریہ دھرم روحانی خزائن جلد۱۰ (۶) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳ (۷) عالمگیر برکات مامور زمانہ صفحہ ۳۹ تا ۴۱

۱۷۷۔حضرت میاں کرم داد معہ اہلبیت ۔قادیان

ولادت:۱۸۳۳ء۔بیعت:۱۰/جولائی ۱۸۹۲ء۔وفات:فروری ۱۹۵۰ء

تعارف و بیعت: حضرت میاں کرم داد رضی اللہ عنہ موضع نہنگ یا ڈھینگ ضلع گجرات کے تھے۔آپ کے والد صاحب کا نام علم دین تھا،موضع نہنگ ضلع گجرات لکھا ہے۔رجسٹر بیعت اولیٰ میں آپ کی بیعت ۱۰/جولائی ۱۸۹۲ء کو ۲۴۱ نمبر پر ہے۔

متفرق حالات: اصحاب احمد جلد ششم میں حضرت قاضی عبدالرحیمؓ کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے:

''میاں محمد بخش عرف میاں مہندا والد میاں عبداللہ احراری جو خوجوں والی مسجد (جو کوچہ الحکم میں واقع ہے۔ مؤلف) کا ملاں تھا۔قادیان میں قصائیوں کے جانور ذبح کیا کرتا تھا۔جب مرزا امام الدین صاحب فوت ہوئے تو میاں مہندا نے ان کا جنازہ پڑھایا۔اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کیلئے یہ انتظام فرمایا کہ بجائے مہندا کے آئندہ میاں کرم داد جانور ذبح کیا کریں اور ایک قصاب کو احمدیہ چوک میں بٹھایا گیا۔جس سے میاں کرم داد کا ذبیحہ گوشت خریدا جاتا تھا۔''

اصحاب احمد جلد دہم میں ہے کہ حضرت شیخ عبدالرحیم شرماؓ کی دوسری شادی آپ کی بیٹی محترمہ عائشہ بیگم صاحبہ سے ہوئی۔حضرت شیخ صاحب کی پہلی بیوی فوت ہو چکی تھیں۔

ماخذ: (۱)ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ (۲) رجسٹر بیعت اولیٰ مندرجہ تاریخ احمدیت جلد ۱ صفحہ ۳۶۳ (۳) اصحاب احمد جلد ششم (۴) اصحاب احمد جلد دہم۔

۱۷۸۔حضرت حافظ نور احمد صاحب لودیانہ

بیعت:۲۳/مارچ ۱۸۸۹ء

تعارف: حضرت حافظ نور احمد رضی اللہ عنہ کے والد صاحب کا نام قادر بخش صاحب تھا۔آپ محلّہ موچھ پورہ لدھیانہ کے رہنے والے تھے۔

بیعت کا پس منظر: حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ابھی کوئی دعویٰ نہیں کیا تھا کہ حافظ صاحب کو خواب میں

ایک نظارہ دکھایا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے بہت سے عالی مرتبہ صحابہ کے ساتھ تھے اور ایک شخص ایسا تھا کہ جس کا لباس مختلف تھا۔ دریافت کرنے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ھــذا عیســیٰ اور فرمایا کہ یہ قادیان میں رہتا ہے اور تم اس پر ایمان لانا۔ حافظ صاحب نے قادیان کی تلاش کی جو لدھیانہ میں ایک گاؤں ہے لیکن کچھ نہ معلوم ہوسکا۔

جب حضرت مسیح موعودؑ لدھیانہ تشریف لے گئے تو آپ کا نام سن کر حضرت اقدسؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دیکھتے ہی پہچان لیا کہ یہ وہی وجود ہے جس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا تھا۔ آپ کا نام ۲۳ / مارچ ۱۸۸۹ء کو ۱۵ نمبر پر رجسٹر بیعت میں درج ہے۔

قادیان آمد اور کاروبار: حافظ صاحب ہجرت کر کے قادیان آ گئے تھے۔ آپ پشمینہ کے سوداگر تھے۔ آپ کو ایک بار کاروبار میں سخت خسارہ ہوگیا۔ کاروبار تقریباً بند ہوگیا۔ آپ کاروبار کے لئے کسی دوسری جگہ چلے جانا چاہتے تھے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کچھ روپیہ مانگا۔ حضورؑ ایک صندوقچی جس میں روپیہ رکھا کرتے تھے، اٹھا کر لے آئے اور آپ کے سامنے صندوقچی رکھ دی کہ جتنا چاہے لے لو اور اس بے تکلفی سے حضورؑ کو بہت خوشی ہوئی۔ حضرت حافظ صاحب نے اپنی ضرورت کے مطابق لے لیا گو حضورؑ یہی فرماتے رہے سارا ہی لے لو۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے آپ کی نسبت لکھا کہ ''آپ اول درجہ کے اخلاص رکھنے والے ہیں اور ہمیشہ اپنے مال سے خدمت کرتے رہتے ہیں۔'' حضرت اقدسؑ نے آپ کا ذکر ازالہ اوہام، آسمانی فیصلہ، آئینہ کمالات اسلام و سراج منیر میں جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والوں اور چندہ دہندگان میں کیا ہے۔

ماخذ: (۱) ''ازالہ اوہام'' (۲) آئینہ کمالات اسلام (۳) آسمانی فیصلہ (۴) سراج منیر (۵) سیرۃ المہدی جلد دوم صفحہ ۱۱۶ (۶) ''سیرت حضرت مسیح موعودؑ'' جلد سوم صفحہ ۳۱۶۔۳۱۷ (۷) رجسٹر بیعت مندرجہ تاریخ احمدیت جلد اصفحہ ۳۴۶

☆

۱۷۹۔ حضرت میاں کرم الٰہی صاحب لاہور

بیعت: ۱۸۹۱ء

تعارف و بیعت: حضرت منشی کرم الٰہی رضی اللہ عنہ مدرس نصرت الاسلام لاہور تھے۔ ان کی رہائش تکیہ سادھواں میں تھی۔ آپ حضرت سید فضل شاہؓ اور حضرت سید ناصر شاہؓ کے ماموں تھے۔ جلسہ سالانہ ۱۸۹۱ء میں شرکت کی۔ ازالہ اوہام کی تصنیف کے زمانہ میں احمدیت میں داخل ہو چکے تھے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: جلسہ سالانہ ۱۸۹۱ء میں شمولیت کی توفیق پائی۔ حضرت اقدسؑ نے ازالہ

اوہام میں فرمایا ’’منشی کرم الٰہی صاحب بھی اس عاجز کے یک رنگ دوست ہیں۔‘‘ جلسہ سالانہ ۱۸۹۲ء میں بھی شریک ہوئے۔جلسہ ڈائمنڈ جوبلی ۱۸۹۹ء میں بھی شامل ہوئے اور چار آنے چندہ دیا۔

ماخذ: (۱)ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد۳ (۲) آسمانی فیصلہ روحانی خزائن جلد۴ (۳) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد۵ (۴) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد۱۲ (۵) لاہور تاریخ احمدیت صفحہ ۱۴۹

☆

۱۸۰۔حضرت میاں عبدالصمد صاحب۔ نارووال

بیعت: ابتدائی ایام میں

تعارف و بیعت: آپ کی بیعت ابتدائی زمانہ کی ہے۔

آپ تحصیل نارووال کے ایک گاؤں مانک کے رہنے والے تھے۔آپ کا خاندان وہیں آباد ہے۔محترم محمد یعقوب امجد صاحب مرحوم آف کھاریاں کے بیان کے مطابق آپ نے نارووال شہر کی بیت میں کئی مرتبہ انہیں نماز پڑھتے دیکھا ہے۔آپ کی وفات قیام پاکستان کے بعد ہوئی۔

نوٹ: مزید تحقیق جاری ہے۔

ماخذ: (۱)ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن ۱۱۔

☆

۱۸۱۔حضرت میاں غلام حسین معہ اہلیہ رہتاس

بیعت: ۹/اکتوبر ۱۸۹۲ء۔وفات: ۶/جنوری ۱۹۵۴ء

تعارف و بیعت: حضرت میاں گلاب دین اور حضرت میاں غلام حسین رہتاس ضلع جہلم کے تھے۔اپنی ہمشیرہ رانی (زوجہ علی بخش) کی خواب کہ ’’آسمان پر چودھویں کا چاند طلوع ہوا ہے اور ہر طرف روشنی پھیل گئی ہے‘‘ پر براہین احمدیہ کا مطالعہ کیا۔اس کے بعد مولوی برہان الدین صاحب جہلمیؓ کے سفر قادیان سے واپسی پر جہلم جا کر کچھ اعتراض کئے تو موصوف نے فرمایا کہ پہلے اسے جا کر دیکھ آؤ پھر میرے ساتھ بات کرنا۔

چنانچہ حضرت منشی گلاب دینؓ قادیان گئے تو آپ کے قریبی رشتہ دار بھی حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی زیارت کے لئے قادیان گئے۔حضرت اقدس سیر سے واپس آرہے تھے۔آپ کی زیارت اور ملاقات کے بعد واپس آ گئے اور حضرت اقدس کو بیعت کا خط لکھ دیا۔رجسٹر بیعت اُولیٰ میں آپ کا نام ۳۵۷ پر درج ہے۔حضرت ملک غلام

حسین صاحب رہتاسی لنگرخانہ حضرت مسیح موعودؑ میں بطور خادم کے کام کیا کرتے تھے۔آپ کے بیٹے ملک محمد حسین صاحب کے بارہ میں حضور کو الہام ہوا ''محمد حسین ڈپٹی کمشنر بنے گا'' اور جو غیر معمولی حالات میں پوری ہوئی جبکہ وہ مشرقی افریقہ چلے گئے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے آپ کا ذکر آئینہ کمالات اسلام میں چندہ دہندگان،تحفہ قیصریہ،سراج منیر اور کتاب البریہ میں چندہ دہندگان اور پُر امن جماعت میں فرمایا ہے۔

اولاد: آپ کے بیٹے حضرت ملک محمد حسین صاحب تھے جو مشرقی افریقہ چلے گئے۔

وفات: آپ کی وفات آپ کے بیٹے ملک محمد حسینؓ کے پاس ۶ جنوری ۱۹۵۴ء کو نیروبی مشرقی افریقہ میں ہوئی اور اہلیہ صاحبہ نے وہیں ۳۱/ اکتوبر ۱۹۵۰ء کو وفات پائی۔دونوں میاں بیوی احمدیہ قبرستان نیروبی میں دفن ہیں۔

ماخذ: (۱) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن ۵ (۲) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن ۱۲ (۳) سراج منیر روحانی خزائن ۱۲ (۴) کتاب البریہ روحانی خزائن ۱۳ (۵) مضمون مطبوعہ روزنامہ الفضل ۱۹/ جون ۲۰۰۰ء (۶) روزنامہ الفضل ۳/ اپریل ۲۰۰۲ء (۷) رجسٹر بیعت اُولیٰ مندرجہ تاریخ احمدیت جلد ۱ صفحہ ۳۶۲

☆

۱۸۲۔حضرت میاں نظام الدین صاحب۔جہلم

بیعت: جولائی ۱۸۹۱ء

تعارف و بیعت: حضرت میاں نظام الدین رضی اللہ عنہ جہلم کے تھے۔رجسٹر بیعت میں مولوی نظام الدینؓ نام کے کئی بزرگ ہیں۔رجسٹر بیعت اُولیٰ میں جہلم والے مولوی نظام الدینؓ کا نام شیخ نظام الدین ولد محمد ہاشم دوکاندار ۳۴۶ نمبر پر ہے (تاریخ احمدیت جلد ۱ صفحہ ۳۶۲) جبکہ ملا نظام الدین لدھیانہ کا نام ۶۰ نمبر پر ہے۔جن کا حضرت اقدس کے ساتھ ایک ہی برتن میں کھانا کھانے کا واقعہ ہے۔حضرت میاں نظام الدینؓ رنگ پور والوں کا نام ۲۵۶ نمبر پر اندراج ہے ''نظام الدین ولد میاں غلام علی قوم اعوان رنگ پور تحصیل و ضلع مظفر گڑھ پنجاب (تاریخ احمدیت جلد ۱ صفحہ ۲۵۹ مگران کا نام فہرست ۳۱۳ انجام آتھم میں نہیں۔)

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے آئینہ کمالات اسلام میں چندہ دہندگان اور جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والوں میں آپ کا ذکر کیا ہے۔

نوٹ: آپ کے مزید سوانحی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ (۲) رجسٹر بیعت اُولیٰ مندرجہ تاریخ احمدیت جلد ۱ (۳) تذکرۃ المہدی صفحہ ۱۵۵ تا ۱۵۸ (۴) مضمون مطبوعہ روزنامہ الفضل ۱۶/ دسمبر ۱۹۸۱ء۔

☆

۱۸۳۔ حضرت میاں محمد صاحب جہلم

بیعت: ۱۸۹۳ء

تعارف و بیعت: حضرت میاں محمد رضی اللہ عنہ جہلم شہر محلّہ خواجگاں متصل ڈاکخانہ شہر کے رہنے والے تھے۔ اور اہل حدیث مسلک سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کا اصل نام شیخ محمد شفیع سیٹھی تھا۔ ۳۱۳ صحابہ کی فہرست میں آپ کا نام حضرت مولوی برہان الدینؓ صاحب جہلمی نے لکھوایا۔ وہ آپ کو اسی نام سے جانتے تھے۔

حضرت سیٹھیؓ قادیان آمد و بیعت کے بارہ میں اپنی خود نوشت میں بیان کرتے ہیں:

''ہمارے شہر کے مولوی برہان الدین صاحب حضرت مسیح موعودؑ کے پاس قادیان جایا کرتے تھے۔ مولوی صاحب سے میرا بہت تعارف تھا۔ وہ بھی پہلے اہلحدیث تھے۔ میں بھی اہل حدیث تھا۔ ۱۸۹۱ء میں جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ کیا۔ تو شہر اور آس پاس بہت شور و غل رہا۔ آخر ۱۸۹۳ء میں بات بہت مشہور ہوگئی اور آپ کا دعویٰ بہت شہرت پکڑ گیا۔ ایک دن میں اپنے محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھنے گیا تو پہلی جماعت ہو چکی تھی۔ (آگے پیچھے بھی جاتا تھا) اس روز حافظ غلام محی الدین سکنہ بھیرہ جو کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول کے شیر بھائی تھے۔ انہوں نے جماعت کرائی تو ہم تین آدمی مقتدی تھے۔ جب انہوں نے بلند آواز سے قرأت شروع کی تو وہ دونوں میرے دائیں بائیں سے ہٹ گئے۔ میں نے اختلاف کیا۔ اور ساتھ نماز ادا کر لی۔ حافظ صاحب موصوف بیعت کر چکے ہوئے تھے۔ جب نماز ادا کر کے میں گھر آیا تو معاً راستہ میں مجھے خیال آیا تو راستے میں ایک آدمی کو کہا کہ میرے ساتھ قادیان چلو۔ نصف کرایہ دیتا ہوں۔ یہ صاحب میرے قریبی رشتہ دار تھے۔ اس نے کہا مجھے فرصت نہیں۔ معاً خیال آیا کہ جو حضرت مسیح موعود کو مانتے ہیں وہ دلی صفائی سے مانتے ہیں جو انکار کرتے ہیں وہ بڑی بدزبانی سے ماننے والوں کو اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یاد کرتے ہیں۔ مجھے خیال آیا کہ اے دل تو بھی دیکھ کہ تو کدھر ہوتا ہے۔ ماننے والے خوب مانتے ہیں اور لوگوں کی گالیاں سہتے ہیں۔ نقصان برداشت کرتے ہیں۔ اس سے پہلے میرا حقیقی بڑا بھائی شیخ قمر الدین قادیان سے ہو آیا تھا۔ مگر بیعت سے محروم رہا۔ لیکن قادیان کی مہمان نوازی کی صفت ضرور کرتا رہا۔

دوسرے روز ساڑھے بارہ بجے یا ایک بجے قادیان پہنچ گیا اور مسجد مبارک میں گیا۔ جہاں خلیفۃ المسیح اول اور مولوی عبدالکریم صاحب، حکیم فضل الدین صاحب علاوہ ان کے اور بھی دو چار آدمی تھے ......۔ حضرت مسیح موعودؑ تشریف لانے والے تھے اور حضور اندر سے معاً تشریف لائے اور صف کھڑی ہوگئی اور امام مولوی عبدالکریم صاحب تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میری دائیں جانب ایک مقتدی چھوڑ کر کھڑے تھے۔ بعد نماز حضور سے تعارف ہوا۔ یہ سب واقعہ ۱۸۹۳ء کا ہے۔ اس روز غالباً جمعرات تھی۔ میں نے جب ان کو دیکھا تو ان کے نورانی چہرہ کو دو منٹ

تک بھی نظر بھر کر نہ دیکھ سکا۔ یہ ہستی جھوٹ بولنے والی نہیں ہے۔ جب میں دو تین روز بعد واپس جہلم آیا اور گھر پہنچا تو اس وقت میں بیعت کر چکا ہوا تھا۔ (میں نے بیعت گول کمرہ میں جمعہ سے پہلے اکیلے حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر کی) جب دکان پر گیا تو جس بھائی کو میں ساتھ قادیان لے جانا چاہتا تھا اس نے مجھے قادیان خط لکھا تھا کہ میرے لئے وہاں دعا کرنا۔ وہ لفافہ واپس جہلم آ گیا۔ اس خط کے واپس آنے کے باعث میرے بھائی نے پراپیگنڈہ کیا کہ خط واپس آ گیا ہے۔ اب محمد شفیع قادیان جانے کے متعلق انکار کرے گا۔ جب دکان پر آیا قدم رکھتے ہی میرے بھائی نے پوچھا کہ کہاں گیا تھا میں نے صاف قادیان کا کہا۔ وہ خاموش ہوگیا۔ اور پراپیگنڈہ بنا بنایا رہ گیا۔ لوگوں میں شہرت ہوگئی کہ ایک بھائی موافق' ایک مخالف ہے۔ پھر میں قادیان گاہ بگاہ جاتا رہا......۔

جس روز صحابہ ۳۱۳ شمار میں آئے تو خاکسار وہیں تھا۔ ہمارے مولوی برہان الدین صاحب بھی وہیں تھے اور بھی بعض بعض جہلم کے لوگوں کے نام ۳۱۳ میں ہیں۔ چونکہ مولوی صاحب مجھے میاں محمد کے نام سے یاد کرتے تھے۔ یہی نام میرا مولوی صاحب نے لکھوا دیا۔ ویسے میرا پورا نام شیخ محمد شفیع سیٹھی ہے۔''

خدمات: ''جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۱۹۰۳ء میں بمقدمہ کرم دین جہلم تشریف لائے اس روز جمعہ تھا۔ ہماری جماعت نے وسیع پیمانہ پر انتظام کیا ہوا تھا۔ مکانات' کوٹھیاں لی ہوئی تھیں۔ روٹی کھانے والے مہمانوں کی تعداد ساڑھے چار صد تھی۔ یہ تعداد کھانا کھانے والے احمدیوں کی تھی۔ ویسے کچہریوں میں دیکھنے والے ہزاروں تھے۔ تمام راشن کا انتظام میرے سپرد تھا۔ گھوڑے گاڑیاں بہت دہلی گئی ہوئی تھیں۔ تھانیدار میاں سنگھ ڈوگرہ تھا۔ تحصیلدار بابو غلام حیدر تھا۔ ان کو ہم نے عرض کیا کہ جتنی گاڑیاں ہیں۔ ہمیں دی جائیں۔ سب کا کرایہ ہم ادا کریں گے۔ ''مریدکے'' اور ''کامونکی'' کے درمیان حضور کو الہام ہوا کہ ''ہمارے بستر ے روساء اٹھائینگے''۔ تو معاً جہلم گاڑی جاتے ہی ان دونوں نے بھی اٹھائے۔ جس کے باعث وہ الہام پورا ہوا۔ دوسرا الہام ہوا کہ لوگ درختوں پر چڑھ کر تم کو دیکھیں گے۔ سو ویسا ہی ہوا۔ جگہ کی قلت کے باعث لوگ درختوں پر چڑھ کر حضور کو دیکھتے رہے۔''

آپ ۱۹۱۷ میں حافظ آباد اور ۱۹۱۹ء وزیر آباد شفٹ ہوگئے۔ چنانچہ آپ بیان کرتے ہیں:

''جہلم بہت مخالفت رہی۔ لوگوں نے زور لگایا کہ میرے اور میرے بھائی میں نفاق پڑے۔ میں نے بھائی سے کہا کہ میرے بیٹھے حضرت صاحب کی ہجو نہ کیا کرو۔ میں ان کے متعلق تجھے کچھ نہ کہا کرونگا مگر باز نہ آیا ناچار میں اس سے الگ ہوگیا۔ اس نے مجھے بڑی مالی ضرب لگائی۔ میرے بچوں کی منگنیاں رکوا دیں مگر میں نے معاملہ خدا کے سپرد کیا۔ زمانہ گزرتا گیا۔ مخالفت بڑھتی گئی۔ میرے بچوں کے رشتے چھینے گئے۔ مگر اللہ نے ہر میدان میں کامیاب ثابت رکھا۔ اور خدا نے احمدیوں کے ہاں رشتہ کی تجویزوں کو کامیاب کیا۔ مخالف پھر رشتے دیتے تھے مگر نہ لئے۔ میں ۱۹۱۷ء میں اپنی دکان جہلم سے منتقل کر کے حافظ آباد گیا۔ وہاں جماعت احمدیہ بنائی۔ حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی بھی جایا کرتے تھے۔ میں ۱۹۱۹ء تک وہاں رہا۔

ماخذ: (۱) ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن ۱۱ (۲) رجسٹر روایات صحابہ نمبر ۳ صفحہ ۱۹۶، ۲۰۰۔

۱۸۴۔حضرت میاں علی محمد صاحب جہلم

بیعت:۱۸۹۲ء۔وفات:۱۹۱۰ء

تعارف: حضرت میاں علی محمد رضی اللہ عنہ نے ۱۸۹۲ء میں، حضرت مولوی برہان الدین جہلمی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیعت کی تھی۔حضرت مولوی صاحب کی بیعت ۲۰ رجولائی ۱۸۹۲ء کی ہے۔آپ جلسہ ۱۸۹۲ء میں شامل ہوئے۔آئینہ کمالات اسلام میں آپ کا نام ۳۸ نمبر پر موجود ہے جہاں آپ کے نام کے ساتھ امام مسجد لکھا ہے۔

اولاد: آپ کے بیٹے عبدالکریم صاحب تھے۔

نوٹ: آپ کے مزید سوانحی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ (۲) تاریخ احمدیت کشمیر صفحہ ۲۷

۱۸۵۔حضرت میاں عباس خاں صاحب کہوہار۔گجرات

بیعت:ابتدائی زمانہ میں

تعارف و بیعت: حضرت عباس خاں رضی اللہ عنہ کہوہار ضلع گجرات کے تھے۔کہوہار سرائے عالمگیر سے جنوب مغربی جانب نہراپر جہلم اور دریائے جہلم کے درمیان واقع ہے۔آپ کی بیعت ابتدائی دور کی ہے۔

نوٹ: آپ کے مزید سوانحی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱)ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱۔

۱۸۶۔حضرت قطب الدین صاحب کوٹلہ فقیر جہلم

بیعت ۱۸۹۲ء

تعارف و بیعت: حضرت قطب الدین رضی اللہ عنہ کوٹلہ فقیر جہلم سے تعلق رکھتے تھے۔حضرت قطب الدینؓ اپنی ایک رؤیا کی بناء پر سیالکوٹ پہنچے اور حضرت اقدسؑ اور دیگر حالات کو رؤیا کے مطابق پا کر بیعت کر لی۔آئینہ کمالات

اسلام میں آپ کا ذکر ہے۔آئینہ کمالات اسلام کی تصنیف کے وقت آپ بیعت کر چکے تھے۔

حضرت اقدس کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے تحفہ قیصریہ میں ڈائمنڈ جوبلی میں شرکت کرنے والوں، سراج منیر میں چندہ دہندگان اور کتاب البریہ میں پُرامن جماعت کے احباب میں آپ کا نام درج ہے۔

روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت اقدسؑ نے حضرت میاں قطب الدینؓ کو دورانِ سر کی تکلیف کے دوران بلا کر پنڈلیوں کی مالش کا ارشاد فرمایا تھا۔

نوٹ: آپ کے مزید سوانحی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن ۵ (۲) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد۱۲ (۳) سراج منیر روحانی خزائن جلد۱۲ (۴) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳ (۵) تذکرۃ المہدی (۵) عسل مصفّٰی حصہ دوم صفحہ۵۰۲تا۵۰۴۔

☆

۱۸۷۔حضرت میاں اللہ دتا خان صاحب اڑیالہ جہلم

بیعت: ابتدائی زمانہ میں

تعارف و بیعت: حضرت میاں اللہ دتا خاں رضی اللہ عنہ اڑیالہ جہلم کے رہنے والے تھے۔آپ کی بیعت ابتدائی زمانہ کی ہے۔حضرت اقدسؑ کی کتاب آریہ دھرم سے اتنا معلوم ہوسکا ہے کہ آپ گورنمنٹ ہند کے پاس مذہبی مباحثات سے متعلق بھجوائے گئے۔ایک نوٹس کے دستخط کنندگان میں سے تھے۔

نوٹ: آپ کے مزید سوانحی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱)ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد۱۱ (۲) آریہ دھرم روحانی خزائن جلد۱۰۔

☆

۱۸۸۔حضرت محمد حیات صاحب چک جانی جہلم

ولادت: ۱۸۶۱ء۔بیعت: ۹۲۔۱۸۹۱ء۔وفات: ۱۴/جولائی ۱۹۴۶ء

تعارف: حضرت محمد حیات رضی اللہ عنہ کے والد کا نام میاں کرم الدین صاحب تھا۔آپ کا تعلق چک جانی تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم (چکوال) سے ہے۔آپ کی ولادت ۱۸۶۱ء کی ہے۔تعلیم حاصل کرنے کے بعد ریلوے پولیس میں ملازم ہوئے۔

بیعت: آپ ملازمت کے سلسلہ میں بھیرہ ریلوے اسٹیشن پر تھے جب حضرت اقدسؑ کے دعویٰ مہدویت کا علم ہوا تو ۱۸۹۱ء۔۱۸۹۲ء میں بیعت کا خط لکھا اور اپنے آپ کو حضورؑ کے سپرد کرتے ہوئے لکھا کہ میرے پاس تلوار ہے اور ڈھال ہے جہاں حضور حکم کریں حاضر ہو جاؤں۔ اس خط کے جواب میں حضورؑ نے فرمایا کہ اپنی جگہ سے تمام دنیا میں حق کی آواز پہنچائیں۔ درود شریف، لاحول کثرت سے پڑھیں۔ پانچوں نمازیں پڑھیں اور تہجد پڑھیں۔ یہی جہاد ہے۔

دینی خدمات: ۱۹۰۳ء میں حضرت اقدسؑ جب مولوی کرم دین بھیں والے مقدمہ میں جہلم آئے تو آپ حضورؑ کی خدمت میں دن رات حاضر رہے۔ ان دنوں آپ پولیس لائن میں تھے اور تین دن رخصت لے کر حضورؑ کی خدمت میں رہے۔ سیرت المہدی حصہ سوم میں ہے کہ:

''جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی گاڑی جہلم کے اسٹیشن پر پہنچی تو اسٹیشن پر لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ بس جہاں تک نظر جاتی تھی آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے اور مرد، عورت، بچے، جوان، بوڑھے پھر ہندو مسلمان، سکھ، عیسائی، یورپین ہر مذہب کے لوگ موجود تھے اس قدر گھمسان تھا کہ پولیس اور سٹیشن کا عملہ باوجود قبل از وقت خاص انتظام کرنے کے قطعاً کوئی انتظام نہ رکھ سکتے تھے اور اس بات کا سخت اندیشہ پیدا ہو گیا کہ کوئی شخص ریل کے نیچے آ کر کٹ نہ جائے یا لوگوں کے ہجوم میں دب کر کوئی بچہ یا عورت یا کمزور آدمی ہلاک نہ ہو جائے لوگوں کا ہجوم صرف اسٹیشن تک ہی محدود نہ تھا بلکہ سٹیشن سے باہر بھی دور دراز تک ایک سا ہجوم چلا جاتا تھا اور جس جگہ کسی کو موقع ملتا وہ وہاں کھڑا ہو جاتا حتیٰ کہ مکانوں کی چھتوں اور درختوں کی شاخوں پر لوگ اس طرح چڑھے بیٹھے تھے کہ چھتوں اور درختوں کے گرنے کا اندیشہ ہو گیا تھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک انگریز اور لیڈی فوٹو کا کیمرا ہاتھ میں لئے ہجوم میں گھرے ہوئے تھے کہ کوئی موقع ملے تو حضرت صاحب کا فوٹو لے لیں مگر کوئی موقع نہ ملتا تھا اور میں نے سنا تھا کہ وہ پچھلے کئی سٹیشنوں سے فوٹو کی کوشش کرتے چلے آرہے تھے مگر کوئی موقع نہیں ملا۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام ریل سے اُتر کر اس کوٹھی کی طرف روانہ ہوئے جو سردار ہری سنگھ رئیس اعظم جہلم نے آپ کے قیام کے لئے پیش کی تھی تو راستہ میں تمام لوگ ہی لوگ تھے اور آپ کی گاڑی بصد مشکل کوٹھی تک پہنچی۔ جب دوسرے دن آپ عدالت میں تشریف لے گئے تو مجسٹریٹ ڈپٹی سنسار چند آپ کی تعظیم کے لئے سروقد کھڑا ہو گیا اور اس وقت وہاں لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ جگہ نہیں ملتی تھی بعض لوگ عدالت کے کمرے میں الماریوں کے اوپر مجسٹریٹ کے چبوترے پر چڑھے ہوئے تھے۔ جہلم میں اتنے لوگوں نے حضرت صاحب کی بیعت کی کہ ہمارے وہم وخیال میں بھی نہ تھا۔''
(سیرۃ المہدی حصہ سوم صفحہ ۶۹، ۷۰)

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: ۷؍ مارچ ۱۹۰۷ء کو حضور علیہ السلام کو الہام ہوا پچیس دن یا یہ کہ پچیس دن

تک ۔جس سے یہ تفہیم ہوئی کہ آئندہ پچیس دنوں تک جو ۳۱ ؍مارچ تک بنتے ہیں کوئی نیا واقعہ ہونے والا ہے چنانچہ ۳۱ ؍مارچ ۱۹۰۷ء کو آسمان سے ایک شہاب ثاقب قریباً ۳ بجے دوپہر ٹوٹا جو ملک میں ہر جگہ دیکھا گیا،حضورؑ نے اپنی الہامی پیشگوئی کا ذکر اپنی کتاب ''حقیقۃ الوحی'' میں کیا ہے ساتھ ہی پچاس سے زائد گواہیاں بھی درج فرمائی ہیں جس میں حیات محمد کنسٹیبل پولیس جہلم کی گواہی درج ہے آپ حضورؑ کی خدمت میں لکھتے ہیں:

''اس بات سے بڑی خوشی ہوئی کہ جس نشان کی نسبت یہ خبر دی گئی تھی کہ ۳۱ ؍مارچ یا مارچ کے اکتیسویں دن پورا ہوگا وہ نشان آسمانی انگار کے ظہور سے ظاہر ہو گیا۔''

(حقیقۃ الوحی،روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۵۳۰)

ہجرت قادیان: ملازمت سے فارغ ہونے کے بعد ۱۹۲۰ء میں آپ ہجرت کر کے قادیان چلے آئے یہاں پہنچ کر سلسلہ کے مختلف کام آنریری طور پر کئے ۔آپ بڑھاپے میں بھی جوانوں کی طرح کام کرتے تھے۔ آپ کے اندر ایک مومنانہ جذبہ اور عشق تھا خدمتِ سلسلہ کو اپنے ذاتی کاموں اور آراموں پر ترجیح دیتے آپ کو حضرت اقدسؑ کی اولاد سے والہانہ محبت تھی۔ پیغامیوں کے فتنہ کا مقابلہ آپ نے ہر جگہ کیا اور ان کے دام تزویر سے اپنے متعلقین کو بچایا۔

وفات: آپ نے ۱۴؍جولائی ۱۹۴۶ء بروز اتوار وفات پائی اور تدفین بہشتی مقبرہ میں ہوئی۔

اولاد: آپ کی اہلیہ محترمہ نے حضورؑ کے سفر جہلم کے دوران بیعت کا شرف پایا۔آپ کے بیٹے مکرم صوبیدار میجر محمد عبدالرحمٰن صاحب تھے۔

ماخذ: (۱) حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ (۲) سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۶۹۔۷۰ (۳) روزنامہ الفضل ۱۵؍ جولائی،۲۲؍اگست ۱۹۴۶ء (۴) تاریخ احمدیت جلد ہشتم

☆

۱۸۹۔حضرت مخدوم مولوی محمد صدیق صاحب بھیرہ

ولادت:۱۸۶۶ء۔بیعت:۱۸۹۱ء۔وفات:۲۳؍فروری ۱۹۲۸ء

تعارف: حضرت مخدوم مولوی محمد صدیق رضی اللہ عنہ حضرت بہاءالدین زکریا ملتانی کی اولاد میں سے تھے۔آپ کی ولادت سال ۱۸۶۶ء میں ہوئی۔مخدوم صاحب کے والد صاحب کا نام مخدوم محمد عثمان صاحب تھا۔ پیری مریدی کا سلسلہ آپ کے خاندان میں ایک مدت سے چلا آتا تھا۔آپ کے والد صاحب نے آپ کی تعلیم کے لئے مشہور عالم دین حضرت مولوی خان ملک کھیوالؓ مصنف قانونچہ کو اتالیق مقرر کیا۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے عہد خلافت میں

جب مقامی جماعتوں کی تنظیم قائم کی گئی تو حضرت مخدوم صاحب کو بھیرہ جماعت کا پہلا امیر مقرر کیا گیا اور تازیست آپ کو یہ مقام حاصل رہا۔

بیعت: آپ حضرت مولانا حکیم نورالدین رضی اللہ عنہ کے شاگردِ خاص تھے۔ جب حضرت حکیم صاحب نے بیعت کی تو استاد کی پیروی میں آپ کو بھی بلا حیل و حجت احمدیت قبول کر کے ۳۱۳ صحابہؓ میں شامل ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ آپ قادیان میں حضرت مولانا حکیم نورالدین رضی اللہ عنہ (خلیفۃ المسیح الاوّل) کے درس القرآن میں باقاعدگی سے شامل ہوتے۔ آپ کے بیٹے حضرت مخدوم محمد ایوب صاحب بھی بھیرہ کے امیر رہے ہیں۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے کتاب البریہ میں آپ کا نام پُرامن جماعت میں کیا ہے۔

حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحبؓ نے حضرت اقدسؑ کے معاصر علماء میں آپ کا تذکرہ کیا ہے جنہوں نے حضرت اقدسؑ کی بیعت کی۔

اولاد: آپ کے بیٹے حضرت مخدوم محمد ایوب صاحب تھے۔

ماخذ: (۱) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ (۲) بھیرہ کی تاریخ احمدیت صفحہ ۵۹ (۳) روزنامہ الفضل ۱۸؍جون ۱۹۳۷ء (۴) روزنامہ الفضل ۱۷؍جون ۱۹۶۷ء (۵) روزنامہ الفضل مورخہ ۱۷؍اپریل ۱۹۹۰ء (۶) صداقت حضرت مسیح موعودؑ تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۶۴ء

☆

۱۹۰۔ حضرت عبدالمغنی صاحب فرزند رشید مولوی برہان الدین صاحب جہلمی

بیعت: ۱۸۹۶ء۔ وفات: ۱۰؍جون ۱۹۶۶ء

تعارف و بیعت: حضرت مولوی برہان الدین جہلمی رضی اللہ عنہ سات بھائی تھے۔ ساتوں بڑے پایہ کے عالم تھے اور علیحدہ علیحدہ مساجد کے امام بھی تھے لیکن احمدیت صرف حضرت مولوی برہان الدینؓ صاحب کو نصیب ہوئی۔ حضرت مولوی عبدالمغنی رضی اللہ عنہ، حضرت مولوی برہان الدین جہلمیؓ کے بیٹے تھے۔ آپ کی بیعت ۱۸۹۶ء کی ہے۔ قادیان میں میٹرک کے بعد مولوی فاضل بھی کیا۔ فوج میں بھرتی ہو کر پنجاب رجمنٹ میں شامل ہوئے اور صوبیدار کے عہدے سے ریٹائر ہوئے۔ ملٹری کالج سرائے عالمگیر میں کوارٹر ماسٹر بھی رہے۔ ملایا اور پونا شہروں میں رہے۔ ریٹائر ہونے کے بعد باغ محلّہ شہر جہلم میں تادم آخر رہائش رہی۔ (مشہدی پگڑی باندھتے تھے اور کبھی بھی بغیر پگڑی کے نماز ادا نہیں کرتے تھے۔)

والد صاحب کی تلاش کا واقعہ: اس وقت آپ کی عمر گیارہ بارہ سال تھی جب آپ کے والد صاحب حضرت مولوی برہان الدین صاحب چھ ماہ تک گھر نہ آئے (حضرت مولوی برہان الدین صاحب گاؤں گاؤں پھرا کرتے تھے اور دعوت الی اللہ کرتے تھے) تو آپ کی والدہ آپ کو لے کر قادیان پہنچی اور ساتھ گڑ کی میٹھی روٹیاں پکا کر لے گئیں۔ والدہ صاحبہ اور آپ نماز عصر کے وقت مسجد مبارک پہنچے۔ والدہ صاحبہ بُرقع اوڑھے باہر کھڑی رہیں اور مولوی صاحب اندر گئے تو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ چند رفقاء کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ حضرت مولوی عبدالمغنی صاحب نے کہا میری والدہ گھر سے بہت کم نکلا کرتی ہیں اور اب ہم والد صاحب کو ڈھونڈتے آئے ہیں۔ حضرت صاحبؑ نے فرمایا آپ کی بغل میں کیا ہے؟ والدہ صاحبہ نے کہا سفر کے لئے میٹھی روٹیاں ہیں۔ والدہ صاحبہ کی دعوت پر حضرت اقدسؑ نے مسکراتے ہوئے ٹکڑا توڑ کر منہ میں ڈالا اور ساتھ والوں کو بھی دیا۔ پھر رومال باندھ کر واپس دیا اور فرمایا والدہ کو گھر (حضرت ام المومنینؓ کے پاس) اندر لے جاؤ یہاں پر پردہ کا انتظام ہے۔ والد بھی مل جائیں گے۔

دینی خدمت: آپ سرائے عالمگیر میں صوبیدار کوارٹر ماسٹر کی حیثیت سے بھی کام کرتے رہے۔ ہر جمعہ باقاعدگی سے جہلم سائیکل پر نماز پڑھانے آتے تھے۔ جہلم کے امیر جماعت بھی رہے۔ آپ کے اساتذہ میں دو نام قابل ذکر ہیں جو حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ اور حضرت مولوی غلام رسول راجیکیؓ جیسے وجود تھے۔

ایک ایمان افروز واقعہ: حضرت میاں عبداللہ سنوریؓ نے ایک روایت حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ سے بیان کی کہ ”میاں عبداللہ صاحب سنوری نے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چند مہمانوں کی دعوت کی اور ان کے واسطے گھر میں کھانا تیار کروایا مگر عین جس وقت کھانے کا وقت آیا اتنے ہی اور مہمان آ گئے اور مسجد مبارک مہمانوں سے بھر گئی۔ حضرت صاحب نے اندر کہلا بھیجا کہ اور مہمان آ گئے ہیں کھانا زیادہ بھجواؤ۔ اس پر بیوی صاحبہ نے حضرت صاحب کو اندر بلوا بھیجا اور کہا کہ کھانا تو تھوڑا ہے۔ صرف ان چند مہمانوں کے مطابق پکایا گیا تھا۔ جن کے واسطے آپ نے کہا تھا مگر شاید باقی کھانے کا تو کچھ کھینچ تان کر انتظام ہو سکے گا لیکن زردہ تو بہت ہی تھوڑا ہے۔ اس کا کیا کیا جاوے۔ میرا خیال ہے کہ زردہ بھجواتے ہی نہیں صرف باقی کھانا نکال دیتی ہوں۔ حضرت صاحب نے فرمایا نہیں یہ مناسب نہیں۔ تم زردہ کا برتن میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ حضرت صاحب نے اس برتن پر رومال ڈھانک دیا اور پھر رومال کے نیچے اپنا ہاتھ گزار کر اپنی انگلیاں زردہ میں داخل کر دیں اور پھر کہا اب تم سب کے واسطے کھانا نکالو خدا برکت دے گا۔ چنانچہ حضرت میاں عبداللہ صاحب کہتے ہیں کہ زردہ سب کے واسطے آیا اور سب نے کھایا اور پھر کچھ بچ بھی گیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب میاں عبداللہ صاحب نے یہ روایت بیان کی تو حضرت مولوی عبدالمغنی صاحب بھی پاس تھے انہوں نے کہا کہ حضرت سید فضل شاہ صاحب نے بھی یہ روایت بیان کی تھی۔ حضرت میاں عبداللہ صاحبؓ نے کہا اچھا تب تو اس روایت کی تصدیق بھی ہو گئی۔ شاہ صاحب بھی اس وقت موجود ہوں گے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ دوسرے دن حضرت میاں عبداللہ صاحبؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے

سید فضل شاہ صاحبؓ سے پوچھا ہے وہ بھی اس وقت موجود تھے اور ان کو یہ روایت یاد ہے۔''

وفات: آپ نے ۱۰؍جون ۱۹۶۶ء کو وفات پائی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہیں۔

اولاد: آپ کی بیٹی محترمہ زبیدہ بیگم زوجہ کرامت اللہ صاحب ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم عبدالحئی صاحب عرب ریاستوں میں مقیم رہے ہیں۔

ماخذ: (۱) روزنامہ الفضل ۲۲؍اکتوبر ۱۹۹۰ء (۲) تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ ۳۹۸ (۳) سیرت المہدی جلد اوّل۔

۱۹۱۔ حضرت قاضی چراغ الدین کوٹ قاضی گوجرانوالہ

بیعت: ابتدائی زمانہ میں

تعارف و بیعت: حضرت قاضی چراغ الدین رضی اللہ عنہ کا تعلق بھی کوٹ قاضی گوجرانوالہ سے تھا۔ آپ حضرت قاضی سراج الدینؓ (یکے از ۳۱۳) کے بھائی تھے۔ آپ حضرت قاضی ضیاء الدین رضی اللہ عنہ کی تبلیغ سے حلقہ بگوش احمدیت ہوئے تھے۔ آپ کی بیعت ابتدائی زمانہ کی ہے۔

نوٹ: آپ کے مزید سوانحی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱) ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن ۱۱ (۲) اصحاب احمد جلد ششم صفحہ ۲۱۔

۱۹۲۔ حضرت میاں فضل الدین صاحب قاضی کوٹ

بیعت: ابتدائی زمانہ میں

تعارف و بیعت: حضرت میاں فضل الدین رضی اللہ عنہ قاضی کوٹ بھی حضرت قاضی ضیاء الدینؓ کے ذریعہ احمدیت سے متعارف ہوئے اور بیعت کر کے داخل سلسلہ احمدیہ ہوئے۔ آپ کی بیعت ابتدائی زمانہ کی ہے۔

نوٹ: آپ کے مزید سوانحی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱) ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ (۲) اصحاب احمد جلد ششم

۱۹۳۔ حضرت میاں علم الدین صاحب کوٹلہ فقیر۔ جہلم

بیعت: ابتدائی زمانہ میں

تعارف و بیعت: حضرت میاں علم الدین رضی اللہ عنہ کوٹلہ فقیر ضلع جہلم ایک پارسا بزرگ تھے۔ آپ حضرت قطب الدین صاحب (۱۸۶) (یکے از ۳۱۳) کے چچا تھے۔ حضرت میاں شرف الدین صاحبؓ کے بھائی تھے۔ آپ ایک موحد آدمی تھے جب حضرت میاں حافظ قطب الدینؓ امام وقت کی تلاش میں نکلنے لگے تو آپ نے فرمایا

کہ پہلے استخارہ کرلو کیونکہ استخارہ کرنا سنت ہے۔ حضرت میاں حافظ قطب الدینؓ کے بیعت کرنے کے بعد آپ نے بھی حضورؑ کی بیعت کرلی۔ آپ کی بیعت ابتدائی زمانہ کی ہے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: تحفہ قیصریہ میں آپ کے ایک آنہ چندہ کا ذکر محفوظ ہے۔

مزید سوانحی حالات دستیاب نہیں ہو سکے۔

ماخذ: (۱) ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ (۲) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد ۱۲ (۳) عسل مصفّٰی جلد دوم

۱۹۴۔ حضرت قاضی میر محمد صاحب کوٹ کھلیان

بیعت: ابتدائی زمانہ میں

تعارف و بیعت: حضرت قاضی میر محمد رضی اللہ عنہ کوٹ کھلیان ضلع گوجرانوالہ کے رہنے والے تھے۔ حضرت قاضی ضیاء الدین رضی اللہ عنہ کے ذریعہ احمدیت قبول کی۔ مارچ ۱۹۰۱ء میں جب حضرت اقدسؑ نے انجمن اشاعت اسلام کا قیام فرماتے ہوئے رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے سرمایہ کے لئے احباب جماعت کو حصص خریدنے کی تحریک فرمائی تو حضرت قاضی میر محمد صاحب نے بھی ایک حصہ خرید کیا۔ آپ کی بیعت ابتدائی ایام کی ہے۔

نوٹ: آپ کے مزید سوانحی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱) الحکم ۱۷/اپریل ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۰ (۲) اصحاب احمد جلد ششم

☆

۱۹۵۔ حضرت میاں اللہ دتّا صاحب نت گوجرانوالہ

بیعت: ۱۸۹۰ء۔ وفات: ۲۱/ستمبر ۱۹۲۴ء

تعارف و بیعت: حضرت میاں اللہ دتا رضی اللہ عنہ گوجرانوالہ کے قریب موضع نت کلاں کے رہنے والے تھے۔ موضع نت، بوتالہ متصل جھنڈا سنگھ ہے۔ آپ حضرت قاضی ضیاء الدینؓ کے ذریعہ احمدیت سے متعارف ہوئے اور حضرت اقدسؑ کی بیعت کی۔ آپ کی بیعت ابتدائی زمانہ کی ہے۔

آپ طبیب اور امام الصلوٰۃ کے طور پر چک نمبر ۲۷۶ ج۔ب گوکھووال ضلع فیصل آباد میں خدمات بجالاتے رہے۔

وفات: چک ۲۷۶ ج ب گوکھووال ضلع فیصل آباد میں آپ کی وفات ۲۱/ستمبر ۱۹۲۴ء کو ہوئی اور وہیں مدفون ہیں۔

اولاد: آپ کی اولاد میں میاں محمد عبداللہ صاحب، حکیم عبدالرحمٰن صاحب، حکیم عبدالحکیم اور حکیم محمد یعقوب صاحب تھے۔ حضرت میاں صاحب کے ایک پوتے خواجہ شریف احمد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ کے ضلعی اور علاقائی قائد رہے جب کہ ایک پوتی مکرم آغا سیف اللہ صاحب (سابق مربی سلسلہ، مینیجر و پبلشر الفضل ربوہ۔) کی اہلیہ ہیں۔ آپ کی

ایک پوتی اہلیہ ملک مبارک احمد آف کراچی ہیں جن کی اولاد امریکہ میں ہے۔جبکہ پوتے خواجہ شریف احمد مرحوم کی اولاد جرمنی میں ہے۔اسی طرح ایک پوتی اہلیہ چوہدری صالح محمد صاحب نیوجرسی امریکہ میں ہے۔

ماخذ: (۱) اصحاب احمد جلد ششم (۲) بیان محترم آغا سیف اللہ صاحب مینیجر روزنامہ الفضل (۳) الفضل ۲ را کتوبر ۱۹۲۵ء صفحہ ۲ (۴) غیر مطبوعہ مقالہ ضلع گوجرانوالہ میں احمدیت از مکرم طاہر احمد چوہدری۔

☆

۱۹۶۔حضرت میاں سلطان محمد صاحب گوجرانوالہ

بیعت: ابتدائی ایام میں

تعارف و بیعت: حضرت میاں سلطان محمد رضی اللہ عنہ کا تعلق بھی گوجرانوالہ کے علاقہ سے ہے۔آپؓ کو حضرت قاضی ضیاء الدینؓ صاحب سے احمدیت کا تعارف ہوا اور آپ کے ذریعہ بیعت کی۔آپ کی بیعت ابتدائی زمانہ کی ہے۔

نوٹ: آپ کے مزید سوانحی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱) ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ (۲) اصحاب احمد جلد ششم

☆

۱۹۷۔حضرت مولوی خان ملک صاحب کھیوال

ولادت: ۱۸۰۳ء اندازاً۔بیعت: ابتدائی زمانہ میں۔وفات: ۱۹۱۳ء

تعارف: حضرت مولوی خان ملک کھیوال رضی اللہ عنہ کھیوال تحصیل چکوال کے رہنے والے تھے۔قانونچہ کھیوالی (عربی گرائمر) کے مصنف تھے۔مخدوم فیملی کے آپ اتالیق تھے۔جہاں سے جلال پور شریف (جہلم) والے پیر حیدر شاہ انہیں اپنے بچوں کی تعلیم کے لئے لے گئے۔آپ بھیرہ، جہلم، اٹک میں مختلف خاندانوں میں اتالیقی کی خدمات سرانجام دیتے رہے۔عمر کے آخری حصہ میں قادیان چلے گئے۔آپ کی بیعت ابتدائی ایام کی ہے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: تحفہ قیصریہ اور کتاب البریہ میں حضرت اقدسؑ نے آپ کا ذکر جلسہ ڈائمنڈ جوبلی اور پُرامن جماعت کے طور پر فرمایا ہے۔

تلامذہ: ہندوستان کے بڑے بڑے علماء آپ کے حلقہ تلمذ میں شامل ہوئے۔

کیمبل پور (اٹک) کے بڑے بڑے مولوی، ملک صاحب کی تعظیم میں کھڑے ہو جاتے تھے۔ان کے دوستوں نے

اعتراض کیا کہ مرزائی کی اتنی تعظیم کیوں؟ تو وہ جواب دیتے کہ ''علم کی قدر ہے''

آپ کے پوتے حافظ مبارک احمد صاحب سابق پروفیسر جامعہ احمدیہ بیان کرتے ہیں کہ:

''حافظ نور محمد صاحب سکنہ فیض اللہ چک والے نے بیان کیا کہ آپ کے دادا مولوی خان ملک صاحب پہلے پہلے جب حضرت مسیح موعود کے پاس قادیان تشریف لائے تھے تو میں اس وقت یہاں موجود تھا۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں سب سے پہلے یہ عرض کیا کہ میں آپ کو رسول کریم ﷺ کا السلام علیکم پہنچا تا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ نے سب سے پہلے آنحضرت ﷺ کا سلام مجھے پہنچایا ہے۔ حافظ نور محمد صاحب کہتے تھے کہ میں نے مولوی صاحب سے مشکوٰۃ شریف پڑھی تھی۔''

(رجسٹر روایات نمبر ۱۱ روایات مولوی خان ملک صاحب غیر مطبوعہ)

حضرت مولوی صاحب کے پوتے حافظ مبارک احمد صاحب اپنے والد کی روایت بیان کرتے ہیں کہ:

''حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز جب خلافت اولیٰ کے زمانہ میں چکوال گئے تھے تو اس وقت مولوی خاں ملک صاحب ان کی خاص زیارت کے لئے باوجود پیری اور ضعف کے حاضر ہوئے اور ایک مصلیٰ نذر میں پیش کیا۔ بعد میں پوچھا گیا کہ آپ نے مُصَلّٰی کیوں خاص طور پر پیش کیا ہے۔ تو فرمانے لگے کہ یہی تو مُصَلّٰی کا مالک ہے اس کے سامنے مُصَلّٰی کی نذرانہ پیش کی جائے تو کس کے سامنے کی جائے۔ مطلب ان کا یہ تھا کہ یہ خلافت کے مستحق ہیں۔ اس سفر میں حضرت حافظ روشن علی صاحب بھی حضرت صاحب کے ساتھ تھے اور ایک روپیہ جو مولوی صاحب نے حضرت خلیفہ ثانی کی خدمت میں پیش کیا تھا وہ بھی حضرت نے قبول فرمالیا تھا۔ حافظ روشن علی صاحب نے ایک روپیہ مولوی صاحب کی خدمت میں پیش کیا تھا اور عرض کیا تھا کہ ہم آپ کے شاگرد ہیں۔ حافظ صاحب نے اس موقعہ پر فرمایا کہ مولوی خاں ملک صاحب اپنی شہرت کے لحاظ سے تمام پنجاب بلکہ ہندوستان میں بھی مشہور تھے اور اکثر علماء ان کے شاگرد تھے۔ لیکن باوجود اس عزت اور شہرت کے نہایت سادہ مزاج اور صوفی منش تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق کوئی سخت لفظ نہیں سن سکتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ جلال پور شریف والے پیر مظفر شاہ صاحب نے ان کو اپنے صاحبزادوں کی تعلیم کے لئے بلایا لیکن حضرت مسیح موعود کی شان میں ایک سخت کلمہ کہا اس پر آپ نے فرمایا کہ میں آپ کے بچوں کو پڑھانے کے لئے تیار نہیں۔ مولوی صاحب کی وفات حضرت خلیفہ اول کی خلافت کے آخری زمانہ میں ہوئی ہے۔''

حضرت خلیفہ اولؓ ان کی خاص عزت کیا کرتے تھے۔ اس کی وجہ مولوی خاں مالک صاحب خود فرمایا کرتے تھے کہ حضرت مولوی صاحب مجھ سے طالب علمی کے زمانہ میں کہا کرتے تھے کہ آپ دعا کریں کہ میں بہت بڑا آدمی بن جاؤں۔ بڑا آدمی ہونے سے مراد دین میں ترقی کرنا تھا۔ فرماتے تھے کہ میں نے حضرت مولوی صاحب کیلئے دعا کی۔ قبولیت کے آثار دیکھ کر اس وقت ہی کہا تھا کہ آپ بڑے دینی عالم بن جائیں گے۔ (محولہ بالا ایضاً)

وفات: آپ اپنا وطن چھوڑ کر قادیان چلے گئے اور قادیان میں ۱۹۱۳ء میں ایک سو دس سال کی عمر میں وفات پائی اور بہشتی مقبرہ میں مدفون ہوئے۔

اولاد: آپ کے فرزند مولوی عبدالرحمٰن صاحب تھے (بیعت ۱۸۹۴ء۔ وفات ۱۹۴۰ء) مخدوم فیملی (میانی و گوگھیاٹ) بھیرہ کے اتالیق تھے۔قرآن وحدیث اور فقہ کے عالم تھے۔جامعہ احمدیہ میں مؤلف کے استاذ الحدیث حافظ مبارک احمد صاحب مرحوم (ولد مولوی عبدالرحمٰن صاحبؓ) حضرت مولوی خان ملکؓ کے پوتے تھے جو حضرت حافظ روشن علیؓ کے داماد بنے۔آپ کی پوتی بخت بانو اہلیہ الیاس پیوال کے بیٹے افضل چکوال میں ہیں۔

ماخذ: (۱) ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ (۲) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد ۱۲ (۳) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ (۴) بھیرہ کی تاریخ احمدیت صفحہ ۵۹۔۶۰ (۵) رجسٹر روایات نمبر ۱۱ روایات مولوی خان ملک صاحب۔

☆

۱۹۸۔حضرت میاں الٰہ بخش صاحب علاقہ بند۔امرتسر

ولادت ۱۸۵۴ء۔بیعت ۱۸۹۳ء۔وفات اواخر ۱۹۲۰ء

تعارف: حضرت میاں الٰہ بخش رضی اللہ عنہ کے والد صاحب کا نام میاں محمد بخش صاحب تھا۔آپ کی ولادت سال ۱۸۵۴ء کی ہے۔آپ کا اور آپ کے والد صاحب کا پیشہ مہاراجہ کپورتھلہ کے ہاں ہاتھیوں کے جھول اور فوج کے کمر بند تیار کرنا تھا۔اس کے علاوہ زیورات میں دھاگہ ڈالنا، زیورات کی جالیاں اور جھالریں بنانا بھی تھا۔آپ علاقہ بندی یا پٹوار کا کام بھی کرتے تھے۔ابتداء میں آپ لاہور میں حکیم محمد حسین صاحب قریشی کے دادا بابا محمد چٹو کے شاگرد ہوئے جو یہ کام کرتے تھے۔بعد میں امرتسر میں آخر عمر تک یہ کام کرتے رہے۔

بیعت: بابا محمد چٹو کے ہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر بھی ہوتا رہتا تھا مگر ان کا انجام مذہب اہل قرآن پر ہوا جبکہ بابا صاحب کی اولاد اور میاں الٰہ بخشؓ صاحب احمدیت کی آغوش میں آ گئے۔بعد میں حضرت مرزا قطب الدین مس گرؓ کے ساتھ ''جنگ مقدس'' کے مشہور مباحثہ میں موجود رہے اور اس دوران احمدیت قبول کر لی۔

دینی خدمت: ہر سال قادیان کے غرباء کے لئے کپڑے بھجوایا کرتے تھے۔مؤرخ احمدیت کے مطابق آپ آخری عمر میں قادیان ہجرت کر کے آ گئے تھے۔

وفات: آپ نے ۱۹۲۰ء میں وفات پائی اور مؤلف اصحاب احمد نے آپ کا امرتسر میں بیمار ہونا اور گورداسپور میں وفات پانا، آپ کے داماد ملک مولا بخش صاحب کے حوالے سے لکھا ہے اور گورداسپور میں ہی تدفین لکھی ہے۔اس طرح تاریخ وفات بھی مزید تحقیق طلب ہے۔

نوٹ: بابا محمد چٹو صاحب نے آپ کی شادی اپنی بیوہ بہو غلام فاطمہ صاحبہ سے کروادی تھی۔ محترمہ غلام فاطمہ صاحبہؓ حضرت اقدس کی بیعت سے مشرف ہوئی تھیں۔ بڑی مخلص اور قربانی دینے والی خاتون تھیں اپنی آخر عمر تک بچوں کو قرآن مجید پڑھاتی رہیں۔

ماخذ: (۱) رسالہ اصحاب احمد نومبر ۱۹۵۵ء (۲) تاریخ احمدیت جلد دہم ص ۶۱۵ (۳) اصحاب احمد جلد اول ص ۵۵ تا ۶۲

۱۹۹۔ حضرت مولوی عنایت اللہ مدرس۔ مانانوالہ

بیعت: ۱۸۹۵ء وفات ۲۳ جنوری ۱۹۳۱ء

حضرت مولوی عنایت اللہ صاحب کے والد کا نام محمد حسین صاحب تھا۔ آپ کا اصل گاؤں چبہ سندھواں گوجرانوالہ تھا اور مانانوالہ ضلع گوجرانوالہ میں مدرس تھے۔ آپ کی بیعت ۱۸۹۵ء سے قبل کی ہے۔

آپ جولائی ۱۹۰۷ء میں نظام وصیت میں شامل ہوئے۔

وفات: ۲۲ اور ۲۳ جنوری کی درمیانی رات کو چبہ سندھواں میں وفات ہوئی اگلے روز بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین ہوئی۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ۶۶ سال تھی۔

آپ کی وفات پر مکرم قاضی فضل الٰہی قریشی سیکرٹری تعلیم وتربیت گوجرانوالہ نے لکھا کہ:

''مولوی عنایت اللہ صاحب ساکن چبہ سندھواں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرانے خادم تھے اور ۳۱۳ صحابہؓ میں سے تھے۔ ۲۲، ۲۳ جنوری ۱۹۳۱ء کی درمیانی رات کو فوت ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔''

ماخذ: (۱) نور القرآن نمبر ۲ روحانی خزائن جلد ۹ (۲) الفضل ۳/ مارچ ۱۹۳۱ء صفحہ ۲ (۳) فہرست موصیان ۱۹۰۵ء تا ۲۰۰۷ء۔

☆

۲۰۰۔حضرت منشی میراں بخش صاحب گوجرانوالہ

بیعت:۱۸۹۱ء

تعارف و بیعت: حضرت منشی میراں بخش رضی اللہ عنہ کے والد صاحب کا نام بہادر خان کیروی تھا۔آپ ہیڈکلرک پولیس گوجرانوالہ تھے۔ایک مجذوب نے منشی صاحب کوخبر دی کہ عیسیٰ جوآنے والا تھا وہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانیؑ ہی ہیں۔ یہ خبر حضرت اقدسؑ کے اظہار دعویٰ سے کئی سال پیشتر آپ سن چکے تھے۔صدہا آدمیوں میں شہرت پا چکی تھی۔حضرت منشی صاحبؓ کا ذکر ازالہ اوہام میں مخلصین کی جماعت میں کیا گیا ہے اس لئے آپ کی بیعت ۱۸۹۱ء کی ہے۔آپ نے لیکھرام کی پیشگوئی کے متعلق شروع شروع میں ریاست گوالیار میں خط لکھا۔اس کا جواب حضورؑ کی طرف سے قصیدے کی صورت میں آیا۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے ازالہ اوہام میں آپ کا ذکر اپنے مخلصین میں فرمایا ہے۔ آئینہ کمالات اسلام میں جلسہ سالانہ میں شریک ہونے والوں میں ذکر ہے۔

حضرت منشی صاحب کے ذریعہ حضرت مولوی محمد اسمٰعیلؓ ترگڑی صاحب (المعروف چٹھی مسیح) احمدی ہوئے تھے۔

اولاد: آپ کی دختر محترمہ حافظہ بی بی صاحبہ تھیں۔

ماخذ: (۱)ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد۳ صفحہ ۵۴۲ (۲) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد۵ (۳) روزنامہ الفضل ۱۱رنومبر ۲۰۰۰ء۔(۴) رجسٹر روایات نمبر۱۲ روایات حضرت مولوی محمد اسمٰعیلؓ ترگڑی ۔

☆

۲۰۱۔حضرت مولوی احمد جان صاحب مدرس گوجرانوالہ

بیعت:۱۸۹۱ء

تعارف و بیعت: حضرت مولوی احمد جان رضی اللہ عنہ جالندھر کے رہنے والے تھے۔آپ لاہور میں بھی مدرس رہے۔

حضرت شیخ صاحب دین صاحبؓ ڈھینگرہ ہاؤس گوجرانوالہ کی روایت ہے کہ انہوں نے اپنے استاد حضرت مولوی احمد جان صاحبؓ سے دریافت کیا کہ یہ مرزا صاحب کون ہیں۔جن کی شہر میں ہر جگہ باتیں ہو رہی ہیں۔حضرت مولوی صاحب موصوف نے جواب دیا کہ بیٹا آج دنیا میں قرآن کریم کو جاننے اور سمجھنے والے صرف

مرزا صاحب ہیں۔اس پر حضرت شیخ صاحب کوان کے بڑے بھائی حضرت شیخ کریم بخش نے کہا کہ کل تم اپنے ماسٹر صاحب سے حضرت مرزا صاحب کی کوئی کتاب لے کر آنا۔چنانچہ حضرت مولوی صاحب نے براہین احمدیہ لاکر دی جسے پڑھ کر دونوں بھائیوں شیخ صاحب دین اور شیخ کریم بخش صاحب نے بیعت کر لی۔یہ واقعہ ۱۸۹۱ء۔۱۸۹۲ء کا ہے۔حضرت رحیم بخش صاحبؓ، حضرت مولوی احمد جانؓ کے بیٹے تھے جن کی بیعت رجسٹر بیعت اُولیٰ میں ۱۵رنومبر ۱۸۹۱ء کی ہے اور نمبر ۱۶۶ پر شیخ رحیم بخش کے نام کے ساتھ شیخ احمد جان صاحب ایم اے مدرس سکول، لاہور اصل باشندہ جالندھر لکھا ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت مولوی احمد جان صاحبؓ ۱۸۹۱ء میں احمدیت قبول کر چکے تھے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: آپ کا نام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے آئینہ کمالات اسلام جلسہ ۱۸۹۲ء کے احباب کی فہرست میں نمبر شمار ۱۳۷ پر بایں الفاظ درج فرمایا ہے:۔

''مولوی احمد جان صاحب جالندھر شہر مدرس ضلع گوجرانوالہ''

حضرت اقدس نے کتاب البریہ میں پُر امن جماعت کے ضمن میں ذکر کیا ہے۔

نوٹ: حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمسؓ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ہم عصر علمائے کرام کی فہرست میں آپ کا نام بھی شامل کیا ہے جنہوں نے حضرت اقدسؑ کی بیعت کی تھی۔

ماخذ: (۱) آئینہ کمالاتِ اسلام روحانی خزائن جلد ۵ (۲) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ (۳) رجسٹر بیعت اُولیٰ مطبوعہ تاریخ احمدیتِ جلد ۱ (۴) لاہور تاریخ احمدیت صفحہ ۱۳۹ (۵) صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۶۴ء۔

۲۰۲۔حضرت مولوی حافظ احمد دین چک سکندر گجرات

بیعت: ۲۴رستمبر ۱۸۹۲ء۔وفات: ۱۹۱۱ء

تعارف و بیعت: حضرت مولوی حافظ احمد دین رضی اللہ عنہ ولد حافظ فضل الدین صاحب ساکن موضع چک سکندر متصل دھوریہ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات کے رہنے والے تھے۔آپ کا پیشہ زمینداری تھا۔جب حضرت اقدسؑ پر دعویٰ کے بعد فتویٰ تکفیر لگایا گیا تو آپ نے کہا کہ میں ان کے خلاف فتویٰ نہیں دوں گا۔رجسٹر بیعت اُولیٰ میں آپ کی بیعت ۲۴رستمبر ۱۸۹۲ء ہے۔آپؓ ایک لمبے عرصہ تک صدر جماعت احمدیہ چک سکندر رہے۔بڑے ہمدردی خلق کرنے والے انسان تھے۔مزید سوانحی حالات دستیاب نہیں ہو سکے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: تحفہ قیصریہ میں حضرت اقدسؑ نے ڈائمنڈ جوبلی کے جلسہ میں شامل ہونے

والوں میں ذکر کیا ہے۔

وفات: آپ کی وفات کے بارہ میں اخبار بدر قادیان ۶ ؍اپریل ۱۹۱۱ء نے لکھا ’’حافظ احمد الدین صاحب ساکن چک سکندر ضلع گجرات جو ایک صالح احمدی بزرگ تھے فوت ہوگئے۔‘‘

اولاد: آپ کی اولاد میں (۱) محترم عبدالمالک صاحب (۲) محترم محمد عبداللہ صاحب (۳) محترم مولوی عبدالخالق صاحب (مبلغ ایران ومغربی افریقہ) سابق استاذ الجامعہ تھے۔ آپ کے ایک پوتے مکرم ناصر احمد صاحب پہلے نائیجیریا میں خدمات بجالاتے رہے اور اب جرمنی میں مقیم ہیں۔ اسی بزرگ کی نسل سے مکرم محمود ناصر ثاقب مربی سلسلہ احمدیہ ولد مکرم غلام احمد صاحب (سابق مینیجر سندھ اسٹیٹس) مغربی افریقہ میں خدمات بجالا رہے ہیں۔

ماخذ: (۱) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد ۱۲ (۲) رجسٹر بیعت اُولیٰ مندرجہ تاریخ احمدیت جلد ۱ صفحہ ۳۶۲ (۳) اخبار بدر ۶ ؍اپریل ۱۹۱۱ء صفحہ ۱۔

☆

۲۰۳۔ حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب کھیوال۔ جہلم

بیعت: ۱۸۹۶ء۔ وفات: ۱۹۴۰ء

تعارف و بیعت: حضرت مولوی عبدالرحمٰن کھیوال جہلم کے رہنے والے تھے۔ آپ کی بیعت ابتدائی زمانہ کی ہے۔ حضرت مولوی عبدالرحمٰنؓ کھیوال حضرت خان ملک کھیوال کے (یکے از ۳۱۳) مصنف قانونچہ کے فرزند اور اُن کے ہمعصر علماء میں سے تھے۔ بھیرہ کی مخدوم فیملی کے اتالیق رہے۔ ماسٹر سراج الدین صاحب ولادت ۱۹۰۸ء (آف ہریہ) ضلع منڈی بہاؤ الدین موضع سالم میں آپ کے ذریعہ احمدی ہوئے (جو مکرم مولوی عبدالرشید یحییٰ صاحب مبلغ سلسلہ کے دادا تھے)

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے تحفہ قیصریہ، سراج منیر اور کتاب البریہ میں ڈائمنڈ جوبلی کے جلسہ چندہ دہندگان اور پرامن جماعت میں ذکر کیا ہے۔

وفات: حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحبؓ کی وفات ۱۹۴۰ء میں قادیان میں ہوئی۔

اولاد: آپ کے بیٹے استاذی المکرّم حافظ مبارک احمد صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ ایک فاضل استاد تھے اور حضرت حافظ روشن علی صاحب رضی اللہ عنہ کے داماد تھے۔ آپ کے ایک بیٹے ودود احمد صاحب بھی ہیں۔

نوٹ: حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمسؓ مرحوم نے آپ کا شمار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کرنے والے ہم عصر علمائے کرام میں کیا ہے۔

ماخذ: (۱)ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد۱۱ (۲) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد۱۲ (۳) سراج منیر روحانی خزائن جلد۱۲ (۴) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳ (۵) صداقت حضرت مسیح موعودؑ تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۶۴ء (۶) بھیرہ کی تاریخ احمدیت (۷) چکوال تاریخ احمدیت۔

۲۰۴۔حضرت میاں مہر دین صاحب۔لالہ موسیٰ

بیعت: اگست ۱۸۹۴ء ۔وفات: ۲۹ مئی ۱۹۵۴ء

تعارف: حضرت میاں مہر دین رضی اللہ عنہ موضع قہر والی ضلع گوجرانوالہ کے رہنے والے تھے۔آپ لالہ موسیٰ میں ریلوے گارڈ ریسٹ روم میں خانساماں تھے۔حضرت مولوی برہان الدین جہلمیؓ سے قرآن شریف پڑھا کرتے تھے۔مولوی صاحب اس وقت احمدی تھے۔آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں آپ سے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ تم جا کر حضرت صاحبؑ کو دیکھ لو اور ان سے ملاقات کرو۔

قادیان کی زیارت: آپ چار یوم کی رخصت لے کر قادیان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔مغرب کا وقت تھا اور حضورؑ مسجد مبارک کی چھت پر تشریف رکھتے تھے۔اس وقت حکیم مولوی فضل دینؓ بھیروی نے حضور کی خدمت میں عرض کیا حضورؑ مہر دین کی بیعت منظور فرمائیں حضور نے فرمایا ابھی نہیں۔مولوی برہان الدین جہلمیؓ (جو پہلے سے قادیان آئے ہوئے تھے۔) نے کہا حضور جیسے فرماتے ہیں وہی درست ہے۔

بیعت: چار دن بعد آپ واپس آ گئے پھر تین چار ماہ بعد دوبارہ قادیان گئے اور حضرت اقدسؑ سے ملے۔حضور سیڑھیوں کے اوپر کھڑے تھے۔میاں صاحب کے سلام کرنے کے بعد میاں صاحب سے حالات پوچھنے لگے۔آپ نے بیعت قبول کرنے کے لئے عرض کیا تو آپؑ نے بیعت منظور فرمالی۔آپ کی بیعت اگست ۱۸۹۴ء کی ہے۔

ایک دفعہ آپ اپنے گاؤں کے لوگوں کو ساتھ لے گئے تو حضرت اقدسؑ نے فرمایا ان کی پہلے دعوت جسمانی کی جائے پھر دعوت روحانی کی جائے اور اس کام کے لئے حضرت مولوی محمد احسن صاحبؓ لاہور اور حضرت مولانا حافظ حکیم مولوی نورالدینؓ کو فرمایا لیکن حضرت میاں مہر دین صاحب کی تجویز پر کہ اس کام کے لئے حضرت مولوی برہان الدینؓ کو لگایا جائے تو حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے آپ کی تجویز کو منظور فرمالیا۔مولوی صاحب موصوف نے پنجابی میں تقریر کی چنانچہ پچیس آدمیوں نے بیعت کر لی۔رجسٹر روایات صحابہ نمبر۱ میں ہے کہ لالہ موسیٰ میں احمدیت کا پودا آپ کے ہاتھوں لگا۔آپ کمال محبت سے مہمانوں کی خدمت بجالاتے تھے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے آپ کا نام تحفہ قیصریہ جلسہ ڈائمنڈ جوبلی کے شرکاء میں درج فرمایا ہے۔

حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحبؓ نے حضرت اقدسؑ کے معاصر علماء میں آپ کا تذکرہ کیا ہے جنہوں نے حضرت اقدسؑ کی بیعت کر لی۔

دینی خدمت: ریٹائرمنٹ کے بعد آپ نے حضرت چوہدری حاکم علیؓ کی خواہش پر اپنے آپ کو وقف کر کے چک ۹ پنیار ضلع سرگودھا میں بطور معلم خدمت سلسلہ سر انجام دی۔

اولاد: آپ کے بیٹے برکت اللہ صاحب، رحمت اللہ صاحب اور عبدالحمید صاحب تھے۔ برکت اللہ صاحب کے بیٹے عطاء اللہ لاہور میں ہیں۔ رحمت اللہ صاحب جوانی میں فوت ہو گئے۔ ان کی تدفین چک ۹ پنیار ضلع سرگودھا میں ہوئی۔ ان کے دو بیٹے نعمت اللہ صاحب اور کرامت اللہ صاحب فیصل آباد میں ہیں۔ تیسرے بیٹے عبدالحمید صاحب کی اولاد کرنل مجید احمد اور تین بھائی اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں۔ آپ کی تین بیٹیاں تھیں ایک بیٹی زینت بیگم کی اولاد ملک حمید اللہ صاحب ڈسکہ سابق امیر ضلع سیالکوٹ اور چار دیگر بیٹے ہیں۔ آپ کے ایک نواسہ اور نواسی (ملک مبارک احمد مرحوم و اہلیہ ملک صاحب) نواب شاہ سندھ میں ہیں۔ مکرم عبدالحمید صاحب کی ایک بیٹی مکرمہ امۃ المالک صاحبہ اہلیہ مکرم سردار احمد رانا سیشن جج (منڈی بہاؤالدین) ٹاؤن شپ لاہور تھیں۔

ماخذ: (۱) انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ (۲) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد ۱۲ (۳) رجسٹر روایات صحابہ نمبر ۱ (۴) صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۶۴ء۔

☆

۲۰۵۔ حضرت میاں ابراہیم صاحب پنڈوری۔ جہلم

بیعت: ابتدائی زمانہ میں۔ وفات: ۲۴ ستمبر ۱۹۲۶ء

تعارف و بیعت: حضرت میاں ابراہیم رضی اللہ عنہ پنڈوری ڈومیلی سوہاوا چکوال روڈ کے رہنے والے تھے۔ آپ کے والد صاحب کا نام میاں عمر بخش تھا جبکہ سات پشتیں قبل جد امجد نورالدین دربار اکبری میں آئے تھے جبکہ مدینہ منورہ سے سعد الدین نے افغانستان کی طرف ہجرت کی تھی۔ محلّہ خواجگان (جسے اب محلّہ سیٹھیاں کہتے ہیں) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد صاحب کا گھر جہلم میں چوک اہلحدیث کے نزدیک محلّہ خواجگان میں تھا۔ اس گھر کا ایک حصہ آپ کی اولاد کے پاس ہے۔ نمک، گاچنی مٹی، اور کچے برتنوں کا کاروبار کرتے تھے۔ آپ کی بیعت ابتدائی ایام کی ہے۔

آپ اس بات کے قائل تھے کہ یہ زمانہ ظہور امام کا ہے اور تلاش مسیح میں افغانستان چلے گئے وہاں کسی نے بتایا کہ قادیان پنجاب کے گاؤں میں کسی نے دعویٰ کیا ہے چنانچہ پوچھتے پوچھتے قادیان چلے آئے۔ اور حضرت اقدسؑ کی بیعت کر لی۔

حضرت اقدسؑ کے سفر جہلم میں آپ کی موجودگی: جب حضرت مسیح موعودؑ جہلم تشریف لائے اور جہلم کے ریلوے اسٹیشن پر اُترے تو میاں ابراہیم صاحبؓ حضرت اقدسؑ کے یکّے کے آگے خوشی سے اچھلتے تھے اور اپنی پگڑی فضا میں لہراتے اور اوپر پھینک کر پکڑتے اور نعرے لگاتے مرزا غلام احمد کی جَے۔آپ کے ساتھ مولوی برہان الدین جہلمیؓ بھی تھے۔

طاعون کے دنوں میں میاں صاحب کے بیٹے عبدالحق کی بُن ران میں گلٹی نکل آئی۔غیر احمدی سیٹھی برادری نے طعنہ دیا کہ تم مرزا صاحب کی سچائی کی دلیل طاعون دیتے ہو۔اس پر میاں صاحب نے کہا اگر میرا بیٹا اس طاعون سے فوت ہوگیا تو مسیح موعود (نعوذ باللہ) جھوٹے اور تم سچے اگر اس کے الٹ ہوا تو تمہیں ماننا پڑے گا۔چنانچہ سیٹھی عبدالحق زندہ رہے اور ۸۵ سال کی عمر پائی جبکہ اس وقت ہر طرف موتا موتی تھی۔لیکن لوگوں نے وعدہ کے باوجود نہ مانا۔سیٹھی عبدالحق صاحب اپنے پھوڑے کا نشان دکھایا کرتے تھے۔

وفات: آپ کی وفات ۲۴/ستمبر ۱۹۲۶ء کو ہوئی۔بمطابق وصیت حضرت مولوی برہان الدینؓ کے ساتھ جہلم کے قبرستان میں دفن ہیں اور آپ کی اہلیہ محترمہ کرم بی بیؓ بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہیں۔

اولاد: آپ کی اولاد میں (۱) سیٹھی خلیل الرحمٰن صاحب، (۲) سیٹھی عزیز الرحمٰن صاحب (۳) سیٹھی محمد اسمٰعیل صاحب، (۴) سیٹھی محمد اسحٰق صاحب (۵) سیٹھی عبدالحق صاحب اور (۶) سیٹھی فضل حق صاحب تھے۔ان بھائیوں کی اولاد جہلم، راولپنڈی، اسلام آباد، ربوہ، جرمنی، انگلینڈ، کینیڈا اور امریکہ میں مقیم ہے۔سیٹھی احسان الحق صاحب ریٹائرڈ سیشن جج اور سیٹھی منظور الحق صاحب بقید حیات ہیں۔آپ کے ایک پوتے سیٹھی مقبول احمد صاحب (ولد سیٹھی محمد اسحٰق صاحب) ۱۹۷۴ء میں راہ مولیٰ میں شہید کر دیئے گئے۔سیٹھی خلیل الرحمٰن کے بیٹے سیٹھی ولی الرحمٰن صاحب جہلم میں ہیں۔

ماخذ: (۱) انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ (۲) بیان مکرم منظور الحق سیٹھی (سیٹھی میڈیکل سٹور گولبازار ربوہ) جون ۲۰۰۵ء۔بروایت (حضرت کرم بی بیؓ) دادی جان جو میاں محمد ابراہیم صاحبؓ کی زوجہ ثانی تھیں۔(۳) الفضل ۲۴/ ستمبر ۱۹۲۶ء (۴) ہفت روزہ لاہور ۱۹۷۴ء۔

☆

۲۰۶۔حضرت سید محمود شاہ صاحب فتح پور گجرات

بیعت:ابتدائی زمانہ میں

تعارف و بیعت: حضرت سید محمود شاہ رضی اللہ عنہ محمدی پور گجرات شہر کے رہنے والے تھے۔فتح پور میں ان کی بیٹی فاطمہ بی بی زوجہ حضرت سید محمد شاہؓ تھیں۔آپ کی بیعت ۱۸۹۷ء سے قبل کی ہے۔حضرت اقدسؑ کے ساتھ خاص تعلق کی عکاسی ایک خط سے بھی ہوتی ہے۔

نوٹ: حضرت مولانا جلال الدین شمسؓ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ان معاصر علماء کرام کے ساتھ آپ کا ذکر کیا ہے جنہوں نے آپ کی بیعت میں شمولیت کا شرف حاصل کیا تھا۔فتح پور کے ایک اور صحابی حضرت منشی عبدالکریمؓ کی بیعت اور تربیت آپ کے ذریعہ ہوئی۔

وفات: آپ کی وفات ۲۰رفروری ۱۹۲۰ء کو ہوئی۔آپ کی وصیت نمبر ۱۷۴۹ ہے آپ کا کتبہ بہشتی مقبرہ قادیان میں قطعہ نمبر ۴ حصہ نمبر ۱۴ میں نصیب ہوئی۔

اولاد: حضرت سید محمود شاہؓ صاحب کی اولاد میں سے سید زین العابدین شاہؓ بھی رفیق بانی سلسلہ تھے۔ان کے پڑپوتے سید رضا شاہ بمعہ اپنی والدہ سیدہ غلام مریم صاحبہ اور چار بیٹیاں ربوہ میں مقیم ہیں۔حضرت سید محمود شاہ صاحب کی نواسی مبارکہ بیگم بنت سید محمد شاہؓ صاحب،مکرم سید عزیز احمد شاہ صاحب مربی سلسلہ احمدیہ کی اہلیہ وفات پا چکی ہیں اور ان کی اولاد میں سید فرخ شاہ اسیر راہِ مولیٰ لاہور رہے ہیں۔

ماخذ: (۱) صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۶۴ء (۲) الفضل ۲۶ جنوری ۱۹۶۴ء (۳) الفضل ۲۳ جنوری ۱۹۵۷ء (۳) بیان مکرم مرزا عبدالرشید برلاس آف فتح پور حال ربوہ

☆

۲۰۷۔حضرت محمد جو صاحب۔امرتسر

بیعت:ابتدائی زمانہ میں

تعارف و بیعت: حضرت محمد جو رضی اللہ عنہ امرتسر کے رہنے والے تھے۔آپ کی بیعت ۱۸۹۷ء سے قبل کی ہے۔

(نوٹ) آپ کے تفصیلی سوانحی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱۔

☆

۲۰۸۔حضرت منشی شاہ دین صاحب۔دینا۔جہلم

ولادت:۱۸۷۰ء۔بیعت:ابتدائی زمانہ۔وفات:۲۵رمئی ۱۹۰۸ء

تعارف: حضرت منشی شاہ دین رضی اللہ عنہ کی بیعت دینہ ضلع جہلم سے ہے۔آپ کا اصل گاؤں ساہووالہ تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ تھا۔دوران ملازمت مختلف جگہوں پر اسٹیشن ماسٹر رہے۔

بیعت: ابتدا میں پیر مہر علی شاہ گولڑوی سے تعلق رکھتے تھے۔پھر خدا تعالیٰ نے آپ کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق دی۔آپ کی بیعت ابتدائی زمانہ کی ہے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: تحفہ قیصریہ، سراج منیر اور کتاب البریہ میں حضرت اقدسؑ نے آپ کا ذکر ڈائمنڈ جوبلی جلسہ میں شرکت، چندہ دہندگان اور پُر امن جماعت میں ذکر کیا ہے۔

قادیان ہجرت کرنا: حضرت اقدسؑ کی زندگی کے آخری ایام میں بیمار ہوکر قادیان آ گئے۔حضرت اقدسؑ جب حضرت ام المومنینؓ کی علالت کے باعث مشیتِ ایزدی کے ماتحت لاہور آ گئے تو حضرت اقدسؑ نے وفات سے تیرہ روز پیشتر حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدینؓ کو منشی شاہ دینؓ کی خبر گیری کے لئے تاکیداً خطوط لکھے۔

وفات: حضرت منشی صاحب کی وفات ۲۵رمئی ۱۹۰۸ء میں ہوئی۔

ملک محمود خان صاحب مردان کے حالات میں اصحاب احمد جلد دہم میں لکھا ہے کہ ’’جب نوشہرہ سے بطرف درگئی و مالاکنڈ ریلوے لائن بنائی گئی تو مردان کے سب سے پہلے اسٹیشن ماسٹر حضرت بابو شاہ دین صاحبؓ مقرر ہوئے۔آپ احمدیت کے قابلِ قدر خادم تھے بگٹ گنج مردان میں جماعت قائم کی۔بڑے مہمان نواز اور جاذب شخصیت کے مالک تھے۔آپ کے حسن اخلاق سے نوشہرہ سے درگئی تک کئی ریلوے ملازم احمدی ہوئے۔

ماخذ: (۱)انجام آتھم روحانی خزائن جلد۱۱ (۲) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد۱۲ (۳) سراج منیر روحانی خزائن جلد۱۲ (۴) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳ (۵) سیرت حضرت مسیح موعودؑ جلد سوم صفحہ ۴۲۵ تا ۴۲۷ (۶) اصحاب احمد جلد ۱۰ صفحہ ۱۹۷ (۷) مضمون مطبوعہ ’’روزنامہ الفضل‘‘ ربوہ ۱۲رفروری ۱۹۶۶ء۔

☆

۲۰۹۔حضرت منشی روشن دین صاحب۔ڈنڈوت جہلم

بیعت:۱۸۸۹ءیا۱۸۹۰ء۔وفات:۱۹۲۸ء

تعارف: حضرت منشی روشن دین رضی اللہ عنہ سیالکوٹ شہر کے رہنے والے تھے۔آپ کے والد صاحب ٹھیکیدار تھے۔آپ کی ایک وسیع برادری تھی جس کے بیشتر افراد نہایت متموّل تھے۔

بیعت: زمانہ طفولیت ہی میں آپ کی والدہ کا سایہ سر سے اٹھ گیا پھر جب والد صاحب بھی فوت ہو گئے تو تھوڑے ہی عرصہ بعد حضرت مولوی عبدالکریم سیالکوٹیؓ آپ کے سرپرست، مربی اور استاد مقرر ہو گئے ۔ یہ تعلق اس حد تک بڑھا کہ اہالیان سیالکوٹ آپ کو اُن کا بیٹا سمجھنے لگے۔جب حضرت مولوی صاحب فوت ہوئے تو اس تعلق کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے آپ کو بلا کر کہا جب میں زندہ ہوں تو آپ سمجھیں کہ مولوی عبدالکریمؓ زندہ ہیں۔

اپنے دو دوستوں کے ہمراہ تلاش روزگار کے لئے نکلے تو ایک انگریز افسر کے پیش ہوئے۔خدا تعالیٰ نے تینوں دوستوں کو مختلف ریلوے اسٹیشنوں پر تعینات ہونے کا موقع فراہم کر دیا۔آپ کو ڈنڈوت کے اسٹیشن پر متعین کیا گیا۔

بیعت اور اس کا پس منظر: اسٹیشن ماسٹر جو ہندو آریہ تھا ایک روز آپ کو شہر لے گیا شہر کے چکر کے دوران ایک جگہ آپ کو ٹھہرا کر وہ آریہ سماج میں گیا تھوڑی دیر بعد ایک اشتہار یا رسالہ آپ کو دے کر کہنے لگا۔ بٹالہ ضلع گورداسپور میں ایک شخص مرزا غلام احمد نے مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔تم نے سنا ہے؟ آپ نے اشتہار اس سے لے کر حضرت مولوی عبدالکریمؓ کی خدمت میں عریضہ اور اشتہار بھیج دیا۔ نیز لکھا کہ اس جگہ پیاس نہیں بجھتی۔ان کا جواب آیا کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحبؑ نے جو نہایت متقی پرہیز گار انسان ہیں ایسا دعویٰ کیا ہے۔مولوی نورالدینؓ جیسے نیک اور علامہ نے ان کو راستباز اور اپنے دعویٰ میں سچا پا کر بیعت کر لی ہے اور اپنی بیعت کا بھی لکھا اور یہ بھی لکھا کہ آپ فوراً بذریعہ خط بیعت کر لیں۔ چنانچہ آپ نے بھی حضرت اقدسؑ کی خدمت میں بیعت کا خط لکھ دیا۔آپ فرماتے تھے کہ اس کے بعد اطمینان اور سکون میسر آ گیا اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رضا پر خوش رہتا۔

آپ کا اخلاص: آپ جس اسٹیشن پر جاتے وہاں پھلدار پودوں کے باغ لگواتے۔ان باتوں کے سبب آپ کے اسٹیشن کو اول پوزیشن حاصل ہوتی۔ بٹالہ کے اسٹیشن پر ایک آم کا پرانا درخت تھا جس کو کئی سالوں سے پھل نہیں لگتا تھا۔آپ نے اس باغ میں نماز کی جگہ بنائی۔ یہاں علاوہ دیگر احباب جماعت کے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور آپ کے اہل وعیال بھی تشریف لاتے۔اس برکت سے اس آم کو پہلا پھل لگا۔ باغ کا مالی جو ۸۰ سال کے لگ بھگ تھا بڑا حیران تھا اور شہر میں دھوم مچ گئی۔ کثرت سے لوگ دیکھنے آتے اور کہتے کہ یہ بابو صاحب کی برکت ہے لیکن آپ کہتے

یہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی برکت، قرآن کریم کی برکت اور نمازوں کی برکت ہے۔دو سال خوب پھل لگتا رہا۔جب تیسرے سال آپ تبدیل ہوکر گوجرانوالہ چلے گئے تو پھل لگنا بند ہوگیا۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے کتاب البریہ میں آپ کا ذکر پُر امن جماعت کے سلسلہ میں فرمایا ہے۔

وفات: آپ کو اپنی وفات کی پہلے سے ہی خبر ہو چکی تھی چنانچہ آپ نے اپنی ڈائری میں لکھا:۔

عمر پوری ہوگئی۔ہمارا زمانہ بہتر تھا۔روشن دین۔۲۷؍دسمبر ۱۹۲۸ء چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ بعد آپ کی وفات ۲۳؍جنوری ۱۹۲۹ء کو ہوگئی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین ہوئی۔

اولاد: آپ کی اولاد میں میاں محمد بشیر صاحب چغتائی کا ذکر ملتا ہے۔

ماخذ: (۱) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ (۲) مضمون ''حضرت بابو روشن دین صاحب سیالکوٹیؓ'' از مکرم میاں محمد بشیر صاحب چغتائی (ابن حضرت بابو روشن دین صاحب سیالکوٹی) الفضل ربوہ ۱۲؍فروری و ۱۵؍فروری ۱۹۶۶ء۔

☆

۲۱۰۔حضرت حکیم فضل الٰہی صاحب۔لاہور

بیعت: ۹۳-۱۸۹۲ء۔وفات: ۸؍اپریل ۱۹۰۶ء

تعارف و بیعت حضرت اقدسؑ: حضرت حکیم فضل الٰہی رضی اللہ عنہ لاہور کے مقام ستھان کے رہنے والے تھے۔لاہور تاریخ احمدیت کے مطابق آپ کی بیعت ۹۳-۱۸۹۲ء کی ہے (صفحہ ۱۴۹)۔جب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کے ساتھ بات چیت چل رہی تھی تو احباب لاہور کی ایک انجمن جس کا نام ''انجمن فرقانیہ'' تھا، نے خوب کام کیا۔اس کے صدر حکیم فضل الٰہی صاحبؓ، سیکرٹری منشی تاج الدین صاحبؓ اور جائنٹ سیکرٹری میاں معراج الدین عمر صاحبؓ تھے۔چونکہ پیر صاحب حیلے بہانے سے اس مقابلہ کو ٹال رہے تھے اور لاہور کی پبلک کو مغالطہ میں ڈال کر حضرت اقدسؑ کے خلاف مشتعل کر رہے تھے۔اس لئے اس انجمن نے ان ایام میں متعدد اشتہارات شائع کر کے لوگوں پر حقیقت حال کو واضح کیا تھا۔

دینی خدمات: حضرت حکیم صاحبؓ بڑے مخلص اور جانثار تھے مخالفین کے سامنے سینہ سپر رہے تھے۔مالی قربانی میں بھی حضرت حکیم صاحبؓ پیش پیش رہا کرتے تھے۔تبلیغی پمفلٹوں کے خرچ میں ان کا کافی حصہ ہوتا تھا۔تحریکات میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرتے تھے۔

آپ کا اعزاز: حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے زمانہ میں ۱۳؍مارچ ۱۹۰۳ء کو جب ''منارۃ المسیح'' کی بنیاد رکھنے کا وقت آیا تو حضرت حکیم صاحب مرزا خدا بخش صاحبؓ، شیخ مولا بخش صاحبؓ اور قاضی ضیاء الدین صاحبؓ نے حضور کی خدمت میں درخواست کی کہ حضور آج منارۃ المسیح کی بنیاد رکھی جائے گی اگر حضور خود اپنے ہاتھ سے رکھیں تو بہت

مبارک ہوگا۔اس پر حضور نے فرمایا۔آپ ایک اینٹ لے آئیں میں اس پر دعا کروں گا۔پھر جہاں میں کہوں وہاں جا کر رکھ دیں۔چنانچہ حکیم فضل الٰہی صاحبؓ اینٹ لے آئے اور حضور نے لمبی دعا کی۔دعا کے بعد حضرت حکیم صاحبؓ سے ارشاد فرمایا کہ آپ اس کو مجوزہ منارۃ المسیح کے مغربی حصہ میں رکھ دیں۔حضرت حکیم صاحبؓ اور دوسرے احباب نے یہ مبارک اینٹ لے کر مسجد اقصیٰ میں بنیاد کے مغربی حصہ میں نصب کر دی۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے تحفہ قیصریہ اور کتاب البریہ میں جلسہ ڈائمنڈ جوبلی میں چندہ دہندگان اور پُرامن جماعت میں ذکر کیا ہے۔

وفات: آپ کی وفات ۸؍اپریل ۱۹۰۶ء کو ہوئی۔بہشتی مقبرہ قادیان میں لاہور کے ایک صاحب ''فضل الٰہی'' کا کتبہ نصب ہے اگر یہی حکیم فضل الٰہی مراد ہیں تو تاریخ وفات ۸؍اپریل ۱۹۰۶ء ہے۔

ماخذ: (۱) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد۱۲ (۲) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳ (۳) لاہور تاریخ احمدیت صفحہ ۱۴۹۔۱۵۰

☆

۲۱۱۔حضرت شیخ عبداللہ دیوانچند صاحب کمپونڈر لاہور

بیعت ۱۸۹۴ء ۔وفات ۴؍ستمبر ۱۹۵۳ء

تعارف و بیعت: حضرت شیخ عبداللہ دیوانچند رضی اللہ عنہ ابتداء میں انجمن حمایت اسلام لاہور میں بطور کمپونڈر ملازم تھے مگر پھر ہجرت کر کے قادیان چلے گئے اور ایک لمبا زمانہ نور ہسپتال میں کام کیا۔مدرسہ احمدیہ اور غالباً تعلیم الاسلام مدرسہ کے ہوسٹلوں میں سالہا سال تک طبی معائنہ کے لئے جاتے رہے۔کسی بے ضابطگی کی وجہ سے شیخ صاحب قادیان سے لائل پور تشریف لے گئے اور اپنا تعلق انجمن اشاعت اسلام لاہور کے ساتھ قائم کر لیا۔ایک عرصہ بعد دو مرتبہ قادیان جا کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے ملاقات بھی کی۔حضور بہت محبت سے پیش آتے۔شیخ عبدالقادر صاحب (سابق سوداگرمل) کا بیان ہے کہ حضرت شیخ صاحب کی ان سے ملاقات تھی اور آپ حضرت خلیفۃ المسیح کو خلیفہ برحق بتایا کرتے تھے اسی طرح آپ کی اولاد کے خیالات تھے۔

رسالہ نور القرآن نمبر۲ کے حاشیہ پر پیر محمد سراج الحق صاحب جمالی نعمانیؓ نے چند اصحاب کے نام درج کئے ہیں جو حضرت امامؑ کی خدمت میں حاضر تھے ان میں شیخ عبداللہ صاحب بھی تھے ان کے ذکر میں لکھتے ہیں:

''شیخ عبداللہ صاحب جوان صالح ہیں۔رشد کے آثار اور اتقاء کے نشان ان کے بشرہ سے ظاہر ہوتے ہیں۔جب انہوں نے اسلام کی طرف میلان کیا تو کئی ابتلاء پیش آئے۔ازانجملہ ایک یہ ہے کہ لیکھرام آریہ سے کئی بار مباحثہ ہوا آخر کار لیکھرام کو انہوں نے شکست فاش دی چونکہ آریہ تھے اس تعلیم خراب سے دستبردار ہو کر اسلام زور و شور سے قبول کیا اور امام وقت سے بیعت کی مجھ سے کہتے تھے کہ ازالہ اوہام کے دیکھنے سے مجھے اسلام کا شوق پیدا ہوا۔جب پیشگوئی جو آتھم کے رجوع الی الحق یا موت کی تھی۔اس کا رجوع الی الحق ہونا اور موت سے بچنا پوری ہو

گئی۔ سچے دل سے امام وقت کی شناخت حاصل ہوئی۔ الحمدللہ۔ سراج الحق

جب کبھی حضرت اقدس شیخ عبداللہ دیوانچند کو خط لکھا کرتے تو شناخت کے واسطے عبداللہ دیوانچند دونوں نام لفافے پر لکھ دیتے تھے تاکہ پوسٹ مین کو غلطی نہ لگے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے کتاب البریہ میں پرامن جماعت کے ضمن میں آپ کا ذکر فرمایا ہے۔

وفات: آپ کی وفات ۴؍ستمبر ۱۹۵۳ء کو ہوئی۔

اولاد: آپ کی اولاد میں کیپٹن ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب طارق آباد فیصل آباد و ڈاکٹر عبداللطیف صاحب شیخوپورہ اور ڈاکٹر عبدالسلام صاحب ہیں۔

ماخذ: (۱) رسالہ نور القرآن نمبر ۲ صفحہ ۲۵۴۔۲۵۵ روحانی خزائن جلد ۹ (۲) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ (۳) لاہور تاریخ احمدیت صفحہ ۱۵۱ تا ۱۵۳ (۴) ذکر حبیب صفحہ ۲۳۰۔۲۳۱۔

۲۱۲۔ حضرت منشی محمد علی صاحب۔ لاہور

ولادت: ۱۸۵۹ء۔ بیعت: ۱۸۹۲ء۔ وفات: ۵؍ستمبر ۱۹۱۴ء

تعارف: حضرت منشی محمد علی رضی اللہ عنہ جلال پور جٹاں ضلع گجرات کے رہنے والے تھے۔ آپ کی ولادت ۱۸۵۹ء کی ہے۔ آپ صوفی کے نام سے بھی پکارے جاتے تھے۔ منشی صاحب ریلوے ایگزامینر آفس میں کلرک تھے۔

بیعت: بہت ابتدائی ایام میں بیعت کی۔ آپ کا نام جلسہ سالانہ ۱۸۹۲ء کی فہرست مندرجہ آئینہ کمالات اسلام میں ۱۱۲ نمبر پر درج ہے۔ گویا آپ ان ایام میں بیعت کر چکے تھے۔ اس طرح آپ کی بیعت ۱۸۹۲ء کی ہے۔ منارۃ المسیح پر آپ کا نام کندہ ہے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے آئینہ کمالات اسلام اور کتاب البریہ میں آپ کا جلسہ سالانہ میں شرکت اور پُر امن جماعت میں ذکر فرما دیا ہے۔

حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحبؓ نے حضرت اقدسؑ کے معاصر علماء میں آپ کا تذکرہ کیا ہے جنہوں نے حضرت اقدسؑ کی بیعت کی۔

وفات: آپ کی تاریخ وفات ۵؍ستمبر ۱۹۱۴ء ہے۔ آپ کا وصیت نمبر ۲۵ ہے۔ آپ کا مقبرہ بہشتی مقبرہ یادگار قادیان میں قطعہ نمبر ۲ حصہ نمبر ۴ میں ہے۔

اولاد: آپ کی اولاد حضرت صوفی محمد رفیع صاحبؓ ریٹائرڈ ڈی۔ایس۔پی سکھر جو امیر جماعت احمدیہ سکھر اور خیر پور ڈویژن تھے۔آپ رفیق بانی حضرت اقدس اور صاحب کشف و الہام بزرگ تھے۔راقم الحروف حضرت صوفی صاحبؓ کو مختلف اوقات میں سکھر میں ملتا رہا آپ کو الہاماً بتایا گیا تھا کے آپ کی عمر اس قدر ہے جب وہ پوری ہوگئی تو اللہ تعالیٰ سے رجوع کیا گیا تو اس کے کچھ عرصے بعد وفات ہوگئی۔ان کی اولاد میں راجہ فخر الدین صاحب تحصیلدار اور راجہ بشیر الدین صاحب معروف ہیں۔ان کی اولاد سکھر،کراچی اور بیرونی ممالک میں ہے۔

ماخذ: (۱) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد۵ (۲) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳ (۳) لاہور تاریخ احمدیت لاہور صفحہ ۱۵۶ (۴) صداقت حضرت مسیح موعودؑ تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۶۴ء

☆

۲۱۳۔حضرت منشی امام الدین صاحب کلرک۔لاہور

بیعت ۷؍فروری ۱۸۹۲ء

تعارف و بیعت: حضرت منشی امام الدین رضی اللہ عنہ ولد امیر ساکن موضع مانانوالہ تحصیل و ضلع گوجرانوالہ وارد لاہور محلّہ سہتان بھاٹی دروازہ۔آپ کی بیعت ۷؍فروری ۱۸۹۲ء کی ہے۔رجسٹر بیعت میں ۲۳۴ نمبر پر آپ کی بیعت درج ہے۔

(نوٹ) آپ کے تفصیلی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱) رجسٹر بیعت اولیٰ مطبوعہ تاریخ احمدیت جلد ا صفحہ ۳۵۸ (۲) لاہور تاریخ احمدیت۔

☆

۲۱۴۔جناب منشی عبدالرحمٰن صاحب کلرک۔لاہور

بیعت: ۲۷؍ستمبر ۱۸۹۱ء

تعارف و بیعت: جناب منشی عبدالرحمٰن صاحب ساکن گجرات، جناب شیخ رحمت اللہ صاحبؓ کے بھائی تھے۔آپ کی بیعت ۱۷۶ نمبر پر رجسٹر بیعت میں درج ہے۔

حضرت منشی صاحب اندرون موچی دروازہ لاہور میں رہتے تھے۔پہلے ریلوے میں کلرک تھے پھر بسلسلہ روزگار افریقہ چلے گئے تھے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: آپ کو جماعت احمدیہ کے پہلے جلسہ سالانہ ۱۸۹۱ء میں شمولیت

کی توفیق ملی جس میں ۷۵ افراد شامل ہوئے۔ ''آسمانی فیصلہ'' میں حضور نے آپ کا نام منشی عبدالرحمٰن صاحب کلارک لوکوآفس لاہور لکھا ہے۔ تحفہ قیصریہ اور کتاب البریہ میں حضرت اقدسؑ نے جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والوں، جلسہ ڈائمنڈ جوبلی اور پُرامن جماعت کے ضمن میں آپ کا ذکر کیا ہے۔

وفات: خلافت ثانیہ کی بیعت نہ کی اور نظام خلافت سے غیر مبائعین میں شامل ہو گئے۔ خلافت ثانیہ کی ابتداء میں وفات پائی۔

ماخذ: (۱) آسمانی فیصلہ روحانی خزائن جلد۴ (۲) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد۱۲ (۳) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳ (۴) رجسٹر بیعت اُولیٰ مطبوعہ تاریخ احمدیت جلد۱ صفحہ ۳۵۶ (۵) لاہور تاریخ احمدیت صفحہ ۱۵۳۔

☆

۲۱۵۔ حضرت خواجہ جمال الدین صاحب بی۔اے لاہور حال جموں

بیعت: ابتدائی ایام میں

تعارف و بیعت: حضرت خواجہ جمال الدین رضی اللہ عنہ، خواجہ کمال الدین صاحب کے بھائی تھے۔ آپ کی بیعت ابتدائی زمانہ کی ہے۔

حضرت اقدسؑ کے الہام میں تذکرہ: ان کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ نے نزول المسیح میں لکھا ہے۔

''خواجہ جمال الدین بی۔اے جو ہماری جماعت میں داخل ہیں۔ جب امتحان منصفی میں فیل ہوئے اور ان کو بہت ناکامی اور ناامیدی لاحق ہوئی اور سخت غم ہوا تو ان کی نسبت الہام ہوا کہ ''سَیُغْفَرُ'' یعنی اللہ تعالیٰ ان کے اس غم کا تدارک کرے گا۔ چنانچہ اس کے مطابق وہ جلد ریاست کشمیر میں ایک ایسے عہدے پر ترقی پا گئے جو عہدہ منصفی سے ان کیلئے بہتر ہوا۔ یعنی وہ تمام ریاست جموں و کشمیر کے انسپکٹر مدارس ہو گئے''

وفات: خلافت اولیٰ کے ایام میں وفات پائی۔

ماخذ: (۱) نزول المسیح روحانی خزائن جلد۱۸ (۲) تاریخ احمدیت لاہور صفحہ ۱۸۸۔۱۸۹۔

☆

۲۱۶۔حضرت منشی مولا بخش صاحب کلرک۔لاہور

بیعت:۱۸۹۱ء۷رفروری۱۸۹۲ء۔وفات:۱۴رفروری۱۹۲۸ء

تعارف: حضرت منشی مولا بخش رضی اللہ عنہ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ایڈیٹر الحکم کے چچا تھے۔لودھیانہ کے قریب کسی گاؤں کے باشندہ تھے۔ایک مدت تک لاہور ریلوے ایگزامینر آفس میں کلرک رہے ہیں۔

بیعت: آپ کی بیعت کا اندراج رجسٹر بیعت اُولیٰ میں ۲۲۸نمبر پر ہے۔

لیکھرام کی پیشگوئی کے پورا ہونے پر متواتر اشتہارات شائع کروائے اور لکھا کہ کسی دوسرے آریہ کو مقابلہ میں کھڑا کر کے قبولیت دعا اور مباہلہ کے نشان دیکھ لیں۔

اولاد: آپ کی اولاد میں (۱) شیخ مبارک اسمٰعیل صاحب (۲) شیخ مسعود احمد صاحب انجنیئر (۳) شیخ محمد اسحٰق صاحب ہیں۔حضرت شیخ مولا بخش رضی اللہ عنہ کے ایک پوتے مکرم شیخ خالد پرویز صاحب گجرات میں رہائش پذیر ہیں۔

ماخذ: (۱) رجسٹر بیعت مطبوعہ تاریخ احمدیت جلد اصفحہ ۳۵۸ (۲) لاہور تاریخ احمدیت صفحہ ۱۵۳ (۳) ذکر حبیب صفحہ ۲۱۵۔۲۱۶۔

☆

۲۱۷۔حضرت شیخ محمد حسین صاحب مراد آبادی۔پٹیالہ

بیعت ۲۳/مارچ ۱۸۸۹ء۔وفات:۲۸/ستمبر ۱۹۰۹ء

تعارف: حضرت شیخ محمد حسین رضی اللہ عنہ مراد آبادی پٹیالہ کے رہنے والے تھے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس سب سے پہلے کاتب تھے۔نہایت مخلص بزرگ تھے۔

بیعت: آپ نے حضرت اقدسؑ کی بیعت تیسرے نمبر پر کی تھی (جو تاریخ احمدیت جلد نمبر ا کے مطابق ۲۳/مارچ ۱۸۸۹ء ہے۔) گویا ابتدائی دس بیعت کرنے والے احباب میں آپ بھی شامل تھے۔

دینی خدمات: آپ نے کچھ ابتدائی کتابوں کی کتابت کی تھی۔فتح اسلام کی بھی کتابت آپ نے کی تھی۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے ازالہ اوہام، آئینہ کمالات اسلام، تحفہ قیصریہ، سراج منیر

میں آپ کا ذکر مخلصین جلسہ ڈائمنڈ جوبلی اور چندہ دہندگان میں فرمایا ہے۔

وفات: آپ کی وفات ۲۸ / ستمبر ۱۹۰۹ء کو ہوئی۔

ماخذ: (۱) ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد ۳ (۲) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ (۳) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد ۱۲ (۴) سراج منیر روحانی خزائن جلد ۱۲ (۵) سیرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ ۲۵۱ (۶) تاریخ احمدیت جلد ۱ (۷) سیرت المہدی جلد سوم۔

☆

۲۱۸۔ عالم شاہ صاحب کھاریاں۔ گجرات

بیعت ابتدائی زمانہ میں

تعارف و بیعت: عالم شاہ صاحب سید احمد شاہ صاحب کے چچازاد بھائی تھے اور عمر میں ان سے بڑے تھے۔ آپ حضرت مولوی فضل دینؓ کھاریاں کے ساتھ قادیان گئے اور بیعت کی۔ آپ کی بیعت ابتدائی زمانہ کی ہے۔ عالم شاہ صاحب کھاریاں کی مسجد میں امام تھے۔ بیعت پر قائم نہ رہے کہ امامت نہ چھوٹ جائے بروایت ڈاکٹر سید محمد یوسف شاہ صاحب لالچ میں آ گئے۔ اس طرح آپ کا احمدیت سے کوئی تعلق نہ رہا۔

ماخذ: (۱) ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ (۲) بروایت مکرم سید محمد یحییٰ خضر صاحب طفیل روڈ لاہور چھاؤنی۔

☆

۲۱۹۔ حضرت مولوی شیر محمد صاحب ہوجن۔ شاہپور

بیعت ۲۰ / ستمبر ۱۸۸۹ء

تعارف: حضرت مولوی شیر محمد رضی اللہ عنہ کے والد صاحب کا نام غلام مصطفیٰ صاحب تھا۔ آپ موضع ہجن ضلع شاہپور کے رہنے والے تھے۔ آپ کا پیشہ طبابت اور زمینداری تھا۔

بیعت: آپ نے ۲۰ / ستمبر ۱۸۸۹ء کو بیعت کی۔ رجسٹر بیعت اُولیٰ میں آپ کا نام ۱۲۴ نمبر پر درج ہے۔

حضرت حکیم مولوی شیر محمدؓ حضرت حافظ عبدالعلیٰؓ موضع عبدالرحمٰن (ادرحمہ ... ناقل) ضلع شاہپور اور حضرت مولانا شیر علیؓ (مترجم انگریزی قرآن شریف) کے چچا تھے۔ علی گڑھ کالج میں حافظ عبدالعلی صاحب کے ساتھ اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ انہی کے توسط سے حضرت مولوی شیر علی صاحب نے احمدیت قبول کی تھی۔ علاوہ طبابت کے حکیم صاحب بہت بلند پایہ عربی / فارسی کے عالم تھے۔ آپ کی وفات عین جوانی کے عالم میں ہوئی۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے ازالہ اوہام میں اپنے مخلصین میں، تحفہ قیصریہ میں جلسہ ڈائمنڈ جوبلی کے شرکاء اور سراج منیر اور کتاب البریہ میں اپنی پُر امن جماعت میں ذکر فرمایا ہے۔ آپ کا نام حضرت مولانا جلال الدین شمسؓ نے حضرت مسیح موعودؑ کے معاصر علماء کی فہرست میں لکھا ہے۔

وفات: آپ کی وفات ''عام الحزن'' میں ہوئی۔ جس کا تذکرہ حضرت اقدسؑ نے بڑے دردمند دل کے ساتھ فرمایا ہے۔

ماخذ: (۱) ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد۳ (۲) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد۱۲ (۳) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳ (۴) سراج منیر روحانی خزائن جلد۱۲ (۵) ''تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ ۳۵۰ جدید ایڈیشن (۶) تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ ۱۸۵۔۱۸۶ (۷) صداقت حضرت مسیح موعودؑ تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۶۴ء (۸) ''نجم الہدیٰ'' سوانح مولوی شیر علی صاحب مرتبہ محترمہ رقیہ بقاپوری۔

☆

۲۲۰۔ حضرت میاں محمد اسحاق صاحب اوورسیئر بھیرہ حال ممباسہ

ولادت: ۱۸۶۸ء۔ بیعت: ۱۸۹۱ء۔ وفات: ۱۹۲۵ء

تعارف: حضرت میاں محمد اسحاق رضی اللہ عنہ کے والد صاحب کا نام مولوی چراغ دین صاحب ہے۔ آپ کا خاندان اہلحدیث تھا۔ آپ کی ولادت سال ۱۸۶۸ء میں ہوئی۔ پانچ سال کی عمر میں آپ کو قرآن کریم حفظ کیا۔ آپ صنّاع خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ نے انجینئر نگ کی تعلیم میوسکول آف آرٹس لاہور میں پائی۔ ۱۹۰۵ء میں کالج کی تعلیم سے فارغ ہو کر محکمہ نہر میں ملازم ہو گئے۔

بیعت حضرت اقدسؑ: لاہور میں حضرت مسیح موعودؑ سے آپ کا تعارف ہوا اور حضورؑ سے لاہور میں سبز اشتہار لیا۔ اس اشتہار کا پڑھنا تھا کہ ایک خاص کیفیت جذب کی پیدا ہو گئی اور حضرت مسیح موعودؑ سے محبت اور عشق پیدا ہو گیا۔

۱۸۹۰ء میں ایک رؤیا کے ذریعہ آپ پر راہ ہدایت کھل گئی اور محبت و عشق کی جو چنگاری سلگ رہی تھی اب وہ پوری قوت سے روشن ہو گئی۔ چنانچہ آپ قادیان گئے اور حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

تعلق اخلاص: حافظ صاحب کو لاہور میں کوئی موقع ملتا تو رات کو ٹرین سے بٹالہ جاتے اور قادیان پہنچ جاتے۔ علی الصبح فجر کی نماز میں حضرت مسیح موعودؑ سے ملاقات کرتے۔ بارہا حضرت اقدسؑ تعجب کرتے کہ آپ کب آئے۔ جب راتوں رات آنے کا علم ہوتا تو حضورؑ بہت خوش ہوتے۔

آپ سرکاری ملازمت میں اوورسیئر تھے۔ پھر میوسکول آف آرٹس (نیشنل کالج آف آرٹس) لاہور میں انسٹرکٹر مقرر ہوئے۔ اس عرصہ میں آپ نے کئی احمدی نوجوانوں کو ڈرائنگ ماسٹر کا تربیتی کورس کروایا۔ آپ مشرقی افریقہ بھی گئے۔ جہاں ملازمت کے ساتھ ساتھ خدمت دین میں مصروف رہے۔

وفات: آخری عمر میں حیدرآباد دکن جا کر رہائش اختیار کر لی اور وہیں ۱۹۲۵ء میں وفات پائی۔

اولاد: آپ کی بیٹی کی شادی حضرت امام الدینؓ کے بیٹے عبدالقدوس صاحب بی ایس سی انجینئر کے ساتھ ہوئی۔ان کی اولاد مسلم ٹاؤن لاہور میں رہائش پذیر ہے۔

ماخذ: (۱) تاریخ احمدیت جلد ہفتم (۲) مضمون ''حافظ محمد اسحاق بھیروی'' مطبوعہ ماہنامہ انصاراللہ ربوہ جون ۱۹۹۹ء (۳) بھیرہ کی تاریخ احمدیت صفحہ ۶۰۔۶۱۔

☆

۲۲۱۔حضرت میرزا اکبر بیگ صاحب کلانور

بیعت: ۱۸۹۳ء ۔وفات: ۱۲؍جولائی ۱۹۲۷ء

تعارف: حضرت مرزا اکبر بیگ رضی اللہ عنہ کلانور ضلع گورداسپور کے رہنے والے تھے۔آپ کے والد صاحب کا نام حضرت مرزا نیاز بیگ تھا۔

بیعت: آپ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگؓ اور حضرت مرزا ایوب بیگ کے بھائی تھے۔اس طرح باپ اور تین بیٹوں کا شمار ۳۱۳ رفقاء میں ہوتا ہے آپ محکمہ پولیس میں سب انسپکٹر تھے اور کمر مشانی ضلع میانوالی میں تعینات تھے۔

اولاد: آپ کے اکلوتے بیٹے حضرت مرزا مبارک احمد رفیق بانی سلسلہ تھے اور وہ بھی خلافت سے وابستہ رہے ہیں۔

وفات: آپ کی وفات ۱۲؍جولائی ۱۹۲۷ء کو کلانور میں ہوئی اور وہیں تدفین ہوئی۔

ماخذ: (۱) ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ (۲) اصحاب احمد جلد اول صفحہ ۸۰۔۸۶ (۳) آئینہ صدق و صفا مصنفہ مرزا مسعود بیگ۔

۲۲۲۔حضرت مولوی محمد یوسف صاحب۔سنور

بیعت: ۲۳؍مارچ ۱۸۸۹ء

تعارف: حضرت مولوی محمد یوسف سنوری رضی اللہ عنہ ولد کریم بخش صاحب سنور محلّہ تنبواں علاقہ پٹیالہ کے رہنے والے تھے اور بطور مدرس ملازم تھے۔آپ حضرت مولوی عبداللہ سنوریؓ کے ماموں تھے۔آپ نے ہی حضرت مولوی صاحب کو بتایا تھا کہ قادیان میں ایک بزرگ نے دس ہزار کا انعامی اشتہار دیا ہے۔معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص بڑا کامل ہے اس کی زیارت کے لئے جاؤ۔

بیعت : آپ کی بیعت ۲۳/ مارچ ۱۸۸۹ء کی درج ہے۔رجسٹر بیعت اُولیٰ میں آپ کا نام ۱۷ ویں نمبر پر ہے۔بیعت کے وقت آپ مدرس تھے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: آپؓ نے جلسہ سالانہ ۱۸۹۲ء میں شمولیت فرمائی حضورؑ نے آئینہ کمالات اسلام میں آپ کا نام ۸۴ ویں نمبر پر لکھا ہے۔ازالہ اوہام میں حضورؑ آپ کے متعلق فرماتے ہیں۔

''(۲۰) حبی فی اللہ مولوی محمد یوسف سنوری میاں عبداللہ صاحب سنوری کے ماموں ہیں۔بہت راست طبع نیک ظن پاک خیال آدمی ہیں۔اس عاجز سے استقلال اور وفا کے ساتھ خلوص اور محبت رکھتے ہیں۔''

ماخذ: (۱) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 (۲) ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 (۳) حیات احمدؑ جلد اول صفحہ ۳۴۴ مطبوعہ نومبر ۱۹۳۸ء امرتسر (۴) رجسٹر بیعت اُولیٰ مطبوعہ تاریخ احمدیت جلد ا صفحہ ۳۴۳ (۵) مضمون ''براہین احمدیہ کے مطالعہ سے احمدیت......'' مطبوعہ روزنامہ الفضل ربوہ ۲۵/اپریل ۲۰۰۲ء

☆

۲۲۳۔حضرت میاں عبدالصمد صاحب سنور

بیعت:۲۳/مارچ ۱۸۸۹ء۔وفات:۳۱/جولائی ۱۹۳۰ء

تعارف: حضرت میاں عبدالصمد رضی اللہ عنہ سنور محلّہ مجاوراں ریاست پٹیالہ کے رہنے والے تھے۔آپ کے والد صاحب کا نام اللہ بخش صاحب تھا۔آپ کا اصل نام علی محمد تھا اور عرف عبدالصمد تھا۔آپ جلسہ سالانہ ۱۸۹۲ء میں شریک ہوئے۔

بیعت: آپ کی بیعت رجسٹر بیعت اُولیٰ کے مطابق ۲۳/مارچ ۱۸۸۹ء کی ہے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: آپ کا نام آئینہ کمالات اسلام میں جلسہ سالانہ میں شرکت اور چندہ دہندگان میں تحفہ قیصریہ میں ڈائمنڈ جوبلی کے شرکاء میں ذکر ہے۔

نوٹ: حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحبؓ نے حضرت اقدسؑ کے معاصر علماء میں آپ کا ذکر کیا ہے جنہوں نے حضرت اقدسؑ کی بیعت کی۔

وفات: آپ کی وفات ۳۱/جولائی ۱۹۳۰ء کو ہوئی اور آپ کا وصیت نمبر ۱۷۴۵ ہے۔آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ قادیان قطعہ نمبر ۴ میں ہوئی۔

ماخذ: (۱) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ (۲) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد ۱۲ (۳) رجسٹر بیعت اولیٰ مطبوعہ تاریخ احمدیت جلد ا صفحہ ۳۴۴ (۴) صداقت حضرت مسیح موعودؑ تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۶۴ء۔

۲۲۴۔حضرت منشی عطا محمد صاحب۔سیالکوٹ

بیعت:ابتدائی زمانہ میں۔وفات:۱۹۴۰ء

تعارف: حضرت منشی عطاء محمد رضی اللہ عنہ ولد شیخ نور محمد صاحب کلاہ ساز سیالکوٹ کے رہنے والے تھے۔ڈاکٹر سر محمد اقبال (شاعر مشرق) کے بڑے بھائی تھے۔علامہ موصوف کی اعلیٰ تعلیم میں آپ نے پوری طرح سرپرستی کی۔آپ سب اوورسیئر کے طور پر ملازم تھے۔آپ کے والد صاحب (جو۱۹۰۵ء تک احمدی رہے ہیں) کا نام شیخ نور محمد کلاہ ساز سیالکوٹ کے نام سے تحفہ قیصریہ میں ۲۷نمبر پر درج ہے۔

بیعت: اس لئے آپ کی بیعت ابتدائی زمانہ کی ہے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: کتاب البریہ میں پُرامن جماعت کے ضمن میں آپ کا ذکر موجود ہے۔سراج منیر میں چندہ دہندگان میں بھی حضرت بابو عطا محمد صاحب سب اوورسیئر سیالکوٹ درج ہے۔

وفات: آپ کی وفات ۱۹۴۰ء میں سیالکوٹ میں ہوئی۔حضرت بابو صاحب نے علامہ سر محمد اقبال کی تعلیم کے لئے خاص جدوجہد کی۔

اولاد: شیخ اعجاز احمد صاحب مرحوم معروف قانون دان اور وکیل آپ کا بیٹا ہے یہ خاندان کراچی میں منتقل ہوگیا۔شیخ صاحب کی وفات اور تدفین کراچی میں ہی ہوئی۔ان کی اولاد کراچی میں ہے۔

ماخذ: (۱) سراج منیر روحانی خزائن جلد۱۲ (۲) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد۱۲ (۳) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳ (۴) مظلوم اقبال (۵) اپنا گریبان چاک از ریٹائرڈ جسٹس جاوید اقبال۔

۲۲۵۔جناب شیخ مولا بخش صاحب۔سیالکوٹ

بیعت: یکم فروری ۱۸۹۲ء۔وفات: ۵/نومبر ۱۹۳۳ء

تعارف: شیخ مولا بخش رضی اللہ عنہ سیالکوٹ کے رہنے والے تھے۔آپ کے والد صاحب کا نام شیخ نبی بخش صاحب تھا۔آپ دو دروازہ سیالکوٹ میں بوٹ فروش تھے۔ابتداً اہلحدیث خیالات سے متاثر تھے۔سیالکوٹ کے بزرگان حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ، حضرت میر حامد شاہ صاحبؓ نیز حضرت مولوی برہان الدین صاحبؓ جہلمی سے رابطہ تھا اور یہ احباب شیخ صاحب کے ہاں اپنی آمدورفت رکھتے تھے۔

حضرت اقدسؑ سے تعلق: حضرت مسیح موعودؑ کے ایسے عاشق تھے کہ حضرت اقدسؑ کا کوئی جلسہ ایسا نہیں تھا جس میں شریک نہ ہوئے ہوں۔ مباحثات اور مقدمات کے چشم دید واقعات سنایا کرتے تھے۔ حضرت اقدسؑ کی کتابوں پر بڑا عبور حاصل تھا۔ عبارتوں کی عبارتیں ازبر تھیں۔ ایک کتاب ''بشارات احمد'' کے مصنف بھی تھے۔

بیعت: آپ کی بیعت یکم فروری ۱۸۹۲ء کی ہے رجسٹر بیعت کے مطابق آپ کی بیعت ۳۱۴ نمبر پر ہے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے آپ کا ذکر آئینہ کمالات اسلام میں شمولیت جلسہ سالانہ، تحفہ قیصریہ میں ڈائمنڈ جوبلی کے جلسہ اور سراج منیر چندہ دہندگان کے سلسلہ میں فرمایا ہے۔

وفات: آپ کی وفات ۵ر نومبر ۱۹۳۳ء کو ہوئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی وفات کے بعد نظام خلافت سے الگ ہوگئے اور غیر مبائعین میں شامل ہوگئے۔

ماخذ: (۱) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد۵ (۲) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد۱۲ (۳) رجسٹر بیعت اُولیٰ مطبوعہ تاریخ احمدیت جلد ا صفحہ ۳۵۸ (۴) یادرفتگان حصہ دوم صفحہ ۶۳ تا ۶۷

☆

۲۲۶۔ حضرت سید خصیلت علی شاہ صاحب ڈپٹی انسپکٹر ڈنگہ

ولادت: ۱۸۵۶ء۔ بیعت: ۹ر جولائی ۱۸۹۱ء۔ وفات: ۱۵ر ستمبر ۱۸۹۸ء

تعارف: حضرت سید خصیلت علی شاہ رضی اللہ عنہ خاندان سادات کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کی اصل سکونت مالومہے تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ میں تھی۔ آپ خوارزمی بخاری سیّد تھے۔ آپ کے والد کا نام سید ہدایت علی شاہ صاحب تھا۔ آپ کی ولادت ۱۸۵۶ء کی ہے۔ بیعت کے وقت ڈنگہ ضلع گجرات میں ڈپٹی انسپکٹر پولیس تھے۔ آپ تین بھائی سید محمد علی شاہ صاحبؓ، سیّد احمد علی شاہ صاحبؓ اور سیّد امیر علی شاہ صاحبؓ تھے۔

خاندانی تعارف: آپ کا خاندان بطور صوفی خاندان مشہور تھا۔ آپ کو بارہا بزرگان صوفیاء و مشائخ کی زیارت نصیب ہوئی اور بارہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے فیض یاب ہوئے۔ آپ نے اپنے کشوف و کرامات کا اپنی بیاض میں ذکر کیا ہے۔ جن میں سے بعض کا ذکر حضرت میر حامد شاہ صاحبؓ نے کتاب ''واقعات ناگزیر'' میں کیا ہے۔

حضرت اقدسؑ کے بارہ میں تحقیق اور بیعت: حضرت شاہ صاحبؓ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دریافت حال کے لئے اپنے محکمہ سے تین ماہ کی رخصت لی۔ ان دنوں حضرت اقدسؑ حویلی سندھی خاں کوتوالی امرتسر میں فروکش تھے۔ حضرت اقدسؑ ۷ر جولائی ۱۸۹۱ء کو دن کے دس بجے دیوان خانہ میں رونق افروز ہوئے۔ حضرت سید محمد علی شاہؓ اور حضرت سید احمد علی شاہؓ بھی آپ کے ساتھ امرتسر گئے تھے۔ حضرت اقدسؑ نے واعظانہ تقریر شروع کی مگر حضرت شاہ صاحبؓ پر نیند نے غلبہ کیا۔ آپ نے اٹھ کر منہ پر پانی بھی ڈالا لیکن پھر نیند کا غلبہ

ہوا۔ دیکھا کہ ایک باغ میں داخل ہوتے ہیں۔ اندر ایک حوض ہے جو خشک تھا۔ پھر آپ جنوب کی طرف چلے گئے۔ وہاں الماریاں اور طاق بنے ہوئے ہیں اور آپ کے والد صاحب کھڑے ہیں۔ انہوں نے آپ سے فرمایا کہ یہ گھاس اور کتابیں اب طاق میں رکھ دو۔ تعمیل ارشاد کی۔ فوراً سر کو جھٹکا لگا اور معاً تفہیم ہوئی کہ تم پہلا علم اور حال بالائے طاق رکھو۔ چونکہ آپ کے والد صاحب آپ کے پیر طریقت بھی تھے۔ اُسی وقت حسب ایماء آنجناب حضرت مسیح موعودؑ سے شرف بیعت حاصل کی اس کے بعد بالکل نیند نہ آئی۔

آپ کی شادی ۱۸۷۷ء میں حضرت حکیم سید میر حسام الدین صاحب کی بیٹی سے ہوئی تھی۔ اس سے ظاہر ہے کہ آپ کے حضرت اقدس سے قدیمی مراسم تھے۔ کیونکہ حضرت اقدس کا قیام حضرت حکیم سید میر حسام الدین کے ہاں ہوا کرتا تھا۔ ۱۸۷۹ء میں محکمہ پولیس میں عارضی طور پر مقرر ہوئے اور پھر اپنی خداداد لیاقت سے ۲۰ سال بعد انسپکٹر پولیس کے عہدے پر پہنچ گئے۔

بیعت: آپ کا نام رجسٹر بیعت اُولیٰ میں ۱۳۸ نمبر پر ہے۔ آپ نے ۹ / جولائی ۱۸۹۱ء کو بیعت کی۔ آپ نے جلسہ ۱۸۹۲ء میں بھی شرکت کی۔ جس کا ذکر حضرت اقدسؑ نے آئینہ کمالات اسلام میں فرمایا ہے۔ ''(۲۱) سید خصیلت علی شاہ ڈپٹی انسپکٹر پولیس کڑیانوالہ ضلع گجرات''

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدس نے ایک تعزیتی خط میں حضرت حکیم سید میر حسام الدین رضی اللہ عنہ کو حضرت شاہ صاحب کے اخلاص کا ذکر کرتے ہوئے لکھا:

''سید خصیلت علی شاہ صاحب کو جس قدر خدا تعالیٰ نے اخلاص بخشا تھا اور جس قدر انہوں نے ایک پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کی تھی اور جیسے انہوں نے اپنی سعادت مندی اور نیک چلنی اور صدق اور محبت کا عمدہ نمونہ دکھایا تھا یہ باتیں عمر بھر کبھی بھولنے کی نہیں ہمیں کیا خبر تھی کہ اب دوسرے سال پر ملاقات نہیں ہوگی۔''

(مکتوبات احمدیہ جلد ۵ نمبر ۵ صفحہ ۱۱۴ تا ۱۱۵، واقعات ناگزیر صفحہ ۲۴۹۔ ۲۵۰)

ازالہ اوہام اور آئینہ کمالات اسلام، تحفہ قیصریہ اور سراج منیر میں جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والوں، جلسہ ڈائمنڈ جوبلی اور چندہ دہندگان میں بھی آپ کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح حضرت مولوی غلام علیؓ رہتاسی کی بیماری کا تار موصول ہونے پر فرمایا:

''ہماری جماعت جواب ایک لاکھ تک پہنچی ہے سب آپس میں بھائی ہیں اسی لئے اتنے بڑے کنبہ میں کوئی دن ایسا نہیں ہوتا کہ کوئی نہ کوئی دردناک آواز نہ آتی ہو۔ جو گزر گئے وہ بھی بڑے ہی مخلص تھے۔ جیسے ڈاکٹر بوڑے خاں، سید خصیلت علی شاہ، ایوب بیگ، منشی جلال الدین خدا ان سب پر رحم کرے۔''

(اخبار الحکم قادیان ۱۰/ اکتوبر ۱۹۰۲ء)

وفات: آپ کو شوگر کی تکلیف تھی۔کھاریاں قیام کے دوران آپ بیمار ہوئے۔۱۵رستمبر ۱۸۹۸ء کو ۴۲ سال کی عمر میں اس جہان فانی سے کوچ کر گئے۔ گجرات میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا حضرت مسیح موعودؑ نے بھی نماز جنازہ غائب ادا کی۔

ماخذ: (۱) ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد۳ (۲) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد۵ (۳) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد۱۲ (۴) سراج منیر روحانی خزائن جلد۱۲ (۵) رجسٹر بیعت اولیٰ مطبوعہ تاریخ احمدیت جلد ا صفحہ ۳۵۵ (۶) اصحاب احمد جلد ۱ (۷) مضمون ''حضرت سید خصیلت علی شاہ صاحب'' مطبوعہ ماہ نامہ ''تشحیذ الاذہان'' مارچ ۲۰۰۱ء (۸) مضمون ''حضرت سید خصیلت علی شاہ صاحب سیالکوٹی'' مطبوعہ ماہنامہ ''انصاراللہ'' ربوہ نومبر ۲۰۰۱ء (۹) مضمون حضرت سید خصیلت علی شاہ صاحب روزنامہ الفضل ربوہ ۲۴ستمبر ۱۹۹۸ء

☆

۲۲۷۔ حضرت منشی رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر گورداسپور

بیعت: ۲۳رمارچ ۱۸۸۹ء۔ وفات: ۱۱رجنوری ۱۹۰۹ء

تعارف اور حضرت اقدس سے بیعت: حضرت منشی رستم علی رضی اللہ عنہ کے والد صاحب کا نام شہاب خان صاحب تھا۔ آپ مدار ضلع جالندھر کے ایک معزز اور شریف خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ ابتداً محکمہ پولیس میں ملازم ہوئے اور ترقی کر کے کورٹ انسپکٹر کے عہدہ تک پہنچے۔ براہینِ احمدیہ کے مطالعہ نے ان کی کایا ہی پلٹ دی اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ارادتمندوں میں شامل ہو گئے۔ سلسلہ کی ہر مالی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ حضورؑ کو آپ کے نام کا الہام بھی ہوا یعنی ''چوہدری رستم علی''

آپ کی بیعت ۲۳رمارچ ۱۸۸۹ء کو لدھیانہ میں ہوئی جبکہ آپ کانگڑہ میں متعیّن تھے۔ جہاں پتہ علاقہ قیصری ڈپٹی انسپکٹر پولیس کانگڑا تحریر ہے۔ رجسٹر بیعت اُولیٰ کے مطابق بیعت کا اندراج ۱۰ویں نمبر پر ہے۔

تعلق اخلاص: ملازمت کے آخری ایام میں گورداسپور تبدیل ہو کر آ گئے اور اکثر حضرت اقدسؑ کی خدمت میں حاضری دیتے رہے۔ ملازمت سے سبکدوش ہونے کے بعد قادیان میں حضرت اقدسؑ کے مہمانوں کی خدمت کرتے تھے۔ حضرت اقدس کے دل میں آپ کے لئے بہت محبت تھی جس کا اظہار آپ کے حضرت اقدس کے نام مکتوبات میں ملتا ہے ۱۸۸۶ء میں حضرت اقدس نے حصول نشان (جو بعد میں پیشگوئی مصلح موعود کی صورت میں ظاہر ہوا) کے لئے جب سفر کا ارادہ کیا تو اس سفر کی اطلاع بعض چنیدہ دوستوں کو دی جب میں حضرت چوہدری صاحب بھی شامل تھے۔ حضور نے آپ کے نام ایک مکتوب محررہ ۱۳جنوری ۱۸۸۶ء میں تحریر فرمایا۔

''اس خاکسار نے حسب ایماء خداوند کریم...... اس شرط سے سفر کا ارادہ کیا ہے شب وروز تنہا ہی رہے اور کسی کی ملاقات نہ ہو اور خداوند کریم جلشانہ نے اس شہر کا نام بتا دیا ہے جس میں کچھ مدت بطور خلوت رہنا چاہیئے اور وہ ہوشیار پور ہے آپ کسی پر

ظاہر نہ کریں کہ بجز چند دوستوں کے اور کسی پر ظاہر نہیں کیا گیا ہے‘‘۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: ازالہ اوہام میں حضرت اقدسؑ نے آپ کا ذکر اپنے مخلصین اور چندہ دہندگان میں بھی فرمایا ہے۔

(۲۴) حِبی فی اللہ منشی رستم علی ڈپٹی انسپکٹر پولیس ریلوے یہ ایک جوان صالح اخلاص سے بھرا ہوا میرے اول درجہ کے دوستوں میں سے ہے ان کے چہرے پر ہی علامات غربت و بےنفسی و اخلاص ظاہر ہیں۔ کسی ابتلا کے وقت میں نے اس دوست کو متزلزل نہیں پایا اور جس روز سے ارادت کے ساتھ انہوں نے میری طرف رجوع کیا، اس ارادت میں قبض اور افسردگی نہیں بلکہ روز افزاں ہے۔ وہ دو روپیہ چندہ اس سلسلہ کے لئے دیتے ہیں۔ (ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد ۳ ص ۵۳۶) اسی طرح آسمانی فیصلہ میں پہلے جلسہ سالانہ میں شرکت، آئینہ کمالات اسلام، تحفہ قیصریہ، سراج منیر، کتاب البریہ اور ملفوظات میں مختلف مواقع پر آپ کے اخلاص، چندہ دہندگان، جلسہ ڈائمنڈ جوبلی میں شرکت اور پُرامن جماعت میں ذکر فرمایا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے آپ کی نسبت تحریر فرمایا کہ:

’’آپ اول درجہ کے دوستوں میں سے ہیں کسی ابتلاء کے وقت متزلزل نہیں پائے گئے۔‘‘

وفات: آپ کی وفات ۱۱رجنوری ۱۹۰۹ء کو ہوئی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین ہوئی۔

ماخذ: (۱) آسمانی فیصلہ روحانی خزائین جلد نمبر ۴ (۲) ازالہ اوہام روحانی خزائین جلد نمبر ۳ (۳) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائین جلد نمبر ۵ (۴) تحفہ قیصریہ روحانی خزائین جلد نمبر ۱۲ (۵) سراج منیر روحانی خزائین جلد نمبر ۱۲ (۶) ملفوظات (۷) تاریخ احمدیت جلد ۱ صفحہ ۳۴۳ (۱۰) تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ ۱۷ (۱۱) حیاتِ احمد صفحہ ۳۴۔

☆

۲۲۸۔ حضرت سید احمد علی شاہ صاحب۔ سیالکوٹ

بیعت: ۲۰رفروری ۱۸۹۲ء بمقام سیالکوٹ

تعارف: حضرت سید احمد علی شاہ رضی اللہ عنہ مالومہے تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ کے تھے آپ سید ہدایت علی شاہ صاحب کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ حضرت سید خصیلت علی شاہؓ کے بھائی تھے۔ آپ سفید پوش کے لقب سے بھی مشہور تھے۔

بیعت: آپ کی بیعت ۲۰رفروری ۱۸۹۲ء کی ہے رجسٹر بیعت اُولیٰ میں آپ کا نام ۲۷۹ نمبر پر درج ہے۔ جہاں سید احمد علی شاہ ولد ہدایت شاہ سیّد ساکن موضع ساکن مالومہے تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ درج ہے اور آپ کی اہلیہ احمد بی بی صاحبہ کی بیعت ۷رفروری ۱۸۹۲ء کی ہے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے حقیقۃ الوحی میں اپنی الہامی پیشگوئی ’’پچیس یوم‘‘ جو ایک ہولناک تعجب انگیز گولہ آسمانی کا نشان ظاہر ہونے پر کی تھی اس کے متعلق احباب کے تصدیقی خطوط درج فرمائے ہیں۔ پہلا تصدیقی مکتوب حضرت شاہ صاحب کا ہی درج ہے۔ کتاب البریہ میں پُر امن جماعت کے ضمن میں بھی آپ کا ذکر فرمایا ہے۔

ماخذ: (۱) حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد۲۲ (۲) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳ (۳) مضمون ’’حضرت سید خصیلت علی شاہ صاحب‘‘ مطبوعہ روزنامہ الفضل ربوہ ۲۴؍ستمبر ۱۹۹۸ء (۴) ماہنامہ انصار اللہ نومبر ۲۰۰۱ء (۵) ماہنامہ تشحیذ الاذہان ربوہ مارچ ۲۰۰۱ء (۶) رجسٹر بیعت اُولیٰ مطبوعہ تاریخ احمدیت جلد ا صفحہ ۳۵۹

۲۲۹۔ حضرت ماسٹر غلام محمد صاحب۔ سیالکوٹ

بیعت: ۹ جولائی ۱۸۹۱ء

تعارف و بیعت: حضرت ماسٹر غلام محمد رضی اللہ عنہ سیالکوٹ میں محلّہ حکیم میر حسام الدینؓ کے رہنے والے تھے۔ آپ کی بیعت ۹؍جولائی ۱۸۹۱ء کی ہے۔ رجسٹر بیعت اُولیٰ میں آپ کا نام ۱۳۹ نمبر پر ہے۔ جہاں منشی غلام محمد ولد فضل الدین ساکن سیالکوٹ محلّہ میر حسام الدین تحریر ہے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے آپ کا ذکر ازالہ اوہام میں اپنے مخلصین اور آئینہ کمالات اسلام میں جلسہ سالانہ کے شرکاء میں کیا ہے۔ مِنن الرحمٰن میں حضرت اقدسؑ نے ایسے احباب میں آپ کا ذکر شکریہ کے ساتھ تحریر کیا ہے جنہوں نے زبانوں کا اشتراک ثابت کرنے کے لئے مدد دی ہے۔ حضرت اقدسؑ نے فرمایا ہے ’’ان مردان خدا نے بڑی بہادری سے اپنے عزیز وقتوں کو ہمیں دیا ہے اور دن رات بڑی محنت اور عرق ریزی اٹھا کر اس عظیم الشان کام کو سرانجام دیا ہے...... ہر ایک ان میں سے الٰہی تمغہ پانے کا مستحق ہے۔‘‘

(نوٹ) آپ کے مزید تفصیلی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱) ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد۳ (۲) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد۵ (۳) مِنن الرحمٰن روحانی خزائن جلد۹ (۴) رجسٹر بیعت مطبوعہ تاریخ احمدیت جلد ا صفحہ ۲۵۵۔

۲۳۰۔ حضرت حکیم محمد دین صاحب۔ سیالکوٹ

بیعت: ابتدائی زمانہ میں

تعارف و بیعت: حضرت حکیم محمد دین رضی اللہ عنہ سیالکوٹ کا نام حضرت اقدسؑ نے انجام آتھم کی فہرست ۳۱۳ میں درج فرمایا ہے۔ آپ کی بیعت ابتدائی زمانہ کی ہے۔

(نوٹ) آپ کے مزید تفصیلی سوانحی حالات نہیں مل سکے۔
ماخذ: ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱۔

۲۳۱۔ حضرت میاں غلام محی الدین صاحب۔ سیالکوٹ

بیعت: ابتدائی زمانہ میں

تعارف و بیعت: حضرت میاں غلام محی الدین رضی اللہ عنہ کے والد صاحب کا نام حاجی محمد راتھر تھا۔ آپ بانڈی پورہ سری نگر مقبوضہ کشمیر کے رہنے والے تھے آپ کا پیشہ تجارت تھا۔ آپ کی بیعت ابتدائی زمانہ کی ہے۔
حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے آپ کا نام کتاب البریہ میں پُرامن جماعت کے ضمن میں کیا ہے۔
اولاد: آپ کے پانچ بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔ آپ کے ایک بیٹے عبدالکریم جموں میں آئل انجن انجینئر تھے۔ ان کے ایک پوتے مکرم محمد اکبر صاحب راتھر ریٹائرڈ ڈپٹی ناظم محکمہ جنگلات دارالعلوم غربی ربوہ میں مقیم ہیں۔
ماخذ: (۱) ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ (۲) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ (۳) آپ کے پوتے (مکرم عبدالکریم صاحب کے بیٹے) مکرم محمد اکبر راتھر ریٹائرڈ ڈپٹی ناظم جنگلات سکنہ دارالعلوم غربی ربوہ نے یہ مختصر احوال بیان کئے۔

☆

۲۳۲۔ حضرت میاں عبدالعزیز صاحب۔ سیالکوٹ

بیعت: ۲۲؍ اپریل ۱۸۹۲ء۔ وفات: ۹؍ نومبر ۱۹۳۶ء

تعارف: حضرت میاں عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سیالکوٹ کے رہنے والے تھے۔ حضرت اقدسؑ جب سیالکوٹ آئے تو حضرت حکیم حافظ مولانا نورالدینؓ کا قیام بابو عبدالعزیزؓ کے مکان پر ہوا۔
بیعت: آپ نے ۱۸۹۲ء میں بیعت کی۔ جہاں ۲۳۹ نمبر آپ کی بیعت کا اندراج پر سابق فارسٹر جنگلات پنجاب ساکن شہر سیالکوٹ محلّہ خیمہ دوزاں متصل مسجد حیات لدھڑ تحریر ہے۔
حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے آپ کا ذکر تحفہ قیصریہ اور سراج منیر میں جلسہ ڈائمنڈ جوبلی اور چندہ دہندگان میں کیا ہے۔

وفات: آپ کی وفات ۹/نومبر ۱۹۳۶ء کو ہوئی۔ آپ کی وصیت نمبر ۴۳۸۵ ہے۔ آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ قادیان میں ہوئی۔

اولاد: آپ کے بیٹے ڈاکٹر عطاء اللہ بٹ پرنسپل طبیہ کالج علی گڑھ تھے۔

ماخذ: (۱) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد۱۲ (۲) سراج منیر روحانی خزائن جلد۱۲ (۳) اصحاب احمد جلد دوم صفحہ ۳۰۔۳۱ (۴) رجسٹر بیعت اُولیٰ مطبوعہ تاریخ احمدیت جلد ا صفحہ ۳۶۱ (۵) تاریخ احمدیت جلد ہشتم صفحہ ۳۲۳ (۶) روزنامہ الفضل ۱۲/نومبر ۱۹۳۶ء۔

۲۳۳۔حضرت منشی محمد دین صاحب۔سیالکوٹ

بیعت: ۱۸۹۱ء

تعارف و بیعت: حضرت منشی محمد دین رضی اللہ عنہ سیالکوٹ کے رہنے والے تھے۔ آپ اپیل نویس تھے۔ آپ کی بیعت ابتدائی زمانہ کی تھی۔ آپ نے ۱۸۹۱ء کے جلسہ سالانہ میں شرکت کی تھی۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے آسمانی فیصلہ، ازالہ اوہام، آئینہ کمالات اسلام، کتاب البریہ اور سراج منیر میں اپنے مخلصین اور جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والوں اور ڈائمنڈ جوبلی میں اور پُر امن جماعت میں ذکر کیا ہے۔ حضورؑ نے حقیقۃ الوحی میں اپنی ایک پیشگوئی کے پورا ہونے کے متعلق حضرت منشی محمد دین صاحب کا تصدیقی مکتوب بھی درج فرمایا ہے۔

نوٹ: آپ کے مزید سوانحی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱) آسمانی فیصلہ روحانی خزائن جلد۴ (۲) فتح اسلام روحانی خزائن جلد۳ (۳) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد۵ (۴) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳ (۵) سراج منیر روحانی خزائن جلد۱۲ (۶) حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد۲۲۔

۲۳۴۔حضرت منشی عبدالمجید صاحب۔اوجلہ گورداسپور

بیعت: ابتدائی زمانہ میں

تعارف و بیعت: حضرت منشی عبدالمجید رضی اللہ عنہ اوجلہ ضلع گورداسپور سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت منشی عبدالعزیزؓ

اوجلوی پٹواری سیکھواں (یکے از ۳۱۳) آپ کے تایا تھے۔آپ کی بیعت ابتدائی زمانہ کی ہے۔آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ بیٹھ کر کھانا بھی کھانے کا شرف حاصل ہوا۔

(نوٹ) آپ کے مزید سوانحی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱) ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ (۲) لاہور تاریخ احمدیت صفحہ ۱۸۹

☆

۲۳۵۔حضرت میاں خدابخش صاحب۔بٹالہ

بیعت: یکم مئی ۱۸۸۹ء

تعارف و بیعت: بٹالہ میں اس نام کے کسی بزرگ کا ذکر نہیں ملتا البتہ حضرت اقدسؑ کی بیعت کے ریکارڈ میں نمبر ۱۹۱ پر مولوی خدابخشؓ جالندھری کا نام ہے آپ کی بیعت یکم مئی ۱۸۸۹ء کی ہے۔

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانیؓ (یکے از ۳۱۳) جن ایام میں ابتلاء اور امتحان کے دور میں تھے اور قادیان سے ان کے والد صاحب آپ کو دوسری مرتبہ لے گئے تھے اور اس پر ایک عرصہ گزر گیا تو قادیان کے بزرگوں اور دوستوں نے آپ کی خیریت معلوم کرنے کے لئے دریافت حال کی غرض سے حضرت بھائی جی کی تلاش میں آپ کو بھیجا۔طویل اور سخت سفروں کی تکالیف برداشت کر کے ایک عرصہ کے بعد حضرت اقدسؑ کے پاس واپس آئے تھے اور حضرت بھائی عبدالرحمٰن قادیانی رضی اللہ عنہ کے متعلق صرف اتنی خبر پا کر کہ عبدالرحمٰن زندہ ہے اور دینِ حق پر قائم ہے تصدیق لے کر قادیان گئے۔

حضرت میاں صاحب عمر رسیدہ بزرگ تھے۔اپنے اندر تبلیغ کا ایک جوش رکھتے تھے اور عموماً سیاحانہ زندگی کے عادی اور واعظ بھی تھے۔حضرت ماسٹر عبدالرحمٰن جالندھری کے قبول حق میں ان کی مساعی کا دخل تھا۔

نوٹ: آپ کے مزید سوانحی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱) رجسٹر بیعت از تاریخ احمدیت جلد ۱ ص ۳۴۷ (۲) سوانح حضرت بھائی عبدالرحمٰن قادیانیؓ ص ۹۴۔۹۷

☆

۲۳۶۔حضرت منشی حبیب الرحمٰن صاحب حاجی پور کپورتھلہ

ولادت: ۱۸۷۰ء۔بیعت: مارچ ۱۸۹۱ء۔وفات: یکم دسمبر ۱۹۳۰ء

تعارف: حضرت منشی حبیب الرحمٰن رضی اللہ عنہ میرٹھ اتر پردیش کے ایک قصبہ سراوہ کے رہنے والے تھے۔آپ کی

ولادت سال ۱۸۷۰ء کو ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہی ہوئی۔ بڑے بھائی کے ساتھ حفظ قرآن شروع کیا۔ ساتھ ہی مروجہ علم کا درس اور عربی کی تعلیم بھی حاصل کرتے رہے۔ اس دوران آپ کے تایا نے اپنے پاس بلوا کر مدرسہ میں انگریزی تعلیم کے لئے داخل کروایا۔ آپ کے تایا کا نام حاجی محمد ولی اللہ صاحب تھا۔ آپ بڑے ولی اللہ اور زاہد و عابد تھے۔

حضرت اقدسؑ کی بیعت: حاجی محمد ولی اللہ صاحب نے ۱۸۸۴ء میں پہلی مرتبہ حضرت مسیح موعودؑ کے اشتہار براہین احمدیہ کے متعلق پڑھ کر حضرت اقدسؑ سے تعارف حاصل کیا اور خط و کتابت کے ذریعے حضورؑ سے رابطہ رکھا۔ آپ ہی کے ذریعہ سے احباب کپورتھلہ احمدیت سے متعارف ہوئے۔ منشی حبیب الرحمٰن صاحبؓ بھی حاجی محمد ولی اللہ صاحبؓ کے ذریعہ سے حضرت اقدسؑ سے متعارف ہوئے۔ (حاجی ولی اللہ صاحب، حضرت شیخ محمد احمد مظہرؓ کے پھوپھا تھے)۔ مگر حاجی صاحب قبول احمدیت کی سعادت سے محروم رہے۔

آپ نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ لودھیانہ کے ایک ''چوڑے بازار'' سے ایک شخص پکار کر کہہ رہا ہے کہ ''جلد آؤ توقف کیوں ہے'' اس خواب سے آپ کا دل نور یقین سے بھر گیا آپ مارچ ۱۸۹۱ء میں بیعتِ حضرت اقدسؑ سے مُشرّف ہوئے۔ رجسٹر بیعت میں آپ کا نام ۲۱۹ نمبر پر ہے۔

حضرت اقدسؑ کی رفاقت میں سفر: مقدمات کی پیشیوں پر جالندھر، لودھیانہ، امرتسر جاتے رہے۔ آپ کی آمد کی اطلاع ہونے پر حضرت اقدسؑ موسم کے مطابق شربت یا چائے اٹھائے ہوئے شگفتہ چہرہ ہشاش بشاش باہر تشریف لے آتے اور کبھی کسی کے ہاتھ بھجوا دیتے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: بعض الہامات کے نزول کے دوران حضرت اقدسؑ کو دیکھنے کی توفیق ملی۔ آپ کا ذکر حضرت اقدسؑ نے اپنی کتب مثلاً ازالہ اوہام، آسمانی فیصلہ، آئینہ کمالات اسلام، نزول المسیح اور کتاب البریہ میں پہلے جلسہ سالانہ میں شریک ہونے، چندہ دہندگان اور پُرامن جماعت کے ضمن میں کیا ہے۔

وفات: آپ نے یکم دسمبر ۱۹۳۰ء کو ۷۰ سال کی عمر میں وفات پائی اور قادیان میں تدفین ہوئی۔

اولاد: مکرم شیخ خلیل الرحمٰن صاحب سیکرٹری ضیافت کراچی آپ کی اولاد میں سے تھے۔

ماخذ: (۱) رجسٹر بیعت اولیٰ مطبوعہ تاریخ احمدیت جلد ا صفحہ ۳۵۴ (۲) ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد ۳ (۳) آسمانی فیصلہ روحانی خزائن جلد ۴ (۴) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ (۵) نزول المسیح روحانی خزائن جلد ۱۸ (۶) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ (۷) روایات ظفر (حضرت منشی ظفر احمدؓ) از حضرت شیخ محمد احمد مظہر ایڈووکیٹ سابق امیر ضلع فیصل آباد (۸) مضمون ''حضرت منشی حبیب الرحمٰن صاحب'' مطبوعہ روزنامہ الفضل ربوہ ۱۳/جون ۲۰۰۰ء (۹) مضمون مطبوعہ روزنامہ الفضل ربوہ ۱۴/اکتوبر ۱۹۹۸ء۔

☆

۲۳۷۔حضرت محمد حسین صاحب لنگیاں والی۔گوجرانوالہ

بیعت ابتدائی زمانہ میں

تعارف و بیعت: حضرت محمد حسین رضی اللہ عنہ لنگیاں والی ضلع گوجرانوالہ سے تعلق رکھتے تھے۔حضرت قاضی ضیاءالدین صاحبؓ (یکے از ۳۱۳) کے ذریعہ احمدیت سے تعارف حاصل ہوا۔آپ کا مختصر ذکر ’’اصحاب احمد جلد ششم ‘‘میں ہے۔آپ کی بیعت ابتدائی زمانہ کی ہے۔

ماخذ: (۱) انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ (۲) اصحاب احمد جلد ششم (۳) بیان زبیر گل صاحب سابقہ کارکن دفتر P.S ربوہ۔

۲۳۸۔جناب منشی زین الدین محمد ابراہیم۔انجینئر بمبئی

بیعت:۱۸۹۲ء۔وفات: فروری ۱۹۲۶ء

تعارف و بیعت: جناب منشی زین الدین محمد ابراہیم صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے مخلصوں میں سے تھے۔بمبئی میں انجینئر تھے۔حضرت اقدسؑ نے آئینہ کمالات اسلام میں آپ کا ذکر کیا ہے۔گویا اس تصنیف کے وقت آپ بیعت کر چکے تھے۔آپ ایک کپڑے کی مل میں انجینئر تھے۔عمر کے آخری حصے میں بہت اونچا سننے لگے تھے۔آپ نے خلافت ثانیہ کی بیعت بھی کی تھی لیکن بعد میں غیر مبائعین کے ہم خیال ہو گئے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتاب انجام آتھم میں آپ کے اخلاص کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا’’ہمارے مخلص دوست منشی زین الدین محمد ابراہیم صاحب انجینئر بمبئی وہ ایمانی جوش رکھتے ہیں کہ میں گمان نہیں کرسکتا کہ تمام بمبئی میں ان کا کوئی نظیر بھی ہے۔‘‘ حضرت اقدسؑ نے سراج منیر میں دنیا کو اپنے الہام یَنۡصُرُکَ رِجَالٌ نُوۡحِیۡ اِلَیۡھِمۡ مِّنَ السَّمَآءِ کے تحت اپنے مخلصین کی مثال دیتے ہوئے فرمایا’’کہاں ہے بمبئی جس میں منشی زین الدین ابراہیم جیسے مخلص پُر جوش طیار کئے گئے۔‘‘اسی طرح حضور آئینہ کمالات اسلام حصہ عربی میں اپنے محبین کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

’’وَمن الاحباء فی اللّٰہ منشی زین الدین محمد ابراھیم بمبئی‘‘

کتاب البریہ میں آپ کا ذکر پُر امن جماعت کے ضمن میں فرمایا ہے۔سراج منیر میں چندہ مہمان خانہ کے

ضمن میں بھی آپ کا نام درج ہے۔

وفات: آپ کی وفات ۱۹۲۶ء میں ہوئی۔ وفات کے وقت غیر مبائع تھے اور نظام خلافت سے وابستہ نہ تھے۔ آپ کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے رؤیا میں دیکھا کہ مولوی عبدالکریم مرحوم آئے ہیں۔ زین الدین صاحب کو لے جانا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس رؤیا کی تعبیر کی جو منشی صاحب کی وفات پر دلالت کرتی تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے آپ کا جنازہ پڑھا۔ جنازہ کے موقع پر آپؓ نے فرمایا:

''(زین الدین صاحب) یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے مخلصوں میں سے تھے۔ بمبئی میں انجینئر تھے۔ اب ضعیف العمر تھے بہت اونچا سنتے تھے لیکن بعد میں سیٹھ اسمٰعیل آدم صاحبؓ کے سبب غیر مبائعین کے ہم خیال ہو گئے۔ چونکہ خود وہ اونچا سنتے تھے اور سیٹھ اسمٰعیل آدمؓ کے ساتھ ان کے تعلقات تھے۔ اس لئے سیٹھ صاحب ہی ان کے کان تھے۔ سیٹھ صاحب بہت مخلص تھے اور اب بھی وہ مخلص ہیں لیکن جب وہ کسی حد تک پیغامی ہو گئے تو یہ بھی کچھ سست ہو گئے اور ادھر متوجہ ہو گئے .... میرے نزدیک غیر مبائعین کا جنازہ پڑھنا جائز ہے۔ زین الدین کے متعلق بھی میں نے دیکھا کہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم آئے ہیں۔ میں نے دریافت کیا آپ کہاں۔ فرمانے لگے میں بھی آیا ہوں اور حضرت صاحب بھی آئے ہیں۔ زین الدین کو لے جانا ہے۔ میں نے اس سے سمجھ لیا کہ رؤیا ان کی موت پر دلالت کرتی ہے۔ ان کی عمر ۹۵ یا سو سال کے قریب تھی حضرت صاحب کے دیرینہ مخلص تھے...... چند لوگ جنہیں حضرت صاحب بہت پیار کرتے تھے۔ ان میں سے ایک زین الدین صاحب بھی تھے۔''

(خطبہ جمعہ ۱۶ر فروری ۱۹۲۶ء)

ماخذ: (۱) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ (۲) انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ (۳) سراج منیر روحانی خزائن جلد ۱۲ (۴) خطباتِ محمود خطبہ جمعہ ۱۶ر فروری ۱۹۲۶ء مطبوعہ جلد نمبر ۱۰ صفحہ ۶۱-۶۲ (۵) اصحاب احمد جلد دوم صفحہ ۵۲۵۔

☆

۲۳۹۔ حضرت سید فضل شاہ صاحب۔ لاہور

ولادت ۱۸۶۰ء۔ بیعت ۲/جنوری ۱۸۹۱ء۔ وفات یکم فروری ۱۹۲۴ء

تعارف: حضرت سید فضل شاہ رضی اللہ عنہ ولد سید محمد شاہ صاحب بیعت کے وقت محلّہ ستھاں لاہور میں رہتے تھے۔ آپ اصل متوطن ریاست جموں کے تھے۔ آپ کی ولادت سال ۱۸۶۰ء کی ہے۔ ابتداء میں کچھ عرصہ ریاست جموں و کشمیر میں ملازمت کی۔ آپ سید ناصر شاہ صاحب بارہ مولا (یکے از ۳۱۳) کے بڑے بھائی تھے۔

بیعت: رجسٹر بیعت میں آپ کی بیعت نمبر ۲۱۴ پر ۲/جنوری ۱۸۹۱ء میں درج ہے۔ جب کہ آپ کی اہلیہ صاحبہ کی بیعت ۱۸۹۸ء کی ہے۔

حضرت اقدسؑ سے تعلق خاص: ۱۹۰۰ء میں حضرت مسیح موعودؑ کے چچازاد بھائی مرزا امام الدین صاحب نے حضور کے گھر کے آگے دیوار ایسے طور پر کھینچ دی کہ اس سے مسجد مبارک میں آنے جانے کا رستہ رک گیا۔ ایک روز حضور بہت تشویش میں تھے کہ سلسلہ الہام شروع ہوا۔ حضور نے اس الہام کی کیفیت حقیقۃ الوحی میں یوں درج فرمائی ہے۔

> ”مجھے یاد ہے کہ اس وقت سید فضل شاہ صاحب لاہوری برادر سید ناصر شاہ صاحب اوورسیئر متعین بارہ مولا کشمیر میرے پاؤں دبا رہا تھا اور دوپہر کا وقت تھا کہ یہ سلسلہ الہام دیوار کے مقدمہ کی نسبت شروع ہوا۔ میں نے سید صاحب کو کہا مقدمہ کی نسبت الہام کے بارہ میں ہے۔ آپ جیسے جیسے یہ الہام ہوتا جائے لکھتے جائیں۔ چنانچہ انہوں نے قلم دوات اور کاغذ لے لیا۔ پس ایسا ہوا کہ ہر یک دفعہ غنودگی کی حالت طاری ہو کر ایک ایک فقرہ وحی الٰہی کا جیسا کہ سنت اللہ ہے زبان پر جاری ہوتا تھا۔ پھر جب ایک فقرہ ختم ہو جاتا تھا اور لکھا جاتا تھا تو پھر غنودگی آتی تھی اور دوسرا فقرہ وحی الٰہی کا زبان پر جاری ہو جاتا تھا۔ یہاں تک کہ کُل وحی الٰہی نازل ہو کر سید فضل شاہ صاحب لاہوری کی قلم سے لکھی گئی۔
>
> اس وحی کے ابتدائی الفاظ یہ ہیں:
>
> عجیب بات ہے کہ اس الہام میں بشارت فضل کے لفظ سے شروع ہوتی ہے اور جس کے ہاتھ سے بوقتِ نزول یہ وحی قلمبند کرائی گئی اس کا نام بھی فضل ہے“

سیرت المہدی کی ایک روایت جو حضرت مولوی عبداللہ سنوریؓ سے مروی ہے ایک موقع زیادہ مہمان آ گئے اور کھانا کم تھا۔ حضرت اقدسؑ نے زردہ والے برتن کے بارہ میں فرمایا کہ ڈھانپ دیں اور خود حضرت اقدسؑ نے

سب مہمانوں کو دیا۔ سید فضل شاہ صاحب اس وقت موقع پر موجود تھے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ ازالہ اوہام میں فرماتے ہیں:

''حبی فی اللہ سید فضل شاہ صاحب لاہوری اصل سکنہ ریاست جموں نہایت صاف باطن اور محبت اور اخلاص سے بھرے ہوئے اور کامل اعتقاد کے نور سے منور ہیں اور مال و جان سے حاضر ہیں اور ادب اور حسن ظن جو اس راہ میں ضروریات سے ہے ایک عجیب انکسار کے ساتھ ان میں پایا جاتا ہے۔ وہ تہ دل سے سچی اور پاک اور کامل ارادت اس عاجز سے رکھتے ہیں اور للّٰہی تعلق اور حُبّ میں اعلیٰ درجہ انہیں حاصل ہے اور یک رنگی اور وفاداری کی صفت ان میں صاف طور پر نمایاں ہے۔''

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۳۲)

حضرت اقدسؑ نے کتاب البریہ میں پُر امن جماعت کے ضمن میں بھی ذکر فرمایا ہے۔

وفات: آپ کی وفات خلافت ثانیہ کے دور میں یکم فروری ۱۹۲۴ء کو ہوئی۔ آپ کی وصیت نمبر ۱۵۰ ہے۔ آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ قادیان میں قطعہ نمبر ۳ حصہ نمبر ۳ میں ہوئی۔ آپ کی اہلیہ صاحبہ ۱۶؍جنوری ۱۹۶۱ء کو وفات پائیں۔

اولاد: آپ کی اولاد ڈاکٹر سید عنایت اللہ شاہ صاحب ٹیمپل روڈ لاہور تھے۔ (وفات: ۹؍دسمبر ۱۹۷۹ء)

ماخذ: (۱) ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد ۳ (۲) حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ (۳) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ (۴) سیرت المہدی حصہ اوّل (۵) لاہور تاریخ احمدیت صفحہ ۱۰۷، ۱۰۸ (۶) مضمون روزنامہ الفضل ۲۱؍مئی ۱۹۸۰ء از کرنل نور احمد صاحب کینیڈا۔ (۷) رجسٹر بیعت اُولیٰ مطبوعہ تاریخ احمدیت جلد ۱ صفحہ ۳۵۴۔

☆

۲۴۰۔حضرت سید ناصر شاہ صاحب اورسیر اوڑی کشمیر

بیعت:۱۸۹۱ء۔وفات: یکم جنوری ۱۹۳۶ء

تعارف: حضرت سید ناصر شاہ رضی اللہ عنہ کوحضرت اقدس مسیح موعودؑ کی خدمت میں براہین احمد یہ حصہ چہارم کی اشاعت کے زمانہ سے حاضری کی سعادت حاصل ہے۔آپ حضرت اقدسؑ کی قبولیت دعا کے مجسم نشان تھے۔آپ ڈویژنل افسر گلگت کے دفتر میں اوورسئیر تھے۔آپ سید فضل شاہؓ (یکے از ۳۱۳) کے برادر حقیقی تھے۔آپ نہایت وجیہہ اورخوش مزاج تھے۔

بیعت: ایک دفعہ آپ کشمیر میں تھے کہ حج بیت اللہ کے ارادہ سے روپیہ جمع کیا۔حج کے لئے تیار تھے کہ آپ کوخواب میں بتلایا گیا کہ حضرت مسیح موعودؑ کوآپ کی ضرورت ہے۔آپ نے ۱۸۹۱ء میں بیعت کی۔کتاب’’آسمانی فیصلہ‘‘میں آپ کا ذکر ہے۔

قادیان آمد اور حضرت اقدسؑ سے اخلاص کا تعلق: جب آپ قادیان تشریف لائے تو معلوم ہوا کہ نزول المسیح کا مسودہ تیار ہے۔مگرروپیہ نہ ہونے کی وجہ سے اشاعت التواء میں پڑی ہے۔آپ نے یہ سن کر اس وقت ڈیڑھ ہزارروپیہ جوآپ کے پاس موجود تھا۔حضرت اقدسؑ کی خدمت میں پیش کر دیا اورعرض کی کہ حضور میں کشمیر جا کر طباعت کے لئے باقی جس قدرروپیہ کی ضرورت ہے وہ بھی روانہ کردوں گا۔حضرت مسیح موعودعلیہ السلام نے آپ کے متعلق ایک جگہ لکھا ہے:

’’درحقیقت یہ نوجوان مخلص نہایت درجہ اخلاص رکھتا ہےاورقریب دو ہزارروپیہ کے یا زیادہ اس سے اپنی محبت کے جوش سے دے چکا ہے۔‘‘

حضرت سیّدناصر شاہ کا بیان ہے کہ یہ ان کے بارہ میں ہےایک دفعہ حضرت مولانا عبدالکریمؓ صاحب نے آپ کی گردن میں ہاتھ ڈال کرفرمایا تھا۔’’شاہ صاحب،حضرت صاحب جس طرح آپ کے ساتھ محبت کرتے ہیں اسے دیکھ کرخدا کی قسم ہمیں تو رشک آتا ہے۔‘‘الحکم قادیان ۱۰/اگست ۱۹۰۲ء میں ذکر ہے۔جب شاہ صاحب حضرت اقدسؑ کے پاؤں دبانے لگےتو حضرت اقدسؑ نے فرمایا آپ بیٹھ جائیں۔شاہ صاحب دیرتک پاؤں دبانا چاہتے تھے حضورؑ نے پھرفرمایا آپ بیٹھ جائیں۔اَلْاَمْرُ فَوقَ الْاَدَبِ شاہ صاحب شہ نشین کے اوپر بیٹھ گئے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: آسمانی فیصلہ میں جلسہ سالانہ کے شرکاءاورکتاب البریہ میں اورپُرامن جماعت کے ضمن حضرت اقدسؑ نے ذکر کیا ہے۔

وفات: آپ کی وفات یکم جنوری ۱۹۳۶ءکو ہوئی اوربہشتی مقبرہ قادیان میں مدفون ہیں۔

ماخذ: (۱) آسمانی فیصلہ روحانی خزائن جلد۲ (۲) حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد۲۲ (۳) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳ (۴) اخبار الحکم قادیان ۱۰/اگست ۱۹۰۲ء ۱۴/جنوری ۱۹۳۵ء (۵) ملفوظات جلد دوم (۶) مضمون عالم روحانی کے لعل وجواہر (نمبر ۱۷۹) از روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ ۳۰/اکتوبر ۲۰۰۱ء (۶) فہرست وفات یافتگان بہشتی مقبرہ

☆

۲۴۱۔حضرت منشی عطا محمد صاحب چنیوٹ

بیعت: ۱۸۹۵ء۔وفات ۱۹۰۹ء

تعارف و بیعت: حضرت منشی عطا محمد رضی اللہ عنہ چنیوٹ کے مشہور وہرہ خاندان میں سے تھے۔آپ کے والد صاحب کا نام حافظ محمد حیات صاحب تھا۔آپ تاجر اور اشٹام فروش تھے۔

وفات: آپ نے ۱۹۰۹ء کو وفات پائی۔آپ کا وصیت نمبر ۱۹۰ ہے۔منشی صاحب محترم شیخ شمس الدین صاحب ولد شیخ حاجی عمر حیات صاحب کے خسر تھے۔آپ کی بیعت ۱۸۹۵ء کی ہے۔

حضرت اقدس کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے کتاب البریہ میں پُر امن جماعت میں آپ کا ذکر کیا ہے۔

اولاد: آپ کی بیٹی حضرت اللہ جوائی صاحبہ صحابیہ تھیں جو محترم شیخ شمس الدینؓ کی اہلیہ تھیں جن سے ان کی دو بیٹیاں اور تین بیٹے تھے۔

نوٹ: آپ کے مزید حالات معلوم نہیں ہو سکے۔

ماخذ: (۱) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳ (۲) لاہور تاریخ احمدیت صفحہ ۳۶۶ (۳) ''سرزمین ربوہ اور اس کے ماحول کا تاریخی اور روحانی پس منظر'' الفضل ۲۱/ستمبر ۲۰۰۲ء (۴) اخبار بدر ۱۸/فروری ۱۹۰۹۔

☆

۲۴۲۔حضرت شیخ نور احمد صاحب جالندھر حال ممباسہ

بیعت یکم فروری ۱۸۹۲ء۔وفات ۲۹/جنوری ۱۹۳۶ء

تعارف و بیعت: حضرت شیخ نور احمد رضی اللہ عنہ ولد غلام غوث جالندھر شہر کے رہنے والے تھے۔آپ نے یکم فروری ۱۸۹۲ء میں بیعت کی رجسٹر بیعت میں ۲۱۹ نمبر پر آپ کا نام درج ہے۔

حضرت اقدسؑ سے تعلق اخلاص: یہ ۱۸۹۷ء تصنیف ''انجام آتھم'' سے پہلے کا واقعہ ہے جسے حضرت پیر سراج

الحق صاحب نعمانی نے اپنی کتاب میں درج فرمایا ہے اور اس میں حضرت شیخ صاحب کا بھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی مجلس میں آنے کا تذکرہ ہے:

''ایک روز کا ذکر ہے کہ حضرت اقدس علیہ السلام کو دوران سر ہوا میاں قطب الدین مرحوم (یکے از ۳۱۳) ساکن کوٹلہ فقیر کو بلوایا اور میں پاس بیٹھا ہوا تھا۔ آپ کا سر دبا رہا تھا۔ فرمایا تیل لگا کر ہماری پنڈلیوں کی مالش کرو۔ سر میں درد بہت ہے۔ ہم دونوں آپ کی پنڈلیوں کی مالش کرنے لگے۔ اس عرصہ میں شیخ نور احمد صاحب ضلع جالندھر کے رہنے والے آ گئے .... وہ بھی آپؑ کی پنڈلیوں کی مالش میں شامل ہو گئے۔''

نوٹ: آپ کے مزید حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱) رجسٹر بیعت اُولیٰ تاریخ احمدیت جلد ۱ صفحہ ۳۵۸ (۲) تذکرۃ المہدی صفحہ ۵۲ (۳) تاریخ احمدیت جلد ہشتم صفحہ ۳۲۱۔

۲۴۳۔ جناب منشی سرفراز خانصاحب۔ جھنگ

بیعت: ۱۸۹۱ء۔ وفات ۱۹۴۵ء

تعارف و بیعت: آپ ملہی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ والد صاحب کا نام چوہدری حسین بخش ملہی تھا۔ ضمیمہ انجام آتھم میں حضرت منشی سرفراز خاں صاحبؓ آف جھنگ ذکر ہے۔ آپ دراصل بدو ملہی کے رہنے والے تھے۔ مکرم ماسٹر محمد ابراہیم صاحب انصاری بیان کرتے ہیں کہ میں ان کے بیٹے مکرم چوہدری عبدالحق صاحب سے ایک دو بار سنا کہ جب میرے والد صاحب نے بیعت کی تو ہمارے دادا نے ان کی شدید مخالفت کی اور انہیں گھر سے نکال دیا اور آپ کچھ سالوں کے لئے چنیوٹ (جھنگ) میں ملازمت کرتے رہے۔ اسی نسبت سے ان کے نام کے ساتھ جھنگ لکھا گیا۔ بیعت کے بارہ حضرت مولوی قطب الدین صاحب بدو ملہی یکے از تین سو تیرہ کا بیان کرتے ہیں:

''اس دوران میں ایک شخص مسمّی چراغدین ٹھیکیدار اپنے کسی کام کے لئے بدو ملہی آیا۔ اس سے مجھے حضور علیہ السلام کی کتاب ''ازالہ اوہام'' ملی اور بیعت کا علم ہوا چنانچہ میں اور بدو ملہی کا بڑا نمبردار (حضرت چوہدری محمد سرفراز خان صاحب) قادیان آئے اور ہم دونوں نے مسجد مبارک میں حضرت مسیحِ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کی۔ غالباً ۱۸۹۱ء۔ حضورؑ نے فرمایا کہ کچھ مدت یہاں رہیں اور فرمایا کہ بیعت کے بعد انسان کو پختہ ہو جانا چاہیئے کیونکہ بیعت سے پھرنے والے پر گرفت ہوتی ہے۔ حضورؑ کے اس فرمان سے میرے اندر استقلال پیدا ہو گیا اور کبھی تردد پیدا نہ ہوا۔'' (الفضل لاہور ۹ جنوری ۱۹۴۹ء صفحہ ۶)

آئینہ کمالات اسلام میں حضرت اقدسؑ نے چوہدری سرفراز خاں صاحب نمبردار بدوملہی ضلع سیالکوٹ ۲۷ نمبر پر تحریر فرمایا ہے۔ حضرت مولانا غلام احمد مرحوم بدوملہوی کا بیان ہے:

بدوملہی میں ۳۱۳ صحابہ میں سے چوہدری سرفراز خان صاحب نمبردار تھے۔ چوہدری صاحب چینوٹ میں اہلمد کا کام کرتے تھے۔ جب گھر واپس آتے ہوئے لاہور سے گزرے تو حضرت مسیح موعودؑ کا تذکرہ سن کر احمدی ہوئے تھے۔ ۱۸۹۸ء تک اس ضلع (جھنگ) میں کام کرتے رہے بعد میں اپنے گاؤں واپس آ گئے۔

حضرت چوہدری سرفراز خان صاحب کے بھائی حضرت چوہدری غلام حیدر خان صاحب نے ریکارڈ کے مطابق جون ۱۹۰۳ میں بیعت کی سعادت حاصل کی۔ اس بات کا امکان ہے کہ آپ نے اس قبل ہی بیعت کر لی ہو۔

(الحکم قادیان ۲۴ جون ۱۹۰۳ ص ۱۶)

خدمات: آپ کی تبلیغی کوششوں سے اس علاقہ میں کثرت سے بیعتیں ہوئیں۔ قادیان سے جو بھی کوئی مالی تحریک نکلتی اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ الحکم اخبار کے آپ باقاعدہ خریدار تھے۔ ۱۹۰۲ میں جب تعلیمی ضروریات پوری کرنے کیلئے یہودیوں کے بارہ میں ضخیم کتاب دائرۃ المعارف Jewish Encyclopeadia کی ضرورت پڑی تو اس پر کئی احباب نے مالی تعاون فرمایا۔ ایک رپورٹ میں مکرم چوہدری سرفراز خان صاحب بدوملہی، حضرت میر ناصر نواب صاحب دہلوی اور حضرت سید فضل شاہ کے اسماء مذکور ہیں۔ (الحکم قادیان ۲۱ فروری ۱۹۰۳ ص ۱۶)

اخبار الحکم قادیان اور بدر قادیان میں گاہے بگاہے آپ کی قادیان آمد اور بعض مالی تحریک میں حصہ لینے کا ذکر ملتا ہے۔ اخبار بدر میں آپ کا ایک خط بھی مرقوم ہے جو آپ نے ایڈیٹر بدر کے نام ۱۹۰۵ میں لکھا۔

(اخبار بدر قادیان ۱۰ جنوری ۱۹۰۵ ص ۷)

آپ بعد میں غیر مبائعین میں شامل ہو گئے۔

وفات: ۱۹۴۵ء حضرت مصلح موعودؓ نے ۱۹۴۵ء کے جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر آپ کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

اولاد: مکرم چوہدری عبدالحق صاحب۔

ماخذ: (۱) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ (۲) آریہ دھرم روحانی خزائن جلد ۱۰ (۳) الحکم قادیان ۲۱ فروری ۱۹۰۳ ص ۱۶۔ (۴) اخبار بدر ۱۰ جنوری ۱۹۰۵ ص ۷ (۵) مجاہد کبیر: مؤلفہ ممتاز احمد فاروقی (۶) (الفضل لاہور ۶ جنوری ۱۹۴۹ء صفحہ ۶) (۷) روزنامہ الفضل ۳ مئی ۱۹۶۵ء) (۸) انٹرویو مکرم ماسٹر محمد ابراہیم صاحب بدوملہی والد مکرم محمد اسماعیل منیر ثانی مربی سلسلہ مرحوم حال جوہر ٹاؤن لاہور جو مکرم احمد طاہر مرزا صاحب نے ۲۰۰۶ء میں لیا۔

☆

۲۴۴۔حضرت مولوی سید محمد رضوی صاحب۔حیدرآباد

ولادت:۱۸۶۲ءیا۱۸۶۴ء۔بیعت:ابتدائی ایام میں۔وفات:۳۱راگست۱۹۳۲ء

تعارف: حضرت مولوی سید محمد رضوی رضی اللہ عنہ کے والد صاحب کا نام نواب امیر ابوطالب تھا۔آپ ۱۸۶۲ءیا ۱۸۶۴ء میں بمقام ایلور علاقہ مدراس میں پیدا ہوئے۔آپ بڑے وجیہہ اور خوبصورت تھے۔حیدرآباد دکن میں ہائی کورٹ کے وکیل تھے۔آپ نے سلسلہ کی بہت ہی مالی معاونت کی۔حضورؑ کی زندگی میں مسجد اقصیٰ کے لئے دریوں کا تحفہ بھی لائے۔

بیعت: آپ کی بیعت ابتدائی ایام کی ہے۔

قادیان میں آمد: ایک دفعہ آپ ایک جماعت لے کر قادیان آئے۔چونکہ حیدرآباد کے لوگوں کو عموماً ترش سالن کھانے کی عادت ہوتی ہے اس لئے آپ کے لئے حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے ارشاد فرمایا کہ ان کے لئے کھٹے سالن تیار ہُوا کریں تا کہ ان کو تکلیف نہ ہو۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے کتاب البریہ میں پُرامن جماعت کے ضمن میں آپ کا ذکر فرمایا ہے۔

جناب خواجہ کمال الدین صاحب مقدمہ میں وکیل: آپ کے ایک مقدمہ جائیداد کے سلسلہ میں جو (نظام حیدرآباد دکن کے مقابل) پریوی کونسل لندن میں زیر اپیل تھا۔جناب خواجہ کمال الدین صاحب لندن کی پریوی کورٹ میں آپ کی اپیل کے لئے گئے تھے۔حضرت رضوی صاحبؓ نے تمام اخراجات اس سفر کے برداشت کئے تھے۔علاوہ ازیں بھی آپ کو مالی قربانیوں کی بہت توفیق ملی۔

وفات: آپ حیدرآباد سے ۱۹۰۹ء میں بمبئی منتقل ہو گئے تھے۔۳۱راگست ۱۹۳۲ءکو بمبئی میں ہی وفات پائی۔

اولاد: آپ کے بیٹے سید عبدالمومن رضوی کراچی میں رہائش پذیر رہے جن کا ۱۹۷۹ء میں انتقال ہوا اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہیں۔اور ان کی اولاد کراچی میں سکونت پذیر ہے۔حضرت نواب صاحب کا ایک پڑپوتا سید عطاء الواحد رضوی (آف کراچی) مربی سلسلہ احمدیہ ہے اور بیرون ملک خدمات کی توفیق پا رہا ہے۔

ماخذ: (۱) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ (۲) حیات قدسی (۳) حیات احمد (۴) سیرت حضرت مسیح موعودؑ جلد اوّل صفحہ ۱۵۲ (۵) روزنامہ الفضل ربوہ ۱۰را کتوبر ۲۰۰۳ء (۶) روزنامہ الفضل جون ۲۰۰۵ء (۶) فہرست وفات یافتگان بہشتی مقبرہ۔

☆

۲۴۵۔حضرت مفتی فضل الرحمٰن صاحب معہ اہلیہ۔بھیرہ

ولادت:۱۸۷۶ء۔بیعت:۲۷ردسمبر۱۸۹۱ء۔وفات:۱۹۲۴ء

تعارف: حضرت مفتی فضل الرحمٰن رضی اللہ عنہ بھیرہ کے مفتی خاندان سے تھے۔آپ کے والد صاحب کا نام مفتی شیخ عبداللہ تھا۔حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے شاگرد اور داماد تھے آپ کی اہلیہ صاحبہ کا نام امامہؓ تھا۔نیز حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ہم سبق اور ہم زلف تھے۔ہجرت کر کے قادیان آ گئے۔

بیعت: آپ کی بیعت ۲۷دسمبر۱۸۹۱ء کی ہے اور رجسٹر بیعت میں ۱۸۴نمبر پر آپ کا نام درج ہے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے آپ کا ذکر آسمانی فیصلہ میں جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والوں،تحفہ قیصریہ میں ڈائمنڈ جوبلی اور کتاب البریہ میں پُر امن جماعت کے ضمن میں کیا ہے۔

حضرت اقدسؑ کا ایک الہام ''سَیُھْدیٰ'' آپ کے بارہ میں ہے۔

حضرت اقدسؑ کی خدمت: آپ کو حضرت اقدسؑ کی اکثر خدمت کا موقع ملتا رہا۔آپ کے پاس ایک گھوڑا ہوا کرتا تھا۔گورداسپور مقدمہ کے موقع پر گھوڑا ساتھ رکھا۔تا کہ حسب حالات اس سے کام لے سکیں۔بعض فرائض کو نہایت ذمہ داری کے ساتھ ادا کرتے رہے۔حضرت اقدسؑ کا آپ کے ساتھ مشفقانہ سلوک ہوا کرتا تھا۔حضور نے ایک مرتبہ آپ کو اپنی پگڑی بھی پہننے کا ارشاد فرمایا تھا۔

وفات: آپ نے ۱۹۲۴ء میں وفات پائی اور وفات کے بعد قادیان میں ہی تدفین ہوئی۔

اولاد: آپ کے بیٹے مکرم بشیر احمد صاحب مفتی جودھامل بلڈنگ لاہور اور رفیق احمد مفتی جرمنی میں ہیں۔ایک بیٹی مکرم مولوی عبدالوہاب صاحب کی اہلیہ تھیں۔

ماخذ: (۱) آسمانی فیصلہ روحانی خزائن جلد۴ (۲) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد۱۲ (۳) رجسٹر بیعت اُولیٰ مطبوعہ تاریخ احمدیت جلد۱صفحہ۳۵۷ (۴) سیرت حضرت مسیح موعودؑ (۵) ''بھیرہ کی تاریخ احمدیت'' صفحہ۶۱

☆

۲۴۶۔حضرت حافظ محمد سعید صاحب بھیرہ۔حال لندن

بیعت:ابتدائی زمانہ میں

تعارف و بیعت: حضرت حافظ محمد سعید رضی اللہ عنہ بھیرہ سے تعلق رکھتے تھے۔آپ کی بیعت ابتدائی زمانہ کی

ہے۔''تاریخ احمدیت بھیرہ'' میں حضرت حافظ محمد سعید صاحب بھیرہ حال لندن کا ذکر کیا گیا ہے۔
نوٹ: آپ کے مزید حالات دستیاب نہیں سکے۔
ماخذ: (۱)ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد۱۱

۲۴۷۔حضرت مستری قطب دین صاحب بھیرہ

ولادت:۱۸۶۶ء۔بیعت:۱۸۹۲ء۔وفات:۱۹۳۴ء

تعارف و بیعت: حضرت مستری قطب الدین رضی اللہ عنہ صوفی منش بزرگ تھے۔آپ کی ولادت ۱۸۹۲ء کی ہے حضرت اقدسؑ کے فدائی تھے۔بھیرہ سے ہجرت کر کے قادیان چلے گئے۔آپ کی بیعت ۱۸۹۲ء کی ہے۔
قادیان مستقل سکونت: آپ افریقہ بسلسلہ ملازمت گئے لیکن واپس قادیان چلے آئے اور مسجد اقصیٰ کے قریب مکان تعمیر کر کے رہائش پذیر ہو گئے۔جلسہ سالانہ کے موقع پر بھیرہ کی جماعت کو اپنے ہاں ٹھہراتے تھے۔
اعجاز مسیحاؑ کا ایک واقعہ: ایک واقعہ آپ ہی کی زبان مبارک سے ملاحظہ ہو۔

''ایک دفعہ ایک ڈاکٹر نے مجھے کہا کہ تمہاری آنکھوں میں موتیا بڑے زور سے اُتر رہا ہے۔دو ماہ کے اندر اندر تمہاری نظر بند ہو جائے گی۔میں یہ سن کر خاموش ہو رہا۔کچھ عرصہ کے بعد میں لاہور گیا تو وہاں بغیر میرے دریافت کرنے کے ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے بھی بعینہٖ وہی بات کہی جو پہلے ڈاکٹر نے کہی تھی تب مجھے فکر ہوا اور میں نے سوچا کہ خدا تعالیٰ نے حضور سے فرمایا ہے کہ 'بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔' میرے پاس جو عصا ہے وہ بھی حضور کے ہاتھ کی ایک چیز ہے میں کیوں اس سے برکت نہ ڈھونڈوں چنانچہ میں نے گھر آ کر عصا ہاتھ میں لیا اور دعا کر کے عصا کو آنکھوں سے لگایا خدا کے فضل کی بات ہے کہ............ بائیس برس گزر گئے مگر میری نظر بدستور ہے اور بغیر عینک لگائے باریک کام کر سکتا ہوں۔''

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے آریہ دھرم میں صفحہ ۸۹ پر آپ کا نام بھی تحریر فرمایا ہے کہ ہدایت کی پابندی کریں گے۔
وفات: آپ نے ۲۹رمئی ۱۹۳۴ء کو وفات پائی۔آپ کا وصیت نمبر ۸۵۴ ہے۔آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ قادیان میں قطعہ نمبر ۴ حصہ نمبر ۱ میں ہوئی۔
ماخذ: (۱) آریہ دھرم روحانی خزائن جلد ۱۰ (۲) اخبار الحکم ۱۴راگست ۱۹۳۵ء (۳) ''بھیرہ کی تاریخ احمدیت'' صفحہ ۶۲

۲۴۸۔حضرت مستری عبدالکریم صاحب۔بھیرہ

ولادت:۱۸۷۴ء۔بیعت۱۸۹۲ء۔وفات:۱۹۲۳ء

تعارف وبیعت: حضرت مستری عبدالکریم رضی اللہ عنہ ایک دراز قد اور شہ زور آدمی تھے۔۱۸۹۲ء میں بیعت کر کے داخل سلسلہ احمدیہ ہوئے۔اکثر قادیان جایا کرتے تھے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اظہار محبت کرتے ہوئے آپ کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا۔

وفات: ۱۹۲۳ء میں آپ کی وفات ہوئی۔

اولاد: آپ کے ایک بیٹے عبدالرحیم کا انتقال نوجوانی کے عالم میں ہوگیا۔دوسرے بیٹے بشیر احمد مخلص احمدی ہیں تجارت اور زمینداره کرتے ہیں۔آپ کے تیسری بیٹے لیفٹیننٹ مشتاق احمد صاحب ایم اے بھی مخلص احمدی ہیں۔

نوٹ: آپ کے مزید تفصیلی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱)''بھیرہ کی تاریخ احمدیت''صفحہ۶۱،۶۲۔

۲۴۹۔حضرت مستری غلام الٰہی صاحب۔بھیرہ

ولادت:۱۸۶۲ء۔بیعت:۱۸۹۲ء۔وفات:۱۹۱۵ء

تعارف: حضرت مستری غلام الٰہی رضی اللہ عنہ کے بارہ میں تاریخ سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ آپ شوق سے دینی خدمات بجالاتے تھے۔سلسلہ سے بہت محبت تھی۔عموماً قادیان جاتے تھے۔واپس آ کر نہایت محبت سے حضور علیہ السلام کی باتیں سناتے تھے(آپ کے بھائی ماسٹر عبدالرؤف صاحب بھی حضرت اقدسؑ کے رفقاء تھے جن کی بیعت ۱۸۹۸ء کی ہے۔) آپ کے تفصیلی حالات نہیں ملے۔

اولاد: آپ کے بیٹے حافظ فضل الرحمٰن صاحب مخلص احمدی اور ایک اچھے قاری تھے۔بچوں کو قرآن کریم کی تعلیم دیتے رہے ہیں ان کی اولاد بھی احمدیت سے اخلاص کا تعلق رکھتی ہے۔

نوٹ: آپ کے مزید تفصیلی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱)''بھیرہ کی تاریخ احمدیت''صفحہ۶۴(۲)انجام آتھم روحانی خزائن جلد۱۱۔

۲۵۰۔حضرت میاں عالم دین صاحب۔بھیرہ

ولادت:۱۸۶۰ء۔بیعت:۷رفروری۱۸۹۲ء۔وفات:۱۹۱۱ء

تعارف: حضرت میاں عالم دین رضی اللہ عنہ کے والد صاحب کا نام حاجی احمد یار تھا حضرت نجم الدین صاحب (یکے از۳۱۳) آپ کے بھائی تھے۔حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے قریبی رشتہ دار تھے۔قرآن مجید کے عاشق تھے۔ہر وقت قرآن کریم پاس رکھتے تھے۔ذراسی بھی فرصت ملنے پر تلاوت کرنے لگ جاتے۔

بیعت: آپ کی بیعت ۷رفروری۱۸۹۲ء کی ہے۔رجسٹر بیعت میں ۳۳۵ نمبر پر آپ کا نام درج ہے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے تحفہ قیصریہ میں آپ کے جلسہ ڈائمنڈ جوبلی میں شامل ہونے کا ذکر فرمایا ہے۔

اولاد: آپ کی ایک لڑکی تھی (جو معذور ہونے کی وجہ سے قادیان نہ جاسکتی تھی) اس لڑکی کی بیعت حضرت اقدسؑ کی اجازت سے حضرت میاں عالم دین صاحب نے اپنے ہاتھ پر لی تھی۔

وفات: آپ کی وفات ۱۹۱۱ء کو ہوئی۔

نوٹ: آپ کے مزید تفصیلی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد۱۲ (۲) رجسٹر بیعت اُولیٰ مطبوعہ تاریخ احمدیت جلد۱ صفحہ۳۵۹ (۳) ’’بھیرہ کی تاریخ احمدیت‘‘ صفحہ۶۵۔

۲۵۱۔حضرت میاں محمد شفیع صاحب بھیرہ

ولادت:۱۸۷۸ء۔بیعت:۱۸۹۲ء۔وفات:۱۹۵۷ء

تعارف: حضرت میاں محمد شفیع رضی اللہ عنہ بھیرہ کے رہنے والے تھے والد صاحب کا نام قریشی کامل دین تھا۔حضرت مولانا حکیم نورالدین (خلیفۃ المسیح الاوّلؓ) کے بھانجے تھے اور آپ کی حقیقی ہمشیرہ امام بی بی کے بیٹے تھے۔محلّہ معماران بھیرہ میں رہائش تھی۔حضرت مولانا حکیم نورالدین (خلیفۃ المسیح الاوّلؓ) کے درس میں شامل ہوا کرتے تھے۔

آپ کے ایک بھائی کی بیماری اور وفات کا واقعہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے اپنی خودنوشت مرقاۃ الیقین میں درج فرمایا ہے اور حیات نور میں بھی اس کا ذکر ہے۔اسی تذکرہ میں ایک اور بھائی کی ولادت اور بعارضہ پیچش بیمار

رہ کر وفات پانے کا ذکر ہے۔اس کے بعد قریشی محمد شفیع کی ولادت ہوئی۔سب اوورسیئر کے طور پر......کالا باغ،بھکر ،سمندری،نمل ڈیم،میانوالی اور لائلپور محکمہ انہار میں ملازمت رہی۔

بیعت: آپ نے۱۸۹۴ء میں بیعت کی۔حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے ایک مرتبہ سے کہا کہ میں نے ایک مرشد کیا ہے اور حضرت مسیح موعودؑ کا ذکر کیا کہ حضور زمانہ کے امام ہیں۔اس پر آپ نے بھی بیعت کر لی۔

اولاد: آپ کے تین بیٹے تھے۔(۱) قریشی مشتاق احمد صاحب جن کی اولاد کراچی میں ہے۔ان کے ایک بیٹے اخلاق احمد قریشی ہالینڈ میں ہیں۔(۲) قریشی غلام احمد صاحب سکھر سے محکمہ انہار میں لینڈ ریکلیمیشن آفیسر (L.R.O) ریٹائرڈ ہوئے اور بعد میں مختار عام صدر انجمن احمدیہ کی حیثیت سے ڈیوٹی دیتے رہے اور دوران ڈیوٹی دفتر میں حرکت قلب بند ہونے سے وفات ہوئی۔(آپ کے خسر حضرت حافظ عبد العلیؓ صاحب ایڈووکیٹ آف ادرحمہ یکے از۳۱۳ امیر ضلع سرگودھا کی بیٹی تھیں) مکرم اسمٰعیل عبداللہ موحوم اور HBL لالیاں،مکرم اسمٰعیل عبدالماجد صاحب ولد قریشی غلام احمد صاحب وائس پریذیڈنٹ (ر) مسلم کمرشل بینک انہی کے پوتے ربوہ میں ہیں۔(۳) تیسرے بیٹے قریشی احمد شفیع صاحب میانوالی مین بازار میں تاجر رہے ہیں۔۱۹۷۴ء میں مخالفین نے زخمی کیا۔آپ میانوالی کے صدر جماعت احمدیہ رہے۔جن کے بیٹے صلاح الدین صاحب اور عنایت الدین اور نعیم الدین تھے۔

وفات: آپ کی وفات ۱۶؍نومبر ۱۹۵۸ء کو ہوئی۔آپ کا وصیت نمبر ۵۲۷۵ ہے آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں قطعہ نمبر ۹ حصہ نمبر ۱۴ میں ہوئی۔حضرت میاں محمد شفیع صاحبؓ کی اہلیہ حضرت سردار بی بیؓ بھی حضرت اقدس کے رفقاء میں سے تھیں جو وفات کے بعد بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہیں۔

ماخذ: (۱) انجام آتھم،روحانی خزائن جلد ۱۱ (۲) مرقاۃ الیقین فی حیات نورالدین (۳) حیات نور (۴) تاریخ احمدیت بھیرہ (۵) انٹرویو مکرم اسمٰعیل عبدالماجد صاحب ربوہ (نبیرہ حضرت قریشی میاں محمد شفیعؓ بھیرہ)

☆

۲۵۲۔حضرت میاں نجم الدین صاحب بھیرہ

ولادت:۱۸۶۴ء۔بیعت:۴؍اگست ۱۸۹۱ء۔وفات:۱۹۱۲ء

تعارف: حضرت میاں نجم الدین رضی اللہ عنہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے دوست اور قریبی رشتہ دار تھے۔حضرت میاں محمد شفیع صاحبؓ (یکے از۳۱۳) کے حقیقی چچا تھے۔

بیعت: حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے ذریعہ احمدیت کا تعارف ہوا اور ۴؍اگست ۱۸۹۱ء کو بیعت کی۔

دینی خدمات: لنگر خانہ (دارالضیافت) کے مہتمم رہے۔حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ لکھتے ہیں کہ آپ بڑے مخلص اور مجتہدانہ طبیعت کے مالک اور جفاکش تھے۔حضرت مسیح موعودؑ کی محبت میں سرشار تھے۔مہمانوں کو کھانا

کھلانے کے بعد رات گئے جانوروں کو بچی ہوئی روٹی کے ٹکڑے کھلاتے۔ کتاب شحنۂ حق کا پہلا ایڈیشن ختم ہو گیا تو دوبارہ اپنی گرہ سے طبع کروا کر حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کر دیا۔

وفات: آپ کی وفات ۱۹۱۲ء میں ہوئی۔

اولاد: ان کی کوئی نرینہ اولاد نہ تھی۔ ایک بیٹی سردار بی بی کی نواسی قریشی احمد شفیع صاحب (میاں محمد شفیعؓ یکے از ۳۱۳ کے بیٹے تھے) کی اہلیہ تھیں۔

نوٹ: آپ کے مزید تفصیلی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱) آسمانی فیصلہ روحانی خزائن جلد۲ (۲) سیرت حضرت مسیح موعود صفحہ ۳۵۵ (۳) حیات احمد جلد دوم (۱۸۸۹ء ـ ۱۸۹۲ء) (۴) تاریخ احمدیت بھیرہ (۵) انٹرویو مکرم اسمٰعیل عبدالماجد صاحب (نبیرہ حضرت میاں محمد شفیعؓ)

☆

۲۵۳۔ حضرت میاں خادم حسین صاحب۔ بھیرہ

ولادت: ۱۸۷۲ء۔ بیعت: ۱۸۹۲ء۔ وفات: ۱۹۳۵ء

تعارف و بیعت: حضرت میاں خادم حسین رضی اللہ عنہ بھیرہ کے رہنے والے تھے۔ آپ کی ولادت سال ۱۸۷۲ء کو ہوئی۔ آپ فارسی زبان کے عالم تھے۔ تاریخ احمدیت بھیرہ کے مطابق ۱۸۹۳ء میں بیعت کی۔ افغان قونصل خانہ میں میر منشی تھے۔ لیکن امیر امان اللہ خان کے اعلان خودمختاری پر قونصل خانہ افغان کا دفتر ختم ہو گیا اور آپ واپس بھیرہ آ کر سکول ماسٹر بنے۔ مختلف مقامات پر ٹیچر کے طور پر کام کیا۔ محققانہ طبیعت پائی تھی۔

''تحقیقاتِ واقعاتِ کربلا'' آپ کی مشہور کتاب ہے۔ شیعہ مذہب کے بارے میں آپ کے متعدد مضامین اور مقالات شائع ہوئے اور تردید اہل تشیع کے بارہ میں کئی کتابوں کے مصنف بھی تھے۔ آپ جماعت بھیرہ کے جنرل سیکرٹری رہے۔ حضرت مولوی دلپذیرؓ بھیروی نے حضرت منشی خادم حسین کی وفات پر مرثیہ لکھا۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے تحفہ قیصریہ اور کتاب البریہ میں ذکر فرمایا ہے۔

حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحبؓ نے حضرت اقدسؑ کے معاصر علماء میں تذکرہ کیا ہے جنہوں نے حضرت اقدسؑ کی بیعت کی۔

نوٹ: آپ کے مزید تفصیلی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد۱۲ (۲) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳ (۲) تاریخ احمدیت بھیرہ صفحہ ۷۰ تا ۷۲ (۳) صداقت حضرت مسیح موعودؑ تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۶۴ء۔

۲۵۴۔حضرت بابو غلام رسول صاحب۔بھیرہ

ولادت:۱۸۷۸ء۔بیعت:۱۸۹۲ء۔وفات:۱۹۱۹ء

تعارف اور بیعت: حضرت بابو غلام رسول رضی اللہ عنہ اعوان برادری سے تھے۔آپ کی ولادت ۱۸۷۸ء میں ہوئی۔ریلوے میں اسٹیشن ماسٹر تھے۔فرنٹیر میں کسی اسٹیشن پر متعین تھے۔۱۸۹۲ء میں آپ نے بیعت کی۔ایک پٹھان نے آپ کو احمدیت کے باعث قتل کرنے کا ارادہ کر لیا اور کئی دفعہ مواقع کی تلاش کرتا رہا لیکن ناکام رہا اور اس کے دل میں خوف طاری ہو گیا۔اس نے نہ صرف یہ ارادہ ترک کر دیا بلکہ آپ کی خدمت کرنے لگا۔اس کے بعد بابو صاحب تبدیل ہو کر بھیرہ گئے۔آپ مقامی جماعت کے سرگرم رکن تھے۔

نوٹ: آپ کے مزید تفصیلی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱) تاریخ احمدیت بھیرہ صفحہ ۶۹۔۷۰۔

۲۵۵۔حضرت شیخ عبدالرحمٰن صاحب نومسلم بھیرہ

ولادت:۱۸۷۲ء۔بیعت:۱۴؍دسمبر ۱۸۹۰ء۔وفات:۴؍جون ۱۹۵۲ء

تعارف: حضرت شیخ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ (سابق سردار مہر سنگھ) ڈومیلی تحصیل پھگواڑہ (ریاست کپورتھلہ) ضلع جالندھر کے ایک سکھ خاندان کے چشم و چراغ تھے۔آپ کا نام والدین نے مہر سنگھ رکھا تھا۔آپ کی ولادت سال ۱۸۷۲ء کو ہوئی۔آپ کے والد صاحب کا نام سردار دسوندھا رام تھا۔

بیعت: سکھ قوم کی جہالت اور ہندوانہ طرز معاشرت سے نالاں تو تھے ہی۔بغرض علاج حضرت مولوی خدا بخش صاحب جالندھری کی وساطت سے حضرت حکیم مولانا نورالدینؓ کی خدمت میں بغرض علاج بھیرہ تشریف لے گئے۔بعد میں ۱۸۹۰ء میں قادیان حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کر لی۔آپ نے پندرہ سال کی عمر میں ۱۴؍دسمبر ۱۸۹۰ء کو بیعت کی۔رجسٹر بیعت میں آپ کا نام ۲۱۱ نمبر پر درج ہے۔

بھیرہ میں دسویں تک تعلیم حاصل کی اور قادیان میں بی۔اے کیا۔۱۹۰۲ء میں آپ کی شادی حضرت خلیفہ نوردین جمونیؓ کی صاحبزادی غلام فاطمہ سے ہوئی جن کو حضور کے گھر خدمت کی سعادت حاصل ہوئی۔آپ نے ۳۶ علمی و تحقیقی کتب تصنیف کیں۔آپ سے مروی روایات ''سیرت المہدی'' میں درج ہیں۔بیعت کے ریکارڈ میں

ساکن دہلی اور عمر پانزدہ سال ہے۔

دینی خدمات: آپ تین سال کے لئے جزائر انڈیمان میں بطور ہیڈ ماسٹر رہے اہل وعیال کو بھی ساتھ بھجوایا گیا۔ اس بنیاد پر آپ کالے پانی والے بھی مشہور ہوئے تھے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: تحفہ قیصریہ میں جلسہ ڈائمنڈ جوبلی میں شرکت اور چندہ دہندگان اور کتاب البریہ میں پُرامن جماعت میں ذکر ہے۔

اولاد: آپ کے بیٹے ڈاکٹر سردار نذیر احمد مرحوم اور سردار بشیر احمد مرحوم انجینئر کا ذکر آپ کی اولاد میں نمایاں ہے۔ سردار بشیر احمد مرحوم ربوہ کی تعمیر کے وقت کا سروے کرنے والی ٹیم کے سربراہ بھی رہے۔ آپ کی ایک پوتی (سردار ڈاکٹر نذیر احمد مرحوم کی بیٹی) مکرم انجینئر محمود مجیب اصغر صاحب بھیرہ امیر ضلع اٹک کی بیگم ہیں۔ حضرت شیخ صاحبؓ کے ایک پوتے سردار رفیق احمد مرحوم لندن میں مقیم تھے۔

ماخذ: (۱) رجسٹر بیعت از تاریخ احمدیت جلد ۱ صفحہ ۳۵۴ (۲) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد ۱۲ (۳) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ (۴) مضمون ماسٹر عبدالرحمٰن سابق مہر سنگھ از الفضل ۲۳ر دسمبر ۱۹۹۰ء (۴) اصحاب احمد جلد ہفتم۔

۲۵۶۔ حضرت مولوی سردار محمد صاحب۔ لون میانی

بیعت: ۹ر جنوری ۱۸۹۲ء

تعارف: حضرت مولوی سردار محمد ولد مولوی غلام احمد صاحب لون میانی ضلع شاہپور کے رہنے والے تھے۔ آپ مولانا حکیم نور الدینؓ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے برادرزادہ تھے۔

بیعت: آپ نے ۹ر جولائی ۱۸۹۲ء میں بیعت کی رجسٹر بیعت میں آپ کا نام ۱۹۱ نمبر پر درج ہے۔ میاں سردار خان ولد مولوی غلام احمد صاحب برادرزادہ مولوی حکیم نور الدینؓ ساکن لون میانی تحریر ہے۔

حضرت اقدسؑ سے تعلقِ اخلاص: ایک دفعہ آپ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا اور اظہار اخلاص میں لکھا کہ میں قادیان پر قربان جاؤں۔ حضرت اقدسؑ اس پر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ ”یہ اخلاص کی علامت ہے۔ جب انسان کسی کے ساتھ سچا اخلاص رکھتا ہے تو محبوب کے قرب و جوار بھی پیارے لگتے ہیں۔“

حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحبؓ نے حضرت اقدسؑ کے ان معاصر علماء میں آپ کا تذکرہ کیا ہے جنہوں نے حضرت اقدسؑ کی بیعت کر لی۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: کتاب البریہ میں حضرت اقدسؑ نے پُرامن جماعت میں آپ کا ذکر کیا ہے۔

نوٹ: آپ کے مزید تفصیلی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱) کتاب البریہ روحانی خزائن ۱۳ (۲) ذکرِ حبیب صفحہ ۱۲۶ (۳) رجسٹر بیعت اُولیٰ مطبوعہ تاریخ احمدیت جلد ۱ صفحہ ۳۵۷ (۴) شجرہ نسب مطبوعہ کلام امیر۔

۲۵۷۔حضرت مولوی دوست محمد صاحب ۔لون میانی

بیعت: ۲۷/دسمبر ۱۸۹۱ء

تعارف: حضرت مولوی دوست محمد رضی اللہ عنہ لون میانی بھیرہ کے متوطن تھے۔آپ جموں میں محکمہ پولیس میں ملازم بھی رہے۔آپ کے والد صاحب کا نام حکیم غلام احمد تھا آپ کی قوم قریشی تھی۔نیروبی (مشرقی افریقہ) جب ابھی آباد ہو رہا تھا تو آپ وہاں چلے گئے۔

حضرت اقدسؑ کی بیعت: جہلم سے آپ ایک دفعہ لاہور آئے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت ان دنوں زوروں پر تھی۔ایک مخالف مولوی سے (جبکہ اس کی مسجد میں آپ ٹھہرے ہوئے تھے) آپ نے سنا کہ (نعوذ باللہ) حضرت مرزا صاحب کو کوڑھ ہے اور ان کے ہاتھ دیکھے نہیں جا سکتے۔جب وہ قادیان پہنچے اور مسجد مبارک میں گئے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس وقت مسجد میں تشریف فرما تھے اور نماز کے بعد احباب کے دائرہ میں سورج کی طرح ایک نورانی وجود نظر آتے تھے اور آپ بات کرتے تو ہاتھ کو کسی وقت اٹھاتے کسی وقت اس کو حرکت دیتے۔آپ خاموش یہ نظارہ دیکھتے رہے اور حضور کے ہاتھوں کو بھی دیکھا لیکن وہ تو بہت خوبصورت، پیارے اور دلکش تھے۔ان پر کوئی دھبہ تک بھی نہ دیکھا۔اسی مجلس میں آپ نے بیعت کر لی اور حضور کے غلاموں میں داخل ہو گئے۔آپ نے ۲۷/دسمبر ۱۸۹۱ء میں بیعت کی۔رجسٹر بیعت اُولیٰ میں آپ کا نام ۱۸۶ نمبر پر درج ہے۔حضرت اقدسؑ پر پروانہ وار فدا تھے۔آپ کافی عرصہ حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں حاضر رہے۔اس وقت بھی حضورؑ کے ساتھ ہی تھے جب لیکھرام پشاوری نے حضورؑ کو بار بار سلام کیا اور حضورؑ نے جواب نہ دیا۔

حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحبؓ نے حضرت اقدسؑ کے معاصر علماء میں آپ کا تذکرہ کیا ہے۔ جنہوں نے حضرت اقدسؑ کی بیعت کر لی۔

اولاد: قریشی عبدالرحمٰن آپ کے بیٹے تھے۔

ماخذ: (۱) تاریخ احمدیت جلد ہشتم صفحہ ۲۷۵ (۲) مضمون ''محترم قریشی عبدالرحمٰن صاحب مرحوم آف نیروبی کی یاد میں'' از الفضل ربوہ مورخہ ۲/جون ۱۹۶۷ء (۴) رجسٹر بیعت اُولیٰ تاریخ احمدیت جلد ا صفحہ ۳۵۷ (۵) تاریخ احمدیت جلد سوم (۶) کیفیاتِ زندگی از مولانا شیخ مبارک احمد مرحوم (۷) صداقت حضرت مسیح موعودؑ تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۶۴ء

☆

۲۵۸۔حضرت مولوی حافظ محمد صاحب بھیرہ۔حال کشمیر

بیعت: ابتدائی زمانہ میں

تعارف و بیعت: حضرت مولوی حافظ محمد رضی اللہ عنہ بھیرہ کے رہنے والے تھے۔آپ کے والد صاحب کا نام مولوی سلطان احمد صاحب تھا جو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے سب سے بڑے بھائی تھے۔''تاریخ احمدیت جموں و کشمیر'' صفحہ ۱۷ پر حضرت مولوی حافظ محمد صاحب بھیرہ۔حال کشمیر کا نام رفقاء حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہؑ میں درج کیا ہے لیکن مؤلف تاریخ احمدیت جموں و کشمیر کو اس کتاب کے صفحہ ۱۹ کے نوٹ کے مطابق، حالات نہیں مل سکے۔ تاریخ احمدیت بھیرہ میں بھی مؤلف نے صرف نام درج کیا ہے۔آپ کی بیعت ابتدائی زمانہ کی ہے۔جنہوں نے حضرت اقدس کی بیعت کی تھی۔

حضرت مولانا جلال الدین شمسؓ نے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیعت کرنے والے علماء میں شمار کیا ہے۔

ماخذ: (۱) ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ (۲) تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ ۲۱۔۲۲ (۳) تاریخ احمدیت جموں و کشمیر (۴) تاریخ احمدیت بھیرہ (۵) صداقت حضرت مسیح موعود تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۶۴ء (۶) شجرہ نسب مطبوعہ کلام امیر۔

☆

۲۵۹۔حضرت مولوی شیخ قادر بخش صاحب احمد آباد

ولادت: ۱۸۵۲ء۔بیعت: ۱۸۹۲ء۔وفات: ۱۹۰۶ء

تعارف و بیعت: حضرت مولوی شیخ قادر بخش رضی اللہ عنہ احمد آباد (جہلم) نزد بھیرہ (دریائے جہلم کے دوسری جانب) کے رہنے والے تھے۔حضرت حکیم مولانا مولوی نورالدینؓ کے محبوں میں سے تھے۔اوائل میں ہی احمدیت قبول کرنے کا شرف حاصل کیا۔آپ ۱۸۹۲ء کے جلسہ سالانہ میں شریک ہوئے اور ہجرت کر کے قادیان چلے گئے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے آئینہ کمالات اسلام میں جلسہ سالانہ ۱۸۹۲ء کی فہرست میں ۳۳ نمبر پر آپ کا نام درج فرمایا ہے۔ جہاں حکیم شیخ قادر بخش احمد آباد ضلع جہلم تحریر کیا ہے۔کتاب البریہ میں پُرامن جماعت کے ضمن میں ذکر فرمایا ہے۔

وفات: آپ ابتداء میں ہی ہجرت کر کے قادیان چلے گئے تھے اور وہیں ۱۹۰۶ء میں وفات ہوئی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین ہوئی۔

ماخذ: (۱) آئینہ کمالات اسلام (۲) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ (۳) بھیرہ کی تاریخ احمدیت صفحہ ۱۱۸

☆

۲۶۰۔حضرت منشی اللہ داد صاحب کلرک چھاؤنی شاہپور

ولادت ۱۸۷۳ء۔بیعت ۱۸۹۰ء۔وفات: ۲۷ مئی ۱۹۰۶ء

تعارف: حضرت منشی اللہ داد رضی اللہ عنہ شاہپور (ضلع سرگودھا) کے رہنے والے تھے۔آپ تقریباً ۱۸۷۳ء میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم یہیں سے حاصل کی۔تعلیم حاصل کرنے کے بعد شاہ پور چھاؤنی میں دفتر رجسٹرار میں کلرک کے طور پر ملازمت اختیار کی جہاں آپ کو پچاس روپے ماہانہ ملتے تھے۔

بیعت: ابھی آپ سترہ سال کے تھے کہ عین جوانی کے عالم میں حضرت اقدس بانی سلسلہ کی بیعت کی توفیق پائی اور بیعت کے بعد آپ کی زندگی در جوانی توبہ کردن کا عظیم نمونہ پیش کر رہی تھی۔آپ حضورؑ کے نام اپنے مکتوب میں لکھتے ہیں:۔

''اس امر کی وضاحت کی چنداں ضرورت نہیں سمجھتا کہ خاکسار کے دل میں عرصہ دراز سے شعلہ محبت بھڑکا ہوا تھا۔سال ۱۸۹۰ء یعنی ایام طالب علمی سے جبکہ خاکسار ابھی انٹرنس تعلیم پاتا تھا محض اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے حضورے ساتھ تعلق اخلاص مندی نصیب ہوا جس کو اب چودھواں سال جا رہا ہے۔

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم جز نمبر پنجم)

ابتلاؤں کا سامنا: شاہ پور میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک اچھی ملازمت پر آپ متعین تھے لیکن ان خوشحال مواقع کے ساتھ ساتھ کچھ مشکلات بھی آپ کے درپے تھیں جس کے لئے وقتاً فوقتاً آپ حضرت اقدسؑ کی خدمت میں دعا کے لئے لکھتے رہتے۔چنانچہ ان مشکلات کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے حضور کی خدمت میں لکھا:۔

''وہاں شاہ پور میں خاکسار کی موجودہ حالت بھی کچھ ابتلاء سے کم نہیں ہے جو......افسر ہے بوجہ عناد مذہبی کے سخت مخالف ہے......اللہ تعالیٰ ہی محفوظ رکھے۔'' (مکتوبات احمدیہ جلد پنجم)

حضور آپ کے خطوط کو پڑھ کر صبر اور استقلال کی تلقین کے جوابات تحریر فرماتے اور ہمت نہ ہارنے کی تاکید فرماتے چنانچہ ایک مکتوب میں حضور نے آپ کو تحریر فرمایا:۔

''محبی اخویم منشی اللہ داد صاحب کلرک سلمہ اللہ تعالیٰ آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔یاد رہے کہ ہر ایک مومن کے لئے کسی حد تک تکالیف اور ابتلاء کا ہونا ضروری ہے اس کو صدق دل سے برداشت کرنا چاہئے اور خدا تعالیٰ کی رحمت کا انتظار کرنا چاہئے......۔ (مکتوبات احمدیہ جلد پنجم)

قادیان سے محبت: حضرت چودھری اللہ داد صاحب بھی محبت امام الزمان سے سرشار تھے۔آپ اپنے آپ سے کہتے رہتے کہ مامور صادق کے مبارک قدموں میں زندگی گزارنا تمہارا مقصود بالذات ہونا چاہئے۔دارالامان سے

باہر رہنا تو زندگی کا عبث گزارنا ہے۔آپ نے قادیان سے محبت کی اس دلی کیفیت کا اظہار حضور کی خدمت میں بھی کیا جس کا ذکر اپنے مکتوب بنام حضرت اقدسؑ میں کیا گیا ہے۔

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر پنجم ص ۲۵۳)

قادیان کی طرف ہجرت: آپ قادیان میں سکونت پذیر ہونے کے خواہشمند تھے اس سلسلے میں آپ کو موقع کی تلاش تھی۔شاہ پور میں آپ کو ۵۰ روپے تنخواہ ملتی تھی لیکن قادیان کی محبت میں آپ یہ سب کچھ چھوڑنے کے لئے تیار تھے۔جب رسالہ ریویو آف ریلیجنز کا آغاز ہوا تو دفتر میگزین میں کلرک کی ضرورت تھی۔مولوی محمد علی صاحب ایم اے نے اس آسامی کے لئے آپ کو مشورہ دیا کہ آپ اس جگہ آجائیں ۱۵ روپے ماہوار ملا کریں گے آگے جیسے جیسے رسالہ میں ترقی ہوگی۔الاؤنس بھی بڑھنے کا امکان ہوگا لیکن آپ ان ۱۵ روپے میں بھی بہت خوش تھے اس کی وجہ یہ تھی آپ نہایت سادہ زندگی گزارنے کے عادی تھے۔بس ایک بات کا آپ کو انتظار تھا کہ حضرت اقدسؑ اس سلسلے میں خود اجازت عنایت فرماویں۔چنانچہ آپ نے حضور کی خدمت میں لکھا۔حضور نے فرمایا:۔

”......آپ کے صدق وثبات پر نظر کر کے میری رائے یہی ہے کہ آپ توکل علی اللہ اس نوکری کو لعنت بھیجیں اور اس محبت کو غنیمت سمجھیں اور بالفعل ۱۵ روپیہ پر قناعت کریں۔“ (مکتوبات احمدیہ حصہ پنجم نمبر پنجم)

اس پاک وجود کے دہن مبارک سے اجازت ملنے پر خوشی کی انتہا نہ تھی۔۱۹۰۴ء کی ابتداء ہی میں قادیان مہاجر ہو کر آگئے۔دفتر میگزین میں ہیڈ کلرک متعین ہوئے اور اس خدمت میں دن رات صرف کر دیئے۔

مالی قربانیاں: حضرت چودھری اللہ داد صاحب کا شاہ پور میں ۵۰ روپے کی ملازمت ترک کر کے قادیان میں ۱۵ روپے الاؤنس کی خدمت پر رضامند ہو کر آجانا مالی قربانی کی عظیم الشان مثال ہے۔اس کے علاوہ آپ نے جماعت کی ہر مالی تحریک میں حصہ ڈالنے کی سعی کی۔رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے خریدار، مدرسہ تعلیم الاسلام اور امداد داخلہ امتحان طلباء کالج کی مدات میں آپ شامل ہوتے۔حضرت اقدسؑ نے جب قادیان میں مدرسہ کے قیام کی تجویز پیش کی اور دوستوں کو مالی تحریک فرمائی تو آپ بھی لبیک کہنے والوں میں سے تھے۔

(اخبار البدر قادیان ۲۹ اکتوبر ۱۹۰۳ء)

اسی طرح حضرت چودھری صاحب نے کئی احباب کے نام اپنی طرف سے اخبار بدر جاری کروایا۔

(اخبار البدر قادیان ۹ فروری ۱۹۰۶ء ص)

مئی ۱۹۰۶ء میں آپ تپ محرقہ سے علیل ہو گئے اور سترہ دن تک بخار میں مبتلا رہ کر ۲۷ مئی ۱۹۰۶ء کو اپنی جان اپنے مالک حقیقی کو سونپ دی۔حضرت بانی سلسلہ نے فرمایا کہ ”چودھری اللہ داد صاحب بڑے مخلص تھے۔ایسا آدمی پیدا ہونا مشکل ہوتا ہے“ اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا کہ ان کو بہشتی مقبرہ میں دفن کیا جائے چنانچہ حسب الحکم ایسا ہی کیا گیا۔

حضرت اقدس بانی سلسلہ کی پاکیزہ مجلس میں آپ کا ذکر ہوا تو حضور نے فرمایا:-

''بڑے مخلص آدمی تھے ایسا آدمی پیدا ہونا مشکل ہے۔ فرمایا جو الہام الٰہی نازل ہوا تھا کہ ''دو شہتیر ٹوٹ گئے'' ان میں سے ایک شہتیر تو مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم تھے، دوسرے چودھری صاحب معلوم ہوتے ہیں۔''

فرمایا:

یہ جو رویا دیکھا تھا کہ مولوی عبدالکریم صاحب کی قبر کے پاس دو اور قبریں ہیں وہ بھی پورا ہوا۔ ایک قبر الٰہی بخش صاحب ساکن مالیر کوٹلہ کی بنی اور دوسری چودھری صاحب مرحوم کی بنی۔

(اخبار البدر قادیان ۱۷ جون ۱۹۰۶ء)

ماخذ: (۱) تبلیغ رسالت (۲) مکتوبات احمدیہ جلد پنجم (۳) حیات احمد جلد دوم (۴) اخبار البدر قادیان ۹ رفروری ۱۹۰۵ء، ۲۰ رجولائی ۱۹۰۵ء، (۵) ملفوظات جلد پنجم (۶) الفضل ۹ رفروری ۱۹۱۶ء۔ الفضل ۱۳ را کتوبر ۲۰۰۵ء۔

☆

۲۶۱۔ حضرت میاں حاجی وریام خوشاب

بیعت: ابتدائی ایام میں

تعارف و بیعت: حضرت میاں حاجی وریام رضی اللہ عنہ خوشاب کے محلّہ سنو چڑاں کے رہنے والے تھے۔ والد کا نام میاں جیون تھا۔ آپ ارائیں قوم سے تھے۔ آپ گلہ بانی کرتے تھے۔ قران کریم کی تلاوت بڑی خوش الحانی سے کیا کرتے تھے اور یہ سلسلہ گلہ بانی کے دوران بھی جاری رہتا تھا۔ احمدیت قبول کرنے سے قبل اہلحدیث مسلک سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کی بیعت ابتدائی زمانہ کی ہے۔

بیعت: حضرت میاں فضل دینؓ کے ساتھ حضرت میاں حاجی وریام نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: نور القرآن نمبر ۲ میں حضرت اقدسؑ کی خدمت میں رہنے والوں میں آپ کا ذکر ہے۔

وفات و اولاد: آپ کی وفات خوشاب میں ہوئی۔ جہاں آپ مقامی قبرستان میں مدفون ہیں۔ آپ کی یادگار صرف ایک لڑکی عمراں بی بی تھی۔

نوٹ: آپ کے مزید تفصیلی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱) ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ (۲) نور القرآن نمبر ۲ (۳) روایات حضرت اللہ داد مرحوم و حافظ عبدالکریم مرحوم خوشاب (۴) بیان مکرم رانا عطاء اللہ صاحب آف خوشاب حال لندن۔

☆

۲۶۲۔حضرت مولوی فضل دین صاحب۔خوشاب

ولادت:۱۸۳۶ء۔بیعت:۱۸۹۵ء۔وفات:۲۴رستمبر۱۹۰۸ء

تعارف: حضرت مولوی فضل دین رضی اللہ عنہ خوشاب شہر کے محلّہ آہیرانوالہ میں پٹھان خاندان سے تھے۔آپ کی ولادت سال ۱۸۳۶ء میں ہوئی۔آپ کے قریبی عزیز حضرت فتح دین خاں صاحب بھی رفقاء تھے۔جو امام الصلوٰۃ تھے۔آپ حافظ قرآن تھے۔

بیعت آپ خوشاب شہر کے پہلے احمدی تھے آپ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت ۱۸۹۵ء کی تھی۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے آپ کا ''تحفہ قیصریہ'' میں ڈائمنڈ جوبلی کے لئے چندہ دینے والوں میں نام درج فرمایا ہے۔

حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحبؓ نے حضرت اقدسؑ کے معاصر علماء میں آپ کا تذکرہ کیا ہے جنہوں نے حضرت اقدسؑ کی بیعت کا شرف حاصل کیا ہے۔

حضرت حافظ صاحب کے بھانجے مکرم عبدالرحیم خاں اور حافظ عبدالکریم خاں صاحب تھے ہردو نے ۱۹۲۴ء اور ۱۹۲۶ء میں بیعت کی۔حافظ عبدالکریم صاحب نے ۲۷رافراد کے ساتھ بیعت کی۔ان کے چھ بیٹے ہیں۔ جن میں سے مکرم عبدالرشید خان صاحب تحصیلدار (والد مکرم عبدالسمیع خاں صاحب ایڈیٹر الفضل ربوہ) اور مکرم عبدالستار خاں صاحب مربی سلسلہ۔

وفات: آپ کی وفات ۲۴ستمبر ۱۹۰۸ء میں ہوئی۔حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے آپ کی نماز جنازہ غائب جمعہ کے دن پڑھانے کا ارشاد فرمایا۔آپ نے ۱۳مئی ۱۹۰۶ء کو وصیت کی۔وصیت نمبر ۱۱ ہے جو الحکم میں ۱۰راپریل ۱۹۰۷ء کو شائع ہوئی۔بہشتی مقبرہ قادیان میں آپ کا کتبہ نصب ہے۔

ماخذ: (۱) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد ۱۲ (۲) الحکم ۱۰راپریل ۱۹۰۷ء جلد ۱۱ نمبر ۱۲ (۳) اخبار بدر جلد ۷ نمبر ۳۶ (۴) ''میرا خاندان''، الفضل ۲۷ردسمبر ۱۹۹۵ء (۵) بیان مکرم رانا عطاء اللہ صاحب آف خوشاب حال لندن (۶) بیان مکرم مولانا عبدالستار خان صاحب آف خوشاب مربی سلسلہ سپین و گوئٹے مالا۔

۲۶۳۔حضرت سید دلدار علی صاحب بلہور۔کانپور

بیعت: ابتدائی ایام میں

تعارف و بیعت: حضرت دلدار علی رضی اللہ عنہ بلہور کانپور کے رہنے والے تھے۔محکمہ پولیس میں سب انسپکٹر تھے۔ آپ کی بیعت ابتدائی زمانہ کی ہے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حکومت کی طرف سے بھجوائے گئے ایک نوٹس بابت مذہبی مباحثات کے دستخط کنندگان میں آپ کا بھی نام تھا۔کتاب البریہ میں حضرت اقدسؑ نے آپ کا نام ۶۱ نمبر پر درج فرمایا ہے۔

نوٹ: آپ کے مزید تفصیلی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳ (۲) ضمیمہ انجام آتھم (۳) آریہ دھرم روحانی خزائن جلد۱۰۔

رفقائے باکمال

(مکرم عبدالکریم قدسی صاحب)

ساتھی مسیحِ پاکؑ کے جو ابتدا کے تھے
مخلص تھے، جانثار تھے، پُتلے وفا کے تھے
وہ بوریا نشین سہی لیکن تھے باکمال
سوتے تھے فرشِ خاک پر وہ آسماں کے لال
ہر حکم ورقِ دل پر لکھا، زیب تن کیا
مہدیؑ کے قُرب نے انہیں دُرِعدن کیا
کھانے کا ان کو ہوش نہ پینے کا ان کو ہوش
بس دعوت الی اللہ کا رہتا تھا ایک جوش
وہ بے نظیر لوگ تھے اور دیں کی ڈھال تھے
بیعت نبھانے والے عجب بے مثال تھے
اِک انجمن تھے ذات میں خوبی میں چاند تھے
ان کے عمل کے سامنے تارے بھی ماند تھے
اب ایسے جاں سپاس کہاں، ڈھونڈیئے ہزار
لازم ہے ان کے ہم پڑھیں حالات بار بار
ان تین سو اور تیرہ میں کس کس کا ذکر ہو
وہ لعلِ باکمال ہے جس جس کا ذکر ہو

☆

۲۶۴۔حضرت سید رمضان علی صاحب بلہور۔کانپور

بیعت:ابتدائی ایام میں

تعارف و بیعت: حضرت سید رمضان علی رضی اللہ عنہ بلہور کانپور کے رہنے والے تھے۔آپ کی بیعت ابتدائی زمانہ کی ہے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: کتاب البریہ میں پُرامن جماعت کے ضمن میں آپ کے ذکر کے ساتھ لکھا ہے پنشنر ڈپٹی انسپکٹر پولیس الہ آباد۔

نوٹ: آپ کے مزید تفصیلی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱) ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ (۲) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ (۳) آریہ دھرم صفحہ ۹۳ روحانی خزائن جلد ۱۰۔

☆

۲۶۵۔حضرت سید جیون علی صاحب پلول۔حال الہ آباد

بیعت:ابتدائی ایام میں

تعارف و بیعت: حضرت سید جیون علی رضی اللہ عنہ پلول الہ آباد کے رہنے والے تھے۔آپ کی بیعت ابتدائی زمانہ کی ہے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: کتاب البریہ میں حضرت اقدس نے اپنی پُرامن جماعت میں آپ کا نام درج فرمایا ہے۔جہاں آپ کو اکاؤنٹنٹ محکمہ پولیس الہ آباد کے طور پر تحریر فرمایا ہے۔

نوٹ: آپ کے مزید تفصیلی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱) ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ (۲) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۰

☆

۲۶۶۔حضرت سید فرزند حسین صاحب چاند پور۔الہ آباد

بیعت:ابتدائی ایام میں

تعارف و بیعت: حضرت سید فرزند حسین رضی اللہ عنہ چاند پور الہ آباد کے رہنے والے تھے۔آپ کی بیعت

ابتدائی ایام کی ہے۔ پولیس میں ملازم تھے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: کتاب البریہ میں پُر امن جماعت کے ذکر میں سید فرزند علی ملازم پولیس الہ آباد کا تعارف درج ہے۔

نوٹ: آپ کے مزید تفصیلی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱) ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ (۲) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳

☆

۲۶۷۔ حضرت سید اہتمام علی صاحب موہر ونڈا۔ الٰہ آباد

بیعت: ابتدائی ایام میں

تعارف و بیعت: حضرت سید اہتمام علی رضی اللہ عنہ موہڑ ونڈا الٰہ آباد سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کی بیعت ابتدائی زمانہ کی ہے۔ حضرت اقدس نے انجام آتھم میں آپ کا نام درج کیا ہے۔

نوٹ: آپ کے مزید تفصیلی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱۔

۲۶۸۔ حضرت حاجی نجف علی صاحب۔ کڑہ محلّہ۔ الٰہ آباد

بیعت: ابتدائی ایام میں

تعارف و بیعت: حضرت حاجی نجف علی صاحب رضی اللہ عنہ الٰہ آباد سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کی بیعت ابتدائی زمانہ کی ہے۔ حضرت اقدس نے انجام آتھم اور ۳۱۳ میں آپ کا نام اور رفقاء میں آپ کا ذکر کیا ہے۔

نوٹ: آپ کے مزید تفصیلی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱۔

☆

۲۶۹۔حضرت شیخ گلاب صاحب۔کڑہ محلّہ۔الہٰ آباد

بیعت:ابتدائی ایام میں

تعارف و بیعت: حضرت شیخ گلاب رضی اللہ عنہ کڑہ محلّہ الہ آباد کے رہنے والے تھے۔آپ کی بیعت ابتدائی زمانہ کی ہے۔کتاب البریہ میں پُر امن جماعت کے طور پر آپ کا ذکر کیا گیا ہے۔حضرت اقدس نے انجام آتھم میں آپ کا نام درج کیا ہے۔

نوٹ: آپ کے مزید تفصیلی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱)ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱(۲) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۰۔

☆

۲۷۰۔حضرت شیخ خدا بخش صاحب۔کڑہ محلّہ۔الہٰ آباد

بیعت:ابتدائی ایام میں

تعارف و بیعت: حضرت شیخ خدا بخش رضی اللہ عنہ کڑہ محلّہ الہ آباد سے تعلق رکھتے تھے۔آپ کے والد صاحب کا نام غوث محمد صاحب تھا جو جونپور کے رہنے والے تھے۔آپ کی بیعت ابتدائی زمانہ کی ہے۔آپ کا نام حضرت مسیح موعودؑ نے گورنمنٹ کے پاس بھجوائے گئے ایک نوٹس میں کیا ہے جو کتاب ''آریہ دھرم'' میں درج ہے۔حضرت اقدس نے انجام آتھم میں آپ کا نام درج کیا ہے۔

نوٹ: آپ کے مزید تفصیلی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱)ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱(۲) آریہ دھرم صفحہ ۹۳ روحانی خزائن جلد ۱۰

☆

۲۷۱۔حضرت حکیم محمد حسین صاحب لاہور

ولادت: ۳/مئی ۱۸۶۹ء۔**بیعت:** ۱۴/جولائی ۱۸۹۱ء۔**وفات:** ۱۲/اپریل ۱۹۳۲ء

تعارف: حضرت حکیم محمد حسین رضی اللہ عنہ ۳/مئی ۱۸۶۹ء میں پیدا ہوئے۔آپ حافظ قرآن بھی تھے۔آپ کے والد صاحب کا نام مولوی الٰہی بخش صاحب تھا دادا کا نام مولوی محمد بخش صاحب تھا۔(لاہور تاریخ احمدیت)

ابتدائی تعلیم حضرت مولوی رحیم اللہ صاحبؓ سے حاصل کی۔ ۱۸۸۶ء میں آپ گورنمنٹ سکول لاہور کی مڈل کلاس میں داخل ہوئے۔طبّی تعلیم کی تکمیل کے لئے آپ نے ''حکیم حاذق''، ''عمدۃ الحکماء'' اور ''زبدۃ الحکماء'' کے امتحانات پاس کئے۔آپ حضرت حکیم محمد حسینؓ موجد مفرح عنبری کے طور پر معروف ہیں۔

حضرت اقدس کی بیعت: آپ کو براہین احمدیہ پڑھنے کا موقع ملا اور حضرت اقدسؑ کی محبت کا جوش پیدا ہوا۔ ۱۴؍جولائی ۱۸۹۱ء میں آپ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی۔رجسٹر بیعت اُولیٰ میں آپ کا نام ۱۴۳نمبر پر درج ہے۔تاریخ بیعت ۱۴؍جولائی ۱۸۹۱ء کی ہے جہاں پوتا میاں چٹو ساکن لاہور تحریر ہے۔(چونکہ دادا کا رنگ بہت گورا تھا اس لئے میاں چٹو یعنی چٹا مشہور تھے۔اصل نام مولوی محمد بخش صاحب تھا۔) آپ نے طب کی تعلیم حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ سے جموں سے حاصل کی۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے آئینہ کمالات اسلام میں لنگے منڈی کے تعارف سے جلسہ سالانہ ۱۸۹۲ء میں شامل ہونے والے احباب میں ذکر کیا ہے۔تحفہ قیصریہ اور کتاب البریہ میں جلسہ ڈائمنڈ جوبلی کے شرکاء اور پُر امن جماعت کے ضمن میں ذکر فرمایا ہے۔

دینی خدمات: آپ جماعت احمدیہ لاہور کے سرگرم رکن تھے۔ جماعت احمدیہ لاہور کے جنرل سیکرٹری بھی رہے حضرت چوہدری ظفر اللہ خانؓ صاحب کے ۱۹۲۴ء میں یورپ جانے پر قائمقام امیر بھی رہے۔مسجد احمدیہ کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

وفات: آپ کی وفات ۱۲؍اپریل ۱۹۳۲ء کو ہوئی۔

اولاد: آپ کی اولاد میں معروف قریشی محمد اسمٰعیل صاحب ہیں۔آپ کی بیٹی زینب حضرت اقدسؑ کے زمانہ میں وفات پا گئی تھیں۔

حضرت حکیم محمد حسینؓ کے دادا شیخ محمد چٹو صاحب آخر اکتوبر ۱۹۰۶ء میں قادیان گئے۔حضرت حکیم صاحب اپنے ساتھ اپنے دادا کے علاوہ دو اور چکڑالویوں کو بھی لے گئے۔سید محمد یوسف بغدادی ان میں سے ایک تھے۔شیخ محمد چٹو صاحب آخری عمر میں چکڑالوی مکتبِ فکر کے ہو گئے۔اس نے حضرت اقدسؑ سے آپ کے دعویٰ امامت کا ثبوت قرآن سے مانگا۔حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ ''جن دلائل سے آپ نے قرآن شریف کو سچا مانا ہے۔ انہی دلائل کے ذریعہ سے پھر میری سچائی کو پرکھ لیں۔شیخ محمد چٹو صاحب اس دلیل کا کوئی جواب نہ دے سکے۔''

(تاریخ احمدیت جلد ۲ صفحہ ۴۷۳)

ماخذ: (۱) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ (۲) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن ۱۲ (۳) کتاب البریہ روحانی خزائن ۱۳ (۴) رجسٹر بیعت اولیٰ مطبوعہ تاریخ احمدیت جلد ۱ (۵) لاہور تاریخ احمدیت صفحہ ۱۵۶ تا ۱۶۸ (۶) مکتوبات احمدیہ

ضروری نوٹ: محترم شیخ عبدالقادر مرحوم (سابق سوداگرمل) مربی سلسلہ احمدیہ لاہور، مصنف ''لاہور تاریخ احمدیت'' نے صفحہ ۱۲۵ تا ۱۳۴ پر حضرت حکیم محمد حسین مرہم عیسیٰ کے سوانح کا ذکر کرتے ہوئے اسماء صحابہ کی فہرست میں ۲۷۱ نمبر پر حضرت حکیم محمد حسینؓ مرہم عیسیٰ کا نام لکھا ہے۔ جبکہ رجسٹر بیعت میں میاں چٹو کے پوتا حکیم محمد حسین ولد الٰہی بخش لاہور عمر ۲۲ سال کا ذکر ہے۔

چونکہ دونوں مذکورہ احباب میں نام کی حد تک موافقت ہے مگر رجسٹر بیعت میں مورخہ ۱۴ر جولائی ۱۸۹۱ء کے حوالہ سے حکیم محمد حسین ولد الٰہی بخش پوتا میاں محمد چٹو کا ہی ذکر ہے۔ قرین قیاس ہے کہ فہرست ضمیمہ انجام آتھم کے ۲۷۱ نمبر پر درج یہی شخصیت مراد ہیں۔

☆

۲۷۲۔ حضرت میاں عطا محمد صاحب سیالکوٹ

بیعت: ابتدائی زمانہ میں

تعارف و بیعت: حضرت میاں عطا محمد رضی اللہ عنہ کا تعلق سیالکوٹ شہر سے ہے۔ آپ کی بیعت ابتدائی زمانہ کی ہے۔ حضرت اقدسؑ کی طرف سے گورنمنٹ کو بھجوائے گئے ایک نوٹس کے دستخط کنندگان میں آپ بھی شامل ہیں۔ حضرت اقدس نے انجام آتھم میں آپ کا نام درج کیا ہے۔

نوٹ: آپ کے مزید تفصیلی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱) ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ (۲) آریہ دھرم روحانی خزائن جلد ۱۰

☆

۲۷۳۔ حضرت میاں محمد دین صاحب جموں

بیعت: ابتدائی ایام۔ وفات: ۱۹۴۹ء

تعارف: حضرت میاں محمد دین رضی اللہ عنہ کا تعلق جموں سے تھا۔ آپ کے والد کا نام امام دین صاحب تھا۔ مکرم مولانا محمد اسد اللہ قریشی الکاشمیری مرحوم نے ''تاریخ احمدیت جموں وکشمیر'' پر حضرت میاں محمد دین صاحب جموں کا نام درج کیا ہے لیکن انہیں تفصیلی حالات نہیں مل سکے۔ آپ ایک معروف سرویر Surveyor تھے۔ جہلم اور اٹک کے پلوں کی تعمیر پر کام کیا۔ ایک عرصہ افریقہ میں ملازمت پر گزارا۔ ۱۹۲۵ء میں دارالرحمت قادیان میں سکونت اختیار کی۔

زیارت و بیعت: حضرت میاں صاحب جموں سے قادیان حضرت اقدسؑ کی زیارت کے لئے تشریف لائے اور

شرف بیعت حاصل کیا۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتاب ''کتاب البریہ'' میں اپنی پُرامن جماعت کے اسماء بطور نمونہ دیتے ہوئے آپ کا نام بھی ۲۱۰ نمبر پر لکھا ہے اور نام کے ساتھ تاجر و پرو پرائٹر شومیکنگ جموں لکھا ہے۔ اسی طرح حضور کی کتاب ''سراج منیر'' اور ''تحفہ قیصریہ'' میں آپ کے دو آنے چندے کا ذکر محفوظ ہے۔ یہاں حضورؑ نے نام کے ساتھ بوٹ فروش لکھا ہے۔ آپ جلسہ ڈائمنڈ جوبلی میں بھی شامل ہوئے۔

وفات: آپ نے ۱۹۲۹ء میں جہلم میں وفات پائی۔

اولاد: احمد دین بٹ مرحوم آپؓ کے بیٹے تھے۔ جن کے دیگر چھ بھائی دو بہنیں تھیں۔ آپؓ کے پوتے پوتیاں ہیں۔ جن میں سے اعجاز احمد بٹ صاحب جہلم معروف ہیں۔

نوٹ: آپ کے مزید تفصیلی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱) ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ (۲) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ (۳) سراج منیر روحانی خزائن جلد ۱۲ (۴) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد ۱۲ (۵) تاریخ احمدیت جموں وکشمیر (۶) بیان مکرم اعجاز احمد صاحب بٹ جہلم

☆

۲۷۴۔ حضرت میاں محمد حسن صاحب عطار۔ لدھیانہ

بیعت: ابتدائی زمانہ میں

حضرت میاں محمد حسن رضی اللہ عنہ لدھیانہ کے رہنے والے تھے۔ آپ کی بیعت ابتدائی زمانہ کی ہے۔ حضرت اقدس نے انجام آتھم میں آپ کا نام درج کیا ہے۔

نوٹ: آپ کے مزید تفصیلی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱۔

۲۷۵۔ حضرت سید نیاز علی صاحب بدایوں حال رامپور

بیعت: ابتدائی ایام میں

تعارف و بیعت: حضرت سید نیاز علی رضی اللہ عنہ بدایوں رام پور میں پیدا ہوئے۔ آپ ضلع رام پور میں محرر ملازم تھے۔ آپ کی بیعت ابتدائی زمانہ کی ہے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے آپ کا ذکر کتاب البریہ میں پُرامن جماعت کے ضمن میں کیا ہے۔

اولاد: آپ کے بیٹے حکیم ارشاد علی صاحب تھے جنہوں نے لکھنؤ میں حکمت کی تعلیم حاصل کی اور رام پور میں مطب کرتے رہے۔تذکرہ کاملاں رامپور میں ان کا ذکر ہے۔

نوٹ: آپ کے مزید تفصیلی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱)ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد۱۱ (۲) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳ (۳) بیان مکرم محمد رضا بسمل صاحب کراچی۔

☆

۲۷۶۔حضرت ڈاکٹر عبدالشکور صاحب۔سرسہ

بیعت: ابتدائی ایّام میں

تعارف و بیعت: حضرت ڈاکٹر عبدالشکور رضی اللہ عنہ سرسہ کے رہنے والے تھے۔سرسہ ضلع گیا میں واقع ہے۔ آپ کی بیعت ابتدائی زمانہ کی ہے۔(وہاں کے ایک اور رفقاء حضرت سید محمد عالم صاحب تھے جن کی روایات رجسٹر روایات میں درج ہیں۔)

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: کتاب آریہ دھرم اور کتاب البریہ میں اپنی پُرامن جماعت کے ذکر کردہ احباب میں آپ کا بھی نام لکھا ہے۔

نوٹ: آپ کے مزید تفصیلی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱)ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد۱۱ (۲) آریہ دھرم روحانی خزائن جلد۱۰ (۳) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳

۲۷۷۔حضرت شیخ حافظ الٰہ دین صاحب بی۔اے جھاوریاں

بیعت: ابتدائی ایّام میں

تعارف و بیعت: حضرت شیخ حافظ الٰہ دین بی اے رضی اللہ عنہ کا نام قصبہ جھاوریاں کی نسبت سے انجام آتھم میں

درج ہے۔ یہ بھی حضرت حکیم مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ کے علمی اور روحانی فیضان کا ہی کرشمہ نظر آتا ہے کہ ایک تعلیم یافتہ اہم شخصیت نے حضرت اقدسؑ سے بیعت اخوت کا تعلق قائم کیا۔ بھیرہ کی تاریخ احمدیت میں ڈاکٹر ایم ڈی کریم صاحب کے ذکر میں ''حضرت میاں محمد دینؓ صحابی سکنہ جھاوریاں کے بارہ میں لکھا ہے کہ ڈاکٹر صاحب ان کے داماد تھے۔ قیاس ہے کہ میاں محمد دینؓ حضرت شیخ حافظ الہ دین سکنہ جھاوریاں کے بھائی ہیں۔ کیونکہ نام بھی ملتا جلتا ہے۔ بیعت ابتدائی زمانہ کی ہے۔

نوٹ: آپ کے مزید تفصیلی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱) ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد۱۱ (۲) تاریخ احمدیت جلد ہشتم (۳) سیرت حضرت مسیح موعودؑ (۴) بھیرہ کی تاریخ احمدیت صفحہ ۱۲۱۔

۲۷۸۔ حضرت میاں عبدالسبحان۔ لاہور

بیعت: ۲۳؍اپریل ۱۸۸۹ء

تعارف: حضرت میاں عبدالسبحان رضی اللہ عنہ حمال تھے۔ آپ کے والد صاحب کا نام عبدالغفار کشمیری تھا۔ بھاٹی دروازہ کے کشمیری خاندان سے تعلق تھا۔ ہجرت کر کے قادیان آ گئے۔ مکانوں کی سفیدی کا کام کرتے تھے۔

بیعت: آپ کی بیعت ۲۳؍اپریل ۱۸۸۹ء کی ہے۔ رجسٹر بیعت اُولیٰ میں اندراج ۸۸ نمبر پر ہے۔ آپ کی بیعت میں پیشہ ملازم ریلوے تحریر ہے۔

رجسٹر روایات میں ہے ''مستری عبدالسبحان صاحب کو قاضی غلام قادر صاحب ٹیچر گورنمنٹ سکول اور ان کے بیٹے عبدالغنی صاحب نے حضرت مرزا صاحب کی بیعت کی تحریک کی۔ کہنے لگے کہ میری غرض تو بیعت سے خدا تعالیٰ کو دیکھنا ہے۔ انہوں نے جواباً کہا یہ تو ناممکن ہے۔ اس پر مستری صاحب نے کہا کہ میں بیعت نہیں کرتا مگر ساتھ ہی تجویز پیش کی کہ ان کی طرف سے حضرت صاحب کی خدمت میں ادب سے خط لکھو کہ اس کا مطالبہ خدا کے دیدار کرنے کا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ حضرت مسیح موعود کی طرف سے یہ عنایت نامہ صادر ہوا کہ 'دل لگا کر نماز پڑھو اور اپنی زبان میں دعائیں مانگتے رہو یہی طریقہ ہے اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا' اس مبارک تحریر سے ان کا دل یقین سے لبریز ہو گیا کہ یہی سچ ہے۔

نوٹ: آپ کے مزید تفصیلی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱) رجسٹر بیعت اُولیٰ مطبوعہ تاریخ احمدیت جلد ۱ صفحہ ۳۴۷ (۲) لاہور تاریخ احمدیت صفحہ ۱۵۴

۲۷۹۔ حضرت میاں شہامت خان۔ نادون

بیعت ۲۳؍اپریل ۱۸۸۹ء۔ وفات ۱۹۲۹ء

تعارف: حضرت میاں شہامت خان رضی اللہ عنہ نادون ضلع کانگڑہ کے رہنے والے تھے۔
آپ کے بھائی حضرت میاں امانت خان صاحبؓ بھی تین صد تیرہ بزرگان میں شامل ہیں جن ۱۷۵ ویں نمبر پر ذکر کیا گیا ہے۔ ایک دفعہ جب حضرت میاں امانت خان حضرت اقدس سے بیعت کرنے گئے تو حضرت اقدسؑ نے ان سے آپ کا (یعنی میاں شہامت خاں صاحب) کی خیریت دریافت فرمائی۔

بیعت کا پس منظر: حضرت ڈاکٹر نعمت خاں صاحب ولد میاں امان خاں صاحب نادون جو حضرت میاں شہامت خان صاحب کے تایازاد بھائی تھے بیان کرتے ہیں:

''(نادون میں) ایک فقیر رہتا تھا۔ جس کو سائیں قلندر شاہ کہتے تھے۔ اس کے ساتھ میرے تایازاد بھائی منشی شہامت خاں کی محبت تھی۔ اس زمانہ میں منشی صاحب کو بھی ورد وظائف کا شوق تھا اور وہ بہت سا حصہ رات کا لیکر مسجد جولب چشمہ ہے اور اب ہماری جماعت کے قبضہ میں ہے چلے جایا کرتے تھے۔ یہ کوئی ۱۸۸۱ء یا ۱۸۸۲ء کا ذکر ہے کہ ایک روز سائیں قلندر شاہ ان سے کہنے لگا۔ خاں میاں مہدی پیدا ہو گیا ہے۔ انہوں نے تعجب سے پوچھا۔ سائیں کہاں۔ کہنے لگا قادی۔ انہوں نے کبھی قادی کا نام نہ سنا تھا۔ وہ کہنے لگے سائیں کہاں ہے۔ وہ کہنے لگا کہ پنجاب میں بٹالہ سے آگے ہے۔ چنانچہ ان دنوں ہم چھوٹے چھوٹے تھے۔ اور سکول میں پڑھا کرتے تھے۔ کچھ خیال نہ کیا۔ لیکن جس وقت حضرت صاحب نے دعویٰ کیا تو اس وقت ہمارے خاندان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ماننے میں کوئی تکلیف حائل نہ ہوئی۔ اور میرے دونوں تایازاد یہاں امانت خاں اور شہامت خاں حضرت صاحب کی بیعت میں داخل ہو گئے اور ۳۱۳ صحابیوں میں ان کے نام آ گئے'' (رجسٹر روایات نمبر ۴ صفحہ ۲۔۳)

حضرت اقدسؑ کی بیعت: جب ۱۸۸۶ء میں براہین احمدیہ کا اشتہار شائع ہوا تو آپ نے براہین احمدیہ منگوالی اور جب بیعت کا اعلان ہوا۔ تو بیعت کر لی۔

وفات: حضرت میاں شہامت خاںؓ کی وفات ۱۹۲۹ء میں ہوئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

اولاد: آپ کے بیٹے ڈاکٹر مطلوب خاں صاحب کے بارے میں فرمایا ''ان کے بیٹے ڈاکٹر مطلوب خان صاحب کے متعلق جب کہ وہ جنگ کے دنوں میں ۱۹۲۸ء میں لڑائی پر گئے ہوئے تھے۔ گورنمنٹ کی طرف سے تار آیا تھا کہ وہ مارے گئے ہیں۔ لیکن مجھے خدا تعالیٰ نے بتایا تھا کہ وہ فوت نہیں ہوئے چنانچہ ایسا ہی ہوا کچھ دنوں کے بعد گورنمنٹ نے اطلاع دی........... کہ وہ زندہ اور قید میں ہیں''

ماخذ: (۱) تاریخ احمدیت جلد ۶ صفحہ ۱۸۹ (۲) رجسٹر روایات نمبر ۴ (۳) رجسٹر روایات نمبر ۶ (۴) الفضل ۲۹؍جنوری ۱۹۲۹ء

☆

۲۸۰۔حضرت مولوی عبدالحکیم صاحب دھاروار علاقہ بمبئی

بیعت:ابتدائی ایّام میں

تعارف و بیعت: حضرت مولوی عبدالحکیم رضی اللہ عنہ علاقہ دھاروار بمبئی کے رہنے والے تھے۔آپ کی بیعت ابتدائی زمانہ کی ہے۔حضرت اقدس نے انجام آتھم میں آپ کا نام درج کیا ہے۔حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمسؓ نے آپ کا نام حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے معاصر علماء کرام کی فہرست میں درج کیا ہے جنہوں نے آپؑ سے عقد اخوت باندھا۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے کتاب البریہ میں اپنی پُرامن جماعت میں آپ کا نام بھی درج فرمایا ہے۔

نوٹ: آپ کے مزید تفصیلی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱)ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد۱۱ (۲) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳ (۳) صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۶۴ء۔

۲۸۱۔حضرت قاضی عبداللہ صاحب۔کوٹ قاضی

ولادت:۹رنومبر ۱۸۸۶ء۔بیعت:۱۸۸۹ء۔وفات:۲۷ردسمبر ۱۹۷۲ء

تعارف و بیعت: حضرت قاضی محمد عبداللہ رضی اللہ عنہ کی ولادت ۹رنومبر ۱۸۸۶ء کی ہے۔آپ قاضی ضیاء الدین صاحب کے بیٹے تھے۔حضرت قاضی ضیاء الدینؓ صاحب کی بیعت ۲۳رمارچ ۱۸۸۹ء کی ہے اور آپ کی بیعت بھی ساتھ ہی ہوگئی۔۲۹رمارچ ۱۹۰۰ء کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ان ہی ایام میں آپ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان میں چھٹی جماعت میں داخل ہوئے۔آپ نے بی اے بی ٹی تک تعلیم پائی۔

دینی خدمات: حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے زمانہ میں زندگی وقف کی۔آپ نے انگلستان میں ۶رستمبر ۱۹۱۵ء تا ۲۸رنومبر ۱۹۱۹ء کا عرصہ فریضہ تبلیغ میں گزارا۔کشمیر کمیٹی میں بھی حضرت قاضی صاحب کو خدمات کا موقع ملا۔پھر ملکانہ میں شدھی کی تحریک کا مقابلہ کرتے رہے اور تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے ہیڈ ماسٹر بھی رہے۔

حضرت اقدسؑ سے اخلاص کا تعلق: آپ نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کو دیکھا اور پھر ہمیشہ اپنے

عمل سے ثابت کیا کہ انہوں نے اس عظیم شخصیت کو صرف دیکھا ہی نہیں بلکہ اپنے آقا کا رنگ بھی اپنی زندگی پر چڑھانے کی آخر دم تک کوشش کی۔ جو آپ کو عزت واحترام کا موجب بناتی رہی۔ قاضی کے طور پر اور صحافت کے فرائض بھی مرکز میں سرانجام دیئے۔

آپ کی شادی اور اولاد: آپ کی دو شادیاں ہوئیں۔ پہلی شادی ۱۹۰۸ء میں جو حضرت سید عبدالرحمٰن صاحب کی بیٹی کلثوم بانو سے ہوئی۔ اس سے آپ کی ایک بیٹی امۃ الوہاب تھی جس کی شادی حضرت حکیم انوار حسین صاحبؓ (یکے از ۳۱۳) کے پوتے مکرم عبداللطیف خاں مرحوم سابق اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری سے ہوئی۔ حضرت قاضی صاحب کی یہ بیٹی جرمنی میں ہیں۔ اہلیہ ثانی محترمہ امۃ الرشید صاحبہ، ڈاکٹر عطاء محمد خان صاحب سکنہ موضع کھرل ضلع ہوشیار پور کی بیٹی تھیں ان سے آپ کی کوئی اولاد نہ تھی۔

وفات: ۸۶ برس کی عمر میں وفات پائی اور آپ کا جنازہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے پڑھایا۔ آپ کی وفات ۳۱۳ رفقاء میں سب سے آخر میں ہوئی۔ آپ بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہیں۔

نوٹ: تفصیلی حالات اصحاب احمد جلد ششم میں ہیں۔

ماخذ: (۱) اصحاب احمد جلد ششم صفحہ ۸۹۔۱۱۳ (۲) الفضل ۲۸ / اگست ۱۹۹۸ء (۳) روزنامہ الفضل ۲۵ / اکتوبر ۱۹۷۶ء

☆

۲۸۲۔ حضرت عبدالرحمٰن صاحب پٹواری۔ سنوری

بیعت: ۳ / مارچ ۱۸۹۰ء

تعارف: حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ ولد دیدار بخش صاحب ساکن سنور علاقہ پٹیالہ سے تھے۔ آپ زمینداری کرنے کے علاوہ بطور پٹواری بھی ملازم تھے۔

بیعت: رجسٹر بیعت میں آپ کی بیعت ۱۷۶ نمبر پر ہے۔ آپ نے ۳ / مارچ ۱۸۹۰ء کو بیعت کی۔ آپ حضرت میاں عبداللہ سنوریؓ کے ماموں زاد بھائی تھے۔ آپ نے جلسہ سالانہ ۱۸۹۲ء میں شمولیت کی توفیق پائی۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے ازالہ اوہام میں مخلص چندہ دہندگان میں اور آئینہ کمالات اسلام میں آپ کا نام ۸۲ نمبر پر لکھا ہے۔ کتاب البریہ میں پُرامن جماعت کے ضمن میں ذکر کیا ہے۔

ماخذ: (۱) ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد ۳ (۲) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ (۳) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ (۴) رجسٹر بیعت مطبوعہ تاریخ احمدیت جلد ۱ صفحہ ۳۵۲ (۵) مکتوبات احمدیہ جلد پنجم حصہ پنجم۔

☆

۲۸۳۔حضرت برکت علی صاحب مرحوم تھہ غلام نبی

بیعت:ابتدائی ایّام میں۔وفات:جنوری ۱۸۹۷ء

تعارف و بیعت: حضرت برکت علی رضی اللہ عنہ سکنہ راہوں ضلع جالندھر کے رہنے والے تھے۔آپ کی بیعت ابتدائی ایام کی ہے۔آپ حضرت حافظ حامد علی صاحبؓ کے چھوٹے بھائی تھے۔(آپ کے بیٹے محترم ملک عبدالرحمٰن صاحب،عمر کے آخری حصہ میں سمن آباد لاہور میں رہائش پذیر رہے۔آپ کے بیٹے کے ہم نام آپ کے بھانجے حضرت مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل (امیر جماعت قادیان وفات:جنوری ۱۹۷۷ء) جن کے والد بھی آپ کے ہمنام تھے جو شیخ کہلاتے تھے اور فیض اللہ چک نزد قادیان کے رہنے والے تھے۔)

وفات: حضرت برکت علی صاحبؓ کی وفات جنوری ۱۸۹۷ء کو ہوئی۔

اولاد: آپ کے بیٹے ملک عبدالرحمٰن صاحب سمن آباد لاہور میں سکونت پذیر ہوئے۔

نوٹ: آپ کے مزید تفصیلی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱)ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ (۲)الفضل ۱۸/اپریل ۱۹۹۳ء (۳)الفرقان ربوہ درویشانِ قادیان نمبر،اگست ۱۹۶۳ء (۴) "In the Company of the Promised Messiah" Page 269-272

☆

۲۸۴۔حضرت شہاب الدین صاحب۔تھہ غلام نبی

بیعت ۲۳/مارچ ۱۸۸۹ء

تعارف: حضرت شہاب الدین رضی اللہ عنہ ولد مہتاب دین صاحب تھہ غلام نبی تھے۔

بیعت: بیعت کے وقت جموں میں ملازم تھے۔رجسٹر بیعت میں آپ کی بیعت کا نمبر ۱۳ ہے ۲۳/مارچ ۱۸۸۹ء کو آپ نے بیعت کی۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: آسمانی فیصلہ میں پہلے جلسہ سالانہ ۱۸۹۱ء میں شامل ہونے والوں میں تھے۔ ازالہ اوہام میں حضورؑ نے آپ کے متعلق فرمایا

''(۳۵) حبی فی اللہ شیخ شہاب الدین موحد۔شیخ شہاب الدین غریب طبع اور مخلص اور نیک خیال آدمی ہے۔نہایت تنگدستی اور عسر سے اس مسافر خانہ کے دن پورے کر رہا ہے۔''

آئینہ کمالات اسلام اور تحفہ قیصریہ میں جلسہ سالانہ اور جلسہ ڈائمنڈ جوبلی میں شامل ہونے والوں میں ذکر ہے۔

نوٹ: آپ کے مزید تفصیلی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱) رجسٹر بیعت اُولیٰ مطبوعہ تاریخ احمدیت جلد ا صفحہ ۳۴۴ (۲) آسمانی فیصلہ روحانی خزائن جلد ۲ (۳) ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد ۳ (۴) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ (۵) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد ۱۲۔

۲۸۵۔حضرت صاحب دین صاحب تہال۔گجرات

ولادت: ۱۸۷۴ء۔ بیعت: ۱۸۹۲ء۔ وفات: ۱۹۰۸ء

تعارف: حضرت میاں صاحب دین رضی اللہ عنہ تہال ضلع گجرات کے رہنے والے تھے جو کھاریاں کے قریب واقع ہے۔آپ تہال میں امام مسجد تھے۔اور بہت بزرگ اور خدا رسیدہ انسان تھے۔آپ کے خاندان سے ایک صاحب صوبہ خان حفظ قرآن کیلئے گولیکی ضلع گجرات گئے۔ادھر واپس آکر یہاں قیام کیا۔آپ کو علم کا بیحد شوقت تھا اور تہال میں ایک ذاتی کتب خانہ بھی تھا۔

بیعت: آپ ۱۸۹۲ء کے جلسہ سالانہ میں شامل تھے اور یہی سال آپ کی بیعت کا ہے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: آئینہ کمالات اسلام میں آپ کے نام کا اندراج جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والوں میں ۱۱۱ نمبر پر ہے۔تحفہ قیصریہ میں آپ کا جلسہ ڈائمنڈ جوبلی میں شامل ہونے والوں میں بھی ذکر ہے۔

حضورؑ نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں اپنے ایک نشان کے متعلق آپ کی گواہی بھی درج کی ہے کہ

''۳۱/ مارچ ۱۹۰۷ء کو بوقت تخمیناً چار بجے دن کے آپ کے الہام کے مطابق ایک تعجب انگیز واقعہ ظہور میں آیا یعنی آسمان پر ایک انگارا نمودار ہوا جس کے دیکھتے ہی ہزاروں آدمی تعجب میں رہ گئے۔'' (صفحہ ۵۲۹)

دینی خدمت: جماعت احمدیہ تہال کی بنیاد آپ نے ہی رکھی تھی۔آپ کی کوششوں سے تہال میں جماعت قائم ہوگئی۔آپ لمبا عرصہ تہال جماعت کے امام الصلوٰۃ رہے۔

وفات: آپ کی وفات ۱۹۰۸ء میں ہوئی۔

اولاد: آپ کے بیٹے کا نام عبدالرحیم صاحب تھا۔جن کے دو لڑکے تھے مکرم صاحب داد اور مکرم کرم داد صاحب۔مکرم کرم داد صاحب تہال جماعت کے صدر بھی رہے۔

ماخذ: (۱) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۶۲۰ (۲) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد ۱۲ (۳) حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ (۴) گجرات میں احمدیت غیر مطبوعہ مقالہ مکرم عبدالرزاق صاحب گجراتی۔

☆

۲۸۶۔حضرت مولوی غلام حسن مرحوم۔دینا نگر

بیعت:ابتدائی ایام میں۔وفات ۱۸۹۷ء سے قبل

تعارف و بیعت: حضرت مولوی غلام حسن رضی اللہ عنہ دینا نگر گورداسپور سے تعلق رکھتے تھے۔دینا نگر گورداسپور سے پندرہ بیس میل کے فاصلے پر ایک ریلوے اسٹیشن ہے۔آپ کی بیعت ابتدائی زمانہ کی ہے۔

وفات: آپ کی وفات ۱۸۹۷ء سے قبل ہوئی۔

نوٹ: آپ کے سوانحی حالات دستیاب نہیں ہو سکے۔

مولانا جلال الدین صاحب شمسؓ مرحوم نے آپ کا نام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہم عصر علماء میں درج کیا جنہوں نے آپؑ کی بیعت کی۔

ماخذ: (۱)انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ (۲) ملاحظہ نقشہ مندرجہ ’’اصحاب احمد‘‘ جلد اول صفحہ ۴۸ (۳)صداقت حضرت مسیح موعودؑ تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۶۴ء

۲۸۷۔حضرت نواب دین صاحب مدرس دینا نگر

بیعت:۱۸۸۹ء/۱۸۹۰ء۔وفات:۱۹۱۴ء یا ۱۹۱۵ء

تعارف و بیعت: حضرت نواب دین رضی اللہ عنہ کا آبائی شہر بٹالہ تھا۔دینا نگر ضلع گورداسپور میں ہیڈ ماسٹر تھے۔جو گورداسپور سے پندرہ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔طالب علمی کے دور میں قادیان گئے تو حضرت اقدس کا چہرہ دیکھتے ہی بیعت کر لی۔برادری کے دباؤ پر گھر سے نکال دیئے گئے۔گھر سے نکالے جانے کے بعد یہی کہتے رہتے کہ میں نے جو نور اور سچائی آپؑ کے چہرے پر دیکھی ہے۔اس سے انکار نہیں ہوسکتا۔پھر دینا نگر میں ہی آپ کو ملازمت مل گئی جہاں آپ ہیڈ ماسٹر ہو گئے۔بعد میں بٹالہ میں مکان بنایا۔آپ بسا اوقات قادیان سائیکل پر جاتے تھے۔بائیسکل کو انگریزی گھوڑا کہتے تھے۔تحفہ قیصریہ میں حضرت اقدسؑ نے آپ کا نام جلسہ ڈائمنڈ جوبلی کے حاضرین چندہ دہندگان میں ذکر فرمایا ہے۔

آپ کے ایک شاگرد پشاوری مل پلیڈر لکھتے ہیں کہ:’’مولوی نواب الدین صاحب ہمارے دینا نگر کے میونسپل بورڈ مڈل سکول کے ہیڈ ماسٹر تھے۔نہایت متقی حلیم پرہیزگار اور سخی تھے۔ان کی تمام زندگی نہایت سادہ تھی غرور کا

نام ونشان تک نہ تھا آپ احمدیت میں بہت راسخ ایمان رکھتے تھے۔......مولوی صاحب کی مشابہت اس پھول سے ہے جو کہ نہایت خوبصورت اور خوشبودار تھا۔لیکن جنگل میں کھلا وہاں اپنی خوشبو پھیلائی اور اس کو کسی نے نہ پہچانا سوائے چند مسافروں کے۔''

اولاد: پشاوری مل نے لکھا ہے کہ آپ کے دو لڑکے تھے ایک کا نام نذیر احمد انہیں یاد ہے۔۱۹؍نومبر۲۰۰۴ء کے روزنامہ الفضل کے ایک مضمون سے نشاندہی ہوتی ہے کہ مکرمہ انور سلطانہ صاحبہ اہلیہ مکرم شیخ عبدالحئی صاحب کراچی حضرت نواب دین صاحبؓ کی پوتی ہیں۔

وفات: خلافت ثانیہ کے ابتداء میں آپ کی وفات ۱۹۱۴ء یا ۱۹۱۵ء میں ہوئی۔

ماخذ: (۱) ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ (۲) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد ۱۲ (۳) الفضل ۱۹؍نومبر ۲۰۰۴ء (۴) رسالہ اصحاب احمد جلد اوّل نمبر ۶ صفحہ ۲۵۔۲۶ (۵) مکتوب محمد احمد ابن عبدالحئی صاحب مرحوم دستگیر کالونی کراچی۔

☆

۲۸۸۔حضرت احمد دین صاحب۔منارہ

ولادت: ۱۸۵۰ء۔بیعت: ۱۸؍فروری ۱۸۹۲ء۔وفات ۱۹۲۳ء

تعارف و بیعت: حضرت احمد دین رضی اللہ عنہ موضع منارہ تحصیل پنڈ دادنخان (علاقہ وشہر میں سب سے پہلے احمدی) (حال ضلع چکوال) کے رہنے والے تھے۔آپ کی ولادت ۱۸۵۰ میں ہوئی۔آپ کے والد کا نام محمد حیات صاحب تھا۔آپ نے ۱۸؍فروری ۱۸۹۲ء میں بیعت کی ۔رجسٹر بیعت اُولیٰ میں اندراج ۲۶۷ نمبر پر ہے۔آپ اس وقت سیالکوٹ میں تھے۔آپ اس علاقہ کے استاد تھے۔لوگ آپ کی نیکی وتقویٰ اور علم کی بڑی عزت کیا کرتے تھے اور گاؤں کی مسجد کے امام بھی تھے۔لیکن جب آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی تو لوگوں نے آپ کو مسجد سے نکال دیا اور ان کے پیچھے نماز ترک کر دی۔وہ بہت عرصہ گھر پر ہی نماز ادا کرتے رہے۔آپ نہایت سادہ، سچے اور زہد میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے نہایت خوش اخلاق اور دعا پر یقین رکھنے والے تھے۔آپ کے ایک رؤیاء سے منارہ میں سے گزرنے کا ذکر ملتا ہے۔

مخالفت: ۱۹۲۳ء میں آپ کے ان حالات سے اطلاع پا کر ملک گل محمد صاحب پنشنر ریڈر (قادیان) آپ کے پاس گئے۔ملک صاحب نے لوگوں کو سمجھایا کہ وہ مولوی ظہور شاہ کو شرارت سے روکیں جو ان حالات کو پیدا کر رہا تھا اور حضرت مولوی صاحب کو ملک صاحب اپنی رہائش گاہ پر لے گئے وہاں سب نے آپ کی اقتداء میں عشاء کی نماز پڑھی۔

وفات: آپ کی وفات ۱۹۲۳ء میں ۷۳ سال کی عمر میں ہوئی تھی آپ منارہ کے قبرستان میں مدفون ہیں۔

اولاد: چکوال تاریخ احمدیت سے آپ کے ایک پوتے عبدالغفور صاحب کا ذکر ملتا ہے۔

ماخذ: (۱)ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد۱۱ (۲) رجسٹر بیعت مطبوعہ تاریخ احمدیت جلد ا صفحہ ۳۵۹ (۳)ضمیمہ تاریخ احمدیت جلد ہشتم صفحہ ۳۲ (۴) ''ذکرِ حبیب'' از ملک گل محمد صاحب پنشنر ریڈر (قادیان) مطبوعہ ریویو آف ریلیجنز (اُردو) مارچ ۱۹۴۳ء صفحہ ۳۶۔۳۷ (۵) الفضل۔۲۱رمئی ۱۹۹۷ء (۶) چکوال تاریخ احمدیت (۷) بیان مکرم منور احمد عارف جہلمی رحمٰن کالونی ربوہ۔

۲۸۹۔حضرت عبداللہ صاحب قرآنی۔لاہور

بیعت: ابتدائی ایام میں۔وفات: ۲۱را کتوبر ۱۹۱۵ء

تعارف و بیعت: حضرت عبداللہ صاحب قرآنی رضی اللہ عنہ لاہور سے تعلق رکھتے تھے۔آپ کی بیعت ابتدائی زمانہ کی تھی۔

ایک صاحب ''عبداللہ صاحب لاہور'' کا نام بہشتی مقبرہ قادیان میں درج ہے اور تاریخ وفات ۲۱را کتوبر ۱۹۱۵ء لکھی ہے ممکن ہے یہی مراد ہوں۔واللہ اعلم بالصواب (بحوالہ لاہور تاریخ احمدیت)

نوٹ: آپ کے مزید سوانحی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱)ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد۱۱ (۲) لاہور تاریخ احمدیت صفحہ ۱۵۴

۲۹۰۔حضرت کرم الٰہی صاحب کمپازیٹر۔لاہور

بیعت ابتدائی زمانہ۔وفات ۱۶/دسمبر۱۹۳۴ء

تعارف و بیعت: حضرت کرم الٰہی رضی اللہ عنہ،صوفی فضل الٰہی صاحبؓ کے والد تھے۔لاہور میں کمپازیٹر تھے۔ احمدیت قبول کرنے سے قبل پیرمہرعلی شاہ صاحب گولڑوی کے مرید تھے۔نماز باجماعت کے بڑے پابند تھے۔خاموش طبع مگرہنس مکھ تھے۔آپ کی بیعت ابتدائی زمانہ کی تھی۔

وفات: آپ ۱۶/دسمبر۱۹۳۴ءکوفوت ہوئے کتبہ بہشتی مقبرہ قادیان میں نصب ہے۔

نوٹ: آپ کے مزید سوانحی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱)ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ (۲) لاہور تاریخ احمدیت صفحہ ۱۵۵۔

۲۹۱۔حضرت سید محمد آفندی۔ترکی

بیعت:ابتدائی ایام میں

تعارف و بیعت: حضرت سید محمد آفندی ترکی رضی اللہ عنہ کی بیعت ابتدائی زمانہ کی ہے۔

اور یہ امر قابل ذکر ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے رومی (ترکی) حکومت کے نائب قونصل مقیم کراچی کے بارہ میں جو پیشگوئی مئی ۱۸۹۷ءکوفرمائی تھی۔اس کے سچا ثابت ہونے پر آپ کی خدمت میں اخبار''نیّر آصفی'' مدراس (۱۲/اکتوبر۱۸۹۹ء) کی اشاعت سے قبل جو خبر پہنچی اس کا تذکرہ حضورؑ نے ''ایک معزز ترکی کی معرفت ہمیں خبر ملی تھی۔'' کے الفاظ میں فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت سید محمد آفندیؓ ترکی تھے اگرچہ حضرت اقدسؑ نے نام نہیں لیا۔

نوٹ: آپ کے مزید سوانحی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱)ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ (۲) تریاق القلوب روحانی خزائن جلد ۱۵

۲۹۲۔حضرت عثمان عرب صاحب طائف شریف

بیعت: ابتدائی ایام میں

تعارف و بیعت: حضرت عثمان عرب رضی اللہ عنہ کا تعلق طائف شریف سے تھا۔آپ کی بیعت ابتدائی زمانہ کی ہے۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کے بیعت کرنے کا تذکرہ اپنی کتاب ’’تحفہ بغداد صفحہ ۱۶ (طبع اول) پر فرمایا ہے۔

نوٹ: آپ کے مزید سوانحی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱) ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ (۲) تحفہ بغداد روحانی خزائن جلد ۷ (۳) الفضل ۲ر جولائی ۲۰۰۱ء

۲۹۳۔حضرت عبدالکریم صاحب مرحوم چمارو

بیعت: ۱۸۹۲ء۔وفات: ۱۸۹۷ء سے قبل

تعارف: حضرت عبدالکریم رضی اللہ عنہ کا وطن موضع چمارو ریاست پٹیالہ میں واقع ہے۔

جلسہ سالانہ میں شرکت اور بیعت: آئینہ کمالات اسلام میں حضرت عبدالکریم صاحب نمبردار کا نام جلسہ سالانہ ۱۸۹۲ء میں شامل ہونے والوں میں ۹۰ نمبر پر موجود ہے۔اسی طرح ۱۸۹۲ء میں آپ احمدیت قبول کر چکے تھے۔

وفات: آپ کے نام کے ساتھ مرحوم لکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی وفات ۱۸۹۷ء سے قبل کی تھی۔حضرت میر مہدی حسین صاحبؓ کے ذریعہ احمدیت سے متعارف ہوئے۔

نوٹ: آپ کے مزید سوانحی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ (۲) ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ (۳) سیرت احمد مصنفہ حضرت مولوی قدرت اللہ سنوری صاحب (۴) مکتوبات احمدیہ جلد ششم حصہ اول صفحہ ۲۱۱

☆

۲۹۴۔حضرت عبدالوہاب صاحب۔بغدادی

بیعت:ابتدائی ایام میں

تعارف و بیعت: حضرت عبدالوہاب رضی اللہ عنہ المعروف بغدادی سیاحت یا کاروبار کے لئے ملک ہند میں وارد ہوئے اور قبول حق کی توفیق پائی۔حضرت اقدسؑ نے کتاب البریہ میں آپ کا نام قاضی عبدالوہاب نائب قاضی ضلع بلاسپور مما لک متوسط ۲۶۸ نمبر پر درج فرمایا ہے۔(ملک متوسط Middle East بغداد کا علاقہ ہے۔مرتب) اس طرح آپ کا تعلق بغداد سے ثابت ہے۔مصدقین پیشگوئی لیکھرام کے ناموں کا اندراج فرماتے ہوئے حضرت اقدسؑ نے فرمایا ہے۔

''نمبر ۹۲ عبدالوہاب خان صاحب محمد یہ بن عبداللہ صاحب محمد یہ چیت پیت پور شمالی ارکاٹ مؤلف کی رائے میں یہ شخصیت نائب قاضی ضلع بلاسپور مما لک متوسط ہیں۔

نوٹ: آپ کے مزید سوانحی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳،ص ۳۵۶ (۲) تریاق القلوب صفحہ ۱۸۴ (روحانی خزائن جلد ۱۵) (۳) ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ (۴) سیرت حضرت مسیح موعودؑ صفحہ ۱۴۱۔۱۴۲

☆

۲۹۵۔حضرت میاں کریم بخش صاحب مرحوم مغفور جمال پور ضلع لدھیانہ

بیعت: ۲۵رستمبر ۱۸۹۱ء

تعارف: حضرت میاں کریم بخش رضی اللہ عنہ کا تعلق منصوراں ضلع لدھیانہ سے ہے۔آپ کے والد کا نام غلام رسول تھا اور جمال پور میں مدرس تھے۔جس دور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ مسیحیت پر فتوے شائع ہورہے تھے اور گالیاں اور سبّ وشتم ہورہا تھا۔میاں کریم بخش صاحب حضرت گلاب شاہ صاحب کی شہادت لے کر آ گئے۔اس کا مفصّل حال ''ازالہ اوہام'' میں درج ہے۔نشان آسمانی میں حضرت اقدسؑ نے آپ کے مؤکد بعذاب حلف اٹھانے کا ذکر فرمایا ہے جس میں مجذوب گلاب شاہ کی یہ پیشگوئی بیان کی کہ وہ آنے والا جوان ہوگیا ہے اور قادیان میں ہے جو بٹالہ کے پاس ہے اور اس کا نام غلام احمد ہے۔

بیعت: لدھیانہ میں ہی میاں صاحب نے بیعت کی تھی۔رجسٹر بیعت میں ۱۶۲ نمبر آپ کی بیعت ۲۵رستمبر ۱۸۹۱ء کو

''میاں کریم بخش ولد غلام رسول ساکن عباس پور قوم ارائیں پیشہ زمینداری'' تحریر ہے۔

مولوی محمد حسن رئیس لدھیانہ نے میاں کریم بخش کو بہت روکا اور سمجھایا کہ یہ شہادت گلاب شاہ کی نہ بیان کرے لیکن یہ باخدا، خداترس اور متقی شخص اس سے باز نہ آئے۔

سن ۱۸۷۱ء میں نابھہ کے راجہ ہیرا سنگھ تھے۔ خود سکھ تھے مگر دوسرے مذاہب کے لوگوں کی بھی قدر کرتے تھے۔

ایک دفعہ دربار کے موقع پر نمبردار حاضر تھے۔ میاں کریم بخش صاحب نمبردار موضع رائے پور کو بلوایا اور کہا کہ میاں کریم بخش یہ جو اس وقت تینوں فرقوں کے تقریباً بارہ سو لوگ جمع ہیں ان میں سے مجھے تمہارے اخلاق کیوں پسند ہیں؟ انہوں نے عرض کیا مجھے تو اپنے اندر ایسی کوئی خوبی نظر نہیں آتی۔ تاہم یہ ضرور ہے کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحبؑ کا مرید ہوں۔ اور وہ چونکہ اس زمانہ کے اوتار اور گورو ہیں۔ ان کی صحبت میں رہ کر میں یہ فیض حاصل کرتا ہوں۔

مہاراجہ صاحب نے حاضرین سے مخاطب ہو کر کہا تھوڑی دیر ٹھہرو میں ابھی آیا اور میاں کریم بخش صاحب کو ہمراہ لے کر محل کے اندر چلے گئے۔ فرمایا یہ جو تصویریں اس کمرہ میں لگی ہوئی ہیں ان کی طرف دیکھو وہ ساری تصویریں گوروؤں کی تھیں۔ جس طرح اور گوروؤں کی تصاویر سنہری چوکھٹوں میں لگی ہوئی تھیں حضرت بانی سلسلہ احمدیہؑ کی قد آدم تصویر بھی سنہری چوکھٹے میں لگی ہوئی تھی اور کہا دیکھو میاں کریم بخش یہ تصویر پہلے سے ہمارے پاس موجود ہے۔''

پھر مسند پر بیٹھ گئے اور چوبدار کو باہر بھجوا دیا اور فرمایا کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحبؑ کو میری طرف سے درخواست کرو اور حضورؑ کو ہمراہ لے کر یہاں آؤ۔ ان کی آمد و رفت کے تمام اخراجات میں برداشت کروں گا۔ میں ضعیف العمر ہوں وہاں نہیں جاسکتا۔ میاں کریم بخش صاحب قادیان گئے اور مہاراجہ صاحب کی طرف سے درخواست بھی کر دی۔ حضرت اقدسؑ نے فرمایا۔

''ان سے جا کر عرض کر دیں کہ کنواں پیاسے کے پاس نہیں جایا کرتا بلکہ پیاسا کنویں کے پاس جاتا ہے۔''

چوہدری کریم بخش صاحب نے راجہ صاحب کی خدمت میں حضرت صاحب کا جواب عرض کر دیا تو راجہ صاحب نے کہا کہ اگر ہم وہاں جائیں تو انگریز ہم کو فوراً گدی سے اتار دیں گے۔

نوٹ: اس نام کے ایک بزرگ منصوراں ضلع لدھیانہ کے رہنے والے تھے اور جمال پور میں مدرس تھے۔ جب حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ جمال پور میں جلسہ کرنے گئے تو ان ہی کے پاس ٹھہرے تھے۔ آپ حضرت منشی (صوفی) احمد جان صاحبؓ کے مرید تھے۔

ماخذ: (۱) ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد۳ (۲) ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ (۳) تذکرۃ الشہادتین روحانی خزائن جلد ۲۰ (۴) نشان آسمانی روحانی خزائن جلد ۲ (۵) تذکرۃ المہدی صفحہ ۱۲۷ (۶) الفضل ۲۱ رفروری ۱۹۸۹ء (۷) اصحابِ احمد جلد دوم صفحہ ۱۳ تا ۱۶ (۸) اصحاب احمد جلد چہارم صفحہ ۱۳۔۱۴ (۹) تاریخ احمدیت جلد ۱ صفحہ ۳۵۶۔

۲۹۶۔حضرت عبدالعزیز صاحب عرف عزیزالدین ناسنگ

ولادت:۱۸۵۷ء۔بیعت:۱۸۹۲ء سے قبل

تعارف و بیعت: (نوٹ) حضرت عزیز دین شیخ صاحب ساکن پٹی (آئینہ کمالات اسلام میں ۲۶۰ نمبر) کے حالات کونام کی مناسبت سے مطلوبہ زیرنظر رفقاء بانی سلسلہ ۳۱۳ میں رکھا گیا ہے۔مزید تحقیق جاری ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ بیان فرماتے ہیں۔''انھوں نے سنا کہ قادیان میں ایک شخص خود کو مجدد کہتا ہے۔۱۸۸۹ء میں یہ قادیان گئے اور ایمان لے آئے مگر باضابطہ بیعت ۱۸۹۲ء میں کی۔انہوں نے بتایا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے ایک بار فرمایا کہ میں بڑ کے درخت کے نیچے بڑے بڑے مکانات دیکھتا ہوں۔یہ شہر دریائے بیاس تک پھیل گیا ہے۔قادیان کے بازاروں میں بڑے بڑے سیٹھ جواہرات رکھے بیٹھے ہیں۔حضور رحمہ اللہ نے فرمایا امید ہے کہ یہ روایت اپنے وقت پر پوری ہوگی اور قادیان بیاس تک پھیل جائے گا۔ان کی روایت ہے کہ ان کو مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب پر بڑا اعتماد تھا۔یہ کہتے ہیں کہ میں ان کی بڑی خدمت کرتا تھا۔ہمارے علاقے کا چوہدری ماجھی خان بھی مولوی صاحب کی بہت خدمت کرتا تھا۔میں مولوی محمد حسین کو ملا تو وہ قصاب کی دکان پر گوشت خرید رہے تھے۔مجھے دیکھ کر بڑے خوش ہوئے اور پاؤ بھر گوشت میرے لئے اور لے لیا۔میں نے کہا کہ میں قادیان میں جاؤں گا مولوی صاحب نے کہا ہرگز نہ جانا وہاں تو دکانداری بنائی ہوئی ہے۔میں نے کہا خواہ دکانداری ہو، جانا ضرور ہے۔پھر مولوی محمد حسین صاحب نے کہا کہ اچھا جاؤ مگر بیعت میں شامل نہ ہو جانا اور ان کی روٹی نہ کھانا۔مولوی صاحب نے پراٹھے پکوا کر قیمہ رکھ کر ساتھ دے دیا کہ آنکھیں بھی نہ ملانا۔میں نے کہا میں آنکھیں نیچی رکھوں گا۔ساری رات مولوی محمد حسین صاحب مجھے کہتا رہا کہ نہ جاؤ۔

یہ بتاتے ہیں کہ میں روانہ ہوا۔نہر پر پہنچا تو مجھے بھوک لگی ہوئی تھی۔ایک پراٹھا میں نے وہیں کھالیا باقی باندھ لیا۔قادیان پہنچا۔حضرت صاحب کی خدمت میں مولوی محمد حسین صاحب کی باتیں عرض کیں۔حضور ہنسے۔میں نے بیعت کر لی۔واپس بٹالے گیا تو میں نے بتایا کہ میں نے بیعت کر لی ہے۔مولوی محمد حسین صاحب نے کہا کہ بہت خراب کام کیا ہے۔مولوی محمد حسین صاحب نے کہا کہ اب میں فتوے کا انتظام کرتا ہوں۔''

نوٹ: آپ کے مزید سوانحی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ:(۱) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ (۲) بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ از الفضل ۲۱ راگست ۱۹۹۹ء۔

☆

۲۹۷۔حضرت غلام محی الدین صاحب بھیرہ حال قادیان

ولادت:۱۸۶۰ء۔بیعت:۱۸۹۲ء۔وفات:۱۹۴۴ء

تعارف و بیعت: حضرت حافظ غلام محی الدین رضی اللہ عنہ بھیرہ کے رہنے والے تھے۔حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے رضاعی بھائی بھی تھے اور آپ کے ساتھ ہی قادیان آ گئے تھے جلد سازی کا کام کرتے تھے اور حضرت اقدسؑ کی ڈاک لایا کرتے تھے۔ڈاک خانہ میں وہی جایا کرتے تھے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: تحفہ قیصریہ میں صدسالہ جوبلی کے جلسہ میں شرکت اور کتاب البریہ میں ۲۸۳ نمبر پر پُرامن جماعت کے ضمن میں حضرت اقدسؑ نے آپ کا ذکر فرمایا ہے۔

لیکھرام جب قتل ہوا تو حضرت اقدسؑ کے مکانات کی تلاشی کے ساتھ حضرت حافظ صاحب کے مکان کی بھی تلاشی لی گئی تلاشی کے وقت بعض خطوط جو پوسٹ نہ ہوئے تھے وہ بھی آپ کے مکان پر تھے تو حضرت اقدسؑ نے فرمایا ”حافظ جی یہ خط رکھنے کے لئے تو نہیں دیئے گئے تھے۔اگر آج یہ نہ دیکھے جاتے تو پتہ بھی نہ لگتا اور ہم سمجھتے رہتے کہ خط لکھ دیا ہوا ہے ادھر دوسرے لوگ سمجھتے کہ ہم خط لکھ چکے ہیں۔خیر جو ہوا اچھا ہو گیا۔مصلحت اعلیٰ یہی ہوگی۔“

حضرت حافظ صاحبؓ کے نواسے حضرت ملک عزیز احمد صاحب ابن حضرت ملک نوردین صاحب بیان کرتے ہیں:

”حضرت خلیفہ اوّلؓ میرے نانا حافظ غلام محی الدین صاحب مرحوم جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ابتدائی ایاّم میں ڈاک کا کام کیا کرتے تھے رضاعی بھائی تھے۔حضرت خلیفہ اوّلؓ اس تعلق کی بنا پر یا اس ہمدردی کے ماتحت جو حضور کو بنی نوع انسان کے ساتھ تھی۔فوراً والدہ صاحبہ کے ساتھ تشریف لا کر مجھے دیکھا۔والدہ صاحبہ کو تسلّی دی مگر ساتھ ہی واپس جا کر میرے آقا فداہ روحی کو اطلاع دی۔

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ صاحب فرماتے ہیں:

”......حضرت حافظ غلام محی الدین صاحبؓ کو یہ سعادت حاصل تھی کہ وہ حضرت خلیفہ اوّلؓ کے رضاعی بھائی تھے اور حضرت خلیفہ اوّلؓ کو میں نے دیکھا کہ وہ ان سے ماں جائے بھائیوں کی طرح محبت کرتے تھے اپنے ہی مکان میں ان کو رکھا تھا اور ان کی اولاد کے ساتھ ہمیشہ اپنی اولاد کی طرح سلوک کرتے ......

حضرت حافظ غلام محی الدین صاحبؓ کی زندگی بچپن سے آخر تک حضرت خلیفہ اوّل کے سایہ میں گزری۔حافظ صاحب دراصل تاجر کتب تھے اور اس زمانہ میں دیہات میں کتب فروشی کرنے والے صحاف کہلاتے تھے اور جلد سازی بھی کر لیا کرتے تھے۔مکرم حافظ صاحبؓ کے ایک بھائی جہلم میں تاجر کتب تھے اور

مخلص احمدی تھے۔ رسالہ اصحاب احمد سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حافظ صاحب کے ایک بھائی حضرت محمد امین کتاب فروش جہلم والے (یکے از ۳۱۳) تھے۔ جو مکرم مولانا جمیل الرحمٰن صاحب رفیق پرنسپل جامعہ احمدیہ کے دادا تھے۔

وفات: آپ کی وفات ۱۹۴۴ء سے قبل ہوئی۔ آپ کی وصیت نمبر ۵۲۸۴ ہے۔ آپ کا کتبہ یادگار بہشتی مقبرہ ربوہ میں قطعہ نمبر ۷ حصہ نمبر ۱۲ میں ہے۔ تاریخ احمدیت بھیرہ کا آپ کی وفات ۱۹۴۵ء لکھنا سہو ہے۔

اولاد: آپ کے بیٹے عبدالعزیزؓ (بیعت ۱۸۹۷ء) تھے۔ آپ کی بیٹی محترمہ زینب بیگم صاحبہ حضرت ملک نورالدینؓ کی اہلیہ ہیں۔ یہ رشتہ بھی حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی تحریک پر ہوا۔ اسی طرح آپ کے پڑنواسہ ملک عزیز احمد تھے اور کیولری گراؤنڈ لاہور میں ہیں۔

ماخذ: (۱) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد ۱۲ (۲) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ (۳) سیرت حضرت مسیح موعودؑ (۴) بھیرہ کی تاریخ احمدیت صفحہ ۲۳۷ (۵) رسالہ اصحاب احمد مئی و جولائی ۱۹۵۵ء (۶) تاریخ احمدیت جلد ا صفحہ ۶۴۶

☆

۲۹۸۔ حضرت محمد اسمٰعیل صاحب نقشہ نویس کالکا ریلوے

بیعت ۱۶ ر جولائی ۱۸۹۲ء

تعارف: حضرت محمد اسمٰعیل رضی اللہ عنہ نقشہ نویس کالکا ریلوے میں ملازم تھے۔

بیعت: رجسٹر بیعت میں آپ کا نام منشی محمد اسماعیل نقشہ نویس وفوٹو گرافر صدر بازار کیمپ انبالہ رشتہ دار منشی عبدالعزیز لکھا ہے۔ رجسٹر بیعت اُولیٰ میں بیعت ۱۶ ر جولائی ۱۸۹۲ء کا اندراج ۳۴۴ نمبر پر ہے۔ آپ اس وقت کالکا ریلوے ضلع انبالہ میں ملازم تھے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے تحفہ قیصریہ میں جلسہ سالانہ ڈائمنڈ جوبلی اور کتاب البریہ میں پُرامن جماعت میں آپ کا ذکر کیا ہے۔

نوٹ: آپ کے مزید سوانحی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد ۱۲ (۲) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ (۳) رجسٹر بیعت اُولیٰ مطبوعہ تاریخ احمدیت جلد ا صفحہ ۳۶۲۔

☆

۲۹۹۔حضرت احمد دین صاحب چک کھاریاں

بیعت: ابتدائی ایاّم میں

تعارف و بیعت: حضرت احمد دین رضی اللہ عنہ کا نام حضرت اقدسؑ نے انجام آتھم کی فہرست ۳۱۳ میں چک کھاریاں سکونت کے ساتھ تحریر کیا ہے۔آپ کی بیعت ابتدائی زمانہ کی ہے۔

نوٹ: آپ کے مزید سوانحی حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱)ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱۔

۳۰۰۔حضرت محمد امین کتاب فروش جہلم

ولادت: ۱۸۵۲ء۔بیعت ۱۸۹۰ء۔وفات: ۲۹ر دسمبر ۱۹۴۲ء

تعارف و بیعت: حضرت محمد امین رضی اللہ عنہ بھیرہ کے رہنے والے تھے۔آپ کے والد صاحب کا نام کرم الدین صاحب تھا آپ کی ولادت ۱۸۵۲ء کی ہے حضرت حکیم نورالدین (خلیفۃ المسیح الاولؓ) کے رضاعی بھائی تھے۔ دونوں نے ایک دوسرے کی والدہ کا دودھ پیا تھا۔ یہ سب اس لئے کیا گیا تا کہ پردہ کی قید نہ رہے۔آپ حافظ قرآن بھی تھے۔آپ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے توسط سے قادیان گئے۔

آئینہ کمالات اسلام میں آپ کا نام جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والوں میں نمبر ۱۴۱ پر ہے۔

حضرت اقدسؑ سے تعلق: آپ کی ایک بچی کی وفات کے بعد اولاد نہ تھی۔حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں درخواست کی گئی تو آپ نے اجتماعی دعا کروائی جس میں حاضر رفقاء بانی سلسلہ سب شامل تھے۔دعا ختم ہوئی تو ایک دوست نے جن کو علم نہ تھا کہ دعا کس کے لئے ہورہی ہے۔عرض کیا حافظ محمد امین صاحب کو اولاد حاصل ہونے کے لئے بھی دعا کروادیں۔حضرت مسیح موعودؑ نے کمال شفقت سے دوبارہ دعا کروائی۔چنانچہ حضرت حافظ صاحب کے ہاں توام بچے پیدا ہوئے۔یعنی حضرت محمد سلیم صاحبؓ جو کہ مکرم جمیل الرحمٰن رفیق پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ کے والد ہیں اور ایک دوسرے بیٹے جو جلد ہی انتقال کر گئے تھے۔

اخلاص ومحبت کا تعلق: حضرت اقدسؑ شروع شروع میں ہر کتاب پر اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ کی مہر لگاتے اور اپنے دستخط کرتے اور یہی سمجھا جاتا کہ اس کے بغیر کتاب مسروقہ سمجھی جائے گی۔بعد میں دستخط چھوڑ دیئے گئے اور

صرف مہر لگتی تھی۔ حضرت اقدس کی دستخط شدہ کتاب ''ایام الصلح''، مکرم جمیل الرحمٰن رفیق صاحب کے پاس ہے جس پر تاریخ ۲۰؍جنوری ۱۸۹۹ء لکھی ہے۔

ایک دفعہ غیر احمدیوں کی طرف سے کوئی مشکل کتابت کے بارے میں پیش آئی تو حافظ صاحب نے اپنے بیٹے حضرت محمد سلیم صاحبؓ کو کتابت سیکھنے کی ہدایت کی اور انہوں نے کتابت سیکھی۔ آخری بار حضرت حافظ صاحب نے حضرت اقدسؑ کو آخری سفر لاہور میں دیکھا۔ حافظ صاحب کے بیٹے حضرت محمد سلیمؓ بھی ساتھ تھے اور ان کو بخار تھا۔ حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ ان کو واپس لے جائیں اور جاتے ہوئے مولوی صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ......ناقل) سے دوائی لیتے جائیں۔ آپ کا بخار راستے میں ہی وزیر آباد ریلوے اسٹیشن پر ٹھیک ہو گیا۔

جب آپ بھیرہ سے جہلم گئے تو وہاں آپ نے ایک ہینڈ پریس لگایا جس کا نام یونیورسل پرنٹنگ پریس جہلم تھا۔ آپ کا پریس پورے پنجاب میں مشہور تھا۔ درج ذیل کتابوں کے پہلے ایڈیشن آپ ہی کے پریس سے شائع ہوئے۔ ''گلزارِ مکہ'' (مولوی دلپذیر بھیروی) ''سیف الملوک'' (میاں محمد بخش) یہ کتب جہلمی چھاپہ کے نام سے چھپی ہوئی معروف تھیں جبکہ یہ کتب دوسرے اشاعتی اداروں سے بھی شائع ہوئی تھیں۔

آپ کے کلام کا مجموعہ ''مناجات امین'' کے نام سے شائع ہوا۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے آئینہ کمالات اسلام میں جلسہ سالانہ ۱۸۹۲ء میں شامل ہونے والوں میں ۱۴۱ نمبر پر لکھا ہے۔ اس طرح کتاب البریہ میں پُر امن جماعت کے ضمن میں بھی آپ کا ذکر ہے۔

وفات: ۲۹؍دسمبر ۱۹۴۲ء کو جہلم میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا جسد خاکی قادیان لایا گیا۔ جنازہ حضرت مولانا سرور شاہ صاحبؓ نے پڑھایا اور قطعہ رفقاء میں مدفون ہوئے۔

حضرت حافظ صاحب کے ایک رشتہ دار حضرت محمد حبیبؓ صاحب کی بیعت ۱۸۹۹ء کی ہے ان کی وفات ۱۹۵۰ء میں ہوئی۔ آپ کے ایک بیٹے نذیر احمد صاحب ملتان میں ہیں۔

اولاد: آپ کے بیٹے حضرت ملک محمد سلیمؓ بھی رفقاء بانی سلسلہ احمدیہ تھے۔ (تاریخ وفات ۵؍مارچ ۲۰۰۰ء)۔ حضرت ملک صاحب کی اولاد مکرم حفیظ الرحمٰن صاحب صدر انجمن احمدیہ کے لئے افسر تعمیرات تھے۔ مکرم مولانا جمیل الرحمٰن رفیق پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ ہیں۔ مکرم فضل الرحمٰن سعید صاحب اور مکرم خلیل الرحمٰن فردوسی بھی سلسلہ احمدیہ سے مخلصانہ تعلق رکھتے ہیں۔ حضرت حافظ غلام محی الدین صاحب آپ کے بھائی تھے۔

ماخذ: (۱) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ (۲) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ (۳) تاریخ احمدیت بھیرہ (۴) بیان مورخہ ۲۵؍ستمبر ۲۰۰۱ء مکرم مولانا جمیل الرحمٰن رفیق صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ (۵) روزنامہ الفضل ربوہ ۷؍مارچ ۲۰۰۰ (۶) روزنامہ الفضل ۲؍جنوری ۱۹۴۳ء (۷) ریکارڈ دفتر بہشتی مقبرہ ربوہ۔

☆

۳۰۱۔ حضرت مولوی محمود حسن خان صاحب مدرس ملازم پٹیالہ

بیعت ۶ ؍مئی ۱۸۹۱ء

تعارف: حضرت مولوی محمود حسن خاں رضی اللہ عنہ دہلی کے رہنے والے تھے۔ پٹیالہ میں مدرس تھے۔ جب مولوی محمد احسن امروہی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اشتہار دعویٰ مسیحیت کے ملنے پر ایک کتاب ''اعلام الناس'' چھپوا کر حضرت اقدسؑ کی خدمت میں لدھیانہ پہنچے تو حضرت اقدسؑ نے اس کو پڑھ کر سنانے کے لئے حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانی کو ارشاد فرمایا۔ کچھ حصہ حضرت پیر صاحب نے اور کچھ حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے سنایا اور باقی حصہ مولوی محمود حسن صاحبؓ دہلوی...... نے سنایا''

بیعت: آپ نے ابتداً کتاب براہین احمدیہ پڑھی اور یہ آپ کے پاس کپورتھلہ کے حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ کے توسط سے پہنچی تھی۔ رجسٹر بیعت میں آپ کی بیعت ۶ ؍مئی ۱۸۹۱ء کی ہے رجسٹر بیعت اولیٰ میں جس کا اندراج ۲۲۴ نمبر پر ہے۔ ازالہ اوہام میں حضرت اقدسؑ نے اپنے صاف باطن اور ہمدردئ اسلام کا جوش رکھنے والے احباب میں ''مولوی محمود حسن خان صاحب'' کا نام لکھا ہے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے ازالہ اوہام میں مخلصین، تحفہ قیصریہ میں جلسہ ڈائمنڈ جوبلی، سراج منیر میں چندہ دہندگان اور کتاب البریہ میں پُر امن جماعت کے سلسلہ میں آپ کا ذکر کیا ہے۔

اولاد: آپؓ کی اولاد دو بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔ ایک بیٹی صغریٰ خانم، چوہدری تصدق حسین رانجھا (چچا زاد حضرت مولانا شیر علیؓ) کی اہلیہ محترمہ تھیں۔ آپ کے ایک بیٹے حضرت محمد حسن آسانؓ دہلوی کے ۱۱ بیٹے اور ۲ بیٹیاں ہیں۔ مکرم مسعود احمد خاں دہلوی سابق ایڈیٹر روزنامہ الفضل، مکرم پروفیسر سعود احمد خاں ایم اے، مکرم پروفیسر مولود احمد خان سابق مبلغ انگلستان اور ان کے دیگر بھائی بیرونی ممالک میں مقیم ہیں اور ایک پوتی بُشریٰ آسان کراچی میں ہیں۔

ماخذ: (۱) ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد۳ (۲) تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد۱۲ (۳) سراج منیر روحانی خزائن جلد۱۲ (۴) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳ (۵) تذکرۃ المہدی صفحہ ۱۵ حصہ اول (۶) رجسٹر بیعت مطبوعہ تاریخ احمدیت جلد ۱ صفحہ ۳۵۴ (۷) تاریخ احمدیت لاہور صفحہ ۲۷۵ (۸) تاریخ احمدیت جلد ۱۵ (۹) اصحاب احمد جلد چہارم۔ ۱۱۔ نئی زندگی ناشر لجنہ اماء اللہ لاہور۔ (۱۱) سفر حیات خودنوشت مسعود احمد خان دہلوی۔

۳۰۲۔حضرت محمد رحیم الدین۔حبیب والہ

ولادت ۱۸۶۲ء۔بیعت ۱۸۹۴ء۔وفات ۴؍ستمبر ۱۹۴۷ء

تعارف: حضرت محمد رحیم الدین رضی اللہ عنہ کا وطن سیوہارہ حبیب والہ ضلع بجنور (صوبہ اتر پردیش) تھا۔آپ کی ولادت سال ۱۸۶۲ء کو ہوئی۔ڈاک پتھر ڈیرہ دون میں بھی ملازم رہے۔

بیعت: آپ نے بیعت ۱۸۹۴ء میں کی۔حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے پاس کئی بار قادیان تشریف لائے۔

آپ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت مسیح موعود علیہ السلام مع خدام مشرق کی طرف جو سڑک جاتی ہے سیر کو گئے۔سیٹھ عبدالرحمٰن مدراسی بھی ہمراہ تھے۔آپ نے فرمایا کہ مجھے دکھایا گیا ہے کہ قادیان کی آبادی سری گوبند پور تک چلی جاوے گی۔گویا سری گوبند پور اور قادیان ایک شہر ہو گیا ہے‘‘

آپؓ نے سنا کہ کرم دین کے مقدمہ میں مجسٹریٹ حضرت صاحب علیہ السلام کو نہیں چھوڑے گا آپ نے دعا کی تو الہام ہوا۔’’مرزا صاحب کا بال بھی بیکا نہ ہوگا‘‘

وفات: آپ نے اپنی عمر کا آخری حصہ دارالامان قادیان میں گزارا۔۴؍ستمبر ۱۹۴۷ء میں آپ کی وفات ہوئی۔بہشتی مقبرہ قطعہ رفقاء میں مدفون ہیں۔

اولاد: حضرت منشی رحیم الدین صاحب کی شادی محترمہ رحمت النساء صاحبہ سے ہوئی۔حضرت منشی صاحب کے تین بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔آپ کی بیٹیاں صفیہ بانو اور رشیدہ بانو تھیں بیٹیاں احمدی تھیں مگر بیٹے احمدیت کی نعمت سے محروم رہے۔آپ کی صاحبزادی مکرمہ صفیہ بانو کی شادی میاں محمد یامین تاجر کتب آف قادیان سے ہوئی تھی۔اس بیٹی سے اولاد مکرمہ امۃ الرحمٰن صاحبہ اہلیہ قریشی عبدالوحید صاحب آف قصور اور مکرم محمد یوسف صاحب حال کینیڈا ہیں۔اسی طرح امۃ الرحیم (اہلیہ حافظ شفیق احمد مرحوم انچارج حافظ کلاس) اور دیگر تین بیٹیاں بھی تھیں۔

ماخذ: (۱)احمدی جنتری ۱۹۵۴ء صفحہ ۳۰ (۲) رجسٹر روایات نمبر۳ غیر مطبوعہ (۳) بیان ’’فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ‘‘ مطبوعہ الفضل ۲۵؍اگست ۱۹۹۹ء (۴) بیان مکرم فخر الحق شمس اسسٹنٹ ایڈیٹر الفضل۔

☆

۳۰۳۔حضرت شیخ حرمت علی صاحب کراری۔الٰہ آباد

بیعت:ابتدائی ایام میں

تعارف و بیعت: حضرت شیخ حرمت علی صاحب رضی اللہ عنہ کراری الٰہ آباد کے رہنے والے تھے۔آپ کی بیعت ابتدائی زمانہ کی ہے۔حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتاب آریہ دھرم میں آپ کے نام کے ساتھ ''محلّہ بارہ دری'' لکھا ہے۔

نوٹ: آپ کے تفصیلی سوانح حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱)ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد۱۱ (۲) آریہ دھرم روحانی خزائن جلد۱۰۔

☆

۳۰۴۔حضرت میاں نور محمد صاحب غوث گڑھ۔پٹیالہ

بیعت:۴؍مارچ ۱۸۹۰ء

تعارف: حضرت میاں نور محمد رضی اللہ عنہ ولد مکرم چوہدری لکّھا غوث گڑھ کے زمیندار تھے۔غوث گڑھ تحصیل سرہند ریاست پٹیالہ میں ہے۔حضرت منشی عبداللہ سنوری کے ذریعہ احمدیت کا تعارف ہوا۔

بیعت: رجسٹر بیعت اُولیٰ میں ۲۰۲ نمبر پر آپ کی بیعت کا اندراج ہے۔آپ نے ۴؍مارچ ۱۸۹۰ء کو بیعت کی سعادت پائی۔

تاریخ احمدیت میں غوث گڑھ کے دو احباب نور محمد صاحب کے نام سے محفوظ ہیں۔ایک نور محمد صاحب ولد لکھا نمبردار غوث گڑھ بیعت ۴؍مارچ ۱۸۹۰ء ہیں۔پیشہ نمبرداری و زراعت و زمینداری لکھا ہے۔دوسرے نور محمد ولد ہوشناک غوث گڑھ پٹیالہ رجسٹر بیعت میں اندراج ۱۸۷ نمبر پر ہے اور ۲۵؍جولائی ۱۸۸۹ء کی بیعت ہے۔آپ بھی نمبردار اور زمیندار تھے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت میاں نور محمد صاحب زمیندار غوث گڑھ ریاست پٹیالہ جلسہ سالانہ ۱۸۹۲ء میں بھی شامل ہوئے۔''آئینہ کمالات اسلام میں ۹۳ نمبر پر حضورؑ نے آپ کا نام لکھا ہے۔

اولاد: حضرت میاں نور محمد صاحبؓ کے بیٹے چوہدری عبدالقدیر صاحب تقسیم ہند کے بعد ضلع سرگودھا کے چک ۳۸ جنوبی میں رہائش پذیر ہوئے۔آپ کے دوسرے بیٹے چوہدری بشیر احمد صاحب مرحوم والد مکرم چوہدری نصیر احمد

صاحب ایڈووکیٹ (مدفون چک ۳۸ضلع سرگودھا)۔میاں نور محمد صاحب کے پوتے ہیں۔چوہدری عبدالمجید صاحب مرحوم (مدفون غوث گڑھ)۔محترمہ رقیہ بیگم مرحومہ اہلیہ مکرم عبداللطیف صاحب (مدفون چک ۳۸ضلع سرگودھا)

ماخذ: (۱) آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد۵ (۲) رجسٹر بیعت اولیٰ مندرجہ تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ ۳۵۲۔۳۵۳ (۳) انٹرویو مکرم چوہدری عبدالقدیر صاحب نمبر چک ۳۸ جنوبی سرگودھا جو مکرم ریاض محمود باجوہ صاحب مربی سلسلہ دفتر شعبہ تاریخ احمدیت نے 21 ستمبر 2007ء کو لیا۔

☆

۳۰۵۔حضرت مستری اسلام احمد صاحب۔بھیرہ

ولادت:۱۸۵۰ء۔بیعت:۱۸۹۲ء۔وفات:۱۹۱۹ء

تعارف: حضرت مستری اسلام احمد رضی اللہ عنہ بھیرہ سے تعلق رکھتے تھے آپ کا نام اسلام دین تھا۔مگر سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے اسلام احمد سے تبدیل کر دیا۔آپ کی ولادت ۱۸۵۰ء میں ہوئی۔حضرت حکیم نورالدین رضی اللہ عنہ (خلیفۃ المسیح الاوّل) کے ہمسایہ تھے۔اکثر قادیان جاتے تھے۔ایک مرتبہ حضورؑ نے مجلس عرفان میں دوستوں کو تقویٰ کی تاکید فرمائی تو مکرم اسلام احمد صاحب نے عرض کیا حضورؑ! تقویٰ کی تشریح فرمادیں۔حضور نے فرمایا۔''دیکھو انسان جب جنگل میں سے گزرتا ہے تو اپنے جسم اور کپڑوں کو جھاڑیوں سے بچا کر گزرتا ہے۔اسی طرح ہر خراب بات سے بچنا تقویٰ ہے۔

بیعت: تاریخ بھیرہ کے مطابق آپ کی بیعت سال ۱۸۹۲ء کی ہے۔

وفات: آپ نے بھیرہ میں ۱۹۱۹ء میں وفات پائی۔

نوٹ: آپ کے تفصیلی سوانح حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: تاریخ احمدیت بھیرہ۔

☆

۳۰۶۔حضرت حسینی خاں صاحب۔الٰہ آباد

بیعت:ابتدائی ایام میں

تعارف و بیعت: حضرت حسینی خاں رضی اللہ عنہ الٰہ آباد کے رہنے والے تھے۔ضمیمہ انجام آتھم میں ۳۱۳/اصحاب صدق وصفا میں آپ کا نام حضرت اقدس نے درج فرمایا۔

البتہ حضرت اقدسؑ نے آپ کا نام کتاب آریہ دھرم میں گورنمنٹ ہند کے پاس بھجوائے گئے مذہبی مباحثات سے متعلق نوٹس کے دستخط کنندگان میں شامل کیا ہے۔آپ کی بیعت ابتدائی ایام کی ہے۔

نوٹ: آپ کے تفصیلی سوانح حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱)ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ (۲) آریہ دھرم روحانی خزائن جلد ۱۰

☆

۳۰۷۔حضرت قاضی رضی الدین صاحب۔اکبرآباد

بیعت: ابتدائی ایام میں

تعارف و بیعت: حضرت قاضی رضی الدین رضی اللہ عنہ اکبرآباد کے تھے۔آپ کی بیعت ابتدائی ایام کی ہے۔ حضرت اقدس نے آپ کا نام ضمیمہ انجام آتھم کی فہرست اصحاب صدق وصفا میں درج کیا ہے۔کتاب البریہ میں پُرامن جماعت میں آپ کا نام درج ہے۔

نوٹ: آپ کے تفصیلی سوانح حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱)ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ (۲) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳

☆

۳۰۸۔حضرت سعداللہ خان صاحب۔الٰہ آباد

بیعت: ابتدائی ایام میں

تعارف و بیعت: حضرت سعداللہ خان رضی اللہ عنہ الٰہ آباد کے رہنے والے تھے۔آپ کی بیعت ابتدائی ایام کی ہے۔حضرت اقدس نے آپ کا نام ضمیمہ انجام آتھم کی فہرست اصحاب صدق وصفا میں درج کیا ہے۔کتاب البریہ میں آپ کا نام پُرامن جماعت میں درج ہے۔

نوٹ: آپ کے تفصیلی سوانح حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱)ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ (۲) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳

☆

۳۰۹۔حضرت مولوی عبدالحق صاحب ولد مولوی فضل حق صاحب مدرس سامانہ پٹیالہ

بیعت ۱۸۹۱ء

تعارف و بیعت: حضرت مولوی عبدالحق رضی اللہ عنہ سامانہ پٹیالہ کے رہنے والے تھے۔آپ کی بیعت ۱۸۹۱ء میں ہوئی۔حضرت اقدس نے آپ کا نام ضمیمہ انجام آتھم کی فہرست اصحاب صدق وصفا میں درج کیا ہے۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: ازالہ اوہام میں آپ کا نام ''حبی فی اللہ میاں عبدالحق صاحب متوطن پٹیالہ'' مخلصین میں درج ہے۔ یہ کتاب ۱۸۹۱ء کی تصنیف ہے۔لہٰذا اس وقت حضرت میاں عبدالحق سلسلہ احمدیہ میں شامل ہو چکے تھے۔

مولانا جلال الدین صاحب شمسؓ نے آپ کا نام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیعت کنندگان معاصر علماء کرام کی فہرست میں درج کیا ہے جنھوں نے حضرت اقدسؑ کی بیعت کی تھی۔

نوٹ: آپ کے تفصیلی سوانح حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: (۱)ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد۳ (۲) صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۶۴ء۔

☆

۳۱۰۔حضرت مولوی حبیب اللہ صاحب مرحوم محافظ دفتر پولس جہلم

بیعت: ابتدائی ایام میں وفات: ۱۸۹۷ء سے قبل

تعارف و بیعت: حضرت مولوی حبیب اللہ رضی اللہ عنہ دفتر پولیس جہلم میں محافظ ملازم تھے۔آپ کے والد ماجد کا نام حافظ اللہ دتا صاحب تھا۔آپ کی بیعت ابتدائی زمانہ کی ہے۔حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمسؓ نے آپ کا اسم گرامی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے معاصر علماء کرام جنہوں نے آپؑ کی بیعت کی تھی کی فہرست میں درج کیا ہے۔آپ کے دوسرے بھائی حضرت میاں کریم اللہ صاحبؓ سارجنٹ پولیس جہلم بھی ۳۱۳ کی فہرست ضمیمہ انجام آتھم میں شامل ہیں۔جن کا نام نمبر ۳۱۳ پر ہے۔تیسرے بھائی حضرت مرزا عظیم اللہ تھے جنہوں نے ۱۹۰۳ء میں جہلم میں حضرت اقدسؑ کی دستی بیعت کی تھی۔آپ کا خاندان موضع متعال جہلم شہر کے جانب ۷،۸ میل کے فاصلہ پر میں آباد تھا۔

حضرت اقدسؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے کتاب البریہ میں آپ کا نام پُر امن جماعت میں تحریر

فرمایا ہے۔

وفات اور اولاد: آپ حضرت اقدسؑ کی زندگی میں ہی وفات پا گئے تھے۔ آپ کی اولاد میں مکرم مرزا عبدالحق صاحب اور مکرم مرزا عبدالخالق صاحب تھے۔ اور ایک بیٹی زینب بی بی صاحبہ ان میں سے صرف مرزا عبدالحق صاحب احمدی تھے آگے ان کی اولاد ۶ بیٹے اور ۴ بیٹیاں تھیں حضرت مولوی حبیب اللہؓ کی پوتی مکرمہ امۃ الرشید صاحبہ (اہلیہ چوہدری منور احمد صاحب) کے ۳ بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں ایک بیٹا مکرم عزیز محمد سعید واقف زندگی ہیں۔

ماخذ: (۱) ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ (۲) کتاب البریہ روحا خزائن جلد ۱۳ (۳) صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۶۴ء (۴) غیر مطبوعہ مقالہ ''ضلع جہلم کے صحابہ'' از ملک منور احمد احسان صاحب (۵) انٹرویو مکرمہ امۃ الرشید صاحبہ و مکرم چوہدری منور احمد صاحب دارالرحمت وسطی ربوہ۔

تین صد تیرہ اصحابِ صدق و وفا

(مکرم مسعود چوہدری صاحب)

خلوص و مہر و اُلفت کے تھے مظہر تین سو تیرہ
بلاشک جانثاری میں تھے بڑھ کر تین سو تیرہ

مسیحِ موعود سے وہ والہانہ پیار کرتے تھے
اسی خاطر ہوئے کنکر سے گوہر تین سو تیرہ

ہجوم عاشقاں دیکھا مسیحِ خوش نوا کے گرد
کہ جیسے چاند کے ہوں گرد اختر تین سو تیرہ

اذانِ صبح کے پیکر، جمالِ شام کے عُنوان
گلستانِ مسیحا کے گلِ تر تین سو تیرہ

شب تاریک میں چمکے مہ و انجم سے بھی بڑھ کر
وہ جُلووں سے مسیحا کے منوّر تین سو تیرہ

فلک تو ایک سورج سے ہے نازاں اپنی قسمت پر
زمیں پر ضوفشاں تھے مثلِ خاور تین سو تیرہ

بُلند و بالا مذہب کو کیا کردار سے اپنے
تھے دُنیا میں حقائق کے دلاور تین سو تیرہ

مسیحی آگہی سے علم کا پرچم کیا روشن
تھے احساسات کی دُنیا کے زیور تین سو تیرہ

سراپا انقلاب ان کو ہر اِک ذی روح کہتا ہے
تھے انسانوں کی دُنیا میں قلندر تین سو تیرہ

جسے دیکھو وہ اپنی ذات میں اِک انجمن ٹھہرا
لکھا کے لائے تھے اعلیٰ مقدّر تین سو تیرہ

ہمیشہ ڈھال بن کر رہتے تھے وہ دین کی خاطر
تھے بحرِ وحدتِ حق کے شناور تین سو تیرہ

رہے گا نام زندہ جب تلک قائم ہے یہ دُنیا
محبت اور اُخوّت کے تھے پیکر تین سو تیرہ

نظیر ان کی نہیں ملتی کھنگال آئے جہاں سارا
تھے قلب و روح کی منزل کے رہبر تین سو تیرہ

رہیں گے کارنامے ان کے ہر تاریخ میں
زندہ تھے عرشِ ذات پر مہرِ منوّر تین سو تیرہ

سکوں مسعودؔ مل جاتا ہے ان کے ذکر سے مجھ کو
حقیقت میں تھے وہ مہدی کے دلبر تین سو تیرہ

۳۱۱۔حضرت رجب علی صاحب پنشنر ساکن جھونسی کہنہ ضلع الٰہ آباد

بیعت:ابتدائی ایام میں

تعارف و بیعت: حضرت رجب علی رضی اللہ عنہ جھونسی کہنہ کے رہنے والے تھے۔آپ کی بیعت ابتدائی ایام کی ہے۔حضرت اقدس نے آپ کا نام ضمیمہ انجام آتھم کی فہرست اصحاب صدق وصفا میں درج کیا ہے۔

نوٹ: آپ کے تفصیلی سوانح حالات نہیں مل سکے۔

ماخذ: ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱۔

۳۱۲۔حضرت ڈاکٹر سید منصب علی صاحب پنشنر۔الٰہ آباد

بیعت:ابتدائی ایام میں

تعارف و بیعت: حضرت ڈاکٹر سید منصب علی رضی اللہ عنہ کا تعلق بھی الہ آباد سے تھا۔آپ کی بیعت ابتدائی ایام کی ہے۔

نوٹ: آپ کے تفصیلی سوانح حالات نہیں مل سکے۔ **ماخذ:** ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱

۳۱۴۔ حضرت میاں کریم اللہ صاحب سارجنٹ پولس جہلم

بیعت: ابتدائی ایام میں۔ وفات: اپریل ۱۹۲۸ء

تعارف: حضرت میاں کریم اللہ رضی اللہ عنہ سارجنٹ پولیس جہلم تھے۔ آپ کے والد ماجد کا نام حافظ اللہ دتا صاحب تھا آپ برلاس مغل قوم سے تھے۔ آپ موضع متعال (جہلم شہر سے شمالی جانب ۷، ۸میل کے فاصلہ پر) کے رہنے والے تھے۔ آپ پولیس میں عام سپاہی کی حیثیت سے ملازم ہوئے۔

بیعت: آپ کی بیعت ابتدائی ایام کی ہے۔ قبول احمدیت کے بعد زیادہ وقت مسجد احمدیہ نیا محلّہ جہلم شہر میں رہتے۔ مالی قربانیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ پنشن کے بعد جہلم میں مسجد احمدیہ میں واقع احمدیہ پرائمری سکول میں انچارج مقرر ہوئے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی کتب میں ذکر: حضرت اقدسؑ نے کتاب البریہ میں آپ کا نام پُرامن جماعت کے ضمن میں درج فرمایا ہے۔

وفات: آپ نے اپریل ۱۹۲۸ء میں وفات پائی۔

اولاد: آپ نے چار شادیاں کیں۔ جن سے کوئی نرینہ اولاد نہ ہوئی۔ دو بیٹیاں بھی ابتداء میں وفات پا گئیں۔

ماخذ: (۱) ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ (۲) کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ (۳) مقالہ جامعہ احمدیہ ضلع جہلم کے صحابہؓ (غیر مطبوعہ) از ملک منور احمد احسان صاحب (۴) انٹرویو امۃ الرشید صاحبہ و چوہدری منور احمد صاحب دارالرحمت وسطی ربوہ۔

○○○○○

''اصحاب صدق وصفا'' کی عظمت

''خدا تعالیٰ نے اپنے خاص احسان سے یہ صدق سے بھری ہوئی روحیں مجھے عطا کی ہیں''

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی آمد سے اس مبارک دور کا آغاز ہوا جس سے دین حق کا غلبہ مقدر تھا۔ آپؑ کے ذریعہ ایک عظیم روحانی تغیر برپا ہوا۔ جس کا اشارہ وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ میں ہے اور جامع بخاری کی حدیث کے مطابق حضرت ابو ہریرہ کے دریافت کرنے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخرین کی جماعت کو اپنے صحابہ کرام کا مثیل قرار دیا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے رفقاء کی عظمت کے بارہ میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے صدق سے بھری ہوئی روحیں مجھے عطا فرمائی ہیں۔ فرمایا:

''میں اس بات کے اظہار اور اس کے شکر کے ادا کرنے کے بغیر نہیں رہ سکتا کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم نے مجھے اکیلا نہیں چھوڑا۔ میرے ساتھ تعلق اخوت پکڑنے والے اور اس سلسلہ میں داخل ہونے والے جس کو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا ہے۔ محبت اور اخلاص کے رنگ سے ایک عجیب طرز پر رنگین ہیں۔ نہ میں نے اپنی محنت سے بلکہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص احسان سے یہ صدق سے بھری ہوئی روحیں مجھے عطا کی ہیں۔'' (فتح اسلام روحانی خزائن جلد۳ صفحہ ۳۵)

انجام آتھم میں اپنے مخلص رفقاء کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''......پس میں یقیناً جانتا ہوں کہ اس قدر بنی آدم کی توبہ کا ذریعہ جو مجھ کو ٹھہرایا گیا یہ اس قبولیت کا نشان ہے جو خدا کی رضامندی کے بعد حاصل ہوتی ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ میری بیعت کرنے والوں میں دن بدن صلاحیت اور تقویٰ ترقی پذیر ہے۔...... گویا ہماری جماعت میں ایک اور عالم پیدا ہو گیا ہے۔ میں اکثر کو دیکھتا ہوں کہ سجدہ میں روتے اور تہجد میں تضرّع کرتے ہیں۔ ناپاک دل کے لوگ ان کو کافر کہتے ہیں اور وہ اسلام کا جگر اور دل ہیں۔...... ہماری ہندوستان کے شہروں کی مخلص جماعتیں وہ نور اخلاص اور محبت اپنے اندر رکھتی ہیں کہ اگر ایک بافراست آدمی ایک مجمع میں ان کے منہ دیکھے تو یقیناً سمجھ لے گا کہ یہ خدا کا ایک معجزہ ہے جو ایسے اخلاص ان کے دل میں بھر دیئے۔ اُن کے چہروں پر اُن کی محبت کے نور چمک رہے ہیں وہ ایک پہلی جماعت ہے جس کو خدا صدق کا نمونہ دکھلانے کے لئے تیار کر رہا ہے۔''

(انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۳۱۵)

حضرت خلیفة المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''ہماری خوش قسمتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے ہمارے امام کو بھی آدم کہا...... کہ اس آدم کی اولاد بھی دنیا میں اس

طرح پھیلنے والی ہے- میرا ایمان ہے کہ بڑے خوش قسمت وہ لوگ ہیں جن کے تعلقات اس آدم کے ساتھ ہوں گے کیونکہ اس کی اولاد میں اس قسم کے رجال اور نساء پیدا ہونے والے ہیں جو خدا تعالیٰ کے حضور میں خاص طور پر منتخب ہو کر اس کے مکالمات سے مشرف ہوں گے مبارک ہیں وہ لوگ......''

(حقائق الفرقان جلد دوم صفحہ ۴)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے صحابہؓ حضرت مسیح موعودؑ کے جذبۂ ایثار و فدائیت کی مثال دیتے ہوئے فرمایا:

''......حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں کئی لوگ ایسے تھے جنہیں قادیان میں صرف دو تین دفعہ آنے کا موقعہ ملا اور انہوں نے اپنے دل میں یہ سمجھا کہ خدا تعالیٰ نے بڑا فضل کیا کہ ہمارا قادیان سے تعلق پیدا ہو گیا......مگر آج اس چیز کی اس قدر اہمیت ہے کہ ہماری جماعت میں سے کئی لوگ ہیں جو حضرت مسیح موعودؑ کا زمانہ یاد کر کے بڑی خوشی سے یہ کہنے کے لئے تیار ہو جائیں گے کہ کاش ہماری عمر میں سے دس یا بیس سال کم ہو جاتے لیکن ہمیں زندگی میں صرف ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ کو دیکھنے کا موقعہ مل جاتا......حضرت مسیح موعودؑ کا زمانہ تو گزر گیا اب آپ کے خلفاء اور صحابہؓ کا زمانہ ہے مگر یاد رکھو کچھ عرصہ کے بعد ایک زمانہ ایسا آئے گا جب چین سے لے کر یورپ کے کناروں تک لوگ سفر کریں گے اس تلاش، اس جستجو اور اس دُھن میں کہ کوئی شخص انہیں ایسا مل جائے جس نے حضرت مسیح موعودؑ سے بات کی ہو مگر انہیں کوئی ایسا شخص نہیں ملے گا- پھر وہ کوشش کریں گے کہ انہیں کوئی ایسا شخص مل جائے جس نے حضرت مسیح موعودؑ سے بات نہ کی ہو، آپ سے مصافحہ نہ کیا ہو صرف اس نے آپ کو دیکھا ہی ہو مگر انہیں ایسا بھی کوئی شخص نظر نہیں آئے گا- پھر وہ تلاش کریں گے کہ کاش انہیں کوئی ایسا شخص مل جائے جس نے گو حضرت مسیح موعودؑ سے بات نہ کی ہو، آپ سے مصافحہ نہ کیا ہو، آپ کو دیکھا نہ ہو، مگر کم از کم وہ اس وقت اتنا چھوٹا بچہ ہو کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اس کو دیکھا ہو مگر انہیں ایسا بھی کوئی شخص نہیں ملے گا لیکن آج ہماری جماعت کے لئے موقعہ ہے کہ وہ ان برکات کو حاصل کرے-'' (الفضل ۱۵/اپریل ۱۹۴۴ء صفحہ ۳-۴)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

''ذرا غور کرو تم پر اللہ تعالیٰ نے کتنا فضل کیا کہ اپنا مسیح تمہیں دکھایا، پھر دنیا پر تمہیں کیا اتنا رحم نہیں آتا کہ مسیح موعودؑ کے صحابہ ہی اسے دکھا دو- پچاس ساٹھ سال کے بعد یہ......ہم میں نہیں ہوں گے- غور کرو یہ کتنا بڑا ظلم ہے کہ ہم دنیا کو جا کر جب آپؑ کا پیغام سنائیں اور لوگ پوچھیں کہ وہ کہاں ہیں تو ہم کہہ دیں وہ فوت ہو گئے اور جب وہ پوچھیں کہ وہ کون لوگ ہیں جو آپ کے ہاتھ پر ایمان لائے تھے تو کہہ دیں کہ وہ بھی فوت ہو گئے- مجھے یہ واقعہ کبھی نہیں بھولتا، میں جب انگلستان میں گیا تو وہاں ایک بوڑھا انگریز نو مسلم تھا، اسے علم تھا کہ میں حضرت مسیح موعودؑ کا بیٹا اور خلیفہ ہوں مگر پھر بھی وہ نہایت محبت اور اخلاص سے کہنے لگا کہ میں ایک بات پوچھتا ہوں آپ ٹھیک جواب دیں گے؟ میں نے کہا ہاں! وہ کہنے لگا- کیا حضرت مسیح موعودؑ

نبی تھے؟ میں نے کہا ہاں! تو اس نے کہا اچھا مجھے اس سے بڑی خوشی ہوئی - پھر کہنے لگا آپ قسم کھا کر بتائیں کہ آپ نے انہیں دیکھا؟ میں نے کہا ہاں میں ان کا بیٹا ہوں - اس نے کہا - نہیں میرے سوال کا جواب دیں کہ ان کو دیکھا! میں نے کہا ہاں دیکھا تو وہ کہنے لگا کہ اچھا میرے ساتھ مصافحہ کریں اور مصافحہ کرنے کے بعد کہا مجھے بڑی ہی خوشی ہوئی کہ میں نے اس ہاتھ کو چھوا جس نے مسیح موعود کے ہاتھوں کو چھوا تھا - اب تک وہ نظارہ میرے دل پر نقش ہے۔

...... مجھے اس خیال سے بھی گھبراہٹ ہوتی ہے کہ وہ لاکھوں انسان جو چین، جاپان، روس، افریقہ اور دنیا کے تمام گوشوں میں آباد ہیں اور جن کے اندر نیکی اور تقویٰ ہے ان کے دلوں میں خدا کی محبت ہے مگر ان کو ابھی وہ نور نہیں ملا ہم ان تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پہنچائیں اور وہ خوشی سے اُچھلیں اور کہیں کہ ہمیں حضرت مسیح موعود دکھلاؤ اور جب ہم کہیں کہ وہ فوت ہو گئے تو وہ پوچھیں کہ اچھا ان کے شاگرد کہاں ہیں تو ہم انہیں کہیں کہ وہ بھی فوت ہو گئے تو وہ پوچھیں کہ اچھا ان کے شاگرد کہاں ہیں تو ہم انہیں کہیں کہ وہ بھی فوت ہو گئے، احمدیوں کا یہ جواب سن کر وہ لوگ کیا کہیں گے......

حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے اس کا یہ مطلب نہیں کہ کپڑوں میں برکت زیادہ ہوتی ہے بلکہ اس میں بتایا ہے کہ جب انسان نہ ملیں گے تو لوگ کپڑوں سے ہی برکت ڈھونڈیں گے ورنہ انسان کے مقابلہ میں کپڑے کی کیا حیثیت ہوتی ہے وہ کپڑا جو جسم کو لگا اس ہاتھ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھ سکتا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ میں گیا اور وہیں پیوست ہو گیا، آپ سے نور اور برکت لی اور آپ کے نور میں اتنا ڈوبا کہ خود نور بن گیا کبھی ممکن نہیں کہ ایسے ہاتھ کو چھونے سے تو برکت نہ ملے اور کپڑوں کو چھونے سے ملے - کپڑوں سے برکت ڈھونڈنے سے مراد...... یہ ہے کہ ایک وقت ایسا آئے گا جب لوگ آپ سے ملنے والوں کو ڈھونڈیں گے اور جب کوئی نہ ملے گا تو کہیں گے اچھا کپڑے ہی سہی اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ بادشاہ بھی آپ کے کپڑوں کے لئے ترسیں گے - پس براہ راست حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو چھونے والے انسان ہمیشہ نہیں رہ سکتے......''

(الفضل ۱۷/اپریل ۱۹۳۵ء صفحہ ۷)

یقیناً اصحاب صدق وصفا، جماعت آخرین کے مصداق ہیں، صدق سے بھری ہوئی روحیں نور اخلاص سے مزیّن، قربانی اور جانفشانی کا اعلیٰ نمونہ ''اسلام کا جگر اور دل'' کہلانے کا استحقاق رکھتے ہیں اور فی الواقع ایک صاحبِ فراست سمجھ لے گا کہ

''یہ خدا کا ایک معجزہ ہے جو ایسے اخلاص ان کے دل میں بھر دیئے۔ ان کے چہروں پر ان کی محبت کے نور چمک رہے ہیں۔'' (روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۳۱۵)

اشاریہ

مرتبہ: مکرم عبدالمالک صاحب

اسماء

ب

ف

مقامات

کتابیات

قرآن کریم واحادیث مبارکہ

قرآن کریم

تفسیر کبیر از حضرت مصلح موعود

صحیح بخاری

صحیح مسلم

سنن ابوداؤد

فتح الباری جلد ۷

مسند احمد بن حنبل

جواہر الاسرار

مستدرک جلد ۲

دلائل النبوۃ جلد ۳

کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام

براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد ۱

ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد ۳

فتح اسلام روحانی خزائن جلد ۳

آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵

تحفہ بغداد روحانی خزائن جلد ۷

حمامۃ البشریٰ روحانی خزائن جلد ۷

نور القرآن روحانی خزائن جلد ۸

منن الرحمٰن روحانی خزائن جلد ۹

آریہ دھرم روحانی خزائن جلد ۱۰

انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱

سراج منیر روحانی خزائن جلد ۱۲

کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳

کشف الغطاء روحانی خزائن جلد ۱۴

تریاق القلوب روحانی خزائن جلد ۱۵

تحفہ گولڑویہ روحانی خزائن جلد ۱۷

نزول المسیح روحانی خزائن جلد ۱۸

تذکرۃ الشہادتین روحانی خزائن جلد ۲۰

لیکچر سیالکوٹ روحانی خزائن جلد ۲۰

آسمانی فیصلہ روحانی جلد ۲۱

حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۱

ضمیمہ براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد ۲۱

براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد ۲۲

تبلیغ رسالت جلد ۱۰، ۱۳

ملفوظات تمام جلدیں

درثمین اردو

درثمین فارسی

مجموعہ اشتہارات جلد سوم

مکتوبات احمدیہ جلد ۴، ۱/ ۵، ۲/ ۵، ۳/ ۵، ۶/ ۵

کتب حضرت خلیفۃ المسیح اوّل

نور الدین بجواب ترک الدین

کلام امیر

کتب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی

انوار العلوم

سیر روحانی

خطبات نکاح

خطبات محمود

سیرت وسوانح

سیرت ابن ہشام

سیرت حضرت مسیح موعودؑ جلد اوّل

حیاتِ احمد جلد چہارم

ذکر حبیب

سیرت المہدی

تذکرۃ المہدی

رجسٹر روایات مکمل

مجددِ اعظم

(In the Company of Promised Messiah)

سیرت سیدہ نصرت جہاں بیگمؓ

حیات نور

مرقاۃ الیقین فی حیاتِ نور الدین

حیاتِ ناصرؓ

سیرت حضرت مولانا عبدالکریم سیالکوٹیؓ

سیرت وسوانح حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحبؓ

نجم الہدیٰ، سوانح مولوی شیر علی صاحبؓ از محترمہ رقیہ بقاپوری

حیاتِ قدسی

حیاتِ حسن

دو بھائی از مولانا غلام باری سیف

سیرت احمد از مولوی قدرت اللہ سنوری

مجاہد کبیر

آئینہ صدق وصفا

یادرفتگاں

اصحاب احمد جلد ۱، ۲، ۴، ۵، ۶، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۳

دوماہی رسالہ اصحاب احمد۔نومبر ۱۹۵۵ء

رجسٹر بیعت

آپ بیتی

لطائف صادق

تاریخ سلسلہ احمدیہ

تاریخ احمدیت از مولانا دوست محمد صاحب شاہد

جلد ۱، ۲، ۳، ۴، ۷، ۸، ۹، ۱۰

لاہور تاریخ احمدیت

کراچی تاریخ احمدیت

راولپنڈی تاریخ احمدیت

تاریخ احمدیہ سرحد

بھیرہ کی تاریخِ احمدیت

تاریخ احمدیت جموں وکشمیر

تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد اوّل

تاریخِ احمدیت افغانستان ۔ مسودہ قلمی بزبان پشتو از سید محمود احمد افغانی

قادیان گائیڈ

احمدی جنتری ۱۹۵۴ء

کتب ورسائل سلسلہ احمدیہ

رسالہ سچائی کا اظہار

رسالہ تائید حق

رسالہ نور احمد

رسالہ درود شریف

افتخار الحق یا انعامات خداوند کریم

عسل مصفّٰی

مضامین حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیلؓ جلد دوئم

عالمگیر برکات مامورِ زمانہ

کیفیاتِ زندگی

رپورٹ صدر انجمن احمدیہ ۱۹۱۱ء

کلامِ حسن رہتاسی

صد سالہ سوونیئر جماعت احمدیہ کراچی

ریویو آف ریلیجنز اردو ۱۹۰۳ء، اپریل ۱۹۰۵ء، اپریل ۱۹۴۷ء، ستمبر ۱۹۴۷ء

رسالہ تعلیم الاسلام ۔ دسمبر ۱۹۰۶ء

المصلح کراچی ۔ دسمبر ۱۹۵۳ء

ہفت روزہ لاہور ۔ ستمبر ۲۰۰۰ء

الحکم قادیان

البدر قادیان

الفضل

انصار اللہ

خالد

تشحیذ الاذہان

دیگر کتب

مظلوم اقبال

اپنا گریبان چاک

تاریخِ لاہور از ڈاکٹر کنہیا لال